

طالع منشی کس شرافت کسین و خوشی

اطلاعی۔ اس مطلع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ دار و مرتبہ کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک طالب کو چاہیہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے بلا حصر و معائنہ سے بے شائبہ اکتان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب کلیات و دواوین و قصائد وغیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نظم کلیات و دواوین و قصائد	کلیات سعدی۔ اقسام و انواع کلام مقبول و غیر مقبول دیوان عرفی شیرازی۔ استاد معروف۔
کلیات حضرت شمس تبریز۔ عارفانہ کلام علی بابہ متضمن اسرار پاکیزہ خوشخط طبعی قلم۔	کلیات جامی۔ از مولانا غفر الرحمن علامہ معروف۔
دیوان شمس تبریز۔ متوسط قلم۔	کلیات نظیری۔ نیشاپوری۔
کلیات عراقی۔ از ملا عراقی نایاب زمانہ۔	کلیات نظم۔ غالب دہلوی۔
کلیات خاقانی۔ کامل در دو جلد از حکیم فضل الدین خاقانی شروانی۔	کلیات غلام امام شہید۔ معروف و مشہور۔ منتخب مجموعہ دواوین از میرزا ناصر انتخاب چار دیوان امیر خسرو۔
دیوان حافظ۔ محشی از شمس الدین محمد شیرازی۔	کلیات صائب۔ از مرزا محمد علی معرفت آفاق۔
دیوان حافظ۔ متوسط قلم۔	انتخاب دیوان صائب۔ تحفہ حاضر و غائب۔
شرح دیوان حافظ۔ از مولانا سید محمد صادق علی رضوی بتوضیح مصطلحات صوفیہ مرغوب عام۔	کلیات حمزین۔ از مولانا شیخ محمد علی حمزین۔
دیوان نعمت خاں عالی۔ شیرازی۔	کلیات ظہیر قاریابی۔ از ملک الشعراء ابونصر قاریابی۔
کلیات النور می مشہور عام عالی کلام حکیم و جلال الدین	دیوان ظہیر قاریابی۔ مداح قبلی ارسلان مقدم از مداح
کلیات مرزا بیدل۔ مقبول اہل دل اقسام کلام	طبیات مذاہنیہ۔ شیخ سعدی ربہ۔
ونکات و رقصات کو شامل۔	قصائد شیخ سعدی۔ معروف و زمانہ۔
دیوان بیدل۔ از مرزا عبد القادر۔	دیوان حضرت احمد جام عارفانہ کلام معروف۔

اعلان حق تصنیف اس کتاب کا بحق نو کشورِ یس میں محمود محفوظ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا آتھی دے سخن کو میرے تو ایسا فروغ بد نور سے جسکے ہو نور بدر کار و روشن چراغ بد خاک تیرہ کو نہ ہی بنے
 دی ہو عقل و جان پاک بد تو نے انجم سے کیا افلاک کا گلزارہ باغ بد جسم خاکی کو دیے وہ بال و پر جو ہو گئے
 مرغ اوسے اجنبی کے بال و پر بازی دلاغ بد ذوق و شوق احمدی سے او مرے عطی کریم بد کر لبالب فضل سے
 اپنے مرے دل کا باغ بد سرمدہ مازاغ سے تین جہنم انکی سرگین بد قاب تو سین اورا دنی کا کھلا جب
 ان یہ باغ بد السلام علیک یا ختم رسل بالظن خوش بد کہتے تھے کوہ و شجر و حشر و طوبی باغ و ریح بد آل اور
 اصحاب کے بھی مدح سے ہو مقبوس بد تاج راغ کو رہو جائیں ترے عصیان کے داغ بد بھیج صلوٰۃ و سلام
 انبر بصدق دل مجید بد اور تحیت جسکا واجب تجھ پہ رہی ہر دم بلاغ بد کائناتین پر فضولون کی ہرگز کان کو
 کیا نہیں تو جانتا ہر باز مرزا دہ کلاغ بد اما ابی یہ ابجد درست ناکر دہ سین و شین سے امتیاز یافتہ تر و لیدہ
 بیانی عبد المجید خان ولد عبد الوحید خان متوطن حافظ آباد عرف پٹی عیت خدمت میں شہید
 زمانوں سخندان کی گزارش گوہر کو میرے ایک عزیز برتیز مغر عبد خان نے قطعہ نعیم و سلیم و ذکی مثل
 اسکے بد ہوا ہو پرا تو نہیں اب کوئی بد بیان کیا کروں اسکی اخلاص کا بد عجب یکہ دی ہو عجب کروئی بد

نائی تھی گاگزرا سہیں کچھ دیکھے سے چکے ہو دوئی سے دوئی بدقتضایہ بدرجہا چ میرے پاس لا کر اسے عطا
 شرح ابرو کی کٹی میں نے جو اسکو دیکھا تو بتاؤ بخشی کے اشارات و کنایات سے سمجھو یہ آبادان پایا گو پوری
 تقریر معنی سے خراب و ویران یعنی ان اشارات و کنایات سے ہر کسی پر سمجھنا معنی شعر کا آسان سمجھنا
 نہ مذاق طلب طالبان معانی کا ایسی تحریر مختصر سے شیرین کام و شیرین روان اگر لکھتے تو خوب لکھتے
 لیکن وہ مثل کہ شعر لکھتے الناس حوٰی غلط شاعر و ہوساق یزیدی و لائستی و لاجرم اس ناگفتہ کو میں نے
 جتایا اور اس خفتہ کو میں نے جگایا اور تعالیٰ سے امید قبول کی ہو اور اہل دید والا نظر سے چشم داشت عفو
 پس و فضول کی قطعہ ترہ سو ترہ وین لکھی میں نے یہ شرح و معنی بدو شرح و بسط میں اپنی بسط و انہ بسط و بدو شرح
 بدر میری شرح اس پر اس طرح بدو جیسے حرفت ماہ کا ہوا ماہ کامل پر محیط بدو نقطہ و المستعان و علیہ التکلیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو کہ حمد آن سلطان عالم را کہ عالم پر درست بدو انس اور راہ ایمان انس و جان را رہبرست بدو اللغات
 حمد تعریف و ستایش عموماً و خصوصاً بیان جلال و جمال حضرت کبریائی جل جلالہ تعریف و ستایش ثنائی و کسبیکائی خوبی
 اختیاری پر بنظر تعظیم اس کے جیسے کہین زبید خوش نویس ہو اصطلاحاً حادہ فعل کہ تعظیم میں ہو خواہ زبان سے
 خواہ دل اور یا قہ سے اور مدح ثنائی زبان سے جو اسکی اختیاری ہو جیسے کہین زبید حسین ہو قبول
 بعض حمد و مدح برابر میں اختیاری بدو غیر اختیاری بشرط نہیں عالم جسکی تعریف ہو عالم یا موسیٰ اندیش
 بالضم الفت و آرام لکھنا کسی چیز سے بالکسر انسان یہ مفرد معنی جمع کے ہو ای و ادنیان جان تپش و یدون
 نام ابوالحسن کا جیسے آدم ابوالبشرین المعنی یعنی باری خدایان اور تعریفین ازل سے اب تک
 اس سلطان عالم کو جو پیدا و پرورش کر دیا عالم کا ہر ثابت و منہ و ابرہین جسکا عشق و اشق تامی
 اش و جان کیو اسطے راہ ایمان میں رہبر و رہنما ہو کہ بدو عشق و انس کے ایمان کو نہیں پاتا
 بس مصرعہ اول گو یا ترجمہ ہو الحمد للہ رب العالمین کا بنا برا تباع کلام پاک جیسا کہ قرآن مجید
 میں ہو او بدو مصرعہ ایما آتیکریمہ و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون سے جس سے

مراد پھر فرق ہے جس ایمان مراد معرفت و عرفان سے ہے کہ جن فرائض بھی درون فراق قابل اسکے ہوں
دوڑن کو عشق اسکا راہ ایمان کی بتاتا ہے اور بے عشق کے سبب بیچ ہر حیسا کہ جامی روح سے فرمایا ہے شعر
ہمان بہتر کہ مادر عشق پیچیم کہ مے این گفتگو پیچیم پیچیم عالم صنعت مگر آتش اینس تخمیں ناخن آتش
و جان متضاد قولہ عالم ایجاد اور نظام کائنات بہ اہتمام نہ عرض در عمدہ یک جوہر است بہ اللغات
ایجاد پیدا کرنا وجود میں لانا نظام رشتہ جوہر و راستگی ہر چیز کائنات موجودات اہتمام کو پیشکش اور دل سے توجہ
کرنا کسی کام میں نہ عرض واضح ہو کہ سوائے واجب الوجود کے ممکن الوجود و قسم ہے جوہر جو قائم بالذات ہے اور
عرض جو قائم بالغیر ہے جو ہر پانچ ہیں جسم جو قابل الابدانہ کے ہے کہ وہ طول عرض عمق ہے بتولی صورت نفس نامت
اور عقل کہ حکما کے نزدیک یہ ایک فرشتہ ہے راہ راست بتائید الا دوسری قسم جوہر عرض ہے یہ لہذا
یہ دو قسم ہے جسمانی جو جسم سے عارض ہو جیسے سیاہی سفیدی حرارت برودت نفسانی کہ نفس نامت کو
عارض ہو جیسے علم دہل اور جوہر و بخل دوسرے کم اور یہ متصل ہے اور متصل متفصل جیسے عدد و کمادے
متفصل ہوتا ہے یعنی احاد و جہاد اس میں موجود ہیں متصل جیسے درازی کسی چیز کی کہ گڑہر تیسری چیز
کہ یہ ایک ہیئت جسم کو لاحق ہوتی ہے کسی مکائین ہونے سے جو تھے متنی کہ نسبت زبان سے جسم آدمی
کو عارض ہوتی ہے پانچویں اضافت جیسے نسبت اوت کی درمیان باپ بیٹے کے کہ یہ بھی ایک لگا ہر
چھٹے وضع کہ بسبب کسی امور داخلہ یا خارجہ کے ہو جیسے قیام و تعدد و سلقا یعنی جت لیٹا سنا توین نقل ہے
جو فاعل میں حاصل ہو بطریق تجد و دقت اثر کرنے فعل کے جیسے وہ کیفیت کہ ارہ کش میں ارہ کشی کے
وقت ہوتی ہے اٹھویں انفعال جو چوب میں ارہ کشی سے ہوتی ہے اور اسکا اثر قبول کرتی ہے توین ملک
کہ وہ ایک ہیئت ہے جو حاصل ہوتی ہے جسم میں بسبب احاطہ کرنے کسی شے کے خواہ کل جسم میں خواہ جز میں جیسے
برقع و رجبہ اور عامہ و کلاہ المعنی تیرکتے ہیں کہ وہ سلطان عالم ایسا قادر مطلق صانع برحق ہے جسے اس عالم
ایجاد میں واسطے اثر آتش و زینا نقش رشتہ کائنات کے اہتمام نہ عرض کا وہ ایک جوہر کے رکھا ہے کہ وہ خواہ
نفس نامت ہے خواہ جسم خواہ وغیرہم جہان جوہر ہو سکے یعنی ہر جوہر کے ساتھ نوع عرض الکا کے اسکو رشتہ
کائنات میں بر دیا ہے اور خود جوہر نہ عرض مگر اسکا جوہر عرض کرنا خالی حکمت سے نہیں جوہر عرض کوہر

امیر خسرو نے کیسا اس شعر میں جمع کیا ہے شعر مرغوبی و راز نیکو دیدم بشہر افرودہ بانخواستہ نشسته از گرد و خروش
 فیروزہ آب اس شعر میں ہر دو جہر ہر دو راز کم ہی نیکو کیفیت دیدم فعل شہر این ظرف بکان افرودہ متنی ظرف مذکر ان
 خواستہ ملک نشسته وضع کرد و خروش اضافت فیروزہ انفعال ایجاد و کائنات اور نظام و اہتمام و عمدہ سب
 مناسب یک گز غرض وجہ ہر معنادہ و یک سیاقۃ الامور اولہ دایہ مہر و زاہر بلوغ سہ پسر بلوغ البکاہ چار زن
 در زیر این نشو بہرست اللغات سہ پسر مولید ثلاثہ حیوانات نباتات جمادات چار زن اربع عناصر کہ
 سب سے اوپر کردہ نار کا ہر اُسکے بعد ہوا کا ہوا کے نیچے آب و خاک نہ شو بہرہ آسمان مع کرسی و عرش عند الحکما
 و رب عند الشرع سات آسمان ہین کہ قولہ تعالیٰ خلق سبع سموات طباقا پیداکے اُسے آسمان طبق طبق المعنی
 یعنی ہر و محبت اُسکی اپنے مخلوق کی پرورش میں ایسی ہی جیسے دایہ کوچہ پر ہوتی ہوا سلیے اُسے خواہ بکاہ چار زن
 اربع عناصر کی نیچے ان نہ شو بہر کے رکھی ہوتا دونوں کے آمیزش و امتزاج سے سلسلہ تولد و تناسل کا
 جاری رہے اور حیوانات و نباتات و جمادات یہ تینوں پسر وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے اور بلوغ و کمال کو
 پہنچتے لہٰذا اس شعر میں سہ اور چار و نہ صنعت سیاقۃ الامور دایہ و سہ و خواہ بکاہ و زن و شو بہر باہم مناسب
 اور لفظ زیر کا باعتبار زن و شو بہر کے کیسا خوب ہے قولہ در سیاست گاہ قہر شہر فضاء کائنات قطب را
 واکم جنازہ بر سرستہ و خضرستہ اللغات سیاست حدما زنا تنبیہ کرنا طرانا سیاست گاہ وہ جگہ جہاں مجسم
 کو بہر اذین کہ وہ اکثر چوراہد لہٰذا بازار و گد رگاہ عوام ہوتی ہے فضاء بالفتح میدان و فراخی و جاسہ فراخ قطب بالضم
 چکی کے گلے اور نام ستارہ دوریہ و زمین شمالی و جنوبی شمالی نظر آتا ہوا اسی پر بنا مسجد کی کرتے ہین جنازہ وہ
 چار پائی وغیرہ جن پر مردہ کو ڈالین سہ و خضرستہ و زہرستہ کہ ایک شکل ہے ستاروں کی شمال میں جو ہمیشہ کہ قطب
 شمالی کے رات دن بھرتے رہتے ہین اور یہ سات ستارے ہین جنکو نباتات النعش کہتے ہین نعش اس اعتبار سے
 کہ منجلہ ان کے چار ستارہ بصورت چار پائی کے اور تین ستارے جو اس نعش کے نیچے ہین ایسے کہ گویا اس نعش
 کو سر پر اپنے اٹھائے ہوئے ہین انہیں کو فناء نے سد خضر کہا ہے المعنی یعنی قہر اسکا ایسا ہے جسے سیاست گاہ
 اپنی فضاء کائنات پر جو فلک ہے مقرر کی ہو واسطے تنبیہ و اعلام جملہ موجودات کے کہ غیب دیکھیں اور
 متنبہ ہوں اُسکے قہر سے چنانچہ ظاہر کہ قطب جیسے ستارہ کا کہ اپنی جگہ سے جو اُسے بنا دی ہو جو بھرتا و زمین

باہم جہانہ اسکا بہ ذخیر ہر وقت ہر پر سکے گرد اسکے پھرتی ہیں رہتی ہیں کہ ذرا اپنی حد سے تجاوز کرے
 فوراً تہیاست کیا جائے اور گردن ماری جائے قولہ صبح خندان لب ز سہم تیغ قہر شہر سحر با گریان
 دریدہ ز بر نیلی چادرست اللغات سہم بالغ ترس و نیم یعنی تیر گریبان میں گرے بکسر کا مستحی دیا
 معروف گردن و بان بمعنی نگاہ دارندہ اور نگاہ دارندہ گردن چنانچہ یہ صفت گریبان میں ہو نیلی چادر آسان
 المعنی یعنی اگرچہ صبح خندان لب ہو اور ہر کسی کو قہر و تشیظ بخشنیوالی لیکن اسکے ترس و سہم قہر سے ہر صبح
 سایان باتیوں کا بنائے ظاہر ہوتی ہو یعنی گریبان دریدہ اور چادر نیلی بر سر کشیدہ کہ یہ صورت باتیوں
 کی ہو سہم کے لفظ میں بر عایت تیغ کے بمعنی تیر کے بھی ہو ایہام ہو اور صبح اور سحر صنعت تراوی گریبان
 اور چادر باہم مناسب قولہ پادشاہ پادشاہان جان نگار انس و جان پانکھ نامش بر زبان از آب حوان خوشتر
 از برائے تشنگان راہ مهرش آفتاب بند بر سرائین نہ خم فیروزہ زرین ساغرستہ اللغات قہر عشق و محبت آفتاب
 و نہ خم فیروزہ نہ فلک زرین ساغر آفتاب المعنی یعنی وہ سلطان عالم پادشاہ پادشاہوں کا ہو اور معصور
 جان انس و جان کا اور ایسا کہ اسکے نام پاک کو زبان آب حیات سے زیادہ خوش جانتی ہو اسی کو ان لوگوں پر
 کہ جو تشنہ اسکی راہ محبت و عشق کے ہیں یہ عنایت و نظر لطف کی ہو کہ آفتاب ان کے لیے ایسا ہو جیسے
 ایک ساغر زرین نہ خم فیروزہ پر رکھا ہوا اتا ایسے ساغر زرین اور خم ہائے فیروزہ سے چاہیں جتنا نوش کریں
 اور سیراب ہوں پادشاہ پادشاہان بمصدق آیت کریمہ ایس اللہ با حکم الحاکمین کیا نہیں ہو اللہ رب
 حاکمون سے حاکم تر لفظ تہمین ایہام ہو لفظ آفتاب آفتاب کے اول آخیر سے بھی آب حاصل ہوتا ہو
 اور جزا خیر بھی اسکا آب ہو مناسب بہ تشنہ فیروزہ میں لفظ روز بر عایت آفتاب موجود زرین میں لفظ
 زر موجود جسکو کمی اگر شمس کہتے ہیں اور شمس مراد آفتاب ساغر میں بھی سہم شمس کی ہو اصطلاح متبول
 میں جان بان تہنیں تام قولہ برد بر عز تجلی و جمال کبریا شہ عاشقان را عقد موارید بر طشت زرستہ
 اللغات عقد بالکسر طمی موتیوں کی عقد موارید اشک طشت در رخسار زر برد عاشقان المعنی
 یعنی اُسکی بارگاہ عزت میں تجلی و جمال کبریا کے در پر صد ہا عاشق پڑے ہیں اس مہبت سے کہ موارید اشک
 کے رخسار زر پر جاری ہوں دم بھر قرار نہیں پڑاتے اور کیسے قرار پکا میں اسلیے کہ یہ موارید غلطان ہیں

اور مروریہ سلطان ایک جگہ کب ٹھہرا ہوا بغرض ملاو شدت و کثرت گریہ سے ہر کہ برابر چلے آتے ہیں اور دھکتے چلے جاتے ہیں مروریہ و طشت کی یہ مناسبت ہے کہ مروریہ کو طشت میں اُسکی گولائی دریافت کر نیکو رکھتے ہیں قولہ چہرہ زیبائے انسان را بہر کار قدر ہے در شبستان عد نگاہ از ازل صورت گراست واللغات پرکار جو بکار عربی مشہور ہے بکاف فائدہ سی صحیح ہے اس دلیل سے کہ اسکا معرب فر جا رہے بس اگر کاف عربی ہوتا تو اسکو حیم سے پرلے کی کیا ضرورت تھی شبستان وہ مکان جو راگدو مان پہن آبل کی تعریف الانزل لا یتزلزل اور آیت کی الابد لا انتھار لہ یعنی ازل کی ابتدا نہیں اور ابد کی انتہا نہیں المعنی یعنی دیکھو انسان کو کہ عد نگاہ کے شبستان میں تھا اسی معبود اپنے اپنی پرکار کے اندازہ سے کیسا اُسکے چہرہ زیب کو نیا تلاموزوں مناسبت بنایا ہے کہ جملہ مایحتاج اُسکے اُسکی ذات میں موجود ہیں اور یہ صورت گری و مصوری اُسکی روز ازل سے ہی کہ جسکی ابتدا غیر معلوم چہرہ جزا انسان کا مگر ارادہ اس سے کل کا ہوا ہر کل جسم چہرہ کو بنیاد شرافت کے اور اعضا سے اختیار کیا ہے جیسا کہ فرمایا صور کم فاحسن صور کم چہرہ اور صورت صنعت تردت مناسبت ہم کی شبستان سے باعتبار تاریکی و بوسیدگی کے ہر قولہ آن چنان آراستہ مشاطہ تقدیر اور چشم و ابرو را کہ گوئی در ہلالی اخترست ہاں چنان پیرا ستہ پیرایہ تدبیر اور زلف و عارض را کہ گوئی در بہشتی کافرست ہاں حجابان پیوستہ در محراب زان رو آورند ہر ترک مستی را کہ طفل ہند و ش اندر برست ہاں اللغات مشاطہ بفتح میم و تشدید شین وہ عورت جو مانگ جوئی عورتوں کی سنبھال ہلال ماہ نو کہ تین دن تک ہلال کہلاتا ہے پھر قمر پھر بدر پیرایہ بیاض معروف آرایش و لباس تدبیر انجام کار سوچنا کافر بفتح فائجی چاہئے ہر حاجب دربان و ابرو رو آورند متوجہ ہونا ترک مست چشم طقل ہند و مردک بر بفل المعنی یعنی اُسکی مشاطہ تقدیر نے چشم و ابرو کو کیسا آراستہ کیا ہے کہ جب اسے نظر پڑتی ہے تو یہ جانا جاتا ہے کہ گویا ہلال بین ستارہ رکھا ہوا ہے اب اسکی خوبی کو خیال کر دے ہلال میں ستارہ ہونے سے کیسے خوشنمائی ہوگی سو یہ خوشنمائی انسان کو حاصل ہے اور دیکھو انسان کی زلف و رخسار کو کہ گویا بہشت میں کافر ہے یہ بھی عجائبات ہے ہر بس انسان کو اُسکے پیرایہ تدبیر نے کیسا اُن سے آراستہ پیراستہ کرتے ایک عجیب غریب شے مخلوق کیا ہے چنانچہ خود بھی فرمایا تقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم تحقیق یہ کیا ہے

نہیئے انسان کو نہایت ہی اچھی صورت میں آس شعر میں لعل و شمع غیر مرتب ہو تیسرے شعر میں تمام فرنی
 ہو یعنی فانیہ ابرو اور ادر صورت ابرو اور مطلب یہ کہ ذات ابرو جو اس صورت محراب ابرو کی طرح منہ
 کیے ہوئے ہے یہ وجہ ہے کہ اس محراب میں ایک ترک مست ہو کہ وہ چشم ہو اور اس کی بغل میں ایک طفل ہندو
 جو مردک ہو بڑی خوبی کے ساتھ اسی کو یہ دونوں جھکے جھکے جھانک رہے ہیں کہ تعجب ہے ترک مست
 کی بغل میں طفل ہندو کہاں سے آیا پس اس سے بھی چشم و مردک کی خوبی کے غرابت و عجابت مقصود ہے
 اور بیان اس کی صناعت کا منظور پہلے شعر میں آراستہ مطابق اسکے دوسرے میں پیراستہ ایسے ہی پہلے
 میں تقدیر موافق اسکے دوسرے میں تدبیر اور چشم و ابرو اور زلف و عارض کیسے مقابل ہیں حاجب کے
 ساتھ جو ہستہ کہ پیوستہ ابرو بھی ہوتے ہیں اور لفظ و سب مناسب پیوستہ میں ایہام بھی ہو ترک و ہندو
 متضاد قولہ از سخائش باہر و یان را میان آفتاب و درج در ناب از یک درہ یا قوت ترست واللغات
 آفتاب رخسار و درج و تہ در و مرجان وغیرہ کا ناب خالص و دندان جنگو کیلی کہتے ہیں یا قوت تر لب المعنی یعنی اسی
 سینا اسکی ماہ رو یوں کے ساتھ ہو کہ انکے رخسار جو مثل آفتاب پر تاب کے ہیں ان رخسار کے درمیان میں
 ایک ڈبہ در خالص کا جو ایک درہ یا قوت تر سے ہو رکھا ہو ڈبہ در خالص کا دہن کہ یہ ڈبہ ایک دانہ
 یا قوت تر سے ہو اور در خالص دندان ماہ و آفتاب و درج و در اور درہ اور یا قوت تر سب باہم مناسب
 ناب میں ایہام ہو کہ یعنی دندان کے بھی ہو قولہ در بہار ش گلزار ان را بہستان جمال و پستہ مثل غنچہ و
 بادام عین عجمت اللغات عین ذات و چشم عجمت بالفتح قسمے از نرگس المعنی یعنی وہ لوگ جنکے رخسار
 گل جیسے ہیں انکے باغ جمال میں اسکے فیض بہار سے یہ حال ہو کہ انکا پستہ یعنی دہن تو مثل غنچہ کے ہو
 اور بادام انکے کہ وہ چشم ہیں خاص ذات نرگس کی ہو اس شعر میں شاعر نے صنعت کی ہے کہ ہر صورت
 میں دو صفتیں پیدا کی ہیں مثلاً دہن کو پستہ بھی کہا ہو اور غنچہ بھی اور چشم کو بادام بھی اور نرگس بھی لفظ
 عین میں ایہام ہو اور ہمارو گل و بستان اور غنچہ اور عجمت و بادام سب فراغات النظریہ قولہ نہایت
 آسمان را و در بناہ عدل او بہ مرتع آہوئے مادہ سینہ شیر زبست و اللغات مرتع چرا گاہ آہو مادہ آفتاب
 انصوائے کہ کلام عرب میں اس پر طلاق تائینت کا ہو جیسے الشمس و صفا ہا قسم ہو آفتاب اور اسکے وقت پائنت

خیر برج اسد المعنی یعنی یہ سبزہ زار جو آسمان کا ہے جس میں شیر و آہو اور خرگوش وغیرہ سب ہی جاؤں گے
 لیکن اس کے عدل کی ایسی پناہ ہے کیا مقدور کوئی کیسے آزار پہنچا سکے حتیٰ کہ آہو مادہ کا چراگاہ شیر کا سینہ
 ورنہ شیر نہ کا چراگاہ سینہ آہو مادہ کا بھتا بسبب عدل کے معاملہ بالعکس ہو رہا ہے کہ غالب یر مغلوب غالب
 اور ظاہر کہ آفتاب کا خانہ اصلی ہج اسد ہو اور سینہ اسکا مقعر اسکا سبزہ زار و مرتع اور برعایت آسمان
 آفتاب و بلحاظ آفتاب برج اسد و باعتبار مرتع و سبزہ آہو مادہ و بیاس آہو شیر نہ اور شیر نہ مادہ باہم
 متفاد اور نہ مادہ کی قید باعتبار ضعف و قوت یکدیگر کے اسلئے کہ نسبت مادہ کے قوی تر ہے کہ
 قال اللہ تعالیٰ الیہا لیا قوا نمون علی النساء و مرد زبردست ہیں عورتوں پر قولہ طوطی پیران گردون دیو شیر
 چرخ زن و دانہ جمع آتش سحر عنقاے زرین شہرست و اللغات چرخ زدن چکر مارنا اور ناچنا ہوا عشق
 دانہ ستارے عنقاے زرین شہر آفتاب باعتبار شعاع زرین شہر کہ اس کا ہوا المعنی یعنی یہ طوطی سبز رنگ
 پیران گردون کے جو ہر وقت اُڑان میں ہو اسکے عشق و شور سے مست ہوئی رات دن رقص اور
 چکر میں ہو اور ہر سحر آفتاب کہ گویا عنقا زرین شہر ہو اسکے واسطے دانے جمع کرتا ہے ایسے ادنیٰ کا خام
 ایسا اعلیٰ ہے سبز رنگی طوطی و آسمان کی ظاہر اور شیر چرخ زنی آسمان کی عنقا آفتاب کو اس مناسبت سے
 لہا کہ رات کو کم جاتا ہے و دانہ جمع آتش سبب سے کہ رات کو جو ستارے مثل دانہ کے بکھرے ہوتے ہیں
 انکو ہر سحر جمع کرتا ہے جس سے یہ صورت اسکی ہو جاتی ہے چنانچہ نظامی رح نے فرمایا ہے ع کلیچہ شد انیم کا ورس
 دار و طوطی ہوا بر عایت پیران دانہ عنقا شہر سب مراعات باہد کہ قولہ آنکہ روز بار عاش و رخصت سے
 ہر دو کون و حاجب دارا لجلال خاص او پیغمبرست و اللغات روز بار عام قیامت فضا بفتح میدان
 المعنی یہ شجر گزیر ہے طرف لغت کے اور وہ سلطان عالم ایسا ہے کہ جس دن و دنوں جہان کے میدان میں بارعام
 فرمایا گا کہ وہ قیامت کا دن ہے اور اسکے قہر و جلال کا تو اسکی بارگاہ جلال میں بسبب خوف و ہیبت کے
 کسی کو مجال گذر کی نہوگی سوائے پیغمبر یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی حاجب خاص اُس بارگاہ
 جلال کے ہونگے کہ جاری فی القسرات من ذالذی یشفع عنده الیاد نہ کون ایسا ہے جو سفارش کرے گا
 اس کے سامنے مگر اس کے اذن سے اور اذن کے واسطے آنحضرت ہی مخصوص ہیں قولہ آن منہ زاول و آخر

کہ در پردہ وجود ہم عالم و آدم ز نورِ اولِ اور نورست: اللغات متفرقہ بضمیمہ و تشدید را پاک و بری ہر
 با کسر ابتدا آدم گندم کون ما خود ادمت بالضم سے اور حضرت آدم گندم رنگ تھے المعنی اور وہ پیغمبر
 ایسے کہ اول و آخر سے جو صفتِ حادث کی ہو پاک اور قدیم کہ جب ابتدا اس عالم وجود کی ہوئی تو اس کے
 نور سے جو سب سے اول تھا عالم بھی اور آدم بھی دونوں نور و منور ہوئے اگرچہ آدم عالم میں داخل تھے
 مگر تخصیص بنظر شرافت کے ہو چنانچہ فرمایا و لقد کرّمنا بنی آدم ہمراہ آئینہ بندگی دی ہمیں بنی آدم کو اور جو ابکی
 ذات کو قدم کہا ہوا باعتبار اسکے ہر کہ نور آیتکا بیواسطہ نور خدا سے جدا ہوا نور و اور صنعت استغاثی قولہ
 پیشوا سے انبیا و مرشید روسہ و الضحیٰ: ۱۰ آنکہ خاک مقدس بر فرق شاہانِ افسرست یہ سایہ ارض نے سایہ حق
 آفتاب نہ شگاف: ۱۰ آنکہ امت راشعاعت خواہ روزِ محشر سے پیش را آدم خاتم پیغمبری در دست داشت
 زمانِ نیکینش را زیرِ جہد و رنساب نام آورست: ۱۰ اللغات صحیحی وقت چاشت کہ زمان ترقی آفتاب کا ہوا اور
 سورہ و الضحیٰ جس میں حق تعالیٰ نے قسم اس وقت کی کھائی ہو اور نیز کنایت روسے مبارک آنحضرت سے مقدم
 سفر سے لوٹنا نہ شگاف اعتبار مجرّہ شوق القمر خاتم انگشتی یہ لفظ بفتح تا بمعنی ما ختم ہوئی ہے یعنی وہ چرخ
 مگر کچھ بچائے زیر جہد ایک قسم جو ہر کہ سبزی اسکی نائل بر روی ہوتی ہو اور پردہ جہد المعنی یعنی وہ پیغمبر جو پیشوا
 انبیا کے ہیں اور آفتاب صورت و الضحیٰ کے جو خود روشنی اور ترقی آفتاب کا وقت ہوا اسکے یہ نور شید
 اور وہ کہ جنگی خاک قدم کی یاد شاہوں کے سر کی تاج سایہ آنکانہ تھا اور خودہ بایہ حق کے تھے اور ظاہر کہ
 سایہ مثل ذات کے ہوتا ہوا اور وہ آفتاب ماہ شگاف میں جیسا کہ منجرہ شوق القمر کا مشہور معروف ہے
 تشبیہ آفتاب کی مہ شگافی میں یہ کہ آفتاب بھی اپنے قریب روزِ مزہ میں اسکو گھٹا گھٹا کے ہلال کر دیتا ہوا اور
 تشبیہ اونی ملاہست سے صحیح ہوتی ہو اور محشر کے دن امت کے سفارشی اور یہ وہ پیغمبر ہیں کہ قبل وجود آدم
 علیہ السلام سے جوابو لبشر ہیں انگشتی پیغمبری کی انکے ہاتھ میں ڈالی گئی تھی اپنی خلقت و نبوت
 دونوں میں آدم سے سابق ہیں جیسا کہ فرمایا اکتھ نبیاء والا آدم بین الما و الطین میں بنی تھا اس حال میں
 کہ آدم ابھی پانی پٹی میں تھے اسی سبب اس انگشت پیغمبری کا نیکہ نسب میں زیر جہد نام اور ہے یعنی
 آنحضرت سے حضرت آدم کو نامودی نسب کی ہو گئی کہ انکے نسب میں آب مبعوث ہوئے پہلے ثمین

خویشی و شادمانی اور دلالتی مناسب یکدیگر مشتمل ہر لفظ قدیم اور افسرین سر اور فرق کیسے خوب ہیں زیر جبین
 ایہام لغو نکلیں اور اسکیے مناسب لفظ نام جو نکلیں یہ ہوتا ہو تکی اشکات سایہ کی کیسی خوب ہو اور آہ و زاری
 نہ شکایت کیسے ہیں صنعت تاج مشتمل قصہ شوق القہر کہ ہر سر سے کہ خاک کیا بیش اکبر سے خود نہ جست بدایہ است
 کو چون بواسطہ در آدرست بدایہ شہنشاہ نبوت بود و منشور شد کتاب بدایہ زمان قائم مقام او امام اکبر
 شاد دین احمد ابو العباس امیر المومنین بدایہ آل دودہ عباس راسر و فرست بدایہ اللغات بواسطہ
 نام عم آنحضرت صلعم منشور فرمان احسان کتاب قرآن دودہ عباس اولاد حضرت عباس کہ یہ بھی جیسا
 آپ کے تھے خلفائے عباسیہ انھیں سے منسوب ہیں دودہ بمعنی خاندان المعنی یعنی جس شخص نے کہ انکی خاک کیا
 سے اپنی آبر و نفع نہ دھی وہ ایک ہیودہ کار اور مثل ابوالعباس کے آتش عذاب جہنم میں گرفتار ہو جیسا کہ ابوالعباس
 کی خدمت میں ہی سیصلی نار اذات لبس قریب داخل ہو گا اس آگ میں جو شعلہ مار نیوالی ہو اور آنحضرت
 ملک نبوت کے شہنشاہ تھے اور فرمان الکا قرآن اور کیسا فرمان کہ احسان والا گرا اب اسوقت میں قائم
 مقام انکا یہ امام اکبر ہی یعنی پادشاہ وقت یہ شعر گزیر مع پادشاہ میں ہو اور پادشاہ کیسا کہ پادشاہ دین کا ہی
 یعنی احمد ابو العباس امیر مومنون کا اور ساری اولاد خاندان عباسیہ کا سر و فرست پہلے شعر میں خاک آیت
 و باد آتش چارون عنصر موجود خاک کیا اور آبر و کیا ہی خوب ہو کہ اس میں پادشاهین خاک اس میں آب
 قولہ آفتاب شمع دولت آسمان ملک و دین بدایہ ہر تخت خلافت را جالبش ز اورست بدایہ اگر اجاب بیعت
 فرمان او بدول نوشت بدایہ پادشاہ شرق و غرب و جاکم بحر و برست بدایہ الجا بد پل حق سلطان محمد کرطال
 دو شمع بنیم او شمع رواق آنحضرت بدایہ اللغات سلطان محمد آقائے مصنف زکیر اصل میں زیب و رہی
 شمع لفظ عربی ہو بفتح شین و میم بمعنی موم من بعد فارسی والون نے میم ساکن کر کے بمعنی فیتلہ مومی سے کیا
 اس یہ لغت مولیہ ہے شمع ہی رواق بضم و کسر خانہ بربک ستون ساحتہ و سقف خانہ و اول شب رواق آنحضرت
 آسمان اہر اگر شمع کہیں تو آفتاب ہو گا المعنی اور یہ پادشاہ آفتاب شمع دولت کا ہو کہ شمع اور دولت
 دو زبان اسی سے روشن ہیں اور آسمان ملک و دین کا کہ دونوں پر اسی کا سایہ ہو اور ایسا حال فالاکر حال
 اسکا ہر تخت سلطنت کی آرایش یعنی اسکے جلوں سے تخت کی نہیب و زینت ہو جاتی ہو اور یہ پادشاہ ہی

جسے بیعت و اطاعت اس پادشاہ کی جو پادشاہ شرق و غرب و بحر و بر کا ہر جان و دل سے اپنے دل پر ثبت کی ہو
 جان و دل سے اس کا مطیع ہو اور وہ پادشاہ کون ہو اور الحجاب یعنی مجاہدین کا باپ اور سایہ خدا کا جس کا نام سلطان محمد
 ہو کہ اس کی بزرگی و جلال سے دعوانہ اس کی بزم کی شمع کا شمع محل سبز یعنی آسمان کا ہر آب خیال کر جس شمع کا
 دعوانہ ایسا روشن کہ مثل آفتاب کے ہو اور روشنی اس کی کس درجہ ہو گی اور الحجاب یعنی لفظ آب حسب محاورہ
 غرب کے ہو کہ جس چیز کا جس چیز سے کمال اتحاد و اتصال پاتے ہیں اس کو آب و آب و آبن اور آبن کر کے بولتے
 ہیں مگر جن اور آم و بنت و اخت کر کے مونث میں اس لیے کہ اس سے زیادہ کسی شجر کا کسی شجر سے اختیار
 اور تباد نہیں ہو قولہ آن حضرت علم و سکندر ملک بہرام احترام ہو کہ شرف نعل سمنندش بہ زنجیر نصیرت
 آنکہ ہر شب جو رعین باکیسوانِ عنبرین ہو و سرایش تاسوا ز خاک و بان درست ہو شب بجانہ است و کی
 ماہ ہم افسانہ است ہو بانو گویم راست است ان معنی کہ دل را باد درست ہو زہرہ راجا در سیر گرد و قمر و افشا شکست ہو
 و رہ عیش کہ زان راقص بکام اثر درست ہو اللغات حضرت بقیع و کسر خانام پیغمبر و ولی مشہور و بالکسر
 نیز بہرام نام پادشاہ و نیز ستارہ مریخ کہ جلا و فلک ہو اور ترک فلک بھی کہتے ہیں شرف بزرگی اور وہ شرف
 جو ہر ستارہ کو اپنے اپنے وقت پر برجوع میں ہوتا ہو کہ اس وقت میں اس کا نور و قوت تاثیر زیادتی پہنچتی
 ہو قیصر لقب پادشاہ روم چاہے کوئی ہو اور وہ بچہ جو قبل اسکے تولد سے مان اس کی مر جاے اور اس کو
 پیٹ چاک کر کے نکالیں چنانچہ وہ قیصر جس سے یہ لقب شروع ہوا اس کی یہی کیفیت ہوئی تھی اور جمع حوا
 وہ عورت جسکی سیاہ چیزیں نہایت سیاہ ہوں مثلاً چشم و مو اور بنفید نہایت سفید جیسے ہم درویشین بالکسر جمع
 عینا و عورت بڑی بڑی آنکھوں والی جیسا کہ قرآن مجید میں ہو و جو رعین کا مثال اللؤلؤ المکنون
 اور جو رعین بڑی بڑی آنکھوں والی جیسے بڑے بڑے موتی روشن زہرہ نام ستارہ کہ لولی و مریخ بالکسر
 قر نام ستارہ کہ صباغ فلک ہو و رہ بالکسر تازیانہ حد زنی چادر سیاہ چادر ماتی یا راقص ایک شکل ہو ستارہ
 کہ تین فلک میں واقع ہوتی ہیں اردو ہائے بزرگ اس کو اردو کہنا ہے جو مخفف اردو ہا کا ہو المعنی آدرہ
 پادشاہ خضر علم کا ہو ہر چند کہ علم سب کا حضور ہوتا ہو وہ علم کار ہوتا ہو اور سکندر ملک کہ خشکی تری سب کا
 پادشاہ اور بہرام ساحریت عزت والا بہرام خواہ پادشاہ خواہ ستارہ مریخ جسکے گھوڑے کا نعل ایسا

با شرف ہو کہ تاج سر قیصر کا ہو اور بیسا پادشاہ ذی رتبہ کہ خورین اپنے گیسو عنبرین سے اس کے گھر میں صبح تک
 دروازہ کی خاک کو بون سے ہن بس جس سرا کی خاک کو ب حورین اور جارب و بان کے گیسو ہونگے اس سرکار کا
 صنفانی و شہزادی میں کیا حال ہوگا آب آگے دونوں شعر قطعہ بند ہیں پادشاہ کے اتفاقاً حساب کی صفت
 میں یعنی لوگ جسکو رات کہتے ہیں یہ ایک جیل جہانہ ہو اور جسکو کئی ماہ کی تباہی ہے یہ ایک افسانہ غیر معتبر
 اصل بات اور یہی ہو وہ یہ کہ پادشاہ نہایت متقی و متبع شرع کا ہو رقص و سرود سے محترز لہذا اس کے در پر عدل سے
 زہرہ کا تو ساز و سامان لگا کر کے کہ لولی فلک ہو چادر سیاہ مائی اڑھادی ہو وہ چادر تو شب ہو اور رات کا وقت
 تو رڈ والا ہو اس سبب سے کئی ماہ کی کہلاتی ہو ماہ میں تنہا یہ فرضی ہو دائرہ ماہ کا علیحدہ اور رات ماہ علیحدہ اور
 اسی درہ عدل کے خوف سے راقص متحہ میں اڑھاکے گھسا ہوا ہو اور یہ نہایت مبالغہ خوف کا ہو کہ اڑھکے
 منہ ہر چند مامن نہیں ہو مگر اس سے اسکو بہتر سمجھتا ہو اور درہ کو بہتر نہیں سمجھتا حضرت و سکندر و ملک و علم
 و بہرام اور نعل و شمشیر و گیسو سر اور شب و تاج بہانہ اور افسانہ اور راست کہ مقام موسیقی کا نام یعنی ہو
 اور باور اور زہرہ اور قمر اور شب و چادر سیاہ اور وقت و راقص و اڑھاکے شب مناسبات راقص کو نظر مادہ
 لفظ رقص کے انہیں شامل کیا ہو قولہ کہ چہ از عدش سپر نفتا و از بازو سے تیر و تیر از سہمش مدام اندر مکان
 تاب آورست بنادین نیل نفس طاووس شب پیاسے راہ شاخ جدیش آشیان گر گس زرین پرست ہد تاکان
 چرخ کیش تیر را مستقبل ہست ہد تاکمال ہر از اقبال شاہ خاورست ہد خلقہ در گوش و در شہ باد ہر جا گردن ہست ہد
 خاک زیر پیاسے سلطان باد ہر جا سرورست ہد اللغات سپر نافتادون عاجز نہون تیر عطار و بکسر را سپر مراد
 آفتاب کہ اسیم اور عطار دین ہمیشہ فاصلہ تیس درجہ کار ہتا ہو سہم ترس و تیر کمان بیج قوس کہ خانہ و بال عطار
 کا ہو اور اصل خانہ اسکا چوڑا تاب آور ای در پچتاب نیل نفس آسمان طاووس شب پیاسے جدی نام بیج خانہ
 و بال ماہ گر گس ہندی گدھ یہ فقہ کلین ہن طاووس واقع طائر اڑھاکے واقع جیسے پر سمیٹے اڑھاکے واقع قریب شاخ جدی
 کے ہو کمان چرخ بیج قوس چوڑا ہفتم خانہ ہو قوس سے اور اتنے فاصلہ کو بخوبی مستقبل کہتے ہن اور چوڑا خانہ
 عطار کا ہو کیش و کیش و مراد چوڑا خانہ عطار و بدتر نام مصنف و ماہ چار و ہم شاہ خاور آفتاب و مہر و خلقہ
 در گوش غلام گردن معروف و پہلوان الممشی یعنی اگر چہ عدل مدوح سے سپر خوار و سے تیر ای عطار و پچتاب

نہیں گرنی بدستور اسکے بازو پر ہوا اور یہ سپر وہی قریب آفتاب کا اس سے کہ بفاصلہ تیس درجوں کے ہمیشہ رہتا ہوتا ہم اسکے یعنی آفتاب کے خوف و بیم سے کمان میں کہ برج قوس ہو اور سائن خانہ اسکا پنجاب ہی میں رہتا ہو اور قوس خانہ وبال عطار دکا ہر قید علی کی بدین وجہ کہ مدح ہی کا عدل خود مجوز زیادہ وبال و نکال کا اسکے نہیں ہوا اور عطار دکا القب و سپر و نشی فلک ہو آب بعد کے شعر دعا ہے تا بیدین ہین چنانچہ کہتے ہین کہ جب تک اس شاخ قفس یعنی آسمان میں طائوس شب بیا کو جو ماہ ہو اسکی شاخ جنتی کی کہ قریب ہی خانہ وبال کا ہو آشیانہ کرگس امی سطرائر کا ہو کہ یہ سطرائر قریب شاخ جنتی کے ہو اور زین پر باعتبار اراشہ اور جب تک برج قوس جو مراد کمان چرخ سے ہو کیش لینے جو را کو جو خانہ عطار دکا ہو مستقبل ہو یعنی قوس سے جو زائے ہنرمندان کہ اتنے فاصلہ کو بخومی مستقبل کہتے ہین اور جب تک کمال بدر کا اقبال شاہ خاوری یعنی آفتاب سے ہو کہ اس شب میں پورا مقابلہ ماہ و آفتاب کا رہتا ہو تحت و فوق میں اسید واسطے اقبال کہا ہو کہ اقبال یعنی پیش آمدن کے ہو الحاصل جب تک یہ کیفیت بروج و سیاروں کی رہے جب تک جہان کہین کوئی ہیلوان ہو کہ عبارت پادشاہ سے ہو وہ غلام پادشاہ کے دروازہ کا ہو اور جہان کہین کوئی سرور ہو وہ خاکیا سلطان کا رہے اس قصیدہ میں دو مدوح مصرعے ہین ایک کو پادشاہ کہا ہو ایک کو سلطان اور دونوں کی مدح کی ہو بس دونوں کی دعا بھی ہو شہر باز و تیرہم تہم میں ایہام کمان تاب اسہین بھی ایہام کہ بل خم کے معنی میں بھی ہو قفس طائوس شاخ آشیانہ کرگس کیش کمان چرخ کہ چرخ بے گڑھی کمان کو کہتے ہین بدترین بھی ایہام کہ تخلص مصنف کا ہو اقبال شاہ خاوری حلقہ در گردن میں بھی ایہام پادشہور میں سہر سب صنائع ظاہری ہین اور مراعات النظر اور ایسے ہی مستعار یعنی میں سب مناسب یکہ گر فائز حلقہ در گوش اور دوشہ آور خاکیا اور سرور کیسا خوب ہو قولہ ہر کجا روحانیان را مجلسی خاصہ بود و بالائق گوش سران این رشتہ پر گو ہرست جامہ زرین باد سپریش بر عذار معہ بود ہر کرا سوداے مدحش ہو چو جامہ در سہرست و مدحت آراے جناب شاہ شہر و غرب باد ہر کجا طوطی شکر خاے و معنی گہرست باللغات روحانیان ملائک مجلسی میں یا وحدت کی ہو یا قائم مقام کسرت توصیفی کی حسب قاعدہ متقدمین کے سران سروران این رشتہ مراد قصیدہ سے جامہ زرین نقوش قلم جو معنوی

قلم پر ہوتے ہیں عذار مد کا غزوہ سیاہ و خیال مدحت بالکسر تہذیب و ستائش شاہ مہر مہر المعنی یعنی جسے جگر کہ
خاص مجلس روجانیوں کی ہو اور ایسی مجلس کے بھی جو ہر وار ہین یہ قصیدہ میرا کہ لڑی موتیوں کی ہو اس کے
کاؤن کے لائق ہو یعنی وہاں پڑھنے کے قابل ہو یہ مبالغہ اپنے کلام کی صفت ہین ہر جیسے سنت شغرا کی ہو اور جس کا
سر میں قلم کی طرح سودا مہر مہر کا ہو اس کا جامہ زرین ہو اور سیر اس کے رخسار ماہ پر جو تمام جسم میں اعلیٰ جگہ پر یعنی
خلعت زرین پائے اور ایسا رتبہ بدترین یہ جس میں طلب ہو دوسرے پر ٹالے اور جہاں کہیں کوئی جھوٹی شکر خا
معنی گشت ہر ای شاعر گو یا شیرین کلام وہ ہمیشہ نالاج اس مہر مہر کا رہے جو بادشاہ شرق و غرب کا ہو گوش و شہر شہ
و گو ہر اور سودا و شہر شاہ و شرق و غرب جھوٹی و شکر سب مناسبات ہین یہ قصیدہ بحر بل میں تھار کان اس کے
فَاعْلَاتِن فَاعْلَاتِن فَاعْلَاتِن فَاعْلَاتِن

قصیدہ دوم ترہیب از عشق بعشق مجازی و ترغیب بہ تشوق شہر حقیقی

تو کہ از نام تو در کام زربانہا شکر افتد و زور سے تو در گلشن جانہا شکر افتد و بر یاد تو ناہید اگر چنگ سہرید
صد قطب برقص امید و از چرخ در افتد و خورشید چنان مست شد از ساغر مہر مہر کو با خبر نیست کہ از بام
در افتد و بہرام ز سہم تو چنان خستہ کہ ہر شام بہر چہرہ او خون جگر را گزافتد و یہ قصیدہ بحر ہزج میں ہر اکاں
اس کے مفعول مفاعیل مفاعیل فعلن یا فعلن اللغات شہر افتاد و بقرار ہونا ناہید نہرہ خرچ فلک
و نیز رقص بہرام مہر مہر خستہ و ترس و تر المعنی یعنی تیرا نام ایسا شیرین ہو کہ جس کے لینے سے کام و زبان ہین
شکر پڑ جاتی ہو اور شکر ہین ہو جاتے ہین اور صورت تیری ایسی با حسن و جمال کہ جس کی دید سے گلشن جان
میں شہر پڑ جاتے ہین او بقرار ہو جاتے ہین اگر تیری یاد پر نہرہ جو بولی فلک ہو چنگ سرائی کہ سے ترسیک و
قطب جس کو کہتے ہین از جانبہ جنبد تیری یاد کے اثر سے ایسا وجد و رقص ہین آئے کہ خرچ سے گر پڑے یعنی
آسمان سے یا رقص میں ایسا چکر باندھے کہ چکر کے گر پڑے جیسا کہ اکثر گھومنے سے آدمی گر پڑتا ہو خوشید
تیرے ساغر مہر مہر ایسا مست و سہوش ہو گیا ہو جس کو اتنی خبر نہیں کہ ایسا نہو میں یا م آسمان سے گر جاؤ
چنانچہ ظاہر کہ ہر شام گر جاتا ہو اور بہرام ای خرچ جو ترک و جلا و فلک ہو تیرے خون و ترس سے ایسا
خستہ مجروح ہو کہ خون اس کے جگر کا جو اندرونی زخم محبت سے ہو اگلے منہ پر پھیلا ہوا ہو اور خون آنودہ ہو اور

اور میخ کارنگ بھی سوخا ہو چنگ بمعنی دست اور سرایدین سر اور انہ چرخ و رفتہ اور ساغر و خورشید
 کہ بہورت ساغر کے ہو اور دست و مہر جبین ایہام ہو بام و درگہ و زائندہ ہو بہرام کے لیے خون اور علی ہذا جا
 کے واسطے کہ معدن خون ہو اور اسکے سبب خشتہ اور جگر و چہرہ کیسے مناسبات لطیف ہیں قولہ ہر دل کہ
 نہ شد تشنہ دریائے وصال نہ سنگیست کہ در شعلہ ناز سر گرفتہ و انجان کہ نہ شد سوختہ آتش بہرت
 خاکست کہ از تحت شری برا شرافتہ و در دائرہ مہر تو ہرگز نشو و خج و آنرا کہ نظر بروق ماہ و خورافتہ
 چون مہیج کہ زد بکنفس از سینہ پرسوزد کے میل بخواب آید و مہر ش بخورافتہ اللغات تشنہ معروف و اشت
 سقر نام و دوزخ سوختہ معروف و عاشق اثر بکسر نشان قدم خور خورش المعنی یعنی جو دل کہ تشنہ اور مستحق
 تیرے آب وصال کا فوادہ دل نہیں ایک پتھر ہو کہ بہوجب و قودہا الناس و انجارات کے یعنی دوزخ کی چھپیان
 آدمی اور پتھر ہیں نار سقر میں ڈالا جائیگا ایسے ہی جو جان کہ سوختہ تیزی آتش محبت کی نہوئی ایک خاک ہو کہ
 تحت اثری سے پائون پر پڑتی ہو قید تحت شری کی بلحاظ نہایت اسکی پستی و ذلت کے ہو کہا قولہ نقالی
 ثم رد وناہ اسفل سائلین اور پائون پر پڑنے سے کمال نفرت و ناگواری یعنی وہ ہرگز عزیز نہوگی و بالی
 رہیگی اور تیری محبت کے دائرہ میں ہرگز وہ جمع نہوگا یعنی تیرے عشاق کے زمرہ میں جسکی نظر و رقی ماہ
 و آفتاب پر پڑتی ہو یعنی دس ماہ حبیبوں پر کہ محض عاشق انھیں کا ہو تیرے عاشق کا حال تو ایسا ہو
 جیسے صبح کہ سینہ پرسوزد سے ایک دم لیا اور فنا ہو گئی اسکو رغبت و خواہش خواب و خور کی کب ہو تشنہ
 و دریا شعلہ ناز سقر اور سوختہ اور آتش اور نیز لفظ مہر بنظر حدت و حرارت اور خاک اور اثر و شری
 دائرہ مہر اور لفظ جمع بنظر مہر کہ اجتماع و اقراں بھی خواص سیارگان سے ہو و رقی مناسب دائرہ اور
 صبح و رنفس کافی القرآن المجید و الصبح اذا تنفس سینہ پرسوزدین اعتبار کہ آفتاب اس سے عیان
 ہوتا ہو اور خواب و مہر و خورش سب لطائف ظاہر ہیں قولہ ہر صبح خطابے کہ نہم دوزخ بہر خوان و چون آتش
 جہش ہمہ در بال و پرافتہ کا ہی بدر کلید در عرفان بکشد آواز و نازان پیش کہ نہ طادم ہشش روزہ
 رافتہ و اندیش از ان روز کہ از زلزلہ بصورہ منشق شود این گنبد و آن خشت زرافتہ و تاجہ
 ترا از ہوس زلفت و لارام و بر پشت زرافتہ و دامنہ غنبر و رفتہ اللغات کہ مضاعفیم ضمیر منصوب مفصل

او کند مرا مرغ سحر خوان بلبل و جد خال و عشق بخت آور ای حاصل کن غلام زہرہ حرکت عداست
 و نہ ظالم نہ فلک شمش روزہ بدین سبب کہ چہ روزہ بین پیدا ہوئے ہیں عشق شگافہ گنبد آسمان خشت
 آفتاب طشت زر آفتاب در خسار زرد آہ غنیمت و ملک در را شگاہا المعنی لیتے ہر صبح مجھ کو مرغ سحر خوان
 کیسا خطاب لطیف کرتا ہے اس حال میں کہ جب اسکے بال و پر میں بالکل آتش وجد و حال کی بڑجاتی ہو
 کہ آؤ بدر کتنی ذروانہ معرفت کی جانفل کہ اور فائدہ دلکا کہ نیست اللہ ہو قفل کھول قبل اس سے کہ یہ نو
 ظالم شمش روزہ کہ تو آسمان ہیں جو چہ دن میں پیدا ہوئے ہیں لہذا خلق السموات و الارض فی
 ستہ ایام پیدا کیے آستے زمین و آسمان چہ دن میں در ہم بر ہم ہو جائیں ای قبل از قیام قیامت اور
 ویریا سوچ اس دن سے کہ بسبب زلزہ صور کے یہ گنبد آسمان کا شق ہو جائیگا اور خشت زر بھی کہ آفتاب
 تو گر پڑگی کما فی القرآن العظیم اذا السہار انشقت و اذا الشمس کورت حیووت کہ آسمان پھٹ جائیگا اور حیووت
 الہ آفتاب تار یک ہو جائیگا یعنی از کار رفتہ کہ یہی گر جانا ہو تو کتبہ کسی زلف معشوق مجازی کے عشق پر خسار زرد
 ہر مرد یک سیاہ سے ذرا شک نہا کر لگا کیوں نہیں اس سے باز آتا کہ محض ہفائدہ ہی صبح و شہر صنعت
 ترجمۃ اللفظ مرغ و بال و پر نہ و شمش سیاہۃ الاعدا و گنبد و خشت طشت و آہ غنیمت و زر کہ سیاہ و مرغ یا سپید
 و زر و زمین متضاد اس واسطے کہ غیر اشہب ای سپید اور خنخاشی ای زرد اور حبشی ای سیاہ تین قسم کا ہوتا ہے بیان
 سیاہ مقصود ہے قولہ زان زلف پریشان مشوا انجم صفت از ہر کان زلف نشانست کہ گرد و سحر افتد ہر
 سیاہیت کہ از حبش باد سے ہر از کنگرہ ماہ نگوشتار در افتد ہر و ش کما نیست کہ ہر تر کران جست
 تا سینہ خبر دار شود در جگر افتد ہر آن خال بلا نیست سید کہ سبب او ہر در عالم ایران تو صد شور و شرافتد
 کام و لب شیرین خود اید و ست کن تلخ ہر آدم کہ ترادر قیج می نظر افتد ہر کان ماہ و نہتہ است کہ باغچہ بلاست
 ہر لحظہ در جانب یوین گذر افتد ہر اللغات سحر کرد ماہ رخسار بلا سے سیاہ بلا سے سخت شر اگر چہ نہ تشدید
 را ہر فارسی میں بہ تخفیف مستعمل ہے المعنی یہ اشعار مذمت زلف و خال و غیرہ میں ہیں چنانچہ فرمایا کہ اس
 زلف کے مہر سے آئینا پریشان ست ہو جیسے انجم آفتاب سے ہو جاتے ہیں اسلئے کہ یہ ہر تو شام کہین نہ اپنی
 شام کہ گرد و سحر کے ذوق ہو جیسے ہر شام کے لیے سحر لازم ہو اسکے لیے بھی ضرور اور وہ سفیدی ہو کہ ہر باغچہ

اور یہ ایک چور یا نٹ جیسی ہر کہ نگہ ماہ سینے خسار پر مستحقون کے چوری یا مطلق زنی کی چڑھی ہوئی اور
 الکبھی جنبش باد سے کہ وہ تغیر زمانہ کا ہر اس نگہ سے ادنیٰ بھی گرگی بھی مطالب یہ کہ نگہ ساری اسکو
 لازم ہر مثل مشہور ہر جو جڑ سے گا وہ گر لگا آج خوب و خوش معلوم ہوتی ہر کل کو یہی ناخوب و ناخوش ہو جائی
 اور ابرو سے ابکی ڈر تازہ کہ یہ وہ کمان ہر کہ جو تیر اس سے نکلتا ہر خضاب کا ہوتا ہر کہ سینہ جب تک خبر دار ہر
 یہ جگر تک پہنچ جاتا ہر ایسے ہی خال اسکا ایک بڑی گالی بالا ہر جسکے سبب سے عالم ایمان میں سیکڑوں
 شور و غر بڑھ جاتے ہیں ایمان کی امن نہیں رہتی اور اید دست تیر سے کام و لب اچھے خاصے شہر پہن ہیں
 پھر قیح و مین نظر کر کے انکو تلخ کیوں کرتا ہر یہ جان لے کہ اس قیح پر نظر پڑنے سے ہنخ تلخ ہو جائے گا
 میو شنی تو در کنار کسوا سے کہ یہ قیح ماہ دو ہفتہ ہر اید و اسکے ساتھ باجج ہلال کہ وہ باججوں انگلیاں
 جو ہنگام قیح گیری خم ہو سکے ہمشکل ہلال ہو جاتی نہیں اور اس بدر کا ہر لحظہ پروین کی طرٹ گذر ہوتا ہر
 پروین وندان اور یہ بھی ایک منتزل ہر منازل قر سے آن اشعار میں کیسی تعریفی ہر کہ مدح اور قیح و دولت
 پر مشتمل ہیں زینت کے لیے پریشانی اور تشبیہ پریشانی کی انجام سے اور لفظ تہر اور شام و سحر اور ہفت و سب سے
 سیاہ اسکے لیے نگہ اور لفظ ماہ مناسب ہر جن میں ایہام بھی ہر کمان و ابرو اور تیر و سینہ و جگر و کام و لب
 سب مناسب اور شیرین و تلخ متضاد و دم کہ بیضے جرمہ کے ہر اور قیح اور ماہ و ہلال اور پروین سب مناسبات
 اور دو ہفتہ کا ہفت اور پنج یہ سب سیاقہ الاعداد و قولہ در میکہ ہر کہ کے قضاہ زجا مشن ہر کہ غرض خوار و
 تابا بد بجز افتد ہر و رفتہ اطربہ اوچتر زہر قطن ہر کہ کے کلاہ زرش از فرق صرفتد ہر و ابرو برو سے نجاش ہر کہ
 دامن بستر آید زمیانش کمر افتد ہر و در مجلس خسرو نہ ہا نا کہ کسی را با زمین قطعہ شیرین ہو سے ہر شکر افتد ہر
 چون بدر مداح کاظم اندر رہ انشا ہر و در بھر سخن کہ بہ زمین و تر افتد ہر و ہر گہر کے را بد و ہر چار و یکے کن
 کہ نہ نوش جانب و چل گذر افتد ہر اللغات میکہ میں یا تنگی تو صیقت موقوفہ سب ہو سکتی ہر و اطربہ
 بالضم و ضم راستہ ساز زندہ و ساز خیر زون ناچنا کلاہ و ز بافتاب و نیز کلاہ و زمین مکر پیکار اور ہمار می خرو
 انشا می چیز پیدا کرنا المعنی تینے اس شراب و جام کو چھوڑنے کے ایسے میکہ و مین جل کہ اس کے جام کا ایک قطرہ
 اگر غرض جو ہر سے جہان پر محیط ہر بی کے تو ابد تک ہوش نہو جھیر ہر سے ہے اور جو میکہ و مین کا ناچا یا

ہی ہوتا ہے اس میکہ کا جو ساز ہوا اسکا آؤنی نغمہ اگر چہ سن لے تو اس کے وجہ میں ایسی رقص و ہنسی کرے کہ جس سے کلاہ زمین اُس کے سر سے گر جائے اور وہ خیر نو کلاہ زمین آفتاب تک ہر شام اس کے سر سے گر جاتی ہو اور یہ بدستور ناچے جاتا ہو اور جو بڑا اسکے بخار کی ابر سر کوہ پر لپکا ہے تو اس پر سے کوہ میں ایسا تغیر چڑھتا ہے کہ دامن کوہ جو اس کی جڑ پر رہا ہے اور کمر کی میان سے گر جائے یعنی اپنے ٹھکانے سے ٹل جائے جس سے یہ خانہ کے جیسے ناف ٹل جاتی ہو اب یہ قطعہ تقریفات سخن اور سنہ شعرا میں ہر جیسے یہ قطعہ ایسا شیر میں ہو کہ فقط مجلس شہری میں یہ نہیں ہو کہ سکو ہوسن شکر کی بخاتی رہی ہو اور اس کی شیرینی نے شکر سے بیزار نہ کر دیا ہو بلکہ ہر کسی کا باحقیق یہ حال ہو کہ کسی کو اب شکر کی ہوس نہیں رہی سب شکر سے سیر ہو گئے ایسا اس کی شیرینی نے عمل کیا ہو اور یہ قطعہ بدر کا ہو میرا نہیں تو مجھ کو اس کی طبع فن انشا میں کامل مت جان وہ اس فن میں کامل دیکھتا ہو اگرچہ بحر سخن میں اس سے بھی بڑھ بڑھ کے در تریکو مل جائیں تاہم بدر کو کب پاتا ہوں کیسی خوبی کے ساتھ آگے الگ بھی کیا ہو اور مثال بھی رکھا ہو شعر بادبہ ہوا ہے یعنی کے کو دوس کے ساتھ ہے کہ کے کے چالیس عدد ہیں اور دوس کے دس کے کل پچاس ہوے جو جو ہوا جس کے پچاس عدد ہیں اور چار دیکھ میں کر جو جام ہو اس لیے کہ اس کے پچاس عدد ہیں جم کے تیرہ الف کا ایک مہم کے چالیس مطلب یہ کہ شراب جام میں نہ کرے مراد پنج اس واسطے کہ نوٹ کے پچاس ہا کے بائیں جو پنج انگشت ہیں تو دوسے مراد پنج ہوا اس لیے نوٹ کے پچاس وارو دال کے دس سب ساٹھ عدد پنج کے ہوے یعنی پانچون انگلیوں سے پنج کے اس جام کو پکڑ کے دو چل یعنی دو لب چنانچہ دال کے چار وارو کے چھ دس لام کے تین سے کے دوسب بیالیس ہو ان دونوں بیالیس کی طرف لیجا اے جام کو لبوں سے لگا کے چوڑش کر میکہ جام قطرہ جریخ رقص مراد وٹ اور جریخ میں ایہام فرق ہر مراد وٹ اور فرق کے معنی اگر مانگ کے لین تب بھی ذکر جزو سے زیادہ کل کا ہو مگر وہ کہ کر کوہ سب مناسب بلکہ بڑا کامل کہ دونوں کے لیے مناسب ہو جو خاص بدر ہو اور شیر تلخ منہ شہب انشا و جریخ و سخن اور در ترای برآب و تاب سب مناسب اور متساویات اعداد میں

قصیدہ سووم

قولہ یاد تو بخ روح دے نام تو جان جان در کنہ جلال تو عقل و دل و جان حیران نہ مرست و نہالت

راہرگز نبود و نحو سے بابتی روح فراتر راہرگز نبود و در بان بیدار سے جلالت راہرگز نبود و سرحد و دریائے کمال
راہرگز نبود و پائان بہ در بحر غمت خواص الا سے و چشم ماست بہ صد لولو ترایانک بر پشت زرش غلطان
و دوشنبہ در از عرش این مال ہی آمد کہ کامی در بحر غمت ہی چہ دل نالوان بہر توان کسان تا کی ناخواندہ روی چون
خوبہ بہ بر خوان الہی شو یک نیم شبے مہمان پتہ قید و بحر ہرچ مشن اتر بہین ہر کان اسکے مفعول مغا علیل مفعول
مغا علیل اللغات روح بالفتح خوشی و تازگی روح بالغم جان کہ نہ بالغم حقیقت شو صحو بالفتح ہساری
بیدار بالفتح دشت پائان ہندی تھاہ لا لا غلام حبشی مراد از مردم چشم تو لومر و اربہ کلان جہارت از اشتک
اینانک تفسیر این طشت زرخسار زر و خور آفتاب المعنی آہر محبوب حقیقی بے نیاز سے پائان تیری
یاد سے تازگی و خوشی روح کی ہر اور تیرا نام جان کی جان تیرے کہ حقیقت میں عقل و دل و جان سب
حیران ہیں جو تیرے وصال میں مست ہر ہرگز ہوشیاری نہیں چاہتا اور جو تیرے فراق کا زخمی ہر ہرگز
علاج نہیں مانگتا تیری بزرگی ایک ایسا جگل ہر جسکی سرحد و کنارہ نہیں اور تیرا دریا کمال کا ایسا کہ جسکی
تھاہ نہیں تیرے دریائے غم میں دولا لا جو مردم چشم ہیں ہمارے خواص ہیں کہ سیکر و دن لولو اشتک کے
انکے طشت زرخسار پر غلطان ہیں اب کہتے ہیں کہ رات عرش سے یہ نالہ زار بار بار جھک آتا تھا کہ کامی بدخستہ
اور ای نادان تیرہ دل تو گون کے خوان پر کب تک مثل آفتاب کے ناخواندہ مہمان بنے گا کہ کھر کھر بے بلا سے
روز جاتا ہر خوان الہی کا مہمان بھی ایک دفع کسی نیم شب میں بن ویکھ تو کیا کیا تمہیں پائیا ہر اور لوگوں سے
کیا حاصل و حصول بلکہ محض فضول روح بوج تجنیں جان جان کیسا ابلغ ہو یاد نام دونوں مناسب عقل و دل
جان کیسے جمع کیسے کہ عمدہ چیز میں انسان میں ہی ہیں مست و صحو اور مجروح و دربان اور وصال و فراق
متضاد ایسے ہی تیرا در پائان میں یاد ریا کی رعایت سے کمال میں لفظ ما بمعنی آب الا و لولو کیسے خوب ہیں
اور لفظ بحر بحر اسکے لیے لفظ ما بمعنی آب لولو کے لیے طشت زرخسار کی ناخواندہ رہی کیسا خوب ہو لفظ
خور بنظر معنی خورش و خوان کیسا الطیف الیہام نیم شب کی قید باعتبار اسکے کہ وقت قبول و قبول و زلف
بتان کم شوا شفتہ کہ میدانند بہ سر زیر دو ہندو سے از طرف مہ آویزان بہ برخوش بیج از غم بر عارض شان
کان خط بہ مارست یہ حقہ بر گوشہ السنان بہ زبان بستہ مرجان دشت لب خشک مشہ کا قہ بہ مرجان

نراند غم از دیدن آن فرجان و چون تلخی غم تو زان پستہ شیرین است و چون پستہ کن خود را بر آتش غم بران
 آن چشم دوران از روز نیست که تا بینی و محراب سیه گشته از دو دِلِ مستان و چو گان و زلفش را ایکست
 گرس و دوران چاہے تا یوسف و لہار از ان چاہ کن زندان و اللغات کم بمعنی نیست مطلق شریز
 سرگون دو ہند و کیسوتہ رخسار مرجان مونگا اور موتی بھی پستہ دہن المعنی تو امی بدوران بتو کی زلف
 کا دیوانہ و شیفہ مت ہو کہ یہ دونوں طرف ناہ یعنی رخسار کے دو ہند و لٹکانے ہوئے ہیں یہی حال تیرا
 کو شنگے تو انکے رخساروں سے مارے غم کے اپنے اوپر پچتا باب کیوں کھاتا ہو جیسے مارا پتہ اوپر لپٹا بل کھانا
 رہتا ہو دیکھ تو انکے لالستان کے جو چہرہ ہو گوشہ میں کیسا مارسیاہ سوتا ہو کہ وہ خطہ ہو پھر ایسی بلا عظیم سے
 کیوں نہیں پچتا اور اس پستہ مرجان و ش سے جو دہن ہو لب خشک مت ہو اور عشق اسکا ہرگز
 جو اسکے دیکھنے سے خاص الخاص سیکڑون غم تیری جان پر پڑینگے اور ہر گاہ کہ عمر تیری عشق پستہ سے
 گو کیسا ہی وہ شیرین ہو تلخ ہو تو پھر پستہ کی طرح آتش غم پر اپنی جان کو کیوں بھونتا ہو آنکھوں کی یہ کیفیت کہ صانع
 قدرت سے زیر ابرو آنکھوں کھاتا تو دیکھ لے کہ جو اسکے ہست ہیں انھیں کے دو دِل سے یہ محراب سنیہ
 ہو رہی ہو اور دونوں زلفین جو اسکی ہیں یہ دو چو گان ہیں ان میں ایک گیند ہو کہ وہ زرخندان ہو اور اس
 زرخندان میں چاہ سو اسی واسطے کہ دِلون کے یوسف کو اس چاہ میں ڈالے زندان کی طرف لیجا لے
 جیسا کہ حال یوسف کا مشہور و معلوم زلف کے لیے آشفٹہ اور سراور ہند و اور عارض و خطہ اور مارسیاہ
 پستہ دہن اسکے لیے لب مرجان مرجان تجنیس تام اور تکرار مرجان تلخ و شیرین متضاد اور پستہ بھی مثل ادام
 کے تلخ و شیرین ہوتا ہو پستہ کو روغن میں بھونکتے بھی ہیں اور نکات مچ سے کھاتے ہیں چشم ابرو و محراب سیه گشتہ اور دو چو گان
 اور یوسف و زندان یہ سب مراعات ہیں قولہ امی بدندان چو گان خود را تو بچہ مفکرنہ بیجا ل کن خود را و اللہ
 ایمان و ہر دل کہ یکے گوشہ میں ان شریعت را ہو در حال شود و ایمن از ضربت نہ چو گان ہو گر چہ چنان
 خواہی شو ساقی بزم عشق و دوشوز بہان خواہی شو خاک در سلطان و اجر سے وہ شام و روم جزیرہ خود
 ترک و چین و فرائدہ مشرق و غرب یعنی شہ ہندستان و تاکاسیہ سینہ بہت مہذب طبق سینا و تا طشت
 عقیقین بہت خوب بر سر این نہ خوان و از ماندہ داران با و در مجلس او غفور و در حلقہ بگوشان باد بوز

اور خاتان و دام کہ در بے صدق باور کنند خسرو و شیرین تر ازین قطعہ در معرفت یزدان و صد ملک
 سلیمانی بر باد شود تا حشر و ہرگز نشود تیرہ تہ پنج این دیوان و اللغات بجاں خراب حالت حال
 ایک لکڑی ہوتی ہو کہ میدان میں قائم کرتے ہیں تا جو کوئی گیند اس سے نکال لیجائے وہ بازی
 جیت جائے اور یہ لفظ در اصل ہبائے ہوز تھا اس واسطے کہ جانے جلی فارسی میں نہیں آتی مگر
 تفسیر لہجہ جاہوی در حال فوراً سور خوشی امین مالہ امن آجرے مالہ اجر و وظیفہ جزیرہ ہندوستان
 جیسے ہندو اور ہند نام اس ملک کے آباد کرنے والے کا طبقہ مینا آسمان باعتبار سبزی طشت عقیقین
 باعتبار گولائی اور سرخی کے آفتاب مانند دار خادوم فقو نام پادشاہ چین بدینوجہ کہ فغ بمعنی بہت و فوہ
 معرب پور بمعنی پسر جو اسکو بعد پیدا ہونے کے فغ نامے بہت کے سامنے ڈالا تھا لہذا یہ نام رکھا گیا یعنی
 پسر فغ و رگہ مخفف در گاہ تیرہ تاریک اور گدلا آب رونق و درخشندگی و بمعنی معروف المعنی یعنی
 لاری بر اس چوگان زلف سے کہ قریب اسکے چاہ ہو تو دیدہ و دانستہ آکھو چاہ میں مت ڈال اور اس حال گاہ
 میں کہ جہان با رحبت ایمان کی دیکھی جائیگی آسمین آکھو خراب حال مت کو چو دل کہ ایک گیند میدان
 شریعت کا ہوا کہ جدھر چوگان شریعت کا اُسکو مارتا ہو اُدھر ہی بوٹ بوٹ چلا جاتا ہو وہ فوراً ضرب ان تہ
 چوگان سے جو نہ فلک میں محفوظ ہو جاتا ہو کوئی آفت اُسکو نہیں پہونچتی اگر تو جو رحبت کی چاہتا ہو تو ساقی
 بزم عشق کا بن لینے اپنی ذات کیا اور وہ کو بیہوش کرنے والا ایسا عشق میں کامل ہوا در جو سور و سرور
 جہان کا چاہتا ہو تو خاک در سلطان کا بن اور سلطان وہ کہ جسکے وظیفہ خوار شام و روم ہیں اور یہ لہجہ
 کھانے والا ترک و چین کا کہ اسکو جزیرہ دیتے ہیں اور سر اچھا بچاتے ہیں اور حاکم شرق و غرب کا یعنی
 شاہ ہندستان یہ شعر مدح میں ہے بعد کے دونوں شعر دعائیں ہیں یعنی جب تک کہ کاسہ سین ماہ کا
 طبقہ پینا آسمان میں ہو اور جب تک طشت عقیقی آفتاب کا اس نہ خوان کے سر پہ ہو یعنی جب تک کہ ماہ
 و مہر اور آسمان قائم ہیں فقو چین اسکے مجلس میں خادموں سے ہو اور اسکی در گاہ چرخا قان
 حلقہ بگوشوں سے تین یہ جانتا ہوں کہ پادشاہ صدق کی راہ سے ہرگز یقین نہیں کرے گا کہ اس
 شیر نے قطعہ شیرین سے کوئی اور قطعہ بھی شیرین تر معرفت یزدان میں ہو ویسے چاہے کسی کا دل خوش

کرت لو کہ سے اور ہی بھی یہ کہ سیکڑوں کا کھلیان کے بے حشر تک برباد ہوتے رہینگے لگ آ ب ہوئی دھوبی
اس دیوان کا ہرگز کہ لاؤ کہ نہ ہو گا ایسا ہی رخشندہ اور روشن رہیگا قطعہ بارہ کلام جو قصیدہ پر بھی صاف
آتا ہے بس قصیدہ ہی مقصود ہی حال حال تجنیس نام خور آفتاب و خورش مناسب خوان و پشت گزرا
یہ شعر صنعت ترصیع میں ہے

قصیدہ در توحید بابی ع ۱۰ اسمہ و نصیحت خویش بجز مذکور الصدر میں
قولہ ای در دل ہر شے از مہر تو تاباں ہے ہر سنت ہوا سے تو در صومعہ ہر پیرے بد ظاہر شدہ ہر جاسخ و گرد
بہر کویت ہر ذرہ خالی را خاصیت اکیرے بدستان صبح آن غم کردند خروش آن دم بہ کز صبح
جال تو بنمود تباشرے ہر بخور غمت مائیم عشق تو طلبیب است ہر از ادویر رحمت بقدرت تباشرے
توان بفسون بستن مانند پر ز اداں دیوانہ کویت را در خانہ زنجیرے ہر چند سپرداری از آہ دلم سیر
کز سینہ مجروحان ہر آہ بود ترے بد اللغات صبح وہ شراب جو صبح کو وقت خار کے پیٹے ہیں اور چشام
کو پیٹے ہیں اسکو غبوق کہتے ہیں المعنی یعنی ای مقبوض مطلق انسان تو انسان تیرے عشق کی تاثیر ہر
میں بھی تو ہو کہ وہ شہر ہو اور ہر پیر صومعہ گزین تیرے ہی شوق میں مست و مدہوش ہو عاشق پتیری
گل کی گرد سے خوب ظاہر ہو کہ جو ذرہ خالی اس گرد کا جو وہ اکسیر ہو جسکے طلب میں ہزاروں مرگئے اولاب ہیں
جو مست صبح تیرے غم کے ہیں انھوں نے جوش و خروش اسی وقت سے چایا ہو جو وقت سے کبیری صبح
جال کی تباشری روشنے دیکھی ہو صبح جال روز ازل یعنی ازل ہی سے مست و پرجوش پیدا ہو
ہیں ہم بھی بیمار تیرے مرض غم کے ہیں جیسے انکو تباشر اپنے جال کی بخشی تھی ہکو بھی وہ تباشر اپنی
ادویر رحمت سے صبح اسلیے کہ طلبیب ہمارا تو ہی ہو تیرا دیوانہ ایسا نہیں کہ جیسے جن و پری کو عالم لوگ
باندھ لیتے ہیں اسکو بھی کوئی اپنے افسون سے باندھ کے خانہ زنجیر میں کر دے اسکا بستہ ہونا و شوہر و ناز
یہ تو ترے باندھے بید ہوا ہو اور تیرے کھولے کھلتا ہو اس شعر میں ہر ظالم کی طرٹ خطاب ہو کہ ہر چند
تیرے پاس سپرد ہو ممان بچاؤ کا لیکن میرے دلکی آہ سے ڈرنا ہی رہ کسواسطے کہ جو آہ مجروح
کے سینہ سے نکلتی ہو وہ ایک تیرے سر شگاف ہوتی ہو قہر میں ایہام تباشر تباشر تجنیس نام گرد و ذرہ خاک

اگر تیرے مناسبت قولہ ای بل دل کم شود یہ سنم تا کی کہ کو بر ورق لالہ داسے نہند از قیر سے کہ چون مار
 سچ از غم بر خط سیاہ او پہ کو تا قافلہ مورست صفت ہازدہ بر شیر سے کہ چون مردک چشمش بینی تو بہان اوراد
 در صورت آہوئے دو جادو کے کشمیر سے کہ مرغان آئی را باز قہر و حاسنے کہ در دام کجا آرد نفس از چو
 انجیر سے کہ بدر از جگر خستہ خون خورد چہل ہالی کہ تا یافت رحمت عین سر رشتہ تدبیر سے کہ اللغات
 کم بختے نفی مطلق ورق لالہ رودام زلف قیر سیاہ قافلہ یعنی از سفر باز آئینہ تفاؤلاً روندہ پہلا طلاق کرتے ہیں
 مور مٹوئے خط شیر خسار سفید جادو یعنی جادوگر کے بھی ہو زقہ بضم ز او تشدید قیافہ دانہ جو پر نہ اپنے ملک
 سے نکال کے بچہ کے منہ میں ڈالتا ہو اور وہ دوا جو دودھ میں ملا کے بچہ کے منہ میں ڈالیں ڈالیں المعنی خطاب
 مصنف اپنے دل سے کہ ای دل تو ان خالی بتوں کا شکار ست بن جو ورق لالہ ای خسار پر ایک دام سیاہ
 زلف کا لگائے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بچانے ہیں اسکو بچانسی ہی سمجھے رہ تو معشوقوں کے خط سیاہ
 کے غم میں مار کی طرح بہت تاب نہ کھا اسکو ایسا سمجھ لے کہ وہ ایک قافلہ مور کا ہر طرف سے شیر پر چپٹا ہوا ہو
 پھر جسم میں چید نثیاں چٹپٹی ہوں وہ چیز کس کام کی اور جو اسکے مردک چشم کو دیکھے تو اسکو ایسا جان لے
 کہ یہ دوا جو دگر مکار کشمیری ہیں جو بڑے مکار ہوتے ہیں اور بظاہر مثل آہو کے غریب و مسکین اور یہ
 سب باتیں خوبی نفس سے ہیں لیکن جو مرغ آئی ہیں اور زقہ روحانی پاتے ہیں انکو یہ نفس ایک انجیر
 دکھا کے دام میں کب بچانے سکتا ہو انجیر سے مراد شہ قلیل یعنی دنیا جسکی صفت میں فرمایا ہو قل متاع الدنیا
 قلیل یعنی متاع دنیا کی تھوڑی ہی جتن بچہ بدر نے بھی اپنے جگر خستہ سے چالیس برس خوب خوشخاری
 کی تب صرف عشق سے کچھ سر رشتہ تدبیر کا نکال پایا ہو انوکھا لفظ ذکر چشم میں کیا ہی خوب ہو اور نیز جادو
 کہ سحر ساحر دونوں معنی میں ہو قولہ الفاظ دراکوئے عقد شکر آلودہ ہا از سحر حالش خوالہ در صورت
 تذکیر سے کہ روشتا ہر قدسی جو از گلشن نیامی کہ کورا ہنود بر و گلگولہ ترمز ویر سے کہ کو بہر بہ نثار آرد و رہا
 ہمہ بار آرد بہ تالفتش خیال مع زو یافتہ تحریر سے کہ من نامح شلطانم جاہم صفت و بہا بان ہا زین متہ
 جاہم را بیرایہ توقیر سے کہ اللغات اور اعقاب الکسر لڑی از نوعینہ ہر سحر حلال شمع و سخن تذکر
 چند دنیا تو زمرہ و فریب بیرایہ لباس و آرایش المعنی یعنی عشق سے سر رشتہ کا یہ بلایا جس سے الفاظ

اُسے عقد شکر کو دھونے لیتے بار کے کہ اسکو اوپر کے شعر میں بدر لکھا ہے اور ایکو غیر پھر لکھا ہے اور بحر خصال کو جو بدورت پند و نصیحت کے ہر آب و دیوان میرا گلشن سبحانی ہے تو اس میں شاپہ قدسی کو ڈھونڈو کہ جسکے منہ پر گلہ نہ کر و سز و پر کا نہیں ہے پاکیزہ میرا دگر کے ہیں سچے صاف و حب سے خیال نقش برجستہ اس سے صورت تحریر پائی تب سے بالکل گوہر نثار کے واسطے لاوا د کے لایا ہے یہ شعر ایسا خشکات اپنی سبب توقیری میں ہے یعنی حال میرا کہ مدح تو سلطان کا ہوں اور جگہ میری در بانوں کی صفت میں گز گیا ہے میرے ہا ہ مرتبہ کو اسی سے لباس اور ارائش توقیر کی حاصل ہے کہ آخر ہوں تو مدح سلطان کا گوینے لگا

قصیدہ درمفاخرت از کثرت فضائل و رفعت احوال خود

قولہ وجہ زار ز روئے دار چشم لولو بارین + قلب من نقد روان زان دوست در بازار من + ہندو سے کیوان میں بفرخت شادی را از انکہ مشتری نہاد نقدے را بجی در بار من + بر شس از ان کین بیضہ زوین فتد بر طشت زر + در خروش آید خروس از نا لہا سے زار من + ہر سحر مانف شمع از اندکی عمر خویش + صبح را در خندہ آر دگر یہ بسیار من + یہ قصیدہ بحر مل مثنوی مخدوف میں ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن وجہ صورت و وزینہ رو سے صورت و کاشے قلب دل اور نامہ روان راج و جاری و جان ہندو زجل و غلام حبشی اور حبشی ہمیشہ شادان رہتے ہیں مشتری خریدار و نام ستار کہ سعد اکبر ہو بھیمہ زرین آفتاب طشت ندر آسمان المعنی معنی کہتے ہیں کہ میں وہ شخص ہوں کہ میری آنکھیں لولو بار جو ہمیشہ گریان اور اشک ریزان رہتی ہیں انکی کوئی وجہ زر کی نہیں میری ہی صورت جو مثل زر کے زر دہی بھی وجہ زر کی ہے اسی کو زر زینہ یا ماہینہ زر کا جانتا ہوں اسی سبب سے قلب میرا جو دل ہے اسکا نقد راج میرے بازار یعنی وجود میں ہے مطلب یہ کہ زر و رنگی و اشکیاری میری جو آثار عشق سے ہوئی نقد روان میرے بازار د لکھا ہے جو کام آئیگا جہت و کیوان نے کہ وہ ایک غلام حبشی سیاہ رنگ جس کا کبر تو از شادی و فرحت حبشیوں کی مشہور و معلوم ساری شادی اپنی میرے ہاتھ بچا دی اس سبب سے کہ اُسے دیکھا کہ اسکا کوئی مشتری نہیں نہ مشتری نے کہ سعد اکبر ہو کوئی نقد راج اسکی گرہ میں دیکھا بس یہ نتیجہ اسی اشکیاری و زر و رنگی عشق کا ہے کہ ایسی شادی مفرط محب کو

شفت ملکئی آدرین بھی وہ عاشق زار ہون کہ قبل اس سے کہ یہ بیعتہ زرجو آفتاب و طشت زرین آسمان
 میں رکھا جائے میرے ہی بالوں زار سے خردس صبح کا خروش میں آتا و خردس صبح منقول ہر ایک
 مرغ سفید عرش معلیٰ کے نیچے ہو سب سے پہلے وہ آواز کرتا ہی اسکی آواز سگر خردس دنیا کے بولتے ہیں
 بس اس سے بہشت بھی خردس عرش پر ظاہر ہو اور تاثیر ناؤں کی بھی کہ اسکو خردس میں لاتی ہو نا لگا
 میرے تو حال شباب گریہ کا سنو کہ جب صبح کو گریان ہوتا ہوں اگرچہ وہ گریہ بسیار و پیچید ہوتا ہو مگر اس
 گریہ کو میرے صبح ہر سحر دیکھ کے تسخیر و استہزا سے کھلکھلا کے ہنستی ہو کہ گریہ عشق کی توجہ نہیں اور تیرے
 گریہ کی عمر اب شمع کی طرح بہت تھوڑی اتنی سی عمر اس گریہ کو کیا کافی ہوگی اور کب بچا اسکے گی اترو
 صبح ہر احر زبان پیری اور وقت ختم عروجہ اور زرد مراد و اور زرد و وجہ میں ایہام بھی کہ روزنیہ اور کانے
 کو بھی کہتے ہیں برعایت لفظ زرا سے ہی قلب دروان نقد و بازار ہندو کے لیے شادی اور کیوان و مشتری
 کہ سوائے مناسبت کے دونوں میں تضاد بھی ہو کہ کیوان نحس اکبر مشتری سعد اکبر ہو بیعتہ و طشت زرین یہ رہتا
 کہ شعبہ باز بیعتہ کو طشت میں رکھکے اُٹاتے ہیں خردس میں تجنیس اندک و بسیار خندہ و گر متضاد
 اور علی ہذا واضح ہو کہ متن کے پہلے شعر میں فقط زان روسے لکھا ہو میں نے اسکو زان و دست لکھا ہو کہ ضروری
 معلوم ہوا قولہ پہچا آہ سرد صبح و گریہ ہاے گرم شمع و آتش اندر خرد و زرد و دل افکار میں و باہمہ مہر سہ کہ
 دار صبح خنجر میکشہ و تاجہ باز یا کند این بد گہر و رکامین و خاکسارم بادیا آبر ویم نہتہ است و کوہ و
 شادمان گرد و دل اغیار میں و گوردان شود و دچشم از در دے آبی مرا و دانہ دانہ خون دل از بسینہ
 بر ناز میں و کوہ بگر آفتاب و کوہ عطار و تیر شو و سرخو ابد تافت این قد کمان آثار میں و در کمان چرخ گر
 آتش زند تیر سحر بدغم مذکور و حلقہ از جوشن مقدار میں و اللغات خنجر کشی صبح کی اشعہ آفتاب بد گہر و ذات اشار
 با سائن المعنی یعنی سحر کی یہ ٹھنڈی ٹھنڈی سافینیں اور شمع کے گرم گرم گریہ جو عشق حقیقی میں اُنکے
 ہیں جنہو قت میرا دل افکار دیکھتا ہو تو اسکا دودل بھی اُسہیں آگ لگا دیتا ہو اسی میں کہ دیتا ہو ظاہر ہو
 کہ عاشق جب کسی عاشق کی آہ و زاری دیکھتا ہو تو اسکی بھی آگ دہی ہوئی بھڑک اٹھتی ہو میں جو صبح کو
 دیکھتا ہوں تو مہروالی پاتا ہوں اور ظاہر مہر رکھتی ہو مگر باوصف مہر کے خنجر بھی چینیجے ہوئے ہوا بین

نہیں جانتا کہ یہ بذات میرے کام میں کیا کھیل کھیلتی ہو یہ کھیل تو اسکا کہ نمبر کے بسا تھو خنجر کشی دیکھ رہی
 راہوں اور خنجر کشی اشعہ آفتاب سے تین تو ایک خاکسار باو پیا مفلس معیت آب و روئے ہوا کی لڑکچہ
 پروا نہیں آبرو گئی تو گئی غمیر دیکھو دل تو شاد ہوا یہی نفع مجھے مخلوق کو پہنچا اور اگر میری آنکھوں میں
 روئے آبی سے جو جھگو میسر نہیں ہو داندہ دانہ چون دل جو مراد انک خونی سحر سے ہو نیمینہ پر نار سے رون
 ہو تو جو جھگو یہ آبی ہی خوش آتی ہو کھانا کسکا پانی بھی جو ایک از زبان شکر چاہے ملے چاہے نہ ملے تین وہ راست کو
 ناپت قدم ہوں کہ کیسے ہی حوادث ہوں میرا کچھ نہیں کر سکتے اگر تیرا دل چاہے تو امتحان آفتاب سے
 کب سے کہ پھر راتہ میں لیلے اور عطار دے کدے کہ تیر ہو جا اور میری لڑائی کو مستعد ہو جائیں مگر میرا قد جو کمان
 انارخمیدہ ہو انے سر نہیں پھیر لگا مقابل ہی رہیگا مصنف نے سر کہا ہی نہ روا سوا سطلے کہ اکثر کمان کا سر
 جو گوشہ ہی پھر جاتا ہو اور اگر کمان جریخ میں تیر سحر کا آگ لگا دے تو میرے اندازہ اور مقدار کی بوزر ہو
 اسکا ایک حلقہ بھی نہ شریف ہو گا اپنے حال ہی پر رہو نگا تیر سحر آفتاب تیرا گرم متضاد آہ و گریہ آتش و دود
 مہر صبح مناسب اور مہرین ایہا م خنجر شعاع مہر خاک باد آب آفتاب بصورت سپر اور عطار دے تو خود تیرا
 لفظ اتار بیظور حوادث کے بس مناسب قولہ صر صر صور افلاک را ہفت دامن بر در دہد ریشہ زرا غشتہ
 ہر گز گوشتہ و ستار من ہر خرمن ماہ آہ فروریزد راہ کماستان ہر کم نگر و یک جوے از و خل استحضار من ہر
 ربیع ربیع چار ربیع و شش جہت را خمں یافت ہر عاشق نہ تختہ باغ از عشر یک انبار من ہر عرصہ باغ
 دو عالم را مساحت کر فہم ہر بسوہ دیدش رقم در دفتر احرار من ہر نصف ربیع عشر آمد و رتر از و سے خرو
 تر و خشک ہر دو کون از حاصل اور از من ہر جن جو در فتویٰ سبق بردم ز بر جیس آفتاب ہر فلک از نگہما
 لعل کرد و انبار من ہر اللغات صر صر باد تیریشہ شہ اندک خرمن انبار بزرگ بفتح بکسر معرب اسکا سوا
 کہ خرمن بزرگ زمین پچھی انبار استحضار مال موجود و دخل آمدنی ربیع بافتح آمدنی گشت ربیع بافتح و کسر
 زمین بلند ربیع بافتح منزل و چار ربیع عناصر ربیع شش جہت تمام عالم خمس بالضم یا پخوان حصہ عاشق
 نہ تختہ باغ عاشقہ یک گیرندہ نہ تختہ باغ نہ فلک و مجموع عاشق نہ تختہ باغ جبریل عشر بافتح وہ یکو پینا عشر
 بالضم وہ یک بسوہ بالکسر بیوان حصہ جریب کا احرار بافتح آزادگان و نویسنہ گان تر بہ نشندید رہا

اور اور وظیفہ سبق بردن غالب ہر جانا فتویٰ حکم شرع بر حبس مشتری کہ قاضی فلک ہر فلک نہ فلک
 انگہاے لعل ستارگان آیتار بخشش اور کسی کی حاجت اپنی حاجت پر مقدم کرنا المعنی مصنف بتا میدہد
 کہتے ہیں کہ اگر صورت کی باتند سے ساتون دامن فلک کے بچٹ کے بارہ بارہ ہو جائیں جیسا کہ قیامت کو یہ
 واقعہ ہوگا مگر اس وقت بر آفت میں مجھ میں اصلاً تغیر ہوگا ممکن نہیں کہ میرا گوشہ دستار کسیا و ریشہ زر
 غش آغشته دے اور زر آغش دکھونائی اس سے ظاہر ہو بدستور اپنے حال پر رہیگا اور ظاہر کہ قیامت
 نے مجھ کے دور کو نسا حادثہ ہو اور اگر خرمن ماہ کا جو خود ماہ یا مال ہر کمکشان کی راہ سے نکل کے بکھر جائے
 تو بکھر کر میرے کھیت کی جو آمدنی موجودہ ہر اس میں سے ایک جو بھی کم ہوگا اور میرا ثبات و قرار نہیں
 بگڑیگا تین تو وہ شخص ہوں کہ حاصل زمین چار ربع اسی اربع عناصر کا جس سے خلقت سارے مخلوق
 کی ہو اور شش جہت کا جس سے کوئی مخلوق باہر نہیں اندونون کی آمدنی و حاصل کو جب وہ یک گیر
 نہ تختہ باغ نے کہ وہ جبریل بن جنکی صفت عقل اول و عقل کل ہو دیکھا تو میرے ایک انبار کے دسویں
 حصہ کے سامنے کہ ایسے ایسے جانے لگتے انبار میں کل حاصل چار ربع اور شش جہت کو اس عشر کا عشر
 پایا ہو اور وہم جو ہر جگہ پوچتا ہو اسنے دونون جہان کے باغ کا جو میدان ہر سبکی مساحت کی من بعد میرے
 محروون کا دفتر دیکھا تو اس میں اسکو ایک بسوہ لکھا تھا کہ اسکے میدان کا ایک بسوہ ہو یعنی جو گنجایش
 مجھ میں ہو اور میں وہ کہاں اور خرد نے جو اپنی تر ازوین نولا تو دونون جہان کا تر و خشک میرے وظیفہ
 کے حاصل کا جو عشر ہو اسکا نصف ربع ہوا میں نے بھی فتویٰ لکھا اور بر حبس نے بھی کہ قاضی فلک ہر
 میں اس پر سبقت لیکیا اور غالب ہوا لہذا آفتاب نے ہر ٹولگن ملو نہ فلک تنگون لعل یعنی ستارون کی
 بھسری جگہ بخش دین آفتاب کی خصوصیت آیتار میں بدین وجہ کہ اسکے نور سے جملہ ستارے روشن ہیں
 گویا مالک انکا ہر صر ضر ضرور میں سرکہ ضا دامن و ستار خرمن اسکی رعایت نے کمکشان کی کاہ اور
 جو جب مناسب ربع ربع ربع سب تجنیس و تصحیف جاب و شش و ذوقیہ سیاقۃ الاعداد ایسے ربع و خمس
 و عشر و عاشتر تختہ باغ کے لیے مناسب عرصہ مساحت بسوہ رقم و قدر آحرار پھر نصف و ربع عشر سیاقۃ الاعداد
 تر و خشک متضا و بر حبس آفتاب تنگہاے لعل نہ لکن سب مناسب یک گیر قولہ بست و یک دان بیکر زلفت

کسوت در شمال و سینہ پر نور شان گنجینہ انوار میں بہ قدسیان اندر نماہ آئند و یا شہد دا کما بہ کما اور روشن
سمط و اشعار میں بہ مصحف نہ جلد با ہفت آیت زر راہ را بہ ہر مے سیپارہ دید از غیرت انوار میں بہ عقل
کل را در دبیرستان اسرار ازل بہ طفل ابجد خوان شمرده جان معنی دار میں بہ از شراب لایزال دوستگا ہوا
وہ بہ جان ہرستان حضرت رادل ہمایار میں بہ شاہبازان رواق کبریا راز قہ داد بہ طوطی سدرہ نشین
از شکرین گفتار میں بہ اللغات سب ارنالینر شکلیں مع بارہ ہر چون کے آسمان پر بہن منجلا کئے کہیں
شمال نین باقی جنوب میں اور شب زربفت لباس کسواسطے کہ سب ستارے نورانی ہین جسکہ دانہ تسبیح و نماز
فعلی و ذکر حق سمط بالکسدر شہ جو اسر و مراد یہ مصحف نہ جلد نہ فلک ہفت آیت زر سبع سیپارہ سیپارہ ماہ
با اعتبار سنی روز ماہ عقل کل خبر بل دوستگانی اپنے حصہ کی شراب اور کو دینار و دان بضم و کبیر نقشہ
بالضم و تشدید بیچے کو بھراناکو تر کا طوطی سدرہ نشین جبریل علیہ السلام المعنی یعنی اکیس شکلیں نورانی ہفت
لباس جو شمال میں ہین سبکا سینہ نورانی گنجینہ میرے اسرار کا ہی جو بھید اُنسے وقوع میں آتے ہین مجھی سے
ہین قدسی جب نماز پڑھتے ہین بعد نماز ہمیشہ دورہ میرے نظم کا اُنکے اوراد کا سچ ہوتا ہی یعنی میرے
اشعار اُنکا اوراد ہی مصحف نہ جلد نے جو نہ فلک ہین مع ہفت آیت زر کے کہ وہ سیپارہ سبچہ ہین ہر مے
میں ماہ کو میرے انوار کے رشک سے سیپارہ ہی پایا ماہ کا سیپارہ ہونا باعتبار اُنکے کھٹنے پڑھنے اور
تین روز ماہ کے ہی میرادل ایسا معنی دار ہے کہ جب مکتب خانہ اسرار ازل میں تھا تو عقل کل کو طفل ابجد خوان
جانتا تھا ہر چند کہ وہ مقرب و محرم راز ہین اور دل میرا ایسا مستغنی بھیرا نہ شیار ہے کہ اُسکو جو روز ازل
نین جضہ شراب لایزال سے ملا تھا اُسہیں سے اُن لوگوں کی جان کو جو ہر مست اس حضرت کے ہین
دوستگانی رکھتا ہی یعنی اپنا حصہ اور دن کو دیتا ہی اور وہ لوگ جو شاہباز محل کبریا کے ہین جبریل اُنکو
میرے کلام شکرین سے کچھ چن چنا کے نجات دے ہین اور اُن شاہباز دن کو اس شکر سے بھرتے ہین یعنی بڑے
بڑے سخن گو عالی محل نیکی دل میں جو سخن افکار تے ہین وہ میرا ہی سخن شیرین ہوتا ہی نہ جلد ہفت آیت
سیپارہ شاہباز قہ طوطی سدرہ شکر شب مناسب یکدگر قولہ میں جو شمع از خود سرفراز م چراغ آفتاب
روز و شب پردا نگرد و بر سر اسے نار میں بہ تران سوار یہا کہ باشد صادقانی را نیم شب بہ صبح اور خوب

ماندہ خاطر بیدار من و در سر سودا نمائی مرغ گل خوار قلم و جان عیسی می نگار و عطسه افکار من بد و بدتر
 عطش را بست در مینا بیان و جاوی هر مشت غنای نقطه پر کار من و بالغات تار تار یک آند و گذار
 عطسه بنده چینیک اگر چه تلک پر دایر سے بہت ہین مگر سب میں آٹھ داسر سے عطش ہین جنکا علم ہیات میں
 بیان ہر معدن النہار دائرۃ البروج و دائرۃ اربعہ باقطاب اربعہ دائرہ افق و دائرہ نصف النہار و دائرہ ارتفاع
 و دائرہ اول السموات و دائرہ عرض المعنی یعنی میں مثل شمع کے کہ سارے جمع میں سر فراز ہوتی ہر بخوبی
 مضمرہ جامی مرغ سیان جمع شمع آسا سر فراز ہر خود ہی سر فراز ہوں نہ کسیکا سر فراز کردہ و دایرہ سائرہ
 کہ چراغ آفتاب کرات دن میرے اندھیرے گھر کا پردانہ ہر اور اُسپر قربان ہوتا ہر پھر میرے دلچسپ گم
 کا کیا بیان وہ سوار بیان کہ صادق لوگوں کو نیم شب میں کہ وہ جذبات حقیقی ہین جنکے ذریعہ سے وہ قرب
 دائمی میں بہو بخشنے ہین ہوتی ہین میں اُسپر سوار ہو کر منزل مقصود کو پہونچا اور میری خاطر بیدار سے
 صبح کو کہ اوزون کے لیے وقت قبول کا ہر اور خود اسکا تو کہنا ہی کیا سوتا چھوڑ دیا اور اس سے پہلے
 فائز المرام ہو گئے لوگوں کے قلم کا مرغ تو اسی سر سودا نمائی میں پڑا ہوا ہو کہ گل خوار می کرے جو عبارت
 مضامین رنگین بہار لکھنے سے ہر یا گل خوار می کہ مراد سیاہی مداد سے واسطے کسی تحریر کے بس گل لضم و کبر
 و دون ہو سکتا ہر اور میرے افکار کا عطسه جان عیسی کی تصویر بنارہا ہر جس جان سے جانیں مردہ زندہ
 ہوتی قصین عطسه سے یہ مراد ہو کہ جب آدم کے قالب میں جان پڑی تو انکو چھینک آئی کچھ مادہ اہل ہاک
 خارج ہوا وہی مادہ شکم میں حضرت مریم کے رکھا گیا جس سے حضرت عیسیٰ ہوئے لاجرم میرا کام یہ نہیں
 کہ عبارت سخن رنگین لکھوں بلکہ عیسیٰ کیا انگلی جان کی تصویر بنانا میرا کام ہر جو محال و در محال ہر ایسی تصویر
 کوئی بنا ہی نہیں سکتا اور یوں تو دو دائرہ فلکی بہت ہین مگر آٹھ انہیں عظمیٰ ہین وہ آٹھوں کو با این عظمت
 جنکا علم ہیات میں بیان ہر میرے پر کار کا ایک نقطہ گھیرے ہوئے ہر جیسے نقطہ کو دائرہ گھیرے ہوتا ہر
 الغرض بیان تک ابھی تعلی کا بیان کیا آئندہ اس سے اعراض و معذرت دیہ متفقہا ہر شمع چراغ آفتاب
 روز شب پر دانہ سر تار نیم شب صبح خواب بیدار بسر و سودا عیسیٰ و عطسه دائرہ ہیات نقطہ پر کار سب
 مناسبات عمرہ قولہ این دجاوے جملہ نام شروع گفتم زان سپس و ذیل غفور و کلام دوست متفقہا میں

خاک بر سر باد آتش در جگر بعد ازین بد آنچنین جزا تہ باید نفس شیطان سامن من ہن من کہیم زان ہوا
 کو را حلقہ سازد قطرہ آب بد شاہرا خیال شہد شک و ترن ہمار من بد کتر ہم زان ہوا کو را سایہ بنو بر زمین بد
 نیست را ہستی بود در معرض آثار من بد باد پیا خاک بے آبی بدیم گردو جہان بد بد در سلطان فروغی است
 گاہ بار من بد تا بگشتم بر در حکمتش چو خاتم حلقہ پشت بد چون نگین زرین بشد ہام و در دیوار من ہون
 سپس گوش من و فل شمع یکراہ شاہ بد حلقہ لائحات ملک و دانہ شہوار من بد اللہ لائحات و عا و سہ جمع
 و دعوی نامعروض خلاف شرع ہمار یعنی بانند و نہ معرض جاسے ظہور باد پیا ہرزہ گرد و کراں اسب اصیل
 و مخصوص بران یک کس دانہ شہوار موتی شہوار و تن بر آب تاب المثنی یعنی یہ دعوی مذکور اصد خلاف شرع ابک
 چونکہ وہ کیس من بعد میں ہوں اور میرے استغفار کا ہاتھ اور لازم ہوا اسکو ذیل عفو کردگار کا لینے دست
 استغفار اور ذیل عفو کردگار لازم ملزوم غیر منکاف ہو جائینگے پس داد مصرعہ ثانی کی لزومی ہوا اگر نفس ہوا
 کہ مثل شیطان کے ہوا اسکے اس قسم کی پھر جزا کرے تو اسکے سر پر خاک پڑے اور خدا کرے اسکے
 جگر میں آگ لگائے زان میں حرمت از نوعیہ ہونے میں کیا چیز ہوں قسم اس سے ہوں کہ جو قطرہ آب
 سے سکر کر کے حلقہ ہو جاتا ہوا مثل ایک قطرہ کا نہیں ہوتا چنانچہ گواہ اس دعوی کے خود میرے اشک
 اور جسم ہوا ہر کہ لا غریبے موہو گیا ہوں اور اشک سے حلقہ بنا گوری موڑی پڑا ہوں جیسے ہوا پر
 ہوتے ہیں تین تو اس سے بھی کتر ہوں جسکا سایہ زمین پر نہیں پڑتا ایسے کہ کچھ وجود ہو تو سایہ پڑے
 اور میں وہ ہوں کہ جہاں میرے آثار و علامات ظاہر ہوں وہاں نیست کو ہستی ہوتی ہوا گویا نیستی مجھی
 سے پیدا ہوتی ہوا تین تو ایک ہرزہ گرد اور خاک بے آب امی خاک خشک جو اڑتی رہتی ہوا ایسا تھا مارا
 مارا پھرنے والا اب جیسے جہاں گوی چھوڑ کے در سلطان پڑا پڑا ہوں اور اس دروازہ کی خاک بنا ہوں
 تب سے میرا کار و بار چمک گیا ہوا اور جب سے اسکے حکم کے دروازہ پر خاتم کی طرح جلیقہ بست ہو گیا ہوں
 یعنی ادب و خوف سے بے پشت خمیدہ بیٹھا ہوں مثل نگین کے در و دیوار میں میری سب زرین ہو گئی ہیں
 ظاہر کہ نگینہ کے در و دیوار وہی اسکے حلقہ کا دور خانہ ہوا اور سب زرین ہوتا ہوا میرا بھی یہی حال ہوا اب
 اسکے بعد میرا کان ہوا اور فل سم اس شاہ کا حلقہ استہین بھی دروازہ و دم کی ہو کہ اسی حلقہ میں بد ہو گیا

اور شرفاں ملک کا حلقہ ابر میرے در شہوار سینے اسی دروازہ پر عقد زن ہو کے گرہن شاہ ہوا رست حلقہ شرفاں
ازیب و رونق دیا رہنمائی کا کلام عمر پر آب اسکے دوسرے مصرعہ میں بھی وادوں و زم کی ہر خاک
کے لیے سر اور آتش کے لیے جگر کیسا خوب ہی نیست کی مستی کیلای المیخ ہر باد و پا خاک ہے آب تینوں سے بار
خاک آب حاصل ہوتے ہیں جو عناصر سے ہیں اور علیٰ ہذا قائل

قصیدہ

قویہ تا تنگہاے لعل شد بر تخت مینارِ یختہ بد بروے روز از کف شب مشکیت نہر جارِ یختہ بد در کام دیوے
ہفت سحر جن لعلتان سیمہ بد خاک سیہ زین غم نگر برفرق دنیا ر یختہ بد نہ و نسج یکشبہ ہزار سیاہی کلاہ یکبارہ
فوطہ تہ بہ ہنگام سودا ر یختہ بد این جنگ بین مصبوع و ف از بیت مطرب در شرف بد بل ماہی دان کر نشہ
لاہر براعضا ر یختہ بد موسے سر غولست شب یازلف مر غولست شب بد بل مشک مخلو است شب بردشت
و صحرا ر یختہ بد شب زنگی سیمین سرش بچکان رومی در برش بد دزد عرفانی معجزش شد آب دیبا ر یختہ بد قصیدہ
بحر جز مشن سالمین ہوا رکان اسکے مستفعلن مستفعلن مستفعلن ہشت بار الا فاست تا
ابتدا یتنگہاے لعل کو اکب رخشان تخت مینا افلاک مشک سیاہی دیو ہفت سر آسمان لعلتان سیمین
نسج بافتہ ہزار چہ فروش کسوا سٹے کہ بز بعضی پارچہ کے ہر ہزار سیاہی کلاہ آفتاب فوطہ ازار ناودختہ پورہ
خزانہ سودا سیاہی چنگ ہلال دقت آفتاب مطرب زہرہ گتہ ستارے خانہ ماہ سلطان خانہ زہرہ ثور و حیران
غول ایک قسم دیو کہ ہر صورت میں متمثل ہو سکتا ہے مر غول موسے عجیبہ مشک مخلول شب بچکان رومی
ستارگان سیمین سر باعتبار ماہ ز عرفانی مہتاب ای چاندنی دیبا شعاع المصنی یہ توطیہ بیان شب میں ہے
یعنی جس وقت سے کہ تنگے لعل کے جو ستارے ہیں تخت مینا فلک پر ر یختہ ہوتے ہیں جیسے جو ہری تخت پر
لعل و جواہر انبار کرتے ہیں رومے روز پر زلف شب سے ہر جگہ مشک بکھرا ہوا ہے کہ وہ سیاہی شب کی ہے
دیکھ تو اس دیو ہفت سر کو جو افلاک ہیں اسکے منہ میں لعلتین سیمین یعنی ستارے کیسے دبے ہوئے ہیں
اسی غم و افسوس سے ساری دنیا خاک سیہ سر پڑا ہے ہوئے ہوئے کہ وہ سیاہی شب کی ہے ہوا اس وقت میں
بافتہ یکشبہ پئے ہوئے ہوئے پہلی رات کا ہے اور ہزار سیاہی کلاہ ای روشن کلاہ نے کوہ آفتاب ہوا ہے

ایک زرد فوطہ تہ بہ سیاہی میں ڈال دیا اور بیٹھ کیسہ کہ چیم نورانی ماہ کا ہوا در نسبت آفتاب کی بدین نظر
کہ ماہ آفتاب سے روشنی پاتا ہوا اور اس جنگ کو دیکھ کہ وہ ہلال ہو جس کا خانہ سلطان اور رنگا ہوا فوطہ
کہ وہ آفتاب ہو اور اس کا رنگا ہوا بدین سبب کہ ہلال اسی سے نور پاک کے کمال کو پہنچتا ہو اور یہ ہلال
اس وقت خانہ مطرب یعنی زمرہ میں جو نور و میزان ہیں شرف پار ہوا پھر کہتے ہیں نہیں جنگ نہیں ہو بلکہ
ایک ماہی ہو چنانچہ شکل ہلال کی بصورت ماہی کے بھی ہو جو صدف سے گوہر اعضا پر ڈالے ہوئے ہیں اور
نویسب استعارات تخیلیہ ہیں اور اس کتاب میں بالکل یہی ہیں صدف مراد فلک و گوہر عبارت ستاروں
سے اب کہتے ہیں یہ شب سیاہ ہو یا غول کے سر کے بال ہیں یا زلف مرغول محبوب کی ہو یا مشک حل کیا ہوا
کہ تینوں چیزیں از بس سیاہ ہوتی ہیں جو دشت و صحرا پر پھیلی اور بکھری ہوئی ہوں ہر رات کو تو یہ سمجھنا چاہیے
کہ ایک رنگی سیاہ ہو یہیں سر باعتبار ماہ کے کہ چکان رومی اور ستارے بغل میں لیے ہوئے اور ایسی
زعفرانی اور صفی اور سے ہر جو چاندنی ماہ کی ہو جسے آبرو و سیاہی لگاڑوی اعلیٰ و مینا متضاد و مناسبت
روز و رقت مشکین جنگ و مطرب مشک محلول رنگی رومی زعفرانی ظاہر قولہ اطفال بین زرین لب
در مہدینا خشک لب و زمهر شان پستان شب شیر مصفا ریختہ و بین رنگی و رومی ہم این در دق
و آن در ورم و زحل شان ہر صبح زمین غصہ صفا ریختہ و زرین صدف تا در برہ فقرہ بعضیہ بہرست
و زابر و یاد بہرست و لہ بہر جار ریختہ و آن نقطہ یا قوت سان چو بر الٹ گرد و روان و اوراق گل مینی از
بر لوع غبر ریختہ و چون رومی زرین سپر کردہ حائل و کر کہ رنگی و دست انجیر از معدہ سودا ریختہ
چون کیش تیر از جرم خورشید کمان دار و سپر و مینی زشمشیر بھر برق آتش آسا ریختہ و آن شاہد
تپ لرزہ و در سلطان نش چون ساز و نزار و آتش شود بر خاک و خار از لقت حمار ریختہ و اللغات
سلب لباس اطفال زمین لباس ستارگان تمہد مینا آسمان سبز پستان شب ماہ شیر مصفا چاندنی رنگی
شب رومی بر و نیم صبح و شام و ق بیار مبی مراد کی ورم مراد مینی غصہ غم صفا شفق یا روشنی آفتاب
زرین صدف آفتاب برہ بچہ بزر و برج خلی فقرہ روز غبر شب ہر دشت لولو قطرات نقطہ یا قوت سان
آفتاب سرخ آفتاب علامت برج نور کہ حل سے برج اول ہو غیر خاک رومی زرین سپر آفتاب چائل

احوال شمشیر کی شب تہوڑا نسیا ہی دست سبب و غلبہ کشش تراکش و برج جزائر عطار و مقابل قوس شمشیر
 آفتاب برق گرمی شاہد تپ لرزہ دار نزار حجاب المعنی آوردیکہ ان اطفال زرین لباس کو جو ستار
 ہیں اس بہرہ سبز فلک بن اور خشک لب کہ جنگی شدت محبت کے باعث پستان شب لینے ماہ سے شمشیر ثابت
 رہا ہے کہ وہ جانبداری ہو غرض ستارے کھلے ہوئے ہیں اور چاندنی بھیلی ہوئی ہے اور دیکھ زنگی و رومی کو جو رات
 رات دن سے ہر کیسے ہم ہیں جیسے صبح اور شام کو جمع ہوتے ہیں کہ اسوقت میں ایک کو دن ہوتی ہے اور
 دوسرے کو درم ایڑی جیسے شام کی وقت دن کو دن ہو شب کو درم اور صبح کو بالعکس اور انکے حلق بہت
 ہر صبح ہم مارے غم کے صفر اٹھتا ہے کہ وہ زردی شفق کی ہے اس شعر میں کیفیت اختلاف رات و دن اور شفق
 کا بیان ہے شعر بعد میں مجھ کو بڑا شک ہے نسخہ مطبوعہ میں تو ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ جن نے متن میں لکھا لیکن
 رعایت صحیح کی کہ سارے قصیدہ میں چلی آئی ہے اور اہم و ضروری فوت ہوتی ہے لینے پہلا لفظ برہ ہے دوسرا
 ہمبر دوسرے مصرعہ میں بر کہ مخالف صحیح کے ہے اگر تینوں جگہ برہ ہی ہو تو موافق صحیح کے بھی ہے اور نیز تجنیس
 نام اور معنی یہ کہ زرین صورت جو آفتاب ہے جیسے برہ ہے اور برج حل میں ہے فقرہ اور غنبر لینے دن اور رات
 دونوں ہمبر اور ہم جسم ہیں کہ مراد برابر ہونے سے ہے چنانچہ برج حل لفظ اعتدال رہنے کا ہے اور ابر وریا سے
 ہر بر لینے دشت و صحرائیں دھڑکتے رہے ہیں مطلب یہ کہ بہار کا وقت ہے رات دن برابر ابر بہاری برکت ہے
 اضافت ابر کی وریا سے بدین مناسبت کہ ابر بخارات وریا سے پیدا ہوتا ہے تو قطرات بارش اور
 جب یہ نقطہ یا وقت شکل جو آفتاب ہے الف پر کہ عبارت برج نور سے ہے جو اول برج حل سے ہے اسی واسطے اسکی علامت
 الف ہے روان ہوتا ہے لینے حل سے نور کو جاتا ہے تو اوراق گل کے خاک پر گرنے لگتے ہیں لینے خزان کی آمد
 ہو جاتی ہے اور جب رومی زرین سپر نے کہ آفتاب ہے اور لفظ سپر تنخیر فرضی جرم آفتاب شمشیر کر کے
 لگائی کہ یہ بھی تیغ نام نہ کہ رشاع اسکی ہے زنگی شب نے غلبہ اس خبر کی ہیبت سے جو کچھ سودا اسکے وعدہ
 میں تھا سب گرا دیا اور ظاہر کہ طلوع آفتاب سے سیاہی شب کی مطبق نہیں رہتی اور جب کشش برج
 جو زخاۃ عطار ہے جرم آفتاب سے سامنے کمان کے کہ بیج قوس ہے سپر رکھتا ہے لینے آفتاب برج
 قوس میں جاتا ہے تو اسوقت میں تیغ سحر آفتاب سے برق آتش کی طرح لینے لگتی ہے اور زخاۃ گرمی ہو جاتی ہے

اور جب شاہ تپ از رہ دار یعنی آفتاب کہ تپ اسکی ظاہر ہو اور از رہ اس سبب سے کہ نظر اسکی طرف کرنے سے از رہا ہو معلوم ہوتا ہے برج سرطان میں آتا ہو تو نیرا ہو جاتا ہو اور اسکی جمی کی گرمی سے آگ خانی خانہ بننے لگتی ہے اس میں بھی شدت گرمی کی مقصود ہے اطفال تہذیبین بیتا مہر کے لفظ میں ایہام بیتان شیرازی رومی دق و درم متضاد اور آنکہ رعایت سے صغیرا بر و برہ نینون جگہ تجنیس زائد صدمت عنبر کہ اکثر عنبر اس میں زکریا میں آبر و دریا و درجہ میں لفظ در مشابہ بدر لفظ الف لوح سپر حائل کروست متحدہ کیشن تیر شیر برق آتش تپ از رہ جمی نزار سب مناسبات و صناع میں دوال بر کر کیسا خوب ہے کہ شعاع آفتاب کی کہ وہی پر معلوم ہوتی ہے قولہ آن آہو آتش نشان شیرش چکر و در دہان و زرد آب خون گرد و از ان در جوت خارا ریختہ و در چاہ زہرہ ز آفتاب دیو زار و ماہتاب و تا گرد آب التہاب از رو سے گرا ریختہ میزان ز مہر مہر ز کافور با مشک تر و یک وزن کردہ ہر جزو ریجا بار ریختہ و چون دست خورشید کرم جمشید وافریدون علم و آن ہر دم از خاک قدم آب مسیحا ریختہ و مولی امیر المومنین سلطان محمد شاہ دین و ہم ہر دم آب آبتین ہم فردار ریختہ و چون از خلیفہ شاہ را مشور آمد بالوا و شد باز نذر و الضحیٰ برفرق طابا ریختہ و کفر از جہان برداشتنہ تخم سعادت کا شتنہ و جودی کہ در دل داشتہ برفرق دنیا ریختہ و اللغات آہو آتش نشان آفتاب شیر برج اسد زرد آب روشنی آفتاب خارا سنگ سخت چاہ زہرہ سنبلہ کہ اسکے ہیوٹ کا خانہ ہے التہاب گرم و شعلہ نڈن مہر ز آفتاب کافور روز مشک تر شرب زر روشنی آفتاب محابا بمعنی منع آب آبر و آبتین نام پذیر فریدون خلیفہ بغداد شہنشاہ شاہ ممدوح تو ابکر نشان و الضحیٰ و طابا سور قرائی بمعنی وہ آہو آتش نشان کہ آفتاب ہے جب شیر کہ برج اسد ہے اسکو منعم میں کر دتا ہے مطلب یہ کہ برج اسد میں جاتا ہو تو اس سے زرد آب خون کا جوت خارا میں بھیلیا ہے ہر چند خارا نہایت سخت دل ہو تا ہم اسکے دل میں اسکے و صوب کی نیش سے خون پیب پڑ جاتا ہے اور چاہ نہ ہر فین جو سنبلہ ہے خانہ ہیوٹ زہرہ کا ہوتا ہے و لہر ز آفتاب کلاتا ہے تا آب شعلہ زمینی کی زو سے گریا سے بچا گئے حاصل یہ کہ جب ماہتاب و آفتاب سنبلہ میں جمع ہوتے ہیں گرمی و بارش ہوتی ہے میزان نے محبت مہر یعنی آفتاب سے کافور و مشک ترک و انکب و زین یعنی رات دین کو خبر بر کیا کہ سال بھر میں دو دفعہ رات دن برابر ہوتا ہے اور زربید و طرک بٹو یا کہ وہ شعاع ہے

مطلب یہ کہ ربیع میں بروج حمل اور خریف میں برج میزان دو دن محل اعتدال میں و نہار کے ہیں آئینہ
 بچ پٹنے ایسا زربجا با بٹویا جیسے دست خورشید کرم حمید فریدون عالم کا جو مدوح ہو مژہا ہو او وہ خورشید
 کرم جسکی خاک قدم نے آب روئے میساکے بٹوی اور پشمنندہ کیا آدروہ خورشید کرم مولیٰ ہو سب اسکے غلام
 اور امیر مومنوں کا یعنی سلطان محمد پادشاہ دین کا چہنہ آبرو آبتین کا بھی بٹودی اور نسر وار کی جی
 کھودی جب خلیفہ سے شاہ کو فرمان بانٹان آیا تو اسکا آنا ایسا ہوا کہ گویا لوٹ کے فوراً لٹھی کا سر پٹا ہا کے
 بٹویا گیا طامانام آنحضرت کا بھی ہو اور سورہہ الصنحی انہر نازل ہوئی اور یہ پادشاہ بھی خلفا سے عجیبہ
 سے ہو یعنی آنحضرت کے چچا کی اولاد ہیں اس فرمان روشن کا اس پر آنا گویا دالٹھی کا حضرت پر فازل ہونا ہو
 ایسا بزرگ فرمان اور ایسا عالی شان پادشاہ ہو جسے کفر کو جہان سے اٹھا کے تخم سعادت کا بودیا اور جیسا
 جو دال اول رکھتا تھا ویسا ہی جو و فرق دنیا پر نثار کیا آہو شہر آفتاب و اسد زرد آب خون چاہ دو تہرہ
 آفتاب آب اور التہاب میں آب و ماہتاب میں ماحی اور آب بھی زرد و دوسے بمعنی کا سے سب مناسب
 فخر مہر تجنیس کا فور متاک تضاد میزان کے لیے وزن مسیحا کے لیے دم اور خاک و آب کیسے خوب ہیں اور
 نور و دالٹھی و طامانام سورتوں کے ہیں کیسے لطف

مطلع ثانی

قولہ آمد من برشفق عقد ثریا ریختہ بد بر لالہ از بادام تر بودی لالا ریختہ بد بر لعل غلطان زیش پیش برگل دوان
 وہ فندقش بد وز عنبر افشان زورقش برخاک دریا ریختہ بد بادام او بر کنشان عیناب او سر کنشان بد بچکان
 رومی و ش از ان ہندو سے مینا ریختہ بد از زخم ناخن بر عتب ماہ از شفق کردہ سلب بد من ساغر غم از لقب
 بر جان شید ریختہ بد لقمہ ولت نکین چرا ماہ نوت پر چین چرا بد دان رشتہ پروین چرا براہ رخسار ریختہ بد
 گفتا کہ در بزم طرب من مست عشقت روز و شب تو باد گر گس از طرب در جام صوبہ ریختہ بد یاد آران توین
 مہان چون گل چاک اندر خزان بد دان سنبیل مرغیل شان از روضہ ریبار ریختہ بد گر باد پست جام طرب از
 ساقی وحدت طلب بد کان پیشو و بید ست و لب در کام جانہا ریختہ بد الاغاث شفق دلا اور دوسے
 شرح عقد ثریا دلووی لالا اشک لالہ رخسار بادام چشم لعل لب سرخ زریق سیاب مراد و دین سفید فندق

نام بیوہ مراد از انگشتان زورق کشتی و زورق عنبر افشان مردک برکہ خوض مراد چشم پز آشک سے عتاب لب
 بچکان رومی سرشک سرخ غناب بکسر عنبر و فتح نون انگور و شراب مراد از رخسار باعتبار نزاکت و شراب الجواهر
 سرخی سلف لباس ماہ ناز پرورشہ پروین اشک سفید صہبا شراب انگور مرغول سمیدہ المعنی یعنی ماہ میر کہ
 عبارت محبوب سے ہے میر سے پاس گیا اس حال سے کہ چہ رنگین پر عقد ثریا سے اشک بٹاتا اور لالہ رخسار
 پر بادام ترچشم سے لکڑ لالا ای مراد پر زورق کشتی کہ یہ بھی اشک ہی ہیں بھانا مطلب یہ کہ روتا تھا اور اس حال سے
 کہ لعل جیسے لب پر یقین آنی و ذالین سفید ٹھکاک ہے تھے اور دسوں پورون سے جو فراق تھی باعتبار سرخ
 رنگی کے گل آنی رخسار کو دچا تھا اور اسکی عنبر نشان زورق یعنی مردک سے خاک پر ایک دریا بسبب اشک
 کے بہا تھا یعنی غم و غصہ سے ہونٹھا چاہتا تھا آنکھوں سے اشک کا دریا بہا تھا آنکھیں اسکی ایسی
 پر اشک تھیں کہ گویا ایک خوض اور غناب لب سے تلخ و ترش باتین نکلتی تھیں اور رومی بچے اشک کے ہندو
 مردک سے بہہ رہے تھے غرض آنسو آنکھوں میں بھرے ہوئے تلخ و ترش باتین بکتا تھا اور روتا تھا ایسے
 زخم ناخن کے غناب رخسار پر مارے تھے کہ گویا ماہ کو لباس سرخ شفق کا پہنا دیا تھا یعنی رخسار کو ہر لہان
 ہو رہے تھے اور میرا یہ حال کہ بچ کے مارے سا غم کا جان شیدا پر پڑے ہوئے لینے نہایت ہی غم میں شرار
 اور ڈوبا ہوا میں نے اس سے پوچھا کہ تو تلکین کیوں ہی اور تیرے ابرو جو ماہ نوہین پر چین کیوں ہیں اور
 یہ اشک پروین کی سی لڑی تیرے ماہ سے روشن رخسار پر کیوں بہ رہی ہیں یہ سنکے اُس نے کہا حیف
 کہ تین تو بزم طرب میں رات دن تیرے عشق میں مست ہوں اور تو اور دن کے ساتھ خوشی سے
 یہ مینوشی کرتا ہی اور جام صہبا سے بھرتا ہی تو ان نوشین لبوں کو بھول گیا کیوں نہیں یاد کرتا خوش گل کے تھے
 اور خاک خزان میں ملنے لینے مر کے خاک ہو گئے اور بال انکے جو سنبل مرغول تھے انکے روئے ڈیبا سے
 گر گئے آنی نادان تو اگر جام طرب کا خواہاں ہی تو ساقی وحدت سے کیوں نہیں مانگتا ان ساقیوں کی کیفیت
 دیکھ چکا اور جام وحدت کی وہ شراب ہی کہ نہ ہاتھ سے چھوؤ متھ سے لگاؤ بے دست و لب کے کام جانوں میں
 جب پہنچتی ہے اور اثر کر جاتی ہے ماہ متفق ثریا عقد لالا بام لولا لالا بقل زریق زورق دریا برکہ سرکہ رومی
 ہند و زخم ناخن ماہ شفق غم نقب ماہ نو پروین بزم طرب جام و صہبا گل خزان سنبل دست و لب و کام جان

سب مناسبات و مراسمات قولہ وان بادہ بے پیانہ وان دان شمنی بے پروانہ وان ہر کام ہر بیگانہ و ان زنجیر
 ریختہ ہر میداد بنیم آن سنم ورتوز سیند و سیدم ہر زعفران آب بقم از چشم شہلا ریختہ ہر بگفتش در زرجو جنگ
 من در نوازش او جنگ ہر صد عنبر زنجیر رنگ از مشک در یار ریختہ ہر گفتن منم در روئے تو آشفستہ تر از موئے تو
 او ہر شب از کیسو بیو چشم تر یار ریختہ ہر بکرست خم مریم سیر مہدیش جام زر چہ خون دل مریم نگر در پای ترسا
 ریختہ ہر جام ست عیسی بیگمان بل بھر قوت جسم و جان ہر مرغ گلش از دہان یاقوت حمار ریختہ ہر اللقا
 محابا و مذا را و متواسا باضم آشتی کرنا رعایت کرنا فارسی میں تا انکے آفر سے کہ جاتی ہو عربی میں مستعل ہو زنگ
 زعفران رخسار زر و بقم ہندی مجیدہ مراد اشک سرخ شہلا بالفتح زن میں چشمہ وائل برخی نوازش مہرانی تو از
 زنجیر عنبر رنگ بو مشک زلف تر یا ایک منزل ہو منازل قمر سے مراد اشک مریم سیر از ایندہ بے شوہر تر سا
 نصرائی و آتش پرست خون دل مریم شراب مرغ مسج شب پر کہ کہ حضرت عیسیٰ نے بنایا تھا اور وہ حکم
 خدا سے زندہ ہو سکے اڑا تھا مراد صراحی سے یاقوت حمار شراب سرخ المعنی اور وہ شراب و صحت کی بے
 پیانہ ہو اور شمع بے پروانہ اور جو اس سے بیگانہ ہیں انھیں کے منہ میں یہ زنجیر باڈا لگائی ہو اور شراب
 طاہری الفرض وہ صنم ایسی ہی نصیتیں مجھ کو کرتا تھا اور سوز سیند سے چہرہ زعفرانی یعنی زرد رنگ پر آب
 بقم ای اشک خونین چشم شہلا سے جاتا تھا میں نے اسکو جنگ کی طرح آغوش میں لیا میں تو نوازش کرتا تھا
 وہ مجھے جنگ میں تھا اور سیکڑون عنبر زنجیر رنگ جو موئے عنبر ہیں مشک زلف ہے پانوں پر کچھ
 ہوئے تھے یعنی موئے مسلسل زلف دراز کے پانوں تک تھے میں نے کہا کہ میں تیری عورت سے عشق
 میں آشفستہ تر ترے بالوں سے ہوں اور ہر رات تیرے کیسو کی یا د میں میری آنکھیں تر یا بونی یعنی
 اشک ریزی کرتی ہیں خم ایک بکر مریم سیرت ہو جو بے شوہر کے زائیدہ ہو میں اور اس خم کا جو جام زنجیر
 وہ مہد مسج مریم کی ہو پس مسج مریم شراب اور جام زر کہ عبارت آفتاب سے ہو مہد اسس مسج مریم کی
 جنس سے خون دل مریم کا کہ اس سے بھی شراب مراد ہو کیسا پابے ترسا میں کہ ترسا بھی پیالہ سے مراد ہو پیا
 ہوا ہو یا پختہ ترسا اس سبب سے کہ اوڈٹیلنے کیو قنت پیالہ صراحی کے نیچے ہوتا ہو جام بیشک عیسیٰ کی جس سے
 عرفے زندہ ہوتے ہیں بلکہ واسطے قوت جسم و جان کے مرغ گلی حضرت عیسیٰ کا ہو کہ اُسکے منہ سے یاقوت

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

جسکے ظلمت مخلوق نے رہائی نہ پائی وہ ایک زندگی آتش پرست ہر جہنم آت دولا اسے ہمایا جو مردک
 چشم پریشانی کوئی مردک ایسی نہیں جو خال کے عشق میں نہ روتی ہو آتش پرست خال کو کہنا اس وجہ سے
 ہر کہ رخسار اس کے مثل آتش کے ہیں اور انہریہ خال موجود تو سہرو بالا ہی اور شکر یعنی لب سے دریا و دنیا
 پر فضل لگا سکے ہوئے اور میں نے تو دیکھے تو دیکھے سیم و زبر کے شاہ والا پر قربان کر دیے اور وہ شاہ والا
 سلطان ہجیرت کہ سبب مددگاری غفر کے تیغ نے اسکی جبر و بکر لیلیا یعنی خشکی و تری سب پر محیط ہو گیا
 کہ اس رشک و غم سے دشمن نے اپنے شبہ سے جو مردک ہیں طشت زرا می رخسار زرد و پر موتی سفید
 چو اشک ہیں بہا سے تو رخسار تو حباب گل شوق نالت میں خاک آتش با آب اربع عناصر
 سب مناسب یکدیگر مآبیتے آب ترجمۃ اللفظ دوم کا لفظ لا آلا کے واسطے کیسا خوب ہی اور یک و دو یا تو لا اعلیٰ
 لا آلا کیسے اللفظ میں شبہ و تضاد

اصطلاح ثالث

قولہ امی دست آب سے یکم از پنج دریا ریختہ بہ تیغ شرارت ستم بر جان اعدا ریختہ بہ و در حلق خشک
 دشمنان از آتشین آب روان بہ و ز چشمہ نوک سنان زہر مفا جا ریختہ بہ نصرت چشمہ شیر آختہ بر فرق بر چرخ
 انداختہ بہ سوزن زلف بگذاختہ از حبیب عیسی ریختہ بہ لطف بقدرت ضم شدہ و بر جنبہ عالم شدہ بہ اوراق
 و وزخ کم شدہ اوراق طوبی ریختہ بہ از سم اسپ آراستہ گردان جہان برخاستہ بہ خورشید چون دیکھستہ
 نورش ز اعضا ریختہ بہ کلکت تبا شیر بندادہ باہل بحسہ و بہ تیغ تبا شیر ظفر شقا و غر بار ریختہ بہ آن
 رومی رنگی جبین از شام رفتہ سوے چین بہ و رہیش تو دشمن از مشک سارا ریختہ بہ
 اللغات پنج دریا پنج انگشتان باعتبار فیض آتشین آب تیغ سوزندہ نوک و رفار منی سر قلم
 و سرنان و سر خار بہ اردو و اوجہ و مل مفا جانا گاہ سقوط تا مفا عک کار دای جیسے ملازما با نصرت
 بالفتح بہ و تو آختہ آختن سے تلوار تو لانا سوزن بالضم معروف چنبر فلک شدہ امی رفتہ تبا شیر
 بمیلو چین درویشی رومی قلم سرخ رنگی جبین بنظر مد او شام و دات چین کاغذ و چین و گر نہا
 مراد حروف بنا را خالص اور یہ لفظ عنبر و مشک کے ساتھ ترکیب پاتا ہوں غیر میں المعنی یعنی

اور مہر و دست کرم نے اپنے بیخ دریا سے کہ وہ باج اُٹگیاں ہیں فیض و جانیں آبر و سمندر کی
 کہ وہ مجموعہ صبح بجا رکھاتے ہیں بہادی اور تیری تیغ نے وہ شرار سے غضب کے جان اعدا پر ڈالے جیتے
 حساب نہ رہی نہ ہو سکا دشمنوں کے خلق میں کہ شدت رنج و غم سے خشک ہو رہا تھا آتشیں آب روان سے جو
 تیغ ہو اور چشمہ نوک سنان سے زہر بگا گمانی ٹیکا دیا تیغ و سنان کو زہر میں بجھاتے بھی ہیں جس وقت تیری
 مدد سے تلوار توئی اور آسمان کے سر پر لگائی اُسکی حرارت و گرمی سے سوزن عیسیٰ کی گل گئی اور حبیب عیسیٰ
 سے گرتی آس شرمین ملیج قصہ عیسیٰ علیہ السلام سے ہو کہ جب یہ چوٹے آسمان پر پہنچے حکم الہی ہوا کہ کھینچو
 کچرا سبب دنیا سے تو ان کے پاس نہیں ہو چنانچہ تلاشی کرنے سے ایک سوزن نکلی جس کے سبب اوپر جاتے سے
 رہ گئے زیادہ نہیں بڑھ سکے آخر مہر و دست تیرا لطف و قہر دونوں آمیزہ ہو کے حلقہ فلک میں جو محیط عالم ہو گئے لطف
 کے اثر سے سوزش و فوج کی جاتی رہی اور قہر کی تاثیر سے طوبی بت چھاڑ ہو گیا اس شعر میں از سب
 آراستہ کی جگہ رمت سپہ آراستہ بھی نسخہ ہو میں اسکو اختیار کرنا ہوں کہ اس میں صورت گردش و
 اُٹھنے کی ہر صورت اسب اور اس میں فک اضافت بھی نقص ہو یعنی تیری رزم نے جس وقت سپاہ جنگی کو
 آراستہ کیا ایسی گرد جہان سے اُٹھی کہ خورشید ماہ کی طرح گھٹ گیا اور نور اُسکے اعضا کا بیٹ گیا چنانچہ کثرت
 گرد و غبار سے آفتاب تاریک ہو جاتا ہر ملک نے تیرے تاباں ہنر کی جگہ پر گرد و دی سینے ہنرمند کر دیا
 مثلاً موم آبی جن میں استعداد ہنر کی نہیں تھی ہنرمند ہو گئے چنانچہ تیرے بناتے ہیں اور تاباں ہنر کہ یہ ایک دوا
 مقوی دل و دماغ ہو ملک ہی کی قسم سے جو بانس ونگالی ہو اُس سے نکلتی ہو اور تیغ نے تیری روشنی
 ظفر کی تمام شرق و غرب میں بھیلادی ہو تیرا رومی رنگی جبین جو مراد قلم سرخ مداد برروسے ہر شام سے
 چین کو گیا یعنی دوات سے کاغذ پر روان ہوا پھر مشک خالص سے تیرے سامنے کیسے کیسے دگر انہما
 بکھیرے کہ وہ حروف ہیں پس اس شعر میں صفت قلم و دوات سیاہی کاغذ اور تحریر و مدوح کی ہر پہلے شعر
 کے دوسرے مصرعہ میں نسخہ مطبوعہ متن میں شرار آب تم کھنکھا ہر سیری دانست میں شرارات تم ہو چنانچہ میں نے
 ایسا ہی بنا لیا ہو دست اور بیخ دریا جو بیخ انگشت ہیں خلق آب روان چشمہ زہر سوزن اور غلبہ
 احراق اور ان کو درخ طوبی خورشید ماہ نور تاباں ہنر جو رنگی شام چہن سب مراعات

قلم بردہ چو آن ز رینہ شیر آویز بایند ز قیر و بطنی بود بر دوسے شیر اندویدہ سو ذرا ریختہ بہ آن آرد اسے سر پہ
 راقص شدہ بردہ سے بہ چون ماہ نور دست شد بر صبح شب را ریختہ بہ ای یوسف خورشید چہرہ امی آرش
 ابرش پھر بطنی قلم بردہ سے شب و روز غوغا ریختہ بہ آن کوہ تن دریا پرست کا بش میمان نشست
 و بر معرکہ از زخم دست انجم ز جزا ریختہ بہ قصر تراہفت آسمان کسرے نداشت آستان بہ زد کرد و حسرت
 ہر زبان بر طاق کسرے ریختہ بہ روح الامین و عصمت چرخ بر زمین در خدمت بہ گردن براق حشمت
 براوج اولی ریختہ بہ اللغات مہ کاغذ ز رینہ قلم آویزہ حروف قیر و غن سیاہ مراد مذاو شہید کاغذ
 سودا مذاو آرد اسے سر سیدہ قلم راقص نام شکل کو اکب مناسب بار زدے مہ کاغذ ماہ نو قلم حسیج کاغذ شب
 مذاو آرش بالنام پلیدان ایرانی لشکر منوچہر سے کہ تیر انداز بہ نظیر تھا ایک دفعہ تیر بندم سے بھر کے وقت
 طلوع آفتاب لگایا تھا چالیس کوس گیا تھا آرش وہ گھوڑا جسکی اعضا پر فقط مخالف رنگ اعضا کے ہون
 غوغا انبوه دشو مرا و جنگ کوہ تن اس پر دریا پرست قطرات عرق ریزی معرکہ بفتح را و ضم آن جا سے
 جنگ زخم دست ضرب تازیانہ انجم قطرات جوڑا ایک شکل ہی اشکال جنوبی سے اس صورت پر کہ جیسے
 کوئی دو کرسیوں پر بیٹھا باندھے شمشیر سامنے رکھے ہوا و نیز بصورت اسکے کہ دو مردنگے پشت سے پشت ملائے
 ایک دوسرے سے ہون کہ اسکو تو مان بھی کہتے ہین کسرے یعنی کم طاق عمارت خمیدہ روح الامین جبریل
 عصمت پناہ براق مرکب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ چہر شب معراج میں سودا ہو کر گئے تھے کہ وہ گدہ
 سے بڑا خچر سے چھوٹا تھا حشمت بالکسر شرم و غضب اتج اولی فلک اول المصنعی چہر و صف قلم و تجریر محدود کا
 ہی کہ جب ماہ پر جو کاغذ ہی تیر زین قلم کا گوشوارے سیاہی کے لٹکا تا ہی لینے کہ چہر کر تا ہی تو یہ جانا جاتا ہو کہ
 یہ قلم ایک طفل ہو کہ اسنے روے شیر پر اپنی آنکھوں سے سیاہی بٹوئی ہی چہر ہی مضمون ہی دوسرے پہلے
 میں کہ قلم کیا ایک آردہ سیاہ سر ہو باعتبار مذاو و روے ماہ پر کہ وہ کاغذ ہی راقص امی رقص کنندہ او
 ماہ نو کی طرح دست شاہ میں صبح پر شب کو بٹور ہی صبح کاغذ شب سیاہی اب التفات ہی کہ امی محدود
 تو یہ ہر چہر ہی اور تو وہ آرش ہی کہ تیرا برش جیسے پھر ہی سوائے ہرے کسید کا مطیع و رام نہیں اور اس ابرش لینے
 گھوڑے نے جو مرا و نعل سے ہی بروز جنگ وہ قیامت برپائی کہ ماہ کو روے ہر پر ڈالا لینے دونوں گدہ پر ہو گئے

جیسے کہ قیامت کو پہنچائینگے اس شعر میں بھی برعایت صحیح دوسرے مصرع میں بجائے غائب کے جیسا کہ تو بہ طبع میرزا
 لکھا ہے میں مہر کو اچھا جانتا ہوں تا رعایت صحیح کی کہ اہم ہر فوت نہ ہو پھر وصف اس کا ہو کہ وہ ایک کہہ تہی
 ہو برعایت جماعت و تنویدی کے ذریعہ پرست بلحاظ عرف ریزی گرم دی سے اور پانی اس کا ایسا تیز کہ
 گویا آگ سی ہو جیسا کہ تیز جانور کی ہفت میں کشتہ ہیں کہ اس کا پانی بہت تیز ہو جسوقت معبر کہ جنگ گاہ میں زخم دست
 یعنی ضرب تازیانہ کی کھاتا ہو تو انجم جزا کے گراتا ہو اور ایک جست میں آگ پہنچتا ہو زخم دست یہاں بھی ضرب
 تازیانہ کو لہذا مارنا کہتے ہیں شعر آئندہ میں صفت قصہ مدوح کی ہو کہ قصہ ترا ایسا عالیشان جسکی ہفت آستان
 پوری ایک خشت بھی نہیں بلکہ کسرے کم خشت آستان سے کہ جن سے گرد حسرت کی ہر دم طاق کسرے پر
 پڑتی ہو کہ افسوس میں ایسا ہی بلند بنا ہوتا پھر صفت مدوح کی ہو کہ روح الامین جو اور وں سکے صاحب ہر
 خود تیری عصمت میں ہیں اور چرخ برین جو سب پر حاکم ہو خود تیرا جاکہ اور تیری خدمت میں اور تیرے بڑی
 حشمت کی گرد اوج اولیٰ یعنی فلک اول پڑ پڑتی ہو اس واسطے کہ حشمت تیری اس سے زیادہ تر عالی درجہ
 ہو تیرے میں ایہام ہو برعایت ماہ کہ عطار کو بھی کہتے ہیں راقص مناسب اثر دہا کہ شکل راقص کی اسی اثر دہا
 میں ہو کہ وہ دریا آب آتش کسرے کسرے تصحیف اور علاوہ اسکے سب مناسبات و مراعات قولہ در شانت
 آیات کہم بر خوانست انواع نعم ہر جانات النوار قدم ایزد و تعالیٰ ریختہ ہر دھن بارت ہر کران صفہ زوہ
 موسیٰ و شان پد بر طوہ خشت یگمان نور تجلار ریختہ ہر مہدی آفرینان با آن کف دریا فشان پد
 آب مبارکین جہان یا بروہ یا ریختہ ہر از مشتری انگشتی در عنصر خضر گزین ہر مہر ت جو ہر ترکیب سعد
 موفا ریختہ ہر تا یوسف زرین سلب از گرگ سیاہی ذنب ہر بر صدرہ عودی شب اشک زینجا ریختہ ہر با ملک
 بکران تو اوج سامیدان تو بہ و زرقہ الوان تو عرش مہلار ریختہ ہر افضل کہ از فرمان او بیرون نشد قاقان ڈ
 آب رخ دیوانہ زین شعرا ریختہ ہر اللغات موسیٰ و شان او بنیران تجلی کی ناکا بدل کف سے
 روا ہو مشرقی غلام ستارہ کہ قاضی فلک ہر عنصر ذات سے مراد ہر عنصر انشت کو چاک نکین ہر وزن زمین
 بکات تازی نام ایک پادشاہ کا سید با شخ نیکی و نام پادشاہ موفا یعنی بسیار سلب لباس بگرگ
 سیاہی ذنب شخ کا ذب صدرہ ہر باضم سر سیدہ و پیرا ہن سینہ پوش بکران بکات تازی نام سب اچیل

قتیبہ قندید گنبد ایوان بالکسر صغیر بزرگ رنجیدہ اور ذلیل شدہ المعنی آوی مردح تیری شان میں آئین
 کرم کی اور تیرے خوان پر قسم قسم کی نعمتیں اور تیری جان پر نور قدم کے حق جل و علی سے نازل ہین
 تیرے حسن بارگاہ میں موسیٰ و شہر کنارہ پر صفت باندہ سے کھڑے ہین اور تیرا تخت جو عورت و حرمت طور کا
 رکھتا ہے اس پر نور تجلیات کے بٹا رہے ہین تو ہمدی آخر زمانہ کا ہر جنم کا آلا حرب قیامت میں ثابت ہو کہ
 ہونے اپنے کف دریا سے رونق و آب سلاطین جہان کی کھو دی انہا کوئی لکھو اُنسے کچھ نہیں جانتا تیری
 سعد اکبر قاضی فلک جو انگشتی اپنی تیری نذر کرے تو قبول کرے اور تیرے عنصر یعنی ذات شریف کی
 جو خضر و آسمین ڈال لے کسو اسطے کہ تیری مہر نے تو ہر تکیں پر پوری پوری نیکی خلیان جاری کی ہین
 تکیں نام پادشاہ آب و عابے تابید ہو کہ جب تک یوسف زرین لباس آفتاب گرگ سیما بی دم آفتاب
 سے کہ صبح کا ذب ہو صدرہ سیاہ شب پر جو مراد صدر سے سیاہ سے ہر اشک زلیخا کے کہ مراد کو اکب سے ہو
 بکیر سے پریشان کرے یعنی جب تک مہر و انجم اور صبح کا ذب جہان میں ہے تب تک فلک تیرا کیران ہو
 اور مخصوص تیری ران کے واسطے اور میدان آسمان کا تیرا جولا نگاہ اور تیرے ایوان کے گنبد سے
 عرش معلایہ رنجیدہ ہو شعر تا بعد میں اپنا فخر اور ایک قسم کی خواستگاری ہے یعنی ایک افضل ہو اور خاقانی ایک
 میں ہوں اسکا خاقان اُسکے حکم میں رہا کبھی اُس سے عدول نہ کیا اور حال یہ ہو کہ میرے اشعار غرائے
 رونق اُسکے دیوان کی لگاڑ دی اور خراب کر دی ادب مانع ہو کُسل کے نہیں کہہ سکتا کہ تو بھی حق میں میرے
 خاقان کی طرح ہوتا ہے آیات کے واسطے کیسا خوب ہے ایسے ہی خوان و نعم اور جان و قدم موسیٰ و بلور تجلی
 اور شتری انگشتی عنصر خضر مہر و تہر جنیس تکیں و سعد کہ دو وزن نام پادشاہوں کے ہین اور نیز لفظ سعد
 مناسب ہشتری اور یوسف و گرگ و ذب صدرہ زلیخا صبح کا ذب کو ذب گرگ کہنا موافق حدیث
 شریف ہے ہر چنانچہ فرمایا کہ نہ ذب السرحان گویا کہ وہ دم بھیڑیہ کی ہو بیرون یعنی لفظ بھر بمعنی چاہا اور
 فرمان میں لفظ آئینے آج کیا ہی الطعن ہے

در مدح سلطان محمد شاہ بن تغلق کہ پادشاہ ہندستان کا تھا

قولہ در بربرہ ایصنم آہوے نور چرخ اورست جام طلب کہ بدر رانج ہلال در خورست چرخ کہ ہر صوفی

خرقہ سبز میرزا دہا، ایرن ہمہ آہ سر و شہ اندر پیر پالہ زر مست، زال پلاس پوشن را کورت دگے و پستے
 ایرن ہمہ نالہ در کوع از غم فراق قریست، بر لبہ عیسوی نفس فروزہ باہر از جان نہ باہمہ آرزو بکسی زندہ
 بعبست خمرست، در دیدہ گوش را در دسے طباخہ خوار بین، نالہ کنان نو اطلب تاکہ جنگا در دست
 اچھ ملک مسیح را میل فلک از ان شدہ، کوست خمی کہ روز و شب خشت ز ریش بر سرست، می خوردن
 ز بکیر زانکہ نگرد ہفت خم، خندہ از ان ہمیز ندمج کہ بر سر خورست، یہ قصیدہ بحر جزین ہوا کان اسکے
 مفتعلن مفتعلن مفتعلن الاغاثا بر نیش برہ برج حل چرا بفتح چریدین سے و معنی پرست
 چہ خور آفتاب بدر پیر پالہ پنج ہلال پنج انگشت در خور ہوا و معدولہ لائق خرقہ بالکسر گدڑی پیالہ زر آفتاب
 زال پلاس پوشن جنگا تاکہ خلاف اسکا موٹہ کپڑہ سے ہوتا ہوا رگ باعتبار تار اور پوست اسپر منڈیا
 ہوتا ہوا نالہ آواز گریہ کو کوع خمیدگی اسکے فراق ترا انگشت بر لب نام ساز مغرب برست اور سینہ بت کہ یہ ساز
 مشابہ بسینہ بت ہو عیسوی نفس باعتبار آواز خرمندی کو چرخ کہ اسکے نیچے تار طنبور وغیرہ بندھے ہوتے ہیں
 طفل در دیدہ گوش و نوا توشہ آواز جنگا اور مغرب خشت زر آفتاب ہفت خم ہفت فلک خور
 آفتاب کتا یہ شراب المعنی یعنی اے صنم یہ ایسا وقت ہو کہ برہ کی بغل میں آہوز چرا آفتاب ہو مطلب
 یہ کہ آفتاب حل میں ہو جو وقت بہار کا ہو اور بہار کے وقت میں میخواری کی بھی کیفیت اور بہار ہوا اندام
 کا طالب ہوا اسلیے کہ جام بند ہو اور کبھی خوبی و زیبائی بدر کی ہو کہ جب اسکے گرد میں پانچ ہلال بھی ہوں
 کہ وہ پانچ انگلیان ہوں جنسے جام پر لگتے ہیں کہ اسوقت میں انگلیان بصورت ہلال خمیدہ کے ہوتی
 ہیں بسن بدر کے مناسب یہی بات ہو ویکہ تو صبح کو جو صفیون کیطرح خرقہ سبز چپ لڑی پر تشبیہ صبح سے
 صرف خرقہ پھاڑنے سے ہو اور سیر کی رعایت برعایت صفیون کے اور آہن سر و بھرتی ہو کہ ٹھنڈی
 ٹھنڈی ہوا تو ہی اسکے ٹھنڈی سانسین ہوں یہ کیوں ہو خاص پیالہ زر کیواسطے ہو کہ وہ آفتاب ہو
 بمعنی شرایب آواز ویکہ زال پلاس پوشن کو جو جنگا ہو موٹے خلاف میں لپٹا پور ہون کے
 مثل کپڑا کہ ضعیف و لاغری سے فقط رگ و پوست ہی نہیں رہا ہو جو تار و پوست منڈھا ہوا اسکا ہو
 آخر کتا سے جو کوع کی صورت میں ایرن اسی غم سے تو ہیں کہ کوئی خندق عزابی مجھو نگاہے تو نالے اپنے

سنان کہ مقتضای بہار یہی ہو ترکی قید فندق کے ساتھ اس سبب سے ہو کہ وہ فندق بوجہ نبات
ترکاتے کسواسے کہ ہر فندق نہیں نکال سکتی تربط جو عیسیٰ نفس ہو اگرچہ مردہ ہو لیکن ہزاروں جان
کے ساتھ بسبب نباتات جان بخش کے اُسکایہ حال کہ بالکل آرزو کی بن رہی ہو اور با این ہمہ آرزو
صحبت خرمین زندہ ہو کہ یہ خرک میخ اسکے آواز کی ہو اور طفل دریدہ گوش بدین وجہ کہ اسکے دائرہ کے دور
جو بصورت گوش کے ہو شکاف ہوتا ہو اس طفل کو تو دیکھ کیسے تپا کچے کھاتا ہو اور نالے کرتا ہو اور
چسبوت تک مادر کے جنگ میں رہتا ہو نذاہی و صوفی ہوتا ہو کہ لہنے راگ اور فرشتوں کے خصل حضرت عیسیٰ
کو رغبت فلک کی کیوں ہوئی جو فلک پر چلے گئے ضرور انخون نے فلک کو ایک خم موی ایسا سمجھا ہو
کہ جسکے سر پر خشت زر رکھی ہو اور خشت زر آفتاب اکثر خم کو خشت رکھ کے ڈھانک دیتے ہیں بس خجب
یہ کیفیت ہو تو شراب خواری کر نہ پر ہیز گاری چھوڑ دے اس سبب سے کہ صبح جو گردہ خم کے خندہ زان ہو
انھیں خمون کی خوشی میں خوش ہو کہ بر سر خور ہو اور خورش بر جہ تجنیس زاید خور آفتاب دوسرا خور
بمعنی لالین تجنیس تام صبح صوفی خرقہ سبز آہ سرد نال گپ پوشت عیسیٰ نفس مردہ زندہ گوش رو تپا کچہ
جنگ مادر ب مراعات خور میں کیسا ایہام ہو کہ آفتاب و شراب دونوں معنی میں ہو قولہ ہر جواب بر مخیز از سر بادہ
و مبدم ہو گوچہ دام زین قبل بر سر خون شناورست ہو تا شب دل سیر رود صبح سفید رو سے را بہ بر بر طاس
لاجور و از زر سرخ ساغرست ہو روز بھیج مجلسی بلبلہ دم نمیزند نہ زانکہ وہاں بلبلہ ہستہ حکم داورست ہو والی
عرصہ جہان سایہ حق خدا ایگان ہو زانکہ چراغ دولتش تابا بد منورست ہو تھام طول و عرض ارض
آنکہ دوام ملک او ہو ہم نازل مقدم و ہم زاید موخرست ہو شاہ محمد انولی عہد خلیفہ زمان ہو کوچہ امام
چارمین شہ علوم راورست ہو صفدر عرش آستان آنکہ سراوق فلک ہو در جرم جلال از او یہ محقرست ہو
طائر و ہم چون رسد سکو جناب حصہ ترش ہو زانکہ ہزار سالہ رہ زان سو سے طاق اخضرست ہو اللہ تعالیٰ
دام شراب قبل بفسر و فتح بانزد و جانب مراد سبب سے شعر بعد میں را بمعنی تراست روز امی در روز بلبلہ
بضم ہر ذو باصر اخی خود اور حاکم ولی عہد میں فلک ضابط جائز ہو نام چارم بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ
حدیث شریفہ انا مدنیۃ العلم و علی بابا فرمایا ان حضرت نے میں شہر علم کا ہوں اور علی اسکا دروازہ مکتوب

بفتح عرب سراپروہ جناب آستانہ درگاہ آستانہ بالاجتر طاق اخضر آسمان البقعی تو خطاب کنین
 و کیفت کیسا خون یعنی شراب پر ہمیشہ تیرا ہی نفس ہی سہیب تو ہو کہ و عبیدم تجکو جتا ہو کہ خبر دار خبر داوہ سے
 ست اللہ اور علیہ نہ ہو میری طرح ہر وقت اس کے سر پر بیٹھا رہ اور شیر اکراؤ رہ جو طاس لاجور و بکرنگ
 ہو ساغر زین رکھا ہوا ہو یعنی آفتاب کچھ جانا کس غرض سے ہو کہ شب دل سیاہ کی سیاہی صبح
 سفید رو سے جاتی رہی یہ لکھی صبح سفید رو کی روشنی کے واسطے ہو لیکن دین میں کوئی مجلس
 ایسی نہیں ہو کہ خیرین صراحی دم زنی کر سکے اور اس کا قتل کس نے میں آئے اس سبب سے کہ وہ میں
 صراحی کا حکم داوڑ سے بعت ہو دم نہیں مار سکتی الفرض یہ اشعار سب ذکر بہار و لوازم مینوشی میں تھے
 اور شعر ہذا اگر نیز مع میں کہ آئندہ ہو تھے وہ داوڑ والی میدان جہان کا ہو اور سایہ حق و خدا یگان
 اس سبب سے کہ چراغ اسکی دولت کا ابد تک روشن ہو خلافت اور والیوں اور خدا یگان کے
 اور مالک طول و عرض زمین کا اور ایسا مالک کہ صاحب ملک و وام کا جواز ل سے بھی مقدم ہو
 ج کی تعریف ہو لا ابتداء اور ابد سے موخر کہ اسکی صفت لا انتہاء ہو الحاصل مقدم سے مقدم ہو و نہ ہو
 اور مقول ہو کہ جو بادشاہ عادل باذل رعایا پر و صاحب ایمان ہیں عالم آخرت میں بھی بادشاہ ہونگے
 اور نام اسکا شاہ محمد ہو اور خلیفہ زمانہ کا و عبید خلیفہ وہ ہو جو مثل امام چارم کے کہ شیر خدا علی رضی
 ہیں شہر علوم کا دروازہ آبدہ ایسا صفدر عالیشان عرش آستان ہو جسکے حرم جلال و بزرگی کے یہ
 سراپروے فلک کے بائیں ہمہ وسعت و فسحت ایک حقیر سے گوشے ہیں طائر و ہم کا تو اسی طاق اخضر آستان
 تک پہنچتا ہو اور اسکی بارگاہ کا آستانہ ہزار برس کی راہ اس سے اوھر ہو طائر و ہم اس کی بارگاہ تک
 کب پہنچ سکتا ہو و تبہ میں لفظ دم کہ معنی خون کے ہو بر عایت لفظ خون کیسا مناسب ایسے ہی دام
 ایہام جناب و از سر داوہ اور از سر خون کہ بادہ بھی سرخ ہوتی ہو کہ یہاں الطفت بعد کے شعر میں سیاہ
 و سفید لاجور و سرخ رو و سر طاس و ساغر شب و صبح کیسے مناسب بلبلہ کا وہاں بستہ کیا ہی بلبلہ کہ
 وہاں بستہ ہوتا ہے ہر روز نیز معنی خاموش طویل عرض ازل ابد مقدم ہو و نہ ہو متضاد و متضاد
 حرم زاویہ جناب حضرت طاق اخضر جملہ مناسبات و مراعات بلیغ و فصیح قولہ ایک کہینہ وادجہ منشی چار

ملت است بدو که کمینہ چاکرت مالک ہفت کشور است پشش جہت و سہ بعد را چون تو نزا و یک نعلت
 تا کہ بزیر پندرجہش چار ما در ست بد بحر سخاوت ترا قلہ قبہ حباب بد از سر موج اوج این ہفت محیط
 برتر ست بد ہست میان مگر کہ تیغ تو تیر آسمان بد زانکہ بہر کجا رسد منزل بد و در پیکر ست بد
 سینت تو شد تموز کین یا سچ تست تیرہ بد زانکہ کمان چرخ از و گوشہ نشین و مضطر ست بد تیر زخم
 تیر تیراب گرفتہ در کمان بد از پرت آتش این زمان میل لبوے آفرشتہ بد روے زمین چو تیر شد
 رابست بہ پیش کاک کہ تو بد جز کژی کہ در کمان ابروے طاق بلبرست بد اللغات چار ملت
 ملت محمد نبیؐ و عیسیٰ و موسیٰ و داؤد و علیم السلام کشور ساون حصہ ربیع مسکون کا شش جہت
 شرق غرب جنوب شمال تحت فوق سکہ بعد طول عرض عنق نہ پدربہ آسمان چار ما در اربع عناصر قلہ سرکہ
 قبہ گنبد ہفت محیط ہفت آسمان و ہفت دریا بہر حریف جہر و جہش تیر معروف و عطار و دو پیکر مراد و جوزا
 کہ خانہ عطار و کاہر بہان مرا وزخم دو پارہ سے ہو سیقت نوعی از شمیر در از تموز نام اول ماہ تابستان
 و سخت گرمی یا سچ بکسرین حملہ جیم ابجد تیر یکان دارا و رورہ تیر جیم پادشاہ اپنا نام لکھدین و جیم فارسی
 نیز تیر ماہ ہندی ساون کمان چرخ برج قوس ستم جیم و تیر تاب پچیدگی کمان وری برج قوس اور یہ خانہ
 و بال عطار و کاہر آفر بضم و فتح ذال منقبوہ آتش و نیز نام نهم ماہ شمسی کہ اس مہینہ میں آفتاب برج
 قوس میں ہوتا ہو اور جب عطار و قوس میں جاتا ہو آذر ماہ شروع ہوتا ہو اور آتش سے تیر کو سیدھا
 کرتے ہیں کتری خنم المعنی او تمدوح مفتی جو چار ملت کا ہو تیری تشع اور دین پروہی کا ادنیٰ ملاح ہو
 اور ادنیٰ چاکر تیرا وہ ہو جو مالک ہفت کشور کا ہو شش جہت جو تمام عالم ہو اور ابوا و تلامذہ طول عرض
 عنق میں کہ ان سے کوئی مخلوق خالی نہیں تجسافزند صالح کوئی پیدا نہیں ہوا انوجب سے اور جب تک کہ
 ان نوآباے علمی کے نیچے جنبش ان چار ما درینے اربع عناصر کی ہو جس سے ہر شے مخلوق ہوئی ہو اور
 ہوئی ہو تیر سے دریا سے سخاوت کا ادنیٰ حباب ایسا عالی مرتبہ ہو جسکے گنبد کا سرقلہ اس ہفت محیط
 یعنی ہفت سمندر کی اوج موج سے بالا تیر ہو نسخہ مطبوعہ میں ہفت محیط کے منجے ضرب ہفت آسمان
 لکھے تیر میری دانستہ میں یہاں آسمانوں سے کچھ مناسبت نہیں ہو بلکہ ہفت دریا جگہ یہاں کے

محاورہ میں سات سمت رکھتے ہیں اور حقیقت میں رسات دریا ہیں بھی جنہا کہ تیراں مجیدین
 اور سب سے اجماع اور فیض سمندر کا مشہور بھی ہے کہ اس سے سخاوت کی نشینہ کرتے ہیں آسمان سے علاوہ
 اسکے حساب موج وغیرہ الفاظ اسکے مناسب ہیں یعنی ادنی حساب تیرے بجز سخاوت کا ایسا ہو کہ اسکو
 اونچی اونچی موجیں سمندر کی کہیں پاتین تیغ تیری جنگ گاہ میں ایک آسمانی تیرن جو خطا نہیں کرتا
 اس نسبت سے کہ جہاں کہیں وہ پہونچتی ہے اسکا گھر دو پیکر ای ہے جیسے تیر کا گھر جو عطار وہو کہ
 ہے ای جو زامطلب یہ کہ جیسے پڑتی ہے وہ ٹکڑے ہی کرتی ہے تیغ تیری بنظر حدت و حرارت کے کشیغ
 کو اکثر شر بار و آتش انگیز سے موصوف کرتے ہیں ایسی گرمی و حرارت رکھتی ہے کہ اسکو کینہ کا تموز
 کہیں جواول مہینہ گرمی کا ہے اور یا سچ کو تیرے تیرا ہ جو ساون کو کہتے ہیں کہ اس میں سخت بارش ہوتی
 ہے جس سے کمان جرخ نے بھی جو برج قوس ہے گوشہ پکڑا ہے اور مضطر ہے گوشہ پکڑا کمان کا ظاہر کہ
 گوشہ آسمین ہوتا ہے اور مضطر اس سبب سے کہ کمان برسات میں خراب ہو جاتی ہے پس جب یا سچ اسکا
 تیرا ہ یعنی شدت برسات کا مہینہ ہے تو کمان جرخ گوشہ نشین و مضطر کہوں نہ تو تیر یعنی عطار و سنے
 تیرے تیر کے سم و خوف سے اپنی کمان میں جو برج قوس ہے بل و پچیدگی اٹھائی اس واسطے کہ قوس خانہ
 و بال عطار و کا ہو لہذا اپنے بل نکل جانے کے واسطے اسکو رغبت آگ کی طرف ہے جیسا کہ آگ پر لکڑی کے
 بل نکالتے ہیں اور آگ مراد برج قوس سے جسکو آذر ماہ کہتے ہیں کہ نوان مہینہ سال شمسی سے ہے
 اور آفتاب اس مہینہ میں برج قوس میں ہوتا ہے اور زمان شدت گرما اور عطار و جب اس برج میں
 جاتا ہے آذر ماہ شروع ہوتا ہے یعنی تیر فلک کا تیرے تیر کے خوف سے صدمہ یا پچتا ہے میں پڑا ہے ساری
 رو سے زمین یعنی تمامی اہل زمین تیر کی طرح تیرے قلم کے سامنے سیدھے ٹکا ہو گئے کسی ذوق کوئی
 کئی نری جو حکم وہ لکھتا ہے سب اسکے مطیع و منتقاد ہیں البتہ اب جو کجی ہے تو طاق ابرو و دلبرین
 ہے اور کہیں نہیں ہے کہ اس میں ہونا ہے چاہیے پہلے شعر میں صنعت تر صبیح ہے چار و ہفت سیاقہ الامداد
 ایسے ہی شعر بعد میں شش سہ یک نہ چار خلف پدیر ماور بحر حباب موج ہفت محیط تیر تر میں
 نغظ بر بھی شکل شعر بہ ایہام و لفظ تر بر عایت بحر اور تیغ و تیر آسمان منزل دو پیکر اور سیدھت

و تیر تو بد تیر ماہ کا آواز چرخ کہ بے چلی کمان کو کہتے ہیں ہندی ڈول گوشتہ سہم میں ابرام تاب آتش آذر آہ
 ز است کجی ملک آق ابرو دلبر سب صنائع بدائع سے ہیں قولہ خنجر اگر چنگ تواسے ز نسبت جان راہ
 بر سر نیزہ خنجر تو راقص و کام آرد و رست بد خشک لب کہ سر کشد از خاک تو دومی چہرہ زرد او سید چون سرخ
 خوشترست و در ہر جہر گفت تو رنگی زرد و جامہ زاید سے ختنی مہ لقا جانب روم بہرست و بر سر و شیمان
 تو کاسہ لعل و خوان زرد و دیدہ خون گرفتہ سرخ گوشتہ زو سے اصفہرست و گرد و نہنگ نیلگون حلقہ زونہ
 مہیان و قلم پنج شاخ راقطہ آب در برست و بر سر طاس سیکون یک شبہ داشت خصم تو نہ
 وان شبہ ہر شب از عناکان ہزار گوہرست و اللغات چنگ ساز و چنگل تاسے گلہ و زرقاقص
 شکل شمالی و رقص کنندہ آرد و آرد و با و تیغ و مار فلک بر نعل و چنگل گفت دست اور جہاک و دریا رنگی
 زرد و جامہ قلم زرد و باد و تہ ختنی مراد از سہ انگشت سرخ روم کاغذ سفید گوشتہ رنگ و رخسار بہر
 معنی مناسب اصفہر زونہنگ نیلگون شمشیر مہیان جو ہر شمشیر قلم پنج شاخ و ست فیاض مدوح
 قطرہ آب تیغ ہر معنی کنار و طاس سیکون ماہ و چشم سفید شبہ سنگ سیاہ کنایہ از مرد کاغذ خنجر کوہر
 المعنی یعنی ای مدوح خنجر تیرے چنگ میں بدین صفت موصوف ہو کہ جبکہ تاسے زن و جان رہا کہین
 کہ فی الواقع وہ ایسا ہی ہو اور نیزہ تیرا ایسا ہی جیسے آرد و آرد و مار فلک اور خصم ایسا جیسے اُسین راقص
 کہ اُس آرد و کہ وہین میں رقص کر رہا ہو یعنی نیزہ میں چھدا ہوا راقص کی طرح گھومتا ہو جو خشک لب کہ
 تیرے خط فرمان سے دم بھر کو سرکشی کرے اور حکم کو نہ مانے اسکا چہرہ زرد اور مانند سر قلم کے سیاہ ہی
 اچھا خشک لب اور زرد چہرہ پہلے سے کہنا بنظر نشاوم کے ہو کہ آخر یہ صفت مرتے سے اُسین پیدا ہوگی
 مثل من قتل قتیل کے ہو تیری کت جو ایک بحر نال ہو اور اسکی نال میں ایک رنگی زرد و جامہ کہ وہ قلم بدین ہو اور
 رنگی باعتبار باد اُس رنگی سے تیر جتنی ہو یا باشندے ختن کے سرخ و سپید و تہ لقا دوم کے جانب راہ ہرچہ
 روم کاغذ سفید اور ختنی سہ انگشت جسے گرفت خانہ کی ہو یہ صفت مدوح کے قلم و کاغذ و تحریر کی ہو
 تیرے دشمن ایسی خواری میں گرفتار ہیں کہ اُنکے سر پر کاسے لعل و خوان زرد کے رکھے ہیں کاغذ
 لعل آنکی آنکھیں خون گرفتہ کہ کسی وقت خون اُنکو نہیں چھوڑتا گو یا خون میں منڈھ گئی ہیں لعل خنجر کے

خون روتے روتے اور رخسار و رنگ چہرہ کا زرد ہو جائے خور و نوش کے یہی گاہے اور خوان ہمیں جو
سر پر لیے پھرتے ہیں گویا یہی روزی انکی ہو تیری تیغ کیا ایک نہنگ تہی مردم خوار اور نیلگون ہاتھ
اصالت اہن کے جسکے گرد و محیط لیا این حلقہ زن ہیں کہ وہ جو ہر اس کے ہن تیرے قلمم پنج سہاخ میں کہ
گندست ہو باعتبار پنج انگشت کے ایسی معلوم ہوتی ہو جیسے ایک قطرہ آب آسکی بغل میں ہو قطرہ
آب باعتبار نہایت صفائی اور بے آمیزشی کے خاک وغیرہ سے محفوظ اور اسے مریع ختم تیراج ازیر
خواہ نادار ہو ایک طاس یگون اور اس پر ایک شبہ سیاہ رنگ جس سے چشم سفید اور مردم سیاہ
مرا ہو رکھتا تھا سدا اُس شبہ کا یہ حال کہ ماہرے پنج کے کان ہزاروں گوہر کی ہو رہا ہو رات بھر
اشکباری کرتا ہو تاسے زن اور جانبز با میں برعایت چنگ اور راقص و آذر میں کیسے ایہام ہیں
لب اور سر اور چہرہ ایسے ہی زرد و سیاہ سب مناسب اور بلحاظ لفظ خشک کے خوشترین لفظ تر
متضاد و تجربی متضاد اور تجربی بھی بلحاظ معنی جنگل کے ایہام علی ہذا گفت میں مجھے جھاک رنگی ختمی
روم میں بھی تضاد کا سہ خوان قل زرد ویدہ زرد خون سرخ اصف کو نہ سب میں مراعات معنی یکدگر نہنگ
ایہاں قلمم قطرہ آب شبہ کو ہر کان شبہ شب بمناسبت دریا قولہ روز مضات خجرت لالہ و زکند بہشت
گاہ طواف و دلالت پر سر کوہ صحرست کہ کوہ گو اگر چہ او سنب در آب افگند ماہی چرخ خوان کہ او
منزل سدا کبرست ہ شیر بدور حکم تو غاشیہ دار و وہ است ہ باز بعد عدل تو داند کش کوہ ترست ہ
کار زمانہ قلب شدا زکھ تو کہ این زمان ہ بحر غناست مفلسی آزدگہ تو نگرست ہ طاق تو گفت عرش
راکز تو بے فروزم ہ گفت کہ خاک پائے تو با سر من برابرست ہ اللغات لالہ خون گندنا سب طواف
گردش سنبسم ماہی چرخ برج حوت خانہ مشتری غاشیہ دار خدنگار و غلام دانہ کش دانہ لاسنے والا
قلب بدلنا طاق محراب المعنی یعنی خجرت زہر آب داوہ تیرا اگر چہ گندنا سب ہو مگر لاطائی کے دن لالہ
افروز بسبب جوہر پیزی کے اور عدل تیرا اگر چہ جسامت و نمندی میں کوہ ہو لیکن کاوہ کے وقت مثل
شیر بھی سر کوہ کے ایسا تیز قدم و سکو و پھر کہتے ہیں کہ تو اسکو کوہ مت کہ جیسا کہ اوپر کے شعر میں کوہ کنا
ہو اگر چہ وہ گھوڑا مصاف کے وقت سنگ در آب افگن ہو یعنی صاحب تمکن و استقلال اپنی جگہ ہے

نہ ٹٹے والیا گرنہیں باہی چرخ نیلے بچ جو بت کہ جو خانہ مشتری سوزا کبر کا ہو کہ عبارت مہربان سے ہو اس شعر میں
 غیب حال ہو نسخہ مطبوعہ میں نسب در آب افگند لکھا ہو اور محشی نے صرف سنب کے نیچے اسم
 لکھ دیا ہو اور کچھ نہیں لکھا میں اسکو سنگ در آب افگند جانتا ہوں اور معنی وہ جو اوپر لکھے گئے
 چنانچہ حضرت نظامی رح نے فرمایا ہو ع چونکہ افگند سنگ خود در آب بہ تیرا وہ حکم نافذ ہو جسک دو
 درہن شیر غاشیہ بردار اور غلام و سائیس رو باہ کا ہو کہ غاشیہ لیکر ساتھ ساتھ دوڑتا ہو میری دانست
 میں بتیغائے فرضی غاشیہ پوست جسم شیر علیحدہ و شیر نبات خود علیحدہ کہ اسی غاشیہ پر جو شیر پر ہو ہوا
 ہوتی ہو اور اسکو جہان چاہتی ہو بچھاتی لٹتی ہو کہ یہ سوار ہونا اور بیٹھنا ایٹنا اسکا سب جسم شیر
 ہو ایسا شیر اسکا مطیع ہو اور باز اس کے عہد میں مزدور دانہ و صوفیہ والا کو تر کا تیرے دست بخا و فیض
 سے زمانہ کا حال پلٹ گیا چنانچہ یہ حال ہو کہ مفلسی تو بخرن ہو گئی اور حرص جو کبھی سیر نہیں ہوتی
 گداہی تو نگہ ہو گئی ایسا کچھ اس کے عطا و سخا سے حاصل کیا تیرے طاق محراب نے عرش سے کہا میں
 تجھے فرو تر ہوں کہا ایسا فرو تر ہو کہ خاک تیرے پاؤں کی میرے سر کے برابر ہو لالہ کند ناگوہ صرصر
 سنگ آب شیر و رو باہ دانہ و کو تر مفلسی و غنا و گدا و توانگر سب مناسب و متضاد قولہ تاکہ سپر انگون
 لاف غلامے تو زد و از بہر حسرت آتشے بر سر شاہ خاورست بد بگر گران ہما سے من عقد و ریت کیشیہ
 بانو نکاح کر دیش زانکہ بغرہ دلبرست و سہر و قدان حسن را بر لب جوئے دلہری بد تاکہ نبات نہ نشان
 رشتہ گرد و شکرست و باد چو عمر روز و شب دلبر ملک و برت بد کاٹھ اقیامی تو تا دم صور انورست و
 دل چو قراضہ پارہ بادار نہ چنر بہر تیت و سینہ چو مہ و ونیم بادار نہ زہر تو برست و اللغات
 تاکہ بن تا ابتدائیہ ہو شاہ خاور آفتاب گران ہا گران کمر صند ارزان کیشیہ ام و ریک شب گفتم
 نبات خط و دم صور قیامت قراضہ ریزہ زر بر یعنی کشادہ المعنی جب سے اس سپر انگون نے دھوکے
 تیری غلامی کا کیا ہو اس حسرت سے شاہ خاور جو آفتاب ہو ایسا جل رہا ہو کہ اسکا سر پر آگ لگی
 ہوئی ہو بگر یعنی یہ سخن جو کسی کا کہا ہوا نہیں ہو نکوئی اسکا شوہر اتناک ہوا ایک گران قیمت مروتوں
 کی لڑی ہو میری ایک رات کی ہوئی ہوئی اسکا عقد میں نے تیرے ساتھ کیا اور تجھے مازو کی تو

جو کہ وقتِ خوشی کا ہو کہ بادشاہِ کرخانیہ سے خطاب آیا ہو لہذا لفظ جام کا لائے ہیں جو دوسرے سب سے کچھ
 بڑی مہر اور ہر گل کی طرح بیدار ہیں لہذا لفظ جام کے ہنسی اور عجب تر یہ کہ باہر صفت بیدار ہنسی کے خندہ زنی اور
 مارتے خوشی کے ایسی خندان ہوئی کہ اشرفی زری کی کہ آفتاب ہو منجھ سے نکل پڑی اور ظاہر کچھ
 ہنسنے سے منجھ کی چیز نکل پڑتی ہو رات میں آسمان ایک چتر مر وارید بن رہا تھا اور آفتاب کنارہ کش
 تھا اور پھر یہ باز زریں پر کہ آفتاب ہی ہو اس چتر مر وارید کی طرف ہو گیا اسکی یہ وجہ ہو کہ مرغ صبح کو اس
 کی یاد میں نالہ سے دم بھر کو چین و آرام نہ تھا اُسکے اثر نے اسکو پھر بلا لیا یہ سب خیالات شاعری ہیں
 آرامش میں شین مصدری ہو ماقبل اسکے فتح بھی روا ہو اور وہ باتیں کہ صدق و صدا کے ساتھ
 پہلی ہی ملاقات میں صبح دومی یعنی صبح صادق اور ماہ میں ہو میں اول پیغام ان مقالات کا یہ تھا
 جو شعر آئینہ میں ہو کہ رات جسوقت کہ شاہ زریں چتر مشرق کو لباس آل عباسی کہ سیاہ ہوتا ہو پہنچا
 جانب شام سے یعنی شام ہوئی اور آفتاب نے لباس سیاہ پہنا جو شب ہو رات مشتری سے کہتا
 تھا کہ اندوون کے قرب کو بھی قرآن السعدین کہتے ہیں کہ جب بعثت نامہ خسرو کا کہ مراد علیضہ سے ہو جو شہنشاہ
 خلیفہ کے پیش ہوا تو خلیفہ نے اسکا بہت اکرام کیا اور جب خلیفہ اُسکے مضمون سے واقف ہوا کہ خدا
 ہفت اقلیم پر جو اسکی جاگیر ہیں اُسکا فرمان جاری رکھے تو یہ فرمان اُس امام دین کا ہوا اس شعر کا
 دوسرا مصرعہ دعائیہ ہو اور بیان فرمان امام دین کا آئینہ سہم میں ایہام پر عایت لفظ تنج کہ معنی
 تیر کے بھی ہو لفظ مہر اور کیسا خوب ہو کہ صبح مہر یعنی آفتاب کی لانیوالی بھی ہو مرغ صبح میں کیسی خوبی
 ہو کہ بلبل و صبح و دونوں معنی میں ہو سکتا ہو دم کا لفظ صبح کیواسطے مناسب ملاقات و مقالات نوعی
 تجنیس اول دوم تختِ صدق واسطے صبح کے آل میں ایہام ہو کہ رنگ سرخ و اولاد ایسے ہی عباسی
 رنگ و اولاد حضرت عباس قولہ سر سبز از فراق جمشیدش بساط از بناج خورشیدش بدو علم اقبال جاویدش
 لقب سلطان ایامش بدو صاحبِ ملت و دینش بدو صاحبِ عز و کیش بدو نایبِ عدل و احسانش
 بدو کا تب فکر و الہامش بدو فراز کائنات آنجا رہے ایوانِ قدرش را بدو کہ نتواند مساحت کرد بال مرغ اویش
 وزیرِ ملک شہ راز حضرت مرحمتِ این شد بدو کہ بر مشیر بر و بجر جاری باد اقلامش بدو یہ خاص خسرو را

زو اہب این خطاب آندہ کہ زلف عارض بہ باو تحریرات از قاضی بہ براسہ مطبخ جایش امام الملک
 تعیین کردہ کہ نقد ہر دو عالم بادربار بیع عشر العاشی بہ اللغات علم نشان صاحب وزیر حاجت و بیان
 مساحت کسریہ یا پیش مطبخ باور چنانہ تعیین مقرر المعنی آب شعاع شامیچ بین امام کی ہین یعنی وہ انام
 ایسا ہر جسکا تخت فرق جمشید ہر گئی یا اسکے سر پر بیٹھنے والا اور ایسا بمانی قدر کہ تاج خورشید اسکا بساط ہر
 اور اقبال چہ اوید اسکا نشان یعنی بہان نشان اسکا ولیحاجان لیا کہ اقبال جاوید آتا ہر اور لقب
 اسکا سلطان ایام ملت و دین ہی اسکے دو وزیر ہین اور عزت و تملک اسکے دربان عدل و جلال
 یہ دونوں نائب اور فکر و انام کا تب یعنی جو کچھ لکھتا ہر الہام سے لکھتا ہر قضا و قدر کو حکم ہر کہ اسکے اہلان قدر
 گویان لیا کہ وہاں حد بندی کا سنات کی ہر جسکی بازو مرغ و ہم کے پیایش نہ کر سکیں یعنی ایسا بلند
 قدر کہ وجوہ میں نہ آئے بس اس بادشاہ کی بارگاہ سے اس وزیر مملکت کہ یہ بات بخشی گئی کہ اسکا
 قلم نمان بحر و بر جاری رہے پھر کہتے ہین یہ خاص ویر خسر و کا ہر اسلئے اسکے و اہب سے یہ خطاب
 آیا کہ وہ زلف جو عارض ناہ بر ہر تیرے رقمون کی تحریرات سے ہوئے اہ تاک تیری تحریرات ہو بخین
 اور امام الملک نے واسطے خرچ باور چنانہ اسکی جاہ کے ایسا مقرر کیا کہ نقد و دون عالم کا جسکے انعام کے عشر کا
 ایک ربع ہر یعنی دسویں حصہ کا جو تھا حصہ پہلا شعر صنعت تر صبیح میں ہر ایسے ہی دوسرا قولہ امیر المومنین
 فرمود تا ہر جمعہ بر منبر بہ ہفت اقلیم میخو اشد شاہنشاہ اسلامش بہ رہے رستم کمان جمشید آرش تیر
 بہر اسے بہ کہ پیش تیغ او جو ہین نماید خجبر سامش بہ یا استقبال فرمائیکہ از پیش امام آمد بہ بر منہ باور کردہ
 چو ایمان شد ز اسلامش بہ خلائی پیش و پس پویان ملا یک ذکر حق گویان بہ و جزع شہ شدہ غلطان
 کہ ہر نقرہ خامش بہ کہ از شکر و ثنائی حق شکر میر خیت یا قوتش بہ گئی بر لعل مبارید مروارید بادیش
 اللغات منبر آلہ بلندی میخو اشد کہتے رہین ارش نام پہلوان شیر انداز ایسے ہی بہرام اور ہام
 ز اسلام ہین زامیہ ہر جزع بالفتح و بالکسر ہر سیاہ و سفید مشابہ چشم شکر کلام شیرین یا قوت لب لعل
 مروارید شاک باو ام چشم المعنی اور امیر المومنین نے حکم دیا کہ ہر جمعہ منبر پر ہفت اقلیم میں اسکو
 شہنشاہ اسلام کے ساتھ پکار دین یعنی خطبہ اسکے نام پڑھا جائے شعر بعد اسکی معین ہر کہ یہ بھی عجیب

بشید رستم کمان ہو اور بہرام آتش تیرخصیص اندونون کی تیرو کمان سے بدرنوبہ کہ رستم نے تیرشخا
پر جلایا اُسے درخت کی آڑ پر کڑی تیردرخت سے پار ہوا اور شخا درخت میں چھد کے رہ گیا ایسے ہی
ایک گور کو ایک شیردو بچے ہوئے تھا بہرام نے تیر مارا اُس سے بھی دونوں چھد کے رہ گئے تھے
آتش نیز اس سبب سے کہ اسکا تیر چالیس کوس گیا تھا دونوں امر عجیب مغرب ہوئے تھے اور کمان
رستم قوس قزح کو بھی کہتے ہیں اور ایسا تیغ زن جسکی تیغ کے پانے خنجر سام کا جو بین ہی جو کسی کو کاٹ
نہیں سکتا واضح ہو کہ تیغ تلوار و خنجر اور چھری وغیرہ سب معنوں میں ہی تاخیر سے تشبیہ ہو سکے آئندہ
دوسرا بیان ہی یعنی جب یہ فرمان امام کے پاس سے آیا تو اسکے استقبال کے واسطے برعایت اپنے
اسلام کے مزدبائبرہنہ مثل ایمان کے گیا ایمان کو سرودہ برہنہ کہنا مودفح حدیث کے ہو کر فرمایا ایمان
پرہنہ ہی اور لباس اسکا تقویٰ اور اس حال سے گیا کہ خلون آگے چھپے دوڑتی جاتی تھی فرشتے ذکر حق کر رہے
تھے اور بادشاہ کی آنکھوں سے خوشی کے مارے یاد و جادو حال سے گہرقرۃ خالص پر جاری تھے یعنی
اشک رخسار سفید رنگ پر کبھی شکر و ثنائے حق سے اُسکے یا قوت ای لب شکر ہوتے تھے کہ مراد کلام شیرین
سے ہی کبھی رخسار لعل پر یا دام اُسکے مراد یاد کبھرتے تھے کہ عبارت اشک چشم سے ہی اور رخسار سے
زہے میں لفظ زہ کیسا مناسب کہان رستم جمشید آتش بہرام اور لفظ جوہرین سے بہرام جوہرین کی بھی
ایک پہلوان تھا اور سام اور علی ہذا کمان تیر تیغ تیر سب مناسبات آؤ نیز اس شعر میں صنعت ترصیع
اور ممدوح کو ایمان سے تشبیہ دینا کیسا الطف مبالغہ ہی اور لفظ اسلام مناسب اسکے شکر و شکرت تصویف
گھر یا قوت لعل مراد یاد با دام سب مراعات قولہ چو شہ پوشید خلعت را برنگ مروم دیدہ بہ میان روز
میدیدیم شب را بامہ تماش بہ فلک را دیدیم آن ساعت بندہ دامن درست زر بہ نثار افشان بہر جاب
روان و زریا علامش بہ ز آئینہا کہ شہ بستہ ندیدیم کیسر ہوئے بہ سر ہر قیہ را فرقتہ زمینم طاق و نہ باش
جسود ملک را دیدیم زر و سے غم نہیں افتادہ بہ پریشان حال و شیریدہ چو کیسے دل را نہیں بہ کف شہ پنج
دریائے درو یک قطرہ آبی بہ کہ خلق خشک خصمان را بیا بدشت ناکامش بہ رخ مرخ زان بہرخت
کو جو رشید انور را بہ تشبہ کر و با جہر سفید آل بہرامش بہ محمد شاہ بن قلق کہ چون بر تخت حکم آید بہ کس

الہام ربانی راز غیب الہامی بد اللغات شبت جامہ سیاہ تادہ نام سلطان محمّد و از من نہ فلک درست
 اشرفی مراد کو اکب اعلام نشانہا سے شاہ آئین بندہ دی وہ آرایش کہ ہنگام مرور سواری پادشاہ کے بازار
 کی منڈ پروں اور چھتوں پر ہر قسم کا کپڑا عمدہ رنگ برنگ ڈالکے کرتے ہیں بیچ وریا بیچ انگشت سرخ
 شرمندہ آل بہرام سلطان محمود مناسب فریخ المعنی جب شاہ نے وہ خلعت سیاہ کہ مثل مرقوم دیدہ کے
 مایہ بصارت بجا پہنا تو عجیب کیفیت تھی کہ ہم دن میں شب کو مع ماہ کامل دیکھتے تھے بس شب خلعت
 اور ماہ تمام مدوح اور فلک کا یہ حال کہ تو دن دامن میں اشرفیان نثار کی بھرے اُسکے جھنڈوں کے
 تلے بنار کرتا ہوا ہر طرف رو آن تھانہ دامن اور فلک میں تقاضا اعتباری ہر اشرفیان کو اکب اور یہ مضمون
 مال فلک سے ظاہر اور جو آئین بندیان اور آرایشین شہر کے کوچہ و بازار میں ہوئیں الکا کیا بیان
 ادنیٰ یہ کہ میں نے سر پر گنبد میں جو جزو اسکا تھا اور ہفت آسمان اور اُسکے نہ بام میں یک سر مو فرق نیز
 دیکھا اور کل گنبد کا تو کہنا ہی کیا یہ حال فلک کا تھا کہ آن حود ملک کو البتہ مثل گیسو اپنے دلارام کے
 غم کے مارے پریشان و شوریدہ حال وہیں افتادہ دیکھا کہ یہ تینوں صفتیں گیسو کی ہیں تھیلی شاہ
 کی بیچ وریا ہر جو مراد بیچ انگشت سے ہر اور اُس میں ایک قطرہ آب کہ وہ تیغ ہو اور یہ قطرہ آب اُس میں
 کیون نہوا سو اسطے کہ چار ناچار دشمنوں کے خلق خشک کو بھی تو اُسے دھونا اور شرکنا ضرور ہر فریخ
 کہ جلاؤ فلک ہو اور رنگ اُسکا سرخ سو بوجہ خجالت کے جیسے کہ کہا ہر الحمرۃ للخل یعنی سرخی ندامت کی
 نشانی ہو اور خجالت یہ کہ اسنے خورشید انور کی تشبیہ حیرت سفید آل بہرام سے کی تھی اس غلط فہمی کی
 خجالت سے رخ اسکا سرخ ہو رہا ہو اور وہ آل بہرام کون ہو محمد شاہ بن تغلق کہ جب تحت حکومت پڑھتا
 ہو تو الہام ربانی راز غیب سے اُسکو الہام کرتا ہو یعنی چھپی چھپائی باتیں سب اُس پر ظاہر ہو جاتی ہیں مرقوم
 دیدہ کی خلعت سیاہ جیسے کیسی لطیف تشبیہ ہو اور یہ غرابت کیشی عجیب کہ وہیں شب وادہ کا ہونا ثابت
 کیا ہو سر مو فرق یک ہفت و نہ سیاہۃ الاعداد اور نیز طاق و بام پس افتادہ کیسا مناسب
 گیسو اور حاسد کے ہو خلق و ناکام میں کام دریا و آب و قطرہ آل بہرام میں بہرام کا لفظ برعایت میر جلال
 کے وقت الہام راز غیب کیسا ابلغ ہو الغرض صنائع بدائع سے سب اشعار بھرے ہیں قولہ محیطا

نقطہ عالم کہ با آن پر وندے دریا ہر قوم آب شد از شرم فیض بخشش عاشر ہوا تا شاہ انجم را بدین
نہ قلبہ دنیا ہند تا سبے زہر بر سر چہارم تخت و اجرامش ہوا دواج عمر در برابر باد و تاج سلطنت بر سر ہوا
فلک و ریاضت بخش فلک در صفت خدا امش ہوا الا انما آتشین شیر پلنگ اندام را ہر شب ہوا چو زہر بختہ میا ہوا
درست قلب از خامش ہوا سیر و سبے کہ چون خامہ کشد سر از خط حکمش ہوا زبان بریدہ باد و شوق
چو گلک زرو اندامش ہوا برین در بدر چاہے را سخن شیرین غلامی دان ہوا اگر چہ خسرو عالم کہ شد
خسرو الزمان نامش ہوا البخات مجتہد اجاہد کنندہ آب شد از شرمندہ شد فیض روانی آب و چو شاہ
انجم آفتاب قلعہ مینا آسمان سہر چہارم تخت فلک چہارم اجرام آن کو اکب دواج بر وزان دواج لجان
آتشین شیر برج اسد خانہ آفتاب پلنگ منقش ہو اکب درست اشرفی مراد قمر سے قلب نام منزل
ماہ و ناسرہ خام ناچختہ و چرم خسرو الزمان لقب مصنف المعنی یعنی ایسا فیض عام اسکی بخشش کا ہو
کہ محیطا یعنی سب سے کہ نقطہ عالم کہ گھیر سے ہو ہے اور نہایت دل والا اسکا فیض دیکھ کر اسے شرم کے
ہر تن پانی پانی ہو گیا آئندہ دعا تا بید تا آسمین انتہائیہ ہو یعنی جہتاک کہ اس نوا مومن سہرین چو بختا
تخت اور اسکے اجرام یعنی فلک چہارم اور اسکے کو اکب تاج زہر کا شاہ انجم کے سر پر رکھے جو آفتاب ہو
شاہ انجم و تاج زرین فرق اعتباری ہو جرم آفتاب اور اسکی ذات لجان عمر کا تو اسکے یعنی مدوح کے
جسم پر رہے اور تاج سلطنت سر پر فلک اسکے تخت کا پایہ بنے ملک اسکے خادم اور خادمون کی صفت
ہیں ہوں دوسری دعا ہو کہ جہتاک آتشین شیر پلنگ اندام کے چڑھ سے ہر رات اشرفی قلب مثل زہر بختہ
کے چکاتی رہے آتشین شیر برج اسد پلنگ اندام باعتبار ستاروں کے درست قلب اشرفی کھوٹی
عبارت ماہ سے زہر بختہ زہر جید اور کھوٹا اس سبب سے کہ کبھی ہو کبھی نہیں اور کبھی گھٹا ہو کبھی
بڑھتا ہو اور جس قدر روشن ہوتا ہو وہ بختہ ہو پس اس زمانہ تک کہ یہ کیفیت قیامت تک رہی چو شاہ
کہ خامہ کی طرح اسکے خا حکم سے سر کشی کرے زبان اسکی مثل فلک زہر و مدوح کے بریدہ اور سینہ دیدہ
رہے اور بدر چاہی کو اسکے دروازہ پر ایسا جان جیسے ایک غلام شیرین سخن اگر چہ خسرو عالم نے
لقب اسکا خسرو الزمان کیا ہو مگر وہ اپنے دل سے غلام ہی اس در کا ہو بادیا جو با آن اور دنیا میں ہیں

کیسے خوب ہیں پر قوی دریا کے کنارے ہر تہمت تن آب کیسا لطیف ہو دریا آب شاہ انجم تاج و درج ہر سر
وغیر ہم سب مراعات و مناسبات میں نے ایک محسنات لکھتے کہ انہیں بھی لکھنے سے بہت زیادہ چرچا
کئے صرف یہ ایک اطلاع تھی کہ ایسے بہت ہیں غور تامل سے دریافت کر لیں آب آئندہ ضرور می ملے گا
باقی کو متامل کے ذہن و تلاش پر چھوڑ دوں گا

اور تہنیت رسید ان خلعت و فرمان خلیفہ عباسیان بشاہ ہند

قولہ جبریل از طاق گردن البشر و اگویان رسید کہ خلیفہ سوے سلطان خلعت و فرمان رسید یہ
ہجرتان کو بارگاہ کبریائے لایزال ہد از پی عز محمد آیت قرآن رسید کہ سرسلیمان را کہ کوس رب ہبالی
از نخست ہد سر مہر ش مصحف از او و خوش الحان رسید کہ شاہ را بہ کل عالم حکم مطلق داد امام و ابن خیر
در ہفت کشور بر ہمہ شاہان رسید کہ نسخہ فرمان شاہان جہان شہج شہ کاہل تو قیامت دار الملک
جاویدان رسید کہ جاہ حاسد را چو چاہ یوسفے ہے آب کہ وہ خلعت مصری کہ از کنتان ہندستان
رسید کہ جاہ آتش نثار و خاک بر سر کن چو باد ہد کہ حضرت سوے سکندر چشمہ حیوان رسید ہد
اللغات یہ قصیدہ بحر دل میں ہر فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن یا فاعلاتن البشر و خوش ہوا کہ
لو کہ رب ہبالی ملک لا ینبغی لاحد من قبل او رب میرے دے تو مجھ کو ایسا ملک اور کسی کے لایزال نہو
زبور کو مصحف کہتا ہوں جو حضرت داؤد پر نازل ہوئی تھی حضرت امام سوے در ترکی آب المعنی جبریل
آسمان ہے البشر و آیت ہے آئے کہ بشارت ہو تو کہ او لو کہ اس بات کی کہ خلیفہ کی طرف سے سلطان کو
خلعت و فرمان پہونچا اور اس خلعت و فرمان کا پہونچنا ایسا ہوا جیسے کہ واسطے عزت محمد کے بارگاہ
لایزال جناب کبریائے آیات قرآن کی نازل ہوئی تھیں کہ اس فرمان سے اسکی عزت بڑھی یا ایسا
جیسے حضرت سلیمان جعفرین نے نقارہ رب ہبالی ملک لا ینبغی لاحد من قبل کا پہلے سے بجایا تھا
مصحف سر مہر ہوا و خوش الحان نے پہونچا سنی آیتہ کے لایزال رب میرے مجھ کو ایسا ملک دے کہ مجھے
قیامت کوئی اسکے سزاوار نہو اہو چنانچہ یہ معاند بھی ایسا ہی ہوا کہ ابام وقتہ نے کل عالم پر بادشاہ کہ
حکم مطلق عطا کیا جیسے کہ حضرت محمد مصطفیٰ کی رسالت مطلق تھی چنانچہ قرآن میں ہر قل یا نبیا اللہ

انی رسول اللہ الیکم حمینا یعنی کہ اے محمد لوگوں سے کہ میں رسول اللہ کا ہوں تم سب کی طرف اور
 جیسے کہ حضرت سلیمان کی سلطنت مطلق تھی بس ایسے ہی پادشاہ کو حکم مطلق ملا اور یہ خبر ہفت
 کشور کے پادشاہوں میں پھیل گئی اب نجات فرمان جو شاہان بہان کے پاس تھے منج ہو گئے اسلئے
 کہ اصل فرمان جو سب فرمانوں کی جڑ ہے دارالملک جادوان کا ہی اے بارگاہ امام وہاں سے آیا جسکے
 آنے نے جاہ حاسد کو مانند چاہ یوسف کے بے آب و بے رونق کر دیا کہ حضرت یوسف کے سبب سے چاہ
 بے آب ہو گیا تھا اور وہ کیا تھا خلعت مصری جو کنعان سے ہندستان کو آیا بس کہتے ہیں کہ لاری کا
 اے آتش نژاد اپنے سر پر خاک ڈال جیسے ہوا سر پر خاک ڈالتی ہے اس واسطے کہ خضر سے سکتہ رکھ
 چشمہ حیران کا ملک خضر امام و سکندر پادشاہ جو کہ امام یعنی خلیفہ وقت خلفائے عباسیہ خاندان
 رسول مقبول سے ہے اس واسطے ایسے مضامین و الفاظ ان اشعار میں جمع کیے لفظ محمد کیسا خوب ہے کہ جزو نام
 پادشاہ کا بھی ہے سوے کا لفظ آخر شعر میں بزبان ترکی آب کے معنی میں آو بس اس شعر میں چاروں عنصر جمع ہیں
 قولہ ملک را بازوقے شد دین سرازارے نمودہ شرع را حرمت فزون شد رونق ایمان رسیدہ کیش داران
 ضلالت را ہواے دین گرفتہ پیشوایان شریعت را حیات جان رسیدہ راست عید یومنان آمد کہ درسا
 دوبارہ از امیرالمومنین خلعت سے سلطان رسیدہ زان اشارتیکہ برفرق رسولان کو دشاہ و چرخ را از تنگناے
 سرخ نہ انبان رسیدہ آسمان باہفت دامن از طرب و درج شد و صبح بایک طشت زرین آستین افشان
 رسیدہ آن یکے پیغمبرست و آندگرا شد رسول و نیست کفران سے توان بر سر این پنہان رسیدہ
 ہم بتاریخی کہ ماہ از سال ہفصد شد فزون و زرین سفر ماہ محرم سابق شعبان رسیدہ راست گویم
 ماہ حق سوے جناب ظل حق و صبح دار از آفتاب ملک دین خندان رسیدہ اللغات کیش مذہب
 تنگناے زراشتری انبان بدرہ کہ جسمین لاکہ اشرفیان ہوتی ہیں در چرخ شدان رقص کرنا آستین
 افشاندن رقص کرنا اور بخشش کرنا پیغمبر فرمان کہ جسمین پیغام مند رچ ہوں رسول قاصد زرین سفر وہ
 سافیت کہ در میان مرسل و مرسل کے تھی سابق شعبان رجب ہے کہ بفتحین یعنی بزرگ و آستین کے
 ہے و نام ماہ و نام قاصد نیز ماہ حق رجب جسکو شہر اللہ کہتے ہیں اور ہندی میں خدا کا چاند المعنی پہل

دو دن شعر خاتم ہیں محتاج بیان کے نہیں تیسرے شعر کے معنی کیسے ٹھیک یہ بات ہو کہ خلعت کا آواز
 مومنون کی عید ہو کہ سال بھر میں دو دفعہ خلعت امیر المومنین کے پاس سے سلطان کے واسطے
 آیا جیسے عید سال میں دو دفعہ ہوتی ہے اب وہ نذر و انعام کہ شاہ نے دوسلوں کے سر پر کیے کچھ بیان
 نہیں ہو سکتے منجملہ ان کے جرج کو بھی نہ انبان اشرفیان در سرخ کی پہونچین انھوں نے بھی اپنے انبان
 بھر لیے آسمان مع ہفت دامن کے فرط طرب سے ناچنے لگا ہفت دامن ہفت طبع آسمان اور ضعیف بھی ایک
 طشت زرین نثار کو لیے ناچتی نثار کرتی آئی کہ وہ آفتاب ہو اور ان فرمان در رسول دونوں میں ایک
 بیغیر ہو یعنی فرمان کہ جہین پیغام مستبرج ہو اور دوسرا رسول اور اگر کوئی کہے کہ رسول اہم کو کیسے کہتے
 ہو یہ کفر کی بات ہے تو ہم کہیں گے کفر نہیں کہ ہماری مراد رسول اصطلاحی سے نہیں ہے جسکی تشریف ہے بعض
 اللہ تعالیٰ تبلیغ الاحکام الی الخلق بلکہ رسول لغوی جو بمعنی قاصد کے ہے پس اس مجید نہال کو سمجھنا
 چاہیے اور یہ فرمان و خلعت اسوقت میں آیا کہ سات سو ہجری پر ایک مہینہ بڑھا تھا یعنی اسی ماہ محرم
 کے سفر کے بعد جو مراد اسکے گذر جانے سے ہے ہر قصہ پر سابق شبان کہ رجب ہو رجب ہو رجب نام تھا
 جو خلعت و فرمان لایا ہر مہینے نے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہاں سے ماہ کے نہ بھی ہو ای نہ سال یہ نہ سال مصنف
 کی عبارت سے کب ثابت ہوتے ہیں کہ زین سفر ماہ محرم کہا ہے یعنی جب ماہ محرم سفر کر گیا تو بس ایک ہی
 مہینہ ہوا اور یوں تو نہ کی جگہ بست و سی و چہل و شصت سب کہہ سکتے ہیں لیکن فضول فضول ہی
 ہوتا ہے پھر کہتے ہیں میں سچ بات کہتا ہوں کہ ماہ حق کا طرف جناب ظل حق کے صبح کی طرح آفتاب ملک دنیا
 سے خرم و خندان آیا ماہ حق خدا کا چاند کہ وہی رجب ہو ظل حق اور آفتاب خلیفہ سفر کا لفظ کیسا
 خوب ہے کہ تلفظ میں صفر کا مشابہ ہو ماہ حق کیسا بلیغ ہو جسکے معنی خدا کا چاند قولہ و بکف رایت بدو
 اطریح و حدت بچنگ ہر قص زن مانند چرخ از صاحب دوران رسید ہر قیہ حیر سیاہ آن بہرام این
 زمان ہر سر را یوان ہفت طارم کیوان رسید ہر آفتاب ظلم ہر جرج تغلب تیز بود ہر رفت تاب تیغ او
 چون سنا پینزدان رسید ہر استین عدلش از نہ دامن افلاک خواست ہر عذر ہر تاسیہ کہ از حتماست
 بر کتان رسید ہر از تعجب گفتہ اند اسب سلیمان ست ہر او نہ تا یک روزہ دو ہر راہ را ہر او نہ تا

این عجب حزمین کہ یکراں شهنشہ دب دم بد چار ماہ بعد را در یک قدم آسان رسیدہ از سیم یکراں او
 گا وزین آن بار یافت نہ کہ فشارش چون طبع در پاسے او کوہان رسیدہ اللغات اطروہ بالضم
 شاہ کندہ مراد ساز صاحب دوران امام طارم بفتح راہام خانہ و گنبد کتان ایک قسم کپڑا کہ منساب
 سے پھٹ جاتا ہوا چار ماہ کنایہ از چار نفل اسپ فشار یکسر فتح و بانا طبق بفتحین نام بیماری کہ گھوڑے
 پائون میں ہو جاتی ہو المعنی اور وہ قاصد ہا بن شان امام وقت کے پاس سے آیا کہ وقت ہاتھ میں
 لیے تھا اور نشان کندہ پر اور ساز وحدت کا جنگ میں جرج کی طرح ناچتا اسکے آنے سے اب قبہ یعنی
 مجلس چتر سیاہ آل بہرام کا ساتوین بام فلک پر جو مقام زحل کا ہوا پوچھا بالفعل آفتاب ظلم کا آسمان
 تغلب پر خوب تیز و گرم ہو رہا تھا اب اسکے آفتاب کی تاب و گرمی سب جانی رہی اس واسطے کہ سایہ
 یزدان کا آ پوچھا اور وہ وقت ہو کہ آستین عدل ممدوح نے نہ دامن فلک سے عذر ہر تاب کا جو مادہ سے
 کتان کو پوچھے ہو چاہا کہ کتنی دفعہ تیرے ماہ کی چمک نے کتان کو اپنے ظلم سے بارہ بارہ کیا ہو اسکا کیا
 عذر رکھتا ہو بعد کے دو شعر قطعہ بند ہیں یعنی لوگوں نے تعجب سے یہ بات کہی ہو کہ حضرت سلیمان کا گھوڑا
 ہوا حتیٰ جسیر و مہینہ کی راہ ایک دن میں طو کرتے تھے جیسے کہ قرآن مجید میں ہو غلام ہاشم و روا جہا شہر
 یعنی صبح اسکی ایک مہینہ کی راہ حتیٰ اور شام اسکی ایک مہینہ کی راہ لے دیکھ ہم تو تجکو اس سے زیادہ تعجب
 کی بات بتائیں کہ ہمارے شہنشاہ کا گھوڑا چار ماہ کے بعد کو ایک قدم میں کیسا آسان پہنچ جاتا ہو کہ وہ
 چار ماہ چار دن نفل اسکے ہن گھوڑا اسکا ایسا تنومند عظیم الجثہ ہو جسکے سم سے گا وزین پر ایسا بوجھ پڑا
 کہ ہاں اسکا دیکے اسکے پائون کا طبق ہو گیا جو قسم بیماری سے ہو کہ گھوڑے کے پائون میں ہو جاتی ہو یعنی
 اور گھوڑوں کے پائون میں تو طبق ہو جاتا ہو اسکے گھوڑے کے پائون میں زمین کا کہ ہاں بمنزلہ طبق کے ہو گیا
 چار ماہ چار دن نفل بوجھ مشابہت ہلال کے کہا ہو اور لطف یہ کہ مہینہ ہلال ہی سے شروع ہوتا اور ایک
 قدم میں یہ چار دن ہلال ہن بھی قولہ گردش تو تیار در حیم مہر و مہ فشانہ بہ صیت نلشن ہم بگوش قصیر
 خاقان رسیدہ بدرنگ شمع بزم شاہ را گفت آفتاب بد شمع را بر سر غیرت آتش سوزان رسیدہ لا انت
 رفتہ و جیروے برفرو گزشتہ لا جرم بد سر زشتہ سے گراں برجی سرگردان رسیدہ از بن دندان نشہ

آرزوے تحت علاج ہو چون نشست خضم بر پیل اندر سردندان رسید پدھر کہ از خنک چو تیرش گوشہ گیر
 چون کمان ہو در ترکش گیر کال با کیش را قربان رسید پدھر کہ از کاخی غم آندم کہ دور افغان گرفتند
 بیشہ رایان ریشہ دان چون تیشہ بران رسید پدھر اللغات نصیر لقب شان روم خاقان لقب شان
 چین رفعت بالکسر بلندی ازین دندان بحال طوع در غبت ترکش گیر یعنی اسکو ترک کرالطنی
 اور وہ گھوڑا مہر و کال ایسا ہو جسکے گرد ہم نے سر نہ ہر وہا کی آنکھ میں لگایا ہو اور اسکے نعل کی شہرت
 حلقہ گوش قیصر و خاقان کی ہوئی ہو بدست یہ غلطی ہوئی کہ ناگاہ اسکے بزم کی شمع کو آفتاب کہ
 بیٹھا نہیں غیرت سے شمع کے سر میں بوجہ عدم ہم سری کے آتش سوزان پہونچی کہ اس میں جلتی ہو
 ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ چرخ سرگردان شخی ازبخی رفعت کی اسکے گرز کے سر پر راتا تھا جب تو بیماری
 بھاری سر نشین اسکو پہونچی ہن جسے سرگردان ہو اور ظاہر کہ سر کی ضرب سے آدمی چکر میں
 پڑ جاتا ہو مجھ کو بہت آرزو تھی کہ تحت علاج مجھے ملتا اب جو دیکھتا ہوں کہ سردندان نعل پر تیرے
 دشمن کی نشست ہو تو وہ آرزو میری میرے بن دندان سے نل گئی یعنی پاکب و بالکل حتی کہ بن دندان
 میں بھی نرمی اور دشمن کی نشست ہنگام تعذیب کہ سلاطین جبار گنگار کو باقی کے پائون میں
 ڈالتے ہن اور اسکے دانتوں سے کچاوانے ہن جو کوئی اسکے حکم راست ہو تیرے کمان کی طرح گوشہ گیر ہو
 تو فوراً اسکو ترک کر دے اسلئے کہ اب اس بدکیش کے قربانی کا حکم پہونچا قربان کیا جائیگا اسلئے کہ حکم اسکا
 ایسا قار و غالب ہو جیسے ضرور قیامت کہ جب وہ شہر میں آئیگا تو کوہ کاہ ہو جائیگا اسبہ وزن سنگ
 تنکے کی طرح اڑتے پھرنگے یا تیشہ بران کہ جب تیشہ اپنا عمل کرتا ہو تو بیشہ کو ایک ریشہ کر دیتا ہو ازبک
 دندان اور مقابل اسکے سردندان کیسا خوب ہو ترکش گیر جن کیسا ایسا ہمیشہ تیشہ تصحیف ریشہ انکا ہو
 قولہ در داسلامے کہ در سرداشت شاہنشاه عصر از ولی التسلین این در و در و دران رسید آسمان
 تا خلعت عباسیان و در بر کشید شاہ مشرق را چون یک نوبت جولان رسید پدھر از خلیفہ بر توالی باد
 سلطان را خلع پہونچان کہ مہر انور بر مہر تابان رسید پدھر کا فرم کرد سر استبان ہندستان چو بندہ
 طوعی کو پاس قرآن خوان معنی دان رسید پدھر دوش کز دوش سحر گیندے شب یک ہفتاد و این

شجاع خوش بوش این پریان رسید به شادباش ای بدرگز فضل آرد بیل شاه به محنت دوران گوشت
و نوبت احسان رسید به اللغات شاه مشرق آفتاب خلعت عباسیان خلعت سیاه تو آئی پر درپوش
و شب و کشف پریان بهر حرکت اندوهناک المعنی یعنی شهنشاه وقت کے سرین جو در اسلام
تھا یعنی اسلام کا ضعف و کمزوری و دروند ہزار ہا انتخاب اس در و کار بان یہ پادشاہ جو دلی مسلمانوں
کا ہے اور غور اسلام کا خوب ملگیا اب بخوبی قوت اسلام کو ہو جائیگا کہ آسمان نے جیسے خلعت
عباسیوں کا پہنا ہے ای لباس سیاہ تب سے ایسا تیز گرد ہو گیا ہے کہ شاہ مشرق کو کہ بلی السیر جو سال
بھر میں ایک دورہ کرتا تھا مثل ماہ کے سریع السیر ہو گیا اور مہینہ میں ایک دفعہ کے جولان میں جملہ
برجوں میں مثل ماہ کے پھرتا ہے آئندہ دعا ہے یعنی جیسے یہ خلعت و فرمان آیا ہے ایسے ہی پر در خلعت
آتے رہیں جیسے مہر تابان کا پر تو ماہ میسر پر برابر پڑتا رہتا ہے جیسا کہ کہا ہے نور القم مستفاد من الشمس کا
قسم ہے یعنی میں کافر ہوں اگر جھوٹا کہوں کہستان سراہندستان میں کوئی طوطی کو یا قرآن خوان
معنی دان بدر جیسا نہیں ہوا شعر آئندہ قطعہ بند ہے یعنی رات جب گیسو شب کے دوش سحر سے ایک
طرف اور علیہ ہو گئے یعنی صبح ہوئی تو مجھ پرمان کے کان میں یہ خطاب ہو گیا کہ احمدیہ راب ہریشان کہ
کہ خدا کے فضل اور پادشاہ بدل سے محنت کے دن گئے اور اب احسان و عطیہ کی باری آئی
دوش و دوش تخمیں نام

قصیدہ در تہنیت رسیدن خلعت بنی عباس با و شاہ ہند و تعریف حسن و آئین ہندی شہر دہلی
قولہ دوش آن زمان کہ خمر و زین قباے خرمہ در میکشید خلعت عباسیان بزمہ شاہ سپاہ ہند
کہ باہست نام او بہر کرد و طشتہاے زمر و در دست زمرہ یعنی رسید خلعت و فرمان سلطنت بہ از حضرت
خلیفہ ہدار اسے بحر و بر بہ والی عصر احمد عباس امام حق بہ داراے دہر و ارشاد پیغمبر بشر و فرمان
صدور یافت کہ آئین و لغز بہ پیدا کنند لکہ نگاران پر ہنر بہ در جوت چار تہہ بآئین کہ بہ ہند بہ
نہ چرخ بود یک گس سپرد نظر بہ ہر قبیہ و عوس زرا بد و دہ پیر ہن بہ ہنگامہ دار مجلس جوران نگر
خیاط چرخ دوختہ بردامن قباش بہ از پردہاے سبز زرا بد و دہ آسترہ اللغات یہ قصیدہ

بحر مضارع بین ہر ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلان مخزن کتاب زرکین و سبا
 باعتبار اشعہ خلعت عباسیان خلعت سیاہ ہند شب سیاہ ہند کو اکب کشتنبا ہے زمر و افلاک دست
 زرک کاکب خلعت کپڑے یا کوئی چیز کہ کوئی بزرگ کسیکو پہناتے دار اسکے بحر و بادشاہ احمد عباس امیر احمد بین
 عباس آئین یعنی خیمہ و آرایش گلہ بالکسر و تشدید پر درہ تنک و پشہ خانہ زرا اندودہ استر مراد ستاروں
 سے المعنی یعنی کل جبوقت کہ آفتاب زرین قبائے خلعت عباسیوں کا پہنا تھا یعنی شام ہوئی تھی
 اور بادشاہ عنایہ ہند کا جسکا نام ماہ ہر آبہ تہ طشت زمر و سکے کہ وہ افلاک بین زرکی اشرفیوں سے
 جو کاکب بین بحر سے اسلیہ خلعت و فرمان سلطنت کا حضرت خلیفہ سے سلطان بحر و بر کو جو خلیفہ کی طرف سے بادشاہ
 ہر پونجا اور خلیفہ کون ہر والی اپنے وقت کا یعنی احمد بن عباس امام حسن بادشاہ زمان و ارشد بنغیر
 اتامی بشر کا جیسا کہ قرآن مجید میں ہر قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کہ تو امیر محمد کو کون سے
 کہ میں رسول اللہ کا ہوں مبعوث تم سبکی طرف بعد اسکے بادشاہ سے حکم صادر ہوا کہ ایسی آئین بند
 کرین جسکو دیکھنے سے ہر کسیکا دل فریفتہ ہو اور رکھ نگار چہر ہنر جو خیمہ میں نقش و نگار بناتے ہیں اپنے
 اپنے ہنر ظاہر کریں بس اس جوٹ فلک میں چار تہے او خیمے ایسی آرایش و زیبائش سے قائم کیے گئے
 جنکی عظمت و رفعت کے سامنے نہ فلک ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے ایک مگس سبزین اُن قبول کا
 کیا بیان کردن جدا جدا ایک نوع و س زرین لباس تھا اور آئین جوہرین نعمہ گرجع تھیں انکی مجلس
 کا ہنگامہ تھا خیا ط چرخ نے انکی قبا کے دامن پر سبز پردوں زرا اندودہ کا استر لگایا تھا اب ابرہہ کو
 خیال کرو وہ کیسا ہوگا قولہ بہر بساط صحن سرائش کہ جتنے ستارے طاؤس بہشت بال مرصع کشادہ پڑ
 و بر جھاش طارم نہ طاق سایہ جو بہر جو ضہاش کوثر فردوس رشک بر بہر صفہاش شعر طرازان
 شعر پوشش بہر و طاقہاش نعمہ طرازان زہرہ فرد فراش آستان و براویہ آستین بہر صدران باعمار
 و شایان بالکر بہر و گرہ و براے تماشایے خلق را بہر نظر کرد ہر فرق آئین خوشتر بہر بانی ابن عمارت
 و آئین نگار اودہ فوج القدس بام شہنشاہ نامور بہر لالعات طاؤس بہشت بال مرصع و شمش
 و بہشت بال بہشت فلک جو اسکے تحت میں ہیں مرصع باعتبار کہ کاکب نہ طاق نہ آسمان صدفہ جوہر غفر

بالکسر سخن نوزد و شہزاد شمع پارچہ ریشمین سیاہ و موطاق مخراب حصہ رسد و در و سندان نشین تمامہ کبر و ستار
 روح القدس جبریل الملقی سینے اُسکا صحن کہ ایک خبت ہو اُسکے بچھوئے کیواسے عرش نے اپنے پر کھولے
 تھے برج اُسکے ایسے عالیشان جنہیں ستف نہ فلکات کی سایہ ڈھونڈ سکتی تھی حوض ایسے جنہر کہ فرزدوس
 کا رشک کرتا تھا بھجوں کے بیٹے شاعر شعر پوش بیٹھے ہوئے محرابوں میں نغمہ طراز ہرہ جمال فرات
 اُسکی آستان در کے مسند نشین عاموں والے اور پادشاہ جو باکر تھے یعنی بیٹکا باندھے اپنی استین میں بچا
 اور گروانکے واسطے تماشا مخلوق کے ہر فرقہ نے ایک خوبی و خوشو صنعی کے ساتھ ایک آرائش کر رکھی تھی الفرض
 بانی اس عمارت کے اور آئین نگار اسکے موافق حکم شہنشاہ نامور کے روح القدس تھے کہ وہ عقل
 کل ہیں اُنکے اہتمام سے یہ عمارت اور آئین نگاری ہوئی تھی آستان آستین نوعی از تجنیس خلق دین
 را آزمائندہ ہو قولہ این جشن شادیست کہ از حضرت امام ہد آوردہ اند خلعت و فرمان معتبرہ مضمونش آنکہ
 در کف حفظ شاہ باد ہد بر روی خاک آبی و باوی و خشک و تر ہد اقلیم ترک و روم و خراسان چین
 و شام ہد مامور امیر شاہ بد و نیک و خیر و شتر ہد گر چہ سبز بیدش اینک لباس چرخ ہد ورتاج لعل بیدش
 اینک عذار خور ہد القاب شد کہ بر سر منبر بر خطیب ہد سلطان شرق و غرب شہنشاہ بحر و بر ہد
 سلطان دین محمد ثقلان جان عدل ہد ماہ زحل مکانست و شاہ مسیح فرہ خلعت بزرگ مرد و یک چشم
 داد امام ہد تاندر شرع و دل مردم کند اثر ہد ایو بر قبائے جاہ تو از روی کبریا ہد از اختران آلائی
 و از منہ ترنج زر ہد اللغات کف لغتیں پناہ آبی بادی آتش و جن خشک و تر ہد و بحر مکانست مرتبہ کبریا
 بزرگی آلائی جمع لولوا بمعنی چوتھے شعر کے معنی اگر اُسکو چتر سبزی ہو س ہو تو لباس چرخ کا موجود ہو اور اگر تلخ زر
 تو خسار خور کے حاضر تہجد کا شعر امام نے اُسکو خلعت سیاہ مردم چشم کیطرح دیا تا بنا سبت مردم کے مردم
 میں نور شرع کا اثر کہے اب کہتے ہیں ای مروج بمقتضائے تیری بزرگی و تیری جاہ کے قبا پر پوتیوں کی جگہ
 ستارے لگے ہیں اور ترنج کے موقع پر ماہ قولہ ای بر کنار گوشہ کند و رے سخات ہد خوان ہزار کا سمیہ چرخ
 حاضر ہد در بیشہ مہابت عدل تو از اہتمام ہد امین شدہ است آہو ہے مادہ زخیر نہ ہد تا در ریاض حسن
 جال بہتان بود ہد بادام عین زرگس و پستہ پُر از شکوہ بادا بلبل جل شدہ اند و دہ خضم را ہد بام و در و سرانچہ

بر مردم بصرہ رویش سیاہ بادوز بانس بربیدہ بادو بد چون خامہ ہر کہ از سر حکمش کشیدہ سر نہ تیر چرخ
 کہ تابش بود قوس نہ ہر ماہ کہ سپر شود و گدگمان تیر نہ بی بردہ بادور دل بی ہنر و شمتان نہ بیگان انتقام
 تو چون ناوک سحر نہ از اقبال آفتاب کما لے بدر باد نہ کو نقص روز گاہ نہ بیستہ در اثر نہ الا خابستہ
 کند و ربے بالفتح و ستار خوان زیر تیر چرخ فلک اول قوس خانہ وبال عطار و پز نشان و سرغ المثنی
 پہلا شعر بھی مثل شعر صدر ز صدر بند ہو اور وہ اور یہ دونوں شعر مابعد سے مربوط نہ لینے ای مروج تیرا
 و ستار خوان سخا کا تو بڑا وسیع و وسیع ہو اسکا کیا بیان مگر اسکا جو کنارہ ہو اسکے یہ نہ خوان ای نہ فلک ہر ایک اس
 ایک ماحضر ہن ای غم قلیل و حقیر سویشے عدل کی ہیبت کا جو ہمیشہ ہو اسمین آہو مادہ شیر نرسے
 نہایت ہی بخونہ و بید ہرک ہو آئندہ دعا تا بیدینے جب تک کہ باغ حسن و جمال معشوقون میں
 بادام لینے چشم کو عین نرگس کہین اور دہن کو پستہ پر از شکر تب تک دشمن کے مردم بصر کے سر پہ
 کے بام و در لعل حل شدہ سے لے پتے طیار رہے اور لعل حل شدہ اشک سرخ خونی آور ہمیشہ
 اسکا منہ سیاہ اور زبان اسکی بریدہ رہے جو شخص کہ خامہ کیطرح اسکے سر حکم سے سر کشی کرے
 اور جب تک کہ تیر چرخ کے نیچے کہ فلک اول ہو اسلئے کہ تیر فلک دوم ہو اور خانہ اسکے وبال کا قوس کہ
 اسمین تپ و تاب پاتا ہو اور جب تک کہ ماہ فلک اول پر ہو کبھی سپر ہوئے جیسے کہ بدر اور کبھی کمان جیسے
 الماں تب تک بیگان تیرے تیر انتقام کے دل بے ہنر و شمنون میں ایسے پو بردہ سرغ یافتہ ہو جیسے ناوک
 سحر کا کہ مراد تیر دغا پڑاٹھنے ہو اور اقبال آفتاب سے ایسا کمال بدر کو نصیب ہو کہ پھر زمانہ کے
 نقص سے اسکو مطلق اثر نہ پوسچے

تصبیہ در مدح سلطان ہند

قولہ بر سر اہنی ہنر خوان خور چونند قوس زر بہ خشک لبان را مبادا ماندہ جز لعل تریہ طاسک سینین ماہ
 تیرہ و بے آب شدہ بد ضعیج جو بر کف نہاد ساغر زرین خور بہ در نظر اختران سایہ نمود آفتاب نہ راست جوہر
 بفرانت چہر نہ مجرور بہ ماہ دو ہیئتہ است جام بیخ طالش غلام بہ با شفق اور ابدام سوے خبر گاندہ
 خون خردوس آریش پیش کہ از طلق زراغ بہ بیضہ زرین کشہ طوطی طاوس پر نہ بلبلہ مرغیست کش دوز سیر

منقار خون اور سے چکد و مید ہزار زن تر بر اثر پختگی زرد و شکم دارد و مقلوب بیم و خیز و روا شش
 بر سوسے اب ای سہمہ مذیہ تصبیہ بحر بیضا میں ہر منفعلن فاعلن مفتعلن فاعلن اللغات
 سہمہ بخوان فلک قرص زر جرم آفتاب خشک لب عشاق تل ترا شک سرخ طاسک ہندی کٹوری
 سایہ نمود یعنی آفتاب مثل سایہ معدوم شد ماہ و دو ہفتہ بدر چرخ ہلال پنج انگشت شفق
 شراب سرخ شریا دندان خون خروس شراب ناز شب بقیہ زرین آفتاب طوطی طاؤس
 پر آسمان بلبلہ صراحی آرزو قطرہ اشراق دم و پاکشتی زر پیالہ مقلوب بیم بے سہمہ محبوب المعضنی یعنی فصیح
 کوجب اُس بخون سبز آسمان پر آفتاب ٹکیا زر کی جو بتغایر فرضی جرم آفتاب ہو نکھتا ہو تو عاشقوں کا
 ماندہ بجز نعل تر کے جو اشک خونین ہیں کچھ نہیں ہوتا طاسک سین ماہ کی تیرہ اور سیاب ہو جاتی ہو
 اور بے نور جو وقت کہ صبح ساغر زرین آفتاب کا ہند میں لیتی ہو آفتاب میں کیسا روشن ایہام ہو کہ
 بمعنی شراب کے بھی ہو اب آئندہ شام کا بیان ہو کہ چتر شاہ کا سیدھا ہوا اور اسنے سر بلند کیا تو ستاروں
 کی نظر میں آفتاب سایہ ہو گیا یعنی سیاہ یہ چتر ایسا روشن نورانی تھا اور سایہ درگوا یا شام و شب
 چتر شاہ کا سایہ تھا جو کہ شب میکشی کا وقت ہو لہذا کہتے ہیں جام پاؤ شاہ کا دو ہفتہ ہو اور پانچ ہلال
 اُسکے غلام کہ وہ پنج انگشت ہیں جسے جام پکڑتے ہیں کہ خمیدہ بصورت ہلال کے ہو جاتی ہیں اور ہلال
 نام غلام کا تھا بھی اور اس پر کی شفق کو جو شراب ہو ہمیشہ طرف شریا کے گذر ہو اسی طرف دندان کے
 دام میں بھی ایہام ہو کہ بمعنی شراب کے ہو اور خون خروس جو شراب ہو سامنے لا اور خون خروس
 اس سبب سے کہ اکثر صراحی بصورت خروس و بط و طاؤس کے ہوتی ہو قبل اسی سے کہ خلق ناز شب
 سے یہ طوطی طاؤس پر بقیہ زرین نکالے یعنی طلوع آفتاب سے پہلے شب میں بلبلہ گویا ایک مرغ ہو کہ اُسکی
 منقار یعنی ٹوٹ سے خون ٹپکتا ہو اور آرزو تر جو قطرات شراب ہیں اپنے پائوں پر ڈالتا ہو اکثر
 شراب اور ڈیلنے کے وقت اُسکے نیچے کو بھی بھجاستے ہیں کشتی زر پیالہ جو اپنے شکم میں بیم مقلوب یعنی
 جو رکھتی ہو پس ای محبوب اٹھ اور جلدی اسکو لب کی طرف روانہ کر یعنی پی لب کے لفظ میں بظہر
 بعضی کتاب کے ایہام ہو قولہ اور شب آشفته را بستہ بگر و سحر و پستہ منعل ترارستہ نبات از شکر و زوے بر دیم

بہ آئینہ سان و اکسیر بد آن طبع لعل را از ترطشت زرد و سفرہ زرین کیے کا آئینہ نقہہ است دودھ و رنگ
ہر کا سہ یک شبہ و صید گہر بد آن گہر آرامش شورش آرام دل بد و آن شبہ آسائش صحن نسیم ای
بصر بد مردم چشم منی سبب سبب بچہ اشک بد و در ز چشم مشو آب زردیم مبر بد زلف چو زنجیر تو کردہ
چو خشم شرم بد آئینہ دوش زور و قفل صفت و در بد و اللغات شب آشفٹہ زلف تھر رخ پستہ گل دہن
نبات سبزہ فلک ز لب طبع لعل زوے سرخ معشوق طشت زرد وے عاشق سفرہ زرین زوے زرد
کا سہ نقہہ دو چشم از کثرت گریہ سفید شدہ شبہ مردک گہر اشک شورش پریشانی آئینہ دوش حیران و
ملاقا المعنی یعنی ای معشوق تو کہ شب آشفٹہ سیاہ کو گرد و سحر کے ڈالے ہوے ہی یعنی زلف کو گرد و
کے اور تیرے دہن لعل ترکے نبات ای سبزہ شکر یعنی لب سے جا ہی نبات میں بجاظ شکر ایہام ہو کہ
بمعنی مصری کے بھی ہو تیرے منہ پر بچہ رکھ اور فرط محبت سے بیش آ اور آئینہ کی طرح اس طبع لعل
کو جو تیرا رخ ہو سرخ رنگ میرے طشت زرد سے جو میرا روے زرد ہو اٹھائے مت آئینہ سان سے
یہ مراد کہ آئینہ میں دو وزن صورتیں یعنی عکس و اصلی مقابل ہوتی ہیں بس شعر ابجد جواب ندا کا
ہو میرا یہ حال کہ چہرہ میرا ایک دستار خوان زرین زرد ہو اُس پر دو کا سہ سفید ہیں یعنی آنکھیں جو شدت
گریہ سے سفید ہو رہی ہیں اور ہر کا سہ کی تین ایک شبہ ہی ای مردک اور اس مردک میں صدا
گہر میں ای اشک بس نہ گہر آرام و چین ہیں واسطے شورش آرام دل کے یعنی جب دل میں شور
و پریشانی پڑتی ہو تو رونے اور اشک بہانے سے چین پڑ جاتا ہو اور وہ شبہ آسائش صحن سرے بھر کا ہو
اگر محبوب تو تو میری آنکھوں کی پتلی ہو لہذا بے سبب اشک کی طرح میری آنکھ سے دور مت ہو
اور میرے رو کی آب مت کھوئے دے تیری زلف چو زنجیر نے میرا وہ حال کیا ہو جو حال کہ دشمن شاہ کا
ہو یعنی آئینہ کے مثل زور و ای حیران ہر ایک کا منہ کھنے والا اور ہر دروازہ کا قفل یعنی در بدر
خواہستہ پھرنے والا قولہ سوزن عینلی کبشو تجیہ بر دیم نہ بد پیر ہن غم مدوز پردہ شادی بد بد و نہ زنجیر
و جفات پیش شہنشاہ عصر بد ایم و بد سم زمین بازار سا غم خبر بد مہدی ہو و اقتدا شاہ سلیمان طغر بد
احمد یوسف لقاحید راوریس فرہ ای شہ حبشید بخت وے مہ خورشید بخت بد وے بت ناہم

رخت بزم ترا جلوه گرید و خیر و شر ثبات را سے ترا منتظر بد خشک و تر کائنات خوان ترا حاضر و
 غائب تو ماه را پاسے نهد بر چنین و خبر تو کوہ را زخم زند بر جگر و چند دل خاسران تیغ تو از دست
 چون همه عمرش بود در دل دشمن گذرید و دشمن اگر بچو مار سر نہ زند بر خطبت و کز دم مرگش زند بر برگ
 جان نیست و اللغات بخیر برو نهادن پرده داری کرنا ہو و نام پیغمبر علیہ السلام تا ہیذ زہرہ ثبات
 ستارہ ثوابت جو بذات خود متحرک نہیں ماحضر جو کچھ موجود ہو و اقلیل و حقیر سے ماہ کا غذا المعنی لینے
 او بیزم سوزن عیسیٰ بن اور میری پرده داری کر بیزم غم گامت سی پرده شادی گامت پنا
 بیزم جن کے لیے پرده کیسا خوب ہو نہیں تو تیرے جو رجفا سے پاس شہنشاہ عصر کے جاؤ لگا اور بعد
 زمین بوس کے خبر تیرے جو رجفا کی اسکو پوچھاؤ لگا اور وہ پادشاہ مہدی ہو و اقتدا ہو کہ ہو و بھی اس کے
 مقتدی بنیں اور سلیمان ظفر ہو سو کون احمد یوسف لقا اور حیدر اور لیس فراس شعر میں صنعت
 تر صبیح ہو اور امی مہدوح تو پادشاہ جمشید بخت ہو اور وہ ماہ جسکا تخت خورشید نہ یہ ماہ جو خود تخت خورشید
 کا ہو با اختیار استفادہ نور کے خورشید سے اور وہ معشوق جو نا ہیذ رخت ہین تیری بزم میں جلوه گر
 اتین بھی صنعت تر صبیح ہو اور تودہ پادشاہ ہو کہ جملہ ثوابت جو متحرک نہیں ہین یہی باعث ہو کہ تیری
 را سے کے منتظر ہین کہ موافق اس کے حرکت کریں اور جو کچھ خشک و تر کائنات کا ہو تیرے خوان کا حاضر
 یعنی سب تیرے خوان پر موجود خامہ تیرا ماہ کی پیشانی پر قدم رکھتا ہو کہ وہ کاغذ ہو اور خنجر تیرا وہ کہ
 کوہ کے جگر کو بھاڑا خشک کرتا ہو ہین حیران ہوں تیغ تیری کمانک نہ دل دشمنان کا راضی و خوش
 کرے گی تمام عمر تو دل دشمن ہی میں گذر کرے گذر گئی دشمن اگر مار کی طرح سر تیرے خط فرمان پر نہ لکھے
 اور نافرمانی کرے فیرا کز دم مرگ کا اس کے رگ جان پر پیش مارے پہلے شعر میں مشو و جنتہ بصبح ہی
 لکھا ہو اور عجیب یہ کہ محشی حاشیہ میں لکھتے ہین کہ پرده داری بکن بخیر برویم کے معنی میں میں سے
 بصبح امر بنا لیا کہ معنی میں تخلت ہوتا تھا اور بتے نہیں تھے قولہ در زمین عدل تو زید کہ زد و
 را و نیست بجز مبتدا ایچ کسی را خبر و خامہ دوست تو رخت ابر ز آب حیات و برگ بفسقہ و پیچ
 گردند از قمر و برزبر برت خشک برت دے ابر پاش و در شکن دام مشک مرغ ولی دست پر

ایک الف انجی لون تا نردو عوسے میم پسر خنقلش نابورند جملہ حروف و گریہ مار زار اند و ذہین و روش
 مشک ترید مورچہ بین حمد ہزار در پے او بر قمر زرد و قبا زنگی آبکش رومیان بد تا بکشہ ہر کسے مسلسل
 عارض کمرہ وقت و دیدن کشد خال سبہ بر چین بد گاد غنودن نہاد آئینہ وزریر سغرا لغات بنفشہ
 بضم و نیز بکسر نام ایک کل کا مراد خط سے قمر کا غزب و خشک کا غزب برق قلم ابر بادہ دام سطور دست
 پرینے دست اسکے پرین الف قلم پنج لون پنج انگشت میم و دست بار زار اند و قلم مورچہ جرو و قمر
 کا غزب آبکش مطیع کمری و بر کمر خال سبہ قطرہ مدا و آئینہ کا غذا المعنی یعنی اسکے زمان عدل بین زرد و ضرب
 بالکل مسدود ہو کوئی اسکا نام نہیں لیتا اور یہ جو ضرب زریعہ و زاہر یعنی زرد و زہر و زہر و زہر ایسی بات ہے
 کہ اس سے سوا سے مبتدا کے اور کسیکو کچھ خبر نہیں فقط ایک ترکیب فاعل مفعول سمجھانے کو ہے کسی
 نے کسیکو مارا نہیں ہو آگے اشعار صفت کا غزب و قلم و تحریر مدوح ہیں ہیں کہتے ہیں کہ قلم نے تیرے ہاتھ
 سے ابر آبجیات کا بہا یا یعنی وہ ابر جس سے آبجیات برسے کہ برگ بنفشہ کے رخسار قمر پر پیدا ہوئے
 یعنی حروف کا غزب حاصل یہ کہ تحریر تیری روانی و خوبی میں یہ پانی کیا آبجیات کی اصل ہے اور
 جو کچھ کا غزب لکھتا وہ ایسا خوشنما جیسے رخسار ماہ پر بنفشہ بھر کتے ہیں کہ کاغذ ایک برق خشک ہے
 اور اس پر قلم برق کی طرح کمال تیزی و تندی سے روان لیکن ابر باض ہوں کہ وہ حروف ہیں اور شگن
 دام مشک میں جو سطرین ہیں وہ قلم ایک مرغ ہے کہ پر اسکے مدوح کا ہاتھ ہے اس میں صفت تیز روانی
 قلم کی ہے پھر وہی مضمون ہے ایک الف جو قلم ہے جب تک پانچ لون پنج انگشت سے طرف میم مدا
 کے بجائے سارے حروف اسکے خطا پر سر نہ کھیں اور مطیع ہوں یعنی اگر کارخانہ تحریر کا نہ ہو تو کوئی
 کیسکی اطاعت نہ کرے اب دوسرے پر یہ ہیں وہی بات ہے کہ دیکھ تو قلم کو کیسے نابور اند و وہ ہے باعتبار
 افشانی ہونیکے اوڑا سن مار کے منہ میں مشک خبر ہے اور لاکھوں مورچے کہ وہ حروف ہیں اسکے
 پیچھے قمری کا غزب اور یہ قلم ایک زنگی زرد و قبا ہے غلام و آبکش رومیوں کا کہ انگلیان سفید ہیں
 تو پھر کی طرح ہر کوئی اسکی کمر بٹ کے کھینچے جیسے کہ قلم کی کمر بٹ سے ہیں جسوقت کہ وہ دھڑکی ہو خال
 سیاہ اسکی پیتانی پر ہوتا ہے خال سیاہ مدا اور جب سوئی ہے آئینہ سر تلے رکھتی ہے جو کاغذ پر قولہ

باہی زرد در دہن عنبر ترک دو خواست بند تا بسوسہ مہ بر و تخمہ گرفتہ بسیر بہ ہلال فلک نیست مگر تاشق
 رفتن آن ماہ نو بہست ز شب تا سحر نہ رفت یک تا خفتن از جیشہ تا بچین نہ داد لکا فور خشک طبلہ از
 مشک تر نہ حاسد شہ بیند است لاغر و زرد و سیاہ نہ دست زدہ شیفۃ سر زدہ مختصر نہ تاکہ
 ہر نگام بسیر شیر کند این نہاد نہ کا ہوئے مادہ گرخت در دہن شیر نہ شام در ایوان تو زنگی سین کمان
 هیچ بسید ان تو رومی زرین سیر نہ اللغات مای زرین قلم عنبر نہاد و مہ کا غذا ماہ نو قلم شب مداو سحر
 کا غذا جیشہ دوات چین کا غذا فور خشک کا غذا مشک تر نہاد و مہادہ آفتاب شیر نہ برج اسد سیر کمان
 ماہ نو زرین سیر آفتاب المعنی پھر وہی مضمون قلم کا ہو کہ قلم ایک ماہی زر سی ہر جو عنبر تر منہ بین
 لیا ہر اور چاہا کہ ماہ کی طرٹ یہ تخمہ اپنے سر پر رکھنے لیا و ن مناسب عنبر و ماہی سے یہ کہ عنبر بھی گاؤ
 دریائی کا فصلاہ ہر ماہی بھی دریائی ماہ ماہی تجنیس زائد اور سر پہ ہونا عنبر تر کا باعتبار مداو بر سر
 قلم پھر کہتے ہیں ہلال فلک کی سیر تو شفق تک ہر پھر نہیں رہتا اور اس ہلال کی سیر ہر شب سے
 صبح تک جو مداو کا غذا ہر ایک تاخت اسنے کی اور جیشہ سے چین تک پہنچی ایسی تیز رواو جیشہ
 دوات چین کا غذا اور کا فور خشک کا غذا کوڈ بہ مشک ترکا دیا یعنی سیاہی کا گویا یہ قلم مثل حاسد
 شاہ کے ہر دو وزن ایک صفت کے یعنی ہینا اسی مفلس اور لاغر و زرد و سیاہ دست زدہ اور شیفۃ
 اور سر زدہ اور مختصر مفلس اس سبب سے کہ بصورت ایک دست خالی کے ہر لاغر ظاہر زرد و سیاہ
 باعتبار رنگ اور شیفۃ کہ کبھی دوات میں کبھی کا غذا پرا تیدہ دعا تا بید جب تک کہ وقت گردش
 کے شیر اسی برج اسد بہ ندا کرے کہ آہو مادہ دہن شیر نہ میں بھاگ گئی یعنی آفتاب برج اسد نہ
 سیا آہوے مادہ بر عایت شیر اور الجاظ اس کے کہ آفتاب پر اطلاق تانیث کا ہر تب تک شام تو
 نہ ایوان میں ایک زنگی سین کمان ہو کہ وہ ہلال ہر براے حفاظت و پاس اور
 مع ترصہ میدان میں رومی زرین سیر بنے وہ آسکا محافظ و پاس دار رہے
 غرض رات دن کی محافظت کیواسے سیاہی و پاس دار ہوتے ہیں سورات دن نیزے خود
 محافظ و پاس بان بنین

در تعریف جشن شاہ ہند و منح ابو الریح سلیمان عباسی و ثنائے محمد شاہ غفلت
 قولہ بعید نیست کہ این جشن جنت المادست مد صفت ملائکہ ایک ستادہ از چپ و راست ہ
 ہزار اختر خورشید تاج و در سجدہ ہ ہزار صندوق جمشید تخت بر یکپاست ہ صفیکہ چون مزہ و پیش
 حاجان بینی ہ ہزار کوکبہ ہر کوکبہ ہزار لواست ہ فضائے عرصہ دیگر ستون باد گش ہ محیط از بعض
 ہفت قلعہ بالا است ہ سیخ پر در او پردہ نگار بینی ہ کہ راہ بستہ مدام از بی محالست راست ہ
 درون پردہ ہر گوشہ کہ جنگ زنی ہ ہزار مطرب گویا و عنایب نواست ہ زریں کوه رودان چین
 از بونق نقوش صور ہ قیامت کزین ہر دو در جهان برخاست ہ اگر نہ خلد بر نیست این ہزار
 ستون ہ چرا فضائے درش عرض گاہ روز جزا است ہ یہ قصیدہ بحر محبت میں ہر ارکان اسکی
 مفاعیلن فعلن مفاعیلن فعلن اللغات مادی جائے باز گشت حاجان ابرو دان
 کوکبہ فوج ہزار لوا کہ ہکی دس لاکھ نیزہ ہوتے ہیں فضا کشادگی عرصہ میدان عرصہ دیگر افلاک بعض
 بفتح تین شہر بناہ قلعہ بالا افلاک گوشہ معروف مناسبت سرود بون کرنا ہزار ستون نام بارگاہ ہنگام
 جائے ظہور المعنی یعنی یہ جشن جو شاہ ہند نے کیا ہوا اگر اسکو جنت المادے کہوں تو کچھ بعید نہیں ہر
 ویکہ لوصف ملائکہ کی اس جشن میں چپ و راست سے کھڑی ہوئی ہر سالفہ یہ ہر کہ سداے انسانوں
 کے ملائکہ بھی اسکو دیکھنے آئے ہیں اور ظاہر کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے کراگا کا بتیں ہر وقت ہر حال
 میں موجود رہتے بھی ہیں بعید میں لفظ عید بر عایت لفظ جشن کیسا مناسب ہر ہزاروں ستارے
 جگہ تاج خورشید جیسے ہیں سجدہ میں پڑے ہیں کمال بندگی و طاعت سے اور ہزاروں صفدر
 جو تخت جمشید کے ٹٹکے ہیں ایک پائون سے کھڑے ہیں اختران کو بنظر کم دبتے کے ٹٹکے کہا ہر مقابل
 مدوح کے آوردہ صفہین جو مثل صف درگان کے حاجون کے سامنے صف باندھے کھڑے ہیں
 ہزار کوکبے ہیں اور ہر کوکبہ میں ہزار ہزار چھند بے جسکی دس لاکھ فوج ہوئی حاجب کے لفظ میں
 ایہام ہر کہ در بالین دہرودونون معنی ہیں ہر پیر مناسب معنی ابرو ایسی ہی لفظ بینی یہ وسعت و
 گستردگی دوسرے میدان کی ہر زمین کی جبین یہ کوکبے صف بستہ اور ستون اسکی بارگاہ کے

کھڑے ہیں جو محیط ہر نور بعض قلعہ بالا یعنی ہفت آسمان کی ہے مطلب یہ کہ فضا وہ ہے جو ہر نور بعض
 و ہفت قلعہ آسمان کو گھیر رہے ہو ہے یہ سمجھو جو پیش نظر یہ تو اس بارگاہ عالی کے دروازہ کا
 ایک پردہ منقش ہے کہ آمد رفت مخالفت کی ہمیشہ راہ بند کیے ہوئے ہے اس شعر میں درو پردہ اور
 بستہ نگار اور راہ و مخالفت و راست سب مراعات پاگ کے ہیں اب اس پردہ کے جس گوشہ میں
 تو ہاتھ ڈالیں گے ہزاروں گویے گانے والے حذلیب نوا ہی بانی گانے شعر میں بھی پردہ گوشہ پیناک مطلب
 اور گویے کہ گفتن یعنی گانے کے بھی ہر گویہ کو بھی کہتے ہیں جیسے خوال اور تو ہر غایت راگ ایراد کیے
 ہیں بیل جو بیل بھر رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوہ بل رہے ہیں اور کرنا جو چیتے ہیں گویا صوبہ را
 ہو کہ اندوٹوں سے جہان میں ایک قیامت برپا ہو اور قیامت کے دن پہاڑ روئی کے سے گالے
 اڑتے پھر شے بھی اب کہتے ہیں اگر وہ بارگاہ ہزار ستون خلد نہیں ہے تو کس واسطے اس کے دروازہ
 پر ہجوم مرموم کا ایسا ہو رہا ہے جیسے قیامت کے دن درجست پر ہو گا قولہ بے چان حرم آباد آنجنان
 شاہست ہ کہ او متابع ام خلیفہ دنیا است ہ ابو الریح سلیمان خلیفہ برحق ہ کہ آستان و رشت آستان
 عرو علامت ہ امام امت احمد کہ خسرو ہندش ہ بجان غلام و بن چاکر و بدل مولیٰ ست ہ ابو الجاہل
 غازی محمد تعلق ہ کہ ہندو درو اور بادشاہ چین و خاست ہ امیر باروی ست آصف سلیمان دل ہندیم
 خاص و ست استاد بعلی سینا ست ہ نہ ہی سکندر کشور کشاے عالمگیر ہ کہ ثعل مر کب او بہ زافسر
 و راست ہ در طول و عرض جناب تو یک سر انگشت ست ہ مسافت کہ خرد و ایمان ارض و ہاست
 اللغات امیر بار یعنی میر تو زک سر انگشت ای اندک المعنی بتائید صدر کہتے ہیں کیوں نہ ہجوم
 یہ بارگاہ ہے بھی تو ایسے بادشاہ کی کہ وہ تابع حکم خلیفہ دنیا کا ہے اور وہ خلیفہ کون ہے ابو الریح سلیمان
 خلیفہ برحق جس کے دروازہ کا آستانہ عرو غلا کا آسمان ہے اور امام است احمد کہ بادشاہ ہند اسکا
 جان سے غلام اور بن چاکر اور بدل مولیٰ ہے اور وہ بادشاہ ابو الجاہل غازی محمد بن تعلق جس کے
 در کے غلام و با سببان بادشاہ چین و خاست کے ہیں اور میر تو زک اور آصف سلیمان دل ہندیم
 مصاحب اسکا کیسا کہ استاد بعلی سینا جیسے حکیم کا اور خود بھی سکندر کشور کشا اور عالمگیر ہے

جسکے گھوڑ لکا لغل دار اسکے تاج سر سے بستر ہو اسی مجموع تیرے آستانہ کا ایسا طول و عرض ہے کہ یہ مسافت جو درمیان زمین و آسمان کے ہے اس طول و عرض کے سامنے ایک سرانگشت ہے قولہ سپاہ عدل تو نصف کشیدہ گرد جهان ہے زہر آنکہ عدد درمیان ناپید است ہد کشا وہ پنجہ برین باز شیر بر خست پکشتہ تیغ و کر بستہ کوہ و زخم راست ہد زبان تیغ تو جز خلق خصم تر نکند ہد از آنکہ قطر و آئینہ میاں دو یاست ہد قلم کہ در رو قبا ہنہد و یست در کف تو ہد اگر چہ ایکش رومیان ماہ قناست ہد ہزار بار سیہ کردہ چہرہ منہ را ہد ہنوز در سر او امتلا سے این سودا است ہد نگینہ وار شمشیر ہد بچار بالاش زرد چہلقہ برد تو ہر کرا کہ پشت و تاست ہد کشا وہ گویم عیدست خلق را آن دم ہد کہ بستہ گردن خصمت برائے قربان راست ہد ہمیشہ تاکہ ز تا شیر مجر زین ہد بہار غالیہ دان نسیم باد صباست گل سعادت از خار نفس باد بعید ہد کہ سرو ذات تو بستان ملک را آمد است ہد الما غاست کشا وں زبان پراہل زبان کی بکاف فارسی ہی شیر بچ اسد کر بستہ مستعد دریا کف خود شاہ ہند غلام رومیان انگشتان ماہ قنابا اعتبار ناخن منہ کا غذا امتلا پری سودا سیاہی کشا وہ گویم اے ظاہر گویم راست میں را زائدہ ہی مجر زین آفتاب غالیہ بوسے خوش المعنی تیرے سپاہ عدل نے جیسے گرد جهان کے صفت کھینچی ہے اور گھیرا ہے اس واسطے کہ یہ نہیں معلوم کہ انہیں دشمن کون ہے اسلئے سبکو گھیرا ہے تا اسے نکل کے جانے نہ پائے اب شعر ابعد کا اس سے مربوط ہی یعنی آبادی میں تو عدل گھیرے ہوئے ہے اور آسمان پر شیر پنجہ کھوئے منہ پھیلانے اور جنگل میں بھارتیغ کشیدہ اور کر بستہ ہی تیغ و کر کوہ کے واسطے از بس مناسب اسلئے کہ تیغ کوہ بھاڑ کی چوٹی اور کر کوہ بھاڑی کو کہتے ہیں تھری تیغ کی زبان سوائے خلق خشک دشمن کے اور کو تر نہیں کرتی اس واسطے کہ وہ ہر کف میں کہ مثل ہر یا کف فیض بخش ہے مثال ایک قطرہ کے ہے اسی شفاف ہے آمیزش گرد و بخیر ہر بس یہ قطرہ مخصوص ہن دشمن ہی نہ بغیر دشمن پھر قلم کی صفت ہے کہ اگر چہ زرقا ہر لیکن ایک ہندو ہی تیرے ہاتھ میں اے غلام اگرچہ منطیع و پانی بھرتی وانی رومیوں کی ہے کہ وہ انگلیان ہن ماہ در قنابا اعتبار ناخن اس قلم نے ہزاروں دفعہ چہرہ ماہ کوہ کا غذا ہے سیاہ کیا جیسے کہ سیاہی چہرہ ماہ پر ظاہر ہے

اور ابھی تک اسکے شکم میں امتلا اس سودا کا ہو یعنی سیاہی یا سودا مراد خیال سے اب دوسرا
مضمون ہے یعنی جو شخص کہ تیرے دروازہ پر طاعت و بندگی میں حلقہ کی طرح دوہرا ہو رہا ہے
اور پشت خنوع و خشوع سے جھکائے ہوئے ہو اسکی نگینہ کے مثل چار بالمش زر پر چکے ہو چار بالمش
وہ سند کہ حسین چاروں طرف تکبہ ہوں کہ یہی حال انگشتی کا ہو کہ چار پہلو ہوتے ہیں مطلب
یہ ہو کہ فارغ البال سند زرین زر پر تکیے لگائے بیٹھا ہو آب مصنف کہنے ہیں لوہین کھلنے کے
وینا ہوں کہ مخلوق کو اس وقت بڑی عید ہو جاتی ہے کہ جسوقت تیرے دشمن کو گردن بستہ
قربان کے لیے دیکھتے ہیں قربان یعنی قربانی کے بھی آیا ہو اور راز آئندہ ہو آئندہ قطعہ دعا تائید کا کہ
یعنی جب تک کہ تاثیر محمد زین آفتاب سے بہار غالیہ دان نسیم صبا کی ہو یعنی نسیم و صبا اس غالیہ دان
ہمارے ہر کسی کو خوب ہو چائین گل تیری سعادت کا خار غس سے دور رہے یعنی تجھ کو سعادت ہی سعادت
رہے جو ست تیرے پاس نہ آنے پائے اس سبب سے کہ تیری ذات ایک سرور ہی جسے بستان
ملک کو آراستہ کیا ہے

قصیدہ دریاچ سلطان

قولہ دوش چو شاہ حبش آئندہ در وہان گرفت ہو مطربہ بیچ شوے رامہ سہ خواہران گرفت ہو باز
سفید شد نہان زارغ سیاہ از طرب ہو پیرزہ بیضہاے زر جہ در آشیان گرفت ہو ترک نہج
پیش نہ ترک کلاہ زر و گرفت ہو قطب چو زاطلس سیاہ خرقہ طیلان گرفت ہو قرص شکستہ می بند
بر سر سفرہ شہتر ہو دور فلک کہ طشت زرا بر سر سقچوان گرفت ہو کرو سیاہ ترک را لشکر ہند منہزم ہو
منہ چو خدا ایگان ازان ملک ہمہ جہان گرفت ہو خیر کہ باز باز زر بر سر حیر نیلگون ہو کشت بدید باز
مرغ از غم دل فغان گرفت ہو داشت در آستین نہان پارہ زر و آسمان ہو صبح دریدہ جیب ازان
دامن آسمان گرفت ہو یہ قصیدہ بحر جزمین ہو ارکان اسکے مفتلسن مفاعلن مفتعلن مفاعلن
البحاات شاہ حبش شب آئندہ آفتاب در وہان گرفت یعنی منہ میں رکھ لیا مطربہ زہرہ بیچ شو
مراد بیچ ستاروں سے سوائے آفتاب کہ اس پر کلام عرب میں اطلاق تائید کا ہو باقی بیچ یہ ہیں

سوسے جناب شدہ شد و روئے پرستان گرفت بد پادشہ جم اعتلا احمد موسوی القادری کہ پاسے چتا اور بر سر مہ مکان گرفت

مطلب ثانی

خیز کہ برہ در دہن لالہ زلفشان گرفت بد لالہ زلفانہ در چہن لولوی بیکران گرفت بد بسکہ سحاب بر کوسہ
بر سر کوه منج زو بد کشتی لعل پارہ را بر سر بادبان گرفت بد غنچہ چو دید ز آئینہ ہر مہ کم و سفیدہ جیش بد
حقہ عازہ در سر پنچہ و سہ سان گرفت بد گیسوے شب برابر قامت ترکہ روز شد بد مہچہ زر سرخ را
خود شرف ابن زمان گرفت بد قد بفسہ چون سر زلف بتان شکستہ شد بد سر و پیادہ جامہ و زینل
ز رنج آن گرفت بد سر و روان مانگر بلب جوے دلبری بد در خم منبل دو تو گوئے ارغوان گرفت بد
اللغات تاج ز آفتاب خازن فلک کو باعتبار ستارون کے کہا کہ خزانچی انکا بد براستان گرفت
ام براستان زہاد مکان جاسے برہ برج حل لالہ زلفشان آفتاب کشتی لعل لالہ با و بان پر وہ کشتی
کناہ شاخ سے آئینہ آفتاب سر مہ شب سفیدہ روز حقہ غنچہ غارہ گلگونہ کہ غور تین منہ پر پستی ہین پنجہ
و سہ سان شاخ سہر چہ ایک کٹوری کہ سر علم پر نصب کرتے ہین سر و پیادہ ایک قسم سر و سر و روان
مستوق منبل دو تو زلف ارغوان نام گل سرخ رنگ المصنی اوپر کے اشعار سے صبح کا ہونا ظاہر ہین
جب صبح نے خزانچی فلک سے تاج زر حاصل کیا تو سیدھی پادشاہ کیطرت جل وی اور منہ آستانہ پر
رکھ دیا اور وہ پادشاہ جم اعتلا ہو گئے ہین جمشید کی صورت نہایت پر فروغ و تابان تھی اسکی واسطے
اُسکو جمشید کہتے ہین کہ جم اور شید دونوں بعضی آفتاب کے ہین گویا دو آفتاب کی چاک و مک اس
ایک کی صورت میں تھی اور نیز جم حضرت سلیمان و سکندر کو بھی کہتے ہین بس سلیمان و سکندر سا
علو والا ایسے ہی موسوی تھا کہ حضرت موسیٰ کی صورت بھی از بس روشن تھی نقاب بڑی رہتی
تھی اقل ہو کہ انکی بی بی نے جب نہایت اصرار نقاب اٹھانے میں کیا حضرت موسیٰ نے کہا کہ نکھیر
نہواری بل بصر ہو جائیگی انھوں نے کہا کہ میں ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے دیکھوں گی القصبہ
نقاب اٹھایا جس آنکھ سے دیکھا تھا مارے فروغ کے بے بصر ہو گئی گریہ انکی صورت پر ایسی ہیصرو
فریفتہ ہو گئیں کہ کہاں مشوق دوبارہ نقاب اٹھو اگر دوسری آنکھ سے بھی دیکھا وہ بھی بے نور ہو گئی

حق تعالیٰ نے بنظر انکی صبر و تقویٰ کے پھر ایسی انکھیں عطا کیں جو تحمل انکے نور چہرہ کی بھینٹ شاعر نے انکی سیوا سے
 موسوی لقا کہا ہے اور ایسا پادشاہ عالی رتبہ جسکے پاس چہرے ماہ کے سر پہ جگہ کپڑی ہے اکثر حیرت
 دہاکی تصویر بنا دیتے ہیں برعایت قفا دل اُسکے سایہ کے اور ماہ مدوح جسکے سر پہ چہرہ آئینہ
 دوسرا مطلع ہے کہ اُنٹھ بہا بر آئی اور آفتاب ہرج حل میں گیا اور لالہ لینے آفتاب نے زوالوں سے
 چمن میں لولو سے بیکران بھر دیئے چنانچہ اسوقت میں تاثیر آفتاب سے منہ بھی اکثر پرستا ہے اور وہاں
 بھی پڑنے ہیں اور اسی مینہ کی بارش سے موتی بھی پیدا ہوتا ہے آدھ لیسکے ابر بھر دے سہ کوہ پر
 موج زلف کی اس سبب سے سر کوہ نے کشتی اصل پارہ لینے لالہ کی سرادبان پر لگائی مطلب یہ کہ سر کوہ پر لالہ
 جگہ لگا کشتی نہیں ملے اسکا اور شاخ بادبان آبر برد بحر قیر اتفاقی ہے بنظر اسکے کبھی خشکی پر برستا ہے
 کبھی ہری یکبھی علی العموم اسوقت میں غم نے جو دیکھا کہ سبب آئینہ لینے گوش آفتاب کے سر پر خوشیاں
 ہو کم ہے اور سفیدہ جو روز ہر زیادہ کسوا سنے کہ انھیں دنوں سے رات کھٹتی ہے دن بڑھتا ہے
 اسواسطے گلگونہ کا ڈبہ اپنے پنجہ و سمہ سان لینے سہر میں لیلیا تا کی پیشی کا لحاظ کرے پنجہ و سمہ سان
 وہ پتیاں سہر جو غم پر ہوتی ہیں اور اندر اُسکے پنکھڑیاں پھر جب گیسو شب کے برابر قدر تک
 روز لینے آفتاب کے ہو گئے جو مراد بات دن برابر ہو جانے سے ہے تو محیر ز کہ آفتاب ہے اسوقت
 میں خود مشرف اُسکو ہو جاتا ہے اور قہ نفشہ کا بانند سر زلف معشوق کے مشکستہ ہو جاتا ہے اس
 رنج سے سر و پیادہ نے کہ ایک قسم سر و خورو سے ہو جا میں ڈالا اور ماتم دار نفشہ کا ہوا نفشہ
 کا مشکستہ ہو ناظر چنا کے اسکا بچتا ہے میں پڑ جانا لیکن ایسے وقت میں ہمارے سر و روان لینے
 معشوق کو دیکھ کیسا کنارہ جوئے دلبری کے کھڑا ہے سنبل و وہ لینے زلف کے خم میں گوہر ہر رنگ
 ارغوان پکڑے ہوئے ہے مطلب یہ کہ رخسار سرخ سرخ کیسے زلف سیاہ کے نیچے دھک رہے ہیں
 مثل نفشہ کے قہر مشکستہ اس شعر میں بجائے گوہر کے گوشہ متن میں غلط لکھا ہے قولہ مجرب باغ و بوستان
 این سر زلف آن پرست ہو لاجرم از برابرے آن نکنت بوستان گرفت ہو گل چو کشتا و طشت زر صبح
 کشید پنج خور ہو بلبل ازین قبل نگر وقت بحر فغان گرفت ہو بلبل گفت از سرم نیمہ چرا بریدہ سشد

گفت قبح که مر ترا خون دل زان گرفت به فاخته گفت بیدار زره چیر است در برت به گفت صبا
 که مرورا پنج غم خزان گرفت به گفت نم که لاله را خر قد چیر است غرق خون به گفت چمن که مرورا قمر
 خدا نگان گرفت به آنکه بر وز منکره فرق بواسی رفتی پنج گوشه آفتاب را چون خط و لسان گرفت به
 تیر ز سیم نادرک جبهه انتقام او به قامت خود هزار پی در صفت کمالن گرفت به بر سر قصر قد رش از بیم
 مساس آسمان به شکل غم بلال را قامت پاسبان گرفت به راه پر از ستاره شبنم خنجر او چو برق زد به خود
 تر و دیار به شد سیم چو در کمان گرفت به ای تو محب که خبرت حدیث مفتوحان شکست به و تیوشی که
 چاکرت مالک هفت خوان گرفت به اللغات بحر بالفتح و بالضم فتح بیم ثانی عود سوز هندی نگین کفایت
 بالفتح و کاف عربی بوسه خوش طشت زربا اعتبار زر گل تیغ خورشعاع خور قبل بکسر سبب یلبه صرا
 خرد و جسم و بنسل تیر عطار و ستم بیم جبهه ترکش بی بالفتح مرتبه و بار و عصب مساس چو ناستاره جوهر
 برق ز دای بر آید خود کلاه ستم تیر مفتوحان و ده عقبه یعنی راه دشوار گذار که رسم اس راه سے تا زدن ان کو
 گیا تھا اور کیس کا دس کو قید سے چھوڑا یا اور راہ میں بہت دیوون کو مارا اور ہر منزل میں مہمانی کی
 نفی المعنی اور زلف معشوق کی صفت پر چھوڑا تھا بتا سید اسکے کہتے ہیں کہ مجرباغ و بوستان کی
 بوسے سیر زلف سے اسکی بھری ہوئی ہو اسواسے ضروری بات ہے کہ نکمت بوستان کی بندہ ہو گیا
 پس گرفت لائسی میں ہیں یہ جیسے آواز گرفت ای بندہ شد یہ بھی جانا کہ بیل صبح کو شور و فغان
 کیون کرتی یہ یہ وجہ ہو کہ گل نے تو بمقتضائے خلق اپنا طشت زر کھولا کہ گل کے کھلنے سے
 زر اسکا کھل جاتا ہو اور صبح نے ناحی اسپر تیغ آفتاب کی کھینچی اس ناحی پر بلبل راضی ہو کے فغان
 کرنے لگی الحاصل یہ خیالات صحیح ہونے اور گل کھلنے اور آفتاب نکلنے اور فغان کرنے بلبل کے بانہ سے
 ہیں اور علی ہذا بلبل نے کہا کہ میرا نیم سر کیوں کاٹا گیا پتالہ نے کہا کہ تجا خون دل انکسورون نے گھیرا ہو اس
 مہو اخذہ میں تجکو نیم سر کیا ہو فاختہ نے بید سے پوچھا کہ تیرا جسم کیوں کا پتتا ہو صبا نے کہا کہ اسکو غم و غم
 خزان نے گھیرا ہو سخن نے لالہ سے پوچھا کہ تیرا طرہ خون میں کیوں ڈوبا ہو چمن نے کہا کہ اس پر
 خدا انگان یعنی مہر و ج کا ہر یک گریز طرف روح ممدوح کے ہو اور اسکی تہید میں سب اوپر کے خیالی ہواں

وجواب آور وہ خدایگان وہ ہو جسکی لو اسے رفعت کی چوٹی نے لٹائی کے دن گوشہ آفتاب کو ایسا
 گھیر لیا ہو جیسے خط کسی داستان کا اُسکے گوشہ رخ کو گھیر لیتا ہو یا داستان خفت خط کی اور ظاہر کھڑائی
 کے گرد و غبار سے آفتاب کی قدر چھپ بھی جاتا ہو اور اُسکی ترکش انتقام کے خوف سے کہ ایسا نہ ہو
 کوئی نابوک بکر و زُاس سے نکلے تیر جو عطار دہر ہزاروں دفعہ اُٹنے صفت کمان کی پکڑ ہی لینے خمیدہ
 و زار و زار ہو و واضح ہو کمان خانہ و بال عطار و کا ہو پس اُسین ہمیشہ یہ جاتا ہو اور وبال سے زار و زار
 ہوتا ہو لہذا ہزاروں دفعہ وبال میں پڑنا ثابت ہو بالفصل شاعر نے ادعا مدوح کے خوف و شہم کے ساتھ
 کیا ہو قصرِ زمر مدوح کا ایسا عالی و بلند ہو کہ آسمان نے با این ہمہ رفعت اپنی قامت میں ہلال کا سہم
 اختیار کیا ہو کہ مباد مجھ ناچیز کا قامت اُس عالی محل کو چھو جاسکے کہ میں اس قابل نہیں ہوں اور خیر
 آسمان کی پر عیان قامت پاسبان گرفت سے یہ مراد کہ اسی سبب سے ایسے قامت ہلالی کو
 اسنے اپنا پاسبان بنایا ہو کہ نہ سیدھا ہو گانہ اُسکو چھوئیگا اور جہاں اُسکے خیر نے اپنی برق گرائی
 راہ ستاروں سے بھر گئی یعنی اُسکے جوہر سے جسے برق کے گرنے سے آگ پھیل جاتی ہو اور جہاں
 تیر اُسے کمان میں جوڑا ماہ کو دو ٹکڑے کیا جیسے کہ ماہ کے درمیان میں الف تیر کی طرح لفظہ کو دو با
 کیے ہوئے ہو اسی مدوح تو ایسا ماہ ہو کہ تیرے خیر نے صدمہ ہفت خوان کا خورد و شکستہ کر دیا اور
 تو ایسا پادشاہ ہو کہ تیرے ادنیٰ چاکر نے ملکیت ہفتخوان کی سیل جہاں سے رستم جیسا شخص بڑی
 نذر و نہانیوں سے کیا تھا اور بچا تھا پہلے مصرعہ میں ہفتخوان ہفت فلک دوسرے میں ہفتخوان
 رستم فتنہ مطبوعہ میں صدمہ ہفتخوان پہلے مصرعہ میں لکھا ہو میری دانست میں صدمت ہو بقابلہ
 ملکیت اور صنعت تر صیغ بھی ہو جائے قولہ قطر آب در بر بحر کف تو موج زدہ آتش غصہ خصم راجہ کمان کا
 گرفت ہو خاندن زرد جانہ چون خصم تو کرد سر کشی ہو دہر سیاہ کرد رخ دہرہ سر زبان گرفت ہو ملک ہلال
 قامت بہر صلاح ملک و دین ہو از جیشہ ہلال و ش سجدہ کنان اذان گرفت ہو برق سحاب خجرت
 دید عدد دس تیرہ دل ہو برب بام چشم اذان ہر فرخہ ناودان گرفت ہو ہنرہ ز شاخ زعفران و غیتہ آبیہ
 ارغوان ہو تیغ نو چون حسو و رادل بدرید و جان گرفت ہو پرچم بیرو تو شد کیوسے ہفت خوابان

چون مدراست پتھر و زوفا قرآن گرفت ہوا دلورہ جیست در جهان ایکہ شہنشاہ زمان ہوا تیغ نفاذ
 عدل و مملکت جاودان گرفت ہوا تاکہ بود بہر سحر مشعلہ نروس صبح ہوا ایکہ عروس صبح دم مشعلہ در دہان
 گرفت ہوا و در زبان انس و جان باد ہمین کہ شاہ ہند ہوا پایہ تخت بخت را بر سر فرقدان گرفت ہوا
 اللغات قطرہ آب تیغ بر آغوش و دشت غصہ غم دہرہ بر وزن بہرہ نام حمد بہ ہلال قامت اہر قات
 او مثل ہلاست جیشہ و دات ہلال نام غلام حبشی آن حضرت اذان صریح قلم ناودان پر نالہ سبزہ
 تیغ شاخ زعفران زروق و دشمن آب ارغوان خون پرچم جوہر جوہر پیر ہوتا ہوا جبرق نشان ہفت
 خواہران نبات النعش بسبب بلندی و لولہ شور و وفا تیغ جنگ مشعلہ روشنی انس و جان آدمی
 پیری المعنی یعنی جسوت کہ آتش خشم دشمن کی مشعل ہوتی ہوا تیغ تیری کہ قطرہ آب ہوا یعنی
 بوند بنی ہوتی تیرے کف بحر صفت بین موج زن ہوا کہ جلاخان دمان آتش خشم خصم کو گھیر لیتی ہوا
 اور غرقاب فست کرتی ہوا برین ایہام یعنی بغل و دشت اور علاوہ دشمن کے جو شہر تجھے سرکشی کرتی
 ہوا اپنا کیا پانی ہوا مثلاً خامہ زرد جامہ باعتبار نقش و نگار مصنوعی کے اسنے بھی دشمن کی طرح
 سرکشی کی دیکھو زمانہ نے کیسا اسکا منہ کالا کیا اور چھری نے کیسی اسکی زبان کتری چنانچہ سرکشی
 اور سیاہ روی اور قطع زبان جو قطرہ ہوا ظاہر اور زمانہ کو ان صفیوں کا فاعل ٹھکانا بھی صحیح کہ سب
 لوگ یہ حال قلم کا کرتے ہین اور سرکشی اسکی دوات کا آنا جانا آب و دوسری طور پر بیان قلم کا ہوا یعنی
 وہ قلم جو ہلال قامت ہوا تیرے سامنے خمیدہ اسنے واسطے آراستگی ملک و دین کے ہلال کی طرح جیشہ
 سے جو دوات ہوا سجدہ کرتے ہوئے اذان اختیار کی اذان اسکی صریحیں یہ صفیوں بھی قلم بین
 واقعی ہین تجھ پر کہ مثل سحاب کے خون پر ساما ہوا اسکی برق دشمن تیرہ دل نے دیکھی ہوا اس سبب
 بلکین اسکی جوب بام حشیم پر ہین پر ناے اشک لکے رہاتی ہین یعنی از حد گریبان و نالان ہوا
 پھر دشمن کا بیان ہوا کہ وہ ایک شاخ زعفران تھا یعنی پہنچ و محن سے زرد اس زرد شاخ سے تیرے سبزہ
 جو تیغ و شجر وغیرہ ہوا زہر آب کا ڈوبا آب سرخ ارغوان رنگ کہ وہ خون ہوا یا مطلب یہ کہ جب تیغ
 نے تیری دل دشمن کا پھاڑا اور اسکی جان لی تو نظر بد دشمن اور تیغ و خون کی یہ کیفیت ظاہر ہوئی

جو اوپر کے مصرعہ میں مذکور کی ہر نشان تیرا ایسا بلند بجا لیشان ہو کہ لڑائی کے دن جو بلند کیا گیا
 اور ماہچہ اسکا ہمعمران آفتاب کا ہوا تو پرچم اسکی گیسو ہفت خواہراں اور نبات النعش کی ٹہنی
 یعنی چوٹے آسمان سے بھی گزر کے آٹھویں آسمان تک پہونچا بعد کا شعر بطریق تجاہل عارفانہ کے
 یعنی جان کے انجان بننا مصنف کہتے ہیں مین نہیں جانتا کہ جہان مین یہ کیسا شور و شہرہ ہو رہا
 ہو کہ شہنشاہ زمانہ نے تیغ نافذ عدل سے ملک جادوان لیلیٰ یعنی دنیا تو تھی ہی برکت عدل
 عقی کی ملکیت بھی لی اس شعر مین کیسا اس مضمون کو اوروں کی زبان سے ادا کیا ہو اور ضرور
 ہو جو بادشاہ عادل ہیں عقی مین بھی وہ بادشاہ ہو گئے اب دعائے تائبہ ہو جب تک خردوس
 کا یہ مشغلہ ہر سحر کے ساتھ ہوتا رہے کہ دیکھو صبح نے مشعل منہ مین پکڑی جیسے بعض کتے مشعل
 منہ مین لیکے آگے آگے چلتے ہیں اور اسکی مشعل آفتاب تب تک تمام انس و جان کی زبان پر
 یہ درو جاری رہے کہ پایہ تخت شاہ ہند کے تخت کا سرفردان سے جا لگا فسق باعتبار لفظ
 سرفردان مین ہی بس مناسب

در مدح سلطان محمد و تعریفات صبح و توصیفات محبوب

قولہ بر برق لاجور و نقطہ زربدر رقم بد سوے لب ماسیا رجز خط جام ای صنم ہزار غ سیدہ تانہ او
 بیضہ زرد و زوہان بد بلبہ رامیچکہ از سر منقار دم بد کف چو برآند ز جام جام برآمد ز کف بد
 داشت چو زین صدف سینہ پر از قلب یم بد جام چو ماہ تمام شد سوے پروین روان بد ماہ
 فوش در قفا ہم شفقش در شکم بد نقد روان وہ بہاؤ زرق قلب آر لعل بد تادلت از غم رہر
 خاتم او ساو غم بد خیز کہ وقت سحر غم زدہ را امید ہست بد می زخمستان عشق سناقی بزم قدم بد
 ز پرتشنہ دلان طاس فلک بر کشیدہ ساغر زردین خوراز دہن صبح دم بد یہ قصیدہ بحر بسطین
 ارکان اسکا مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن یا فاعلان اللغات و روق لاجور و آسمان
 طم زرق آفتاب سوے بتر کی آب خط جام یہ کہ جام جمشید مین ہفت خط تھے اول جو روق غم
 مداد سوم بصرہ چارم ازرق پنجم اشک ششم کاسہ گرم ہفتم فرو دینہ زراغ سیدہ شب بیضہ زرق

آفتاب ببلبلہ صراحی خبر دو دم خون مراد از شرب سبب سرخ را بہ تحقیق تیم کا قاب۔ مری پروین دندان ماہ تمام
 بندر ماہ نو ہلال شفق مری سرخ زوان راج و جان زرد قلب زرقل شراب خم وہان خور آفتاب و تناول
 المعنی یعنی ورق لاجورد شرب پر لفظ زرقا جو آفتاب ہو رقم ہوا اب ہمارے لب پر سواے خطاب
 کے ایضاً کچھ مبتلا خطاب ذکر جزو سے ارادہ کل کا ہو ای جام سوے ترکی بین اب کو کہتے ہیں ایسے ہی
 لفظ ما کہ عربی میں یعنی آب کے ہر مناسب لب زراغ سیاہ شب نے جیسے بیضہ زرقا جو آفتاب ہو منقہ
 سے نکال کے باہر رکھا ہو کہ شب بین اسکو منقہ میں رکھ لیا تھا شب سے بلببلہ کی منقار یعنی ٹوٹ سے خون
 ٹپک رہا ہو ای شراب سرخ کہتا ہو جہا کہ جب جام سے ظاہر ہوے جیسا کہ شراب اُٹھیلے وقت
 جہا کہ جام میں پڑ جاتے ہیں اور وہ جام ہاتھ سے ساقی کے آیا تو وہ جام ایک زرین صدف تھا جسکا
 سینہ قلب یم سے جو مری بھرا ہوا تھا صدف بمعنی پس از خوردینوشی کے بھی آیا ہو اور صدف ایک شکل
 بھی ہو مثلاً تین ستاروں سے دو قطب پر کہ اسکو صدف قطب کہتے ہیں بس صدف زرین اگر
 پیالہ کے منہ میں لین تو خود ظاہر ہو اور اگر صدف قطب کے منہ میں لیکر مبالغہ پیالہ اُس سے مراد لین
 تب بھی ہو سکتا ہو اب نہیں معلوم محشی نے جو داشت کی جگہ راست قائم رکھنے کے لکھ دیے
 ہیں کیا سمجھے ہیں تقریر منہ کی کچھ لکھی نہیں ہیں نے تو راست کو داشت بنا لیا اگر کسی کے نزدیک
 راست کے منہ ہر طرح راست آجائیں تو راست بنادین میرے داشت جن تو صفت جام و شراب
 کی ہو یعنی جام ایک زرین صدف تھا اور اپنے سینہ کو قلب یم سے بھرا رکھتا تھا اس شعر میں صنعت
 تبدیل موضوع و محمول ہو گفت میں تجھیں تام ہو اور جب جام بانند ماہ تمام کے جو بدر ہو پروین کی طرح
 کہ مراد دندان سے ہو روان ہو کہ پروانگی اُسکی ایسی تھی جیسے بدر کی پروین کی طرح کہ پروین
 ایک منزل ہو منازل قمر سے تو اسوقت میں ماہ نو جزائنگیان ہیں خمیدہ واسطے گرفت جام کے
 اُسکے پیچھے اور شکم میں جام کے شفق بھرا تھا یعنی شراب سرخ نقد روان خواہ نقد راج خواہ نقد جان
 کیست میں دیدی اور زر قلب سے جو زہوا بمعنی درخت انگور سوانگور سے نعل ای شراب سرخ لا
 اور حاصل کرنا دل تیرا غم سے نجات پائے اور وہ خاتم یعنی مہر جو صراحی پر لگی ہو اُسے ایک طرف جھکا دے

اور شراب او بڈیل جیسا کہ بعض ڈھکے صراحی وغیرہ کا لگا بھی رہتا ہے اور اُٹھ بھنی جاتا ہے خاتم من لفظ
خم موجود اور تا مقلوب بھی یعنی ات جس کا قلب تا ہوتا ہے تو سحر خیزی اختیار کر اگر طالب شہدایہ
خستان عشق کا ہو اس لیے کہ ساقی ہر قدم کے جو قضا و قدر میں ہر غم زدہ کو صبح کے وقت ہی شراب
عطا کرتے ہیں اور عاشقوں کی صبحی رانی سے ہوتی ہے دیکھ لے یہ ساعر زریں آفتاب کا جو صبح
کے منٹ سے نکلا جاتا ہے اور طاس فلک کا اسکو نکالتا ہے یہ انھیں نشہ دلون کیواسطے تو ہے جو
غزوہ عشق کے ہیں قولہ دوش کہ قوس ہلال چون زہر سیمین نمود و گشت پراز گوئے در جنت قبا ظلم
در عوض تاج لعل دادم از کمیشان بد قطب سیم پوش راجہ زریں علم بد شب ہم شب آسمان آبلہ رو بہند
حلقہ گوش از ہلال بر در شاہ عجم بد سایہ لطف آہ خسرو عالم پناہ بد ماہ ستارہ سپاہ شاہ محمد علم بد

مطلع ثانی

اگر کشیدے ز رنگ زلف تو بر چین چشم بد ترک تو بیکان نار آب ندادے بسم بد آتش گویاے تست
نکبہ کہ در خشک بد سنبل بویا نی تست خم زدہ گرد بقم بد اللغات گویاے زر کو اکب ظلم تاریکی تاج لعل
آفتاب قطب بھر سہ حرکت ستارہ معروف علم نقش ہندی بوٹہ آبلہ رو باعتبار نجوم محمد علم ای لو اے
محمد ہندی محمدی جھنڈا رنگ سیاہی شب چین سفیدی و روز ترک چشم بیکان مژہ سم زہر آتش گویا
لب در خشک و همان سنبل زلف بقم روئے سرخ المصنی رات جسوقت ہلال کی کمان نے اپنا چادرین
ظاہر کیا یعنی طلوع ہوا تو تاریکی کی قبا نے اپنے جیب میں گویاے زرین بھر لین یعنی زرین کھنڈیاں صیے
صد زری وغیرہ میں ہوتی ہیں یعنی اُس تاریکی سے ستارے نمود ہوئے اور اُس تاج سرخ کے عوض
میں جیسا کہ بنام کو آفتاب سرخ ہوتا ہے ماہ نے کمیشان سے قطب کو کہ پہلے سے سیم پوش ہو رہا تھا
جو ماد اندھیری راتوں سے ہو کہ قبل طلوع ہلال سے یقین جبہ زریں بوٹہ دار عطا کیا بوٹہ دار باعتبار
گو اکب کمیشان کی نسبت قطب سے یہ کہ کمیشان کا خط و دون قطبوں جنوبی و شمالی کے درمیان
زمین ہر رات میں تمام رات آسمان کو ایک ہندو آبلہ رو ہے اور ہلال سے حلقہ مثل غلاموں کے کالہ میں
ڈاٹے شاہ عجم کے حور وازہ پر پاسبانی کو حاضر ہوتا ہے گویا چوکیدار اگرچہ آسمان ہر وقت ہر جگہ موجود

مگر قید شب کی بلحاظ تاریکی و سیاہی اور پاسبانی اور آبلہ روئی کے ہر آبلہ مراد ستاروں سے ہوا
 حلقہ بگوشی ہلال کی کہ یہ صفین رات ہی میں ہوتی ہیں آبلہ رو چچک رو کہ یہ مرض بھی مخصوص ہند
 ہو اور ملکوت میں بہت کم اور ہندو برعایت زحل بھی کہ ہندوئی جبرخ اسکو کہتے ہیں اور رنگ
 اسکا سیاہ ہو اور اقلیم اسکی بھی ہندو جہان کے آدمی سیاہ رنگ ہیں اور وہ شاہ عجم سایہ لطف
 ہند اکا ہو اور خسرو عالم پناہ اور ماہ جسکی سپاہ ستارے ہیں مشہور و مزین اور ہیشمار اور پادشاہ
 محمدی علم ہو لفظ محمد کیسا ایہام ابلغ ہو کہ اسکا نام بھی ہو مطلع ثانی کے یہ معنی کہ زلف سیاہ تیری جوڑ
 ہو چہرہ سفید پر کہ وہ ایک چین ہو کھڑی ہوئی ہو یہ خیال ہوتا ہو کہ رنگ بے چین پر شکر کنسی کی
 ہو والا ترک چشم اپنے مژدہ کے پیکان کو زہر میں کیوں بچاتا اس شعر میں زلف و رخ اور چشم و
 مژگان کی صنعت ہو بکمال بلاغت مثل زید عدل کے اور ناز کے بعد لفظ را محذوف یا ناز مفعول
 معنوی آتش گویا تیری کہ وہ لب ہیں درخشک دندان پر تکیہ لگا کے ہوے ہو اور سنبل خوشبو کردہ
 زلف ہو بقم کے گرد جو چہرہ سرخ رنگ ہو خم کیے ہوے ہو یعنی حلقہ زن آتش شعر میں بھی نہایت
 بلاغت ہو اور نیز صنعت تر صبح قولہ مہ بکند آور و سنبل تو ہر نفس ہو لچہ پدید آور و آتش تو دم بم
 ہست بر اثبات حسن چشم تو نص جلی ہو دار و ازان سوے نون بر سر صاوی رقیم ہو چاہہ زخندان
 تست از لب ما خشک تر ہو چند ہر آب چاہ چاہ تو از قلب یم ہو ویدہ بدر اختران رخت زہر
 چو ویدہ روے تو از خور فزون لعل تو از ورہ کم ہو شحہ ابروے تو داوہ بجا جب کمان ہو تاہر و
 ترک مست دست بہ تیغ ستم ہو خاصہ بعمد شہی کو ہر تیغ زوہ گردن بیدار چون سر خامہ قلم ہو

مطلع ثالث

او کف و شمشیر تو قطرہ آبی و یم ہو قطرہ تو نار بار از یم ہو جو یم ہو بحر ز دست تو خاک بر سر خود کو و ازان
 گرد جهان آن نشان شد بجزیرہ علم ہو رومی و سودا یمست کلاک تو کو راہ بحر ہو مشک بچین
 ہے ہر دوز حبشہ و مبہم ہو اللغات تہ و خسار سنبل زلف لچہ لختہ شعلہ آتش داغ آتش آتش لب
 نفس را ندان نفس جلی آید واضح و معنی سبب و خسار زدن ابرو و صا و چشم ما یعنی آب آتش یعنی ابرو چاہہ زخندان

قلب یم جو اختران اشکھا قلم زبون قلم کردن ای بریدن المعنی یعنی زلف تیری ماہ کہ ہر ماہ اپنی بھانسی
 میں بھانسی ہوتے ہو اور آتش تیری و سبب لہجے ظاہر کرتی ہو کہ وہ لب ہین لہجے کلام تند تیز باند
 اخگر و شعلہ کے کمال حسن کا تیرے ہی واسطے ثابت ہو اور اسپر نص جلی تیری صا د چشم کہ اسکے اوپر
 نون ابرو کا ہی جو مجموع نص ہوا اور اسی سبب سے یہ نون اس صا د پر لکھا ہوا تیرے حسن و
 خوبی پر نص قطعی ہو چاہے رخ ان تیرا ایسا خشک ہو کہ ایسے ہمارے لب بھی نہیں لیکن قلب یم
 یعنی مونس سے ایسا تر و پر آب ہو رہا ہو کہ آبرو چاہ کی بگاڑ سے دیتا ہو یہ ایسا کب تک کر لگا
 خشک و تر متضاد یا بمعنی آب نیز مناسب چاہ بدر کی آنکھوں سے اختر اشک کے گریے ہیں
 بسبب عشق و محبت کے جب سے اُسے تیری صورت دیکھی ہو کہ آفتاب سے بڑھکے ہو اور لب
 ترے دیکھے ہیں جو مراد وہن سے ہو کہ وہ ذرہ سے بھی کم ہو گویا معدوم لفظ بدر کا شاعر اور
 ماہ و ہفتہ و وزن کو شامل ہو چاہے جس پر معنی قائم کریں آبرو تیری کہ وہ ایک حاکم ہو جسکے
 سبب ایسا پرست ہیں اُسے تیرے حاجب کو ایک کمان دے رکھی ہو اس واسطے کہ ترک تیرے چشم
 ست کا کسیکے قتل پر آمادہ ہو کے تیغ ستم کی طرف ہاتھ نہ لیجائے اور ڈرے کہ اگر ہین کسی پر
 ستم کرونگا تو ابرو مجھ کو اپنے کمان کے تیر کا نشانہ بنائیگی حاجب و ابرو میں تقابیر فرضی ہو اور
 صنعت ترجمۃ اللفظ اور خصوص ایسے پادشاہ کے عہد میں جس نے سر تیغ سے گرون بیداد کی
 مثل سر خانہ کے کاٹ ڈالی ہو مطلع ثالث کے معنی ایو مروج تیرے کف و شمشیر باہم ایسے ہیں جیسے
 قطرہ آب و دریا قطرہ آب تیغ بوند نبی ہوئی جو آگ برساتی ہو اور کف وہ دریا کہ وریا یعنی سمندر کی
 نم ہو دریا نے تیرے دست سخا یا سخا کے سبب سے مارے غم کے خاک اپنے سر پر اونچ لی ہو لہذا
 یہ جو جزیرے تمام جہان میں مشہور ہیں انھیں خاک اُلچی ہوئی کے نشان ہیں جزیرے کیسے
 کلاکت تیری ایک رومی سودائی ہو او سوداگر کہ دریا کی راہ سے جو تیرا ہاتھ ہو مشک حبشیہ چین کو
 لیجانی ہو مشک سیاہی حبشہ و دات چین کا غنڈ و سبب میں لفظ دم یعنی خون بھی مناسب مشک
 کے ہو قولہ تیغ تر باقتضا سر قدر در بیان ۴ خنک ترا چون قلم ماہ بزریر قدم ۴ قدر ترا جاے با بر

ایوان عرش بد خصم تو صاحب فراش زان سوئے کتم عدم بد ملک تو لائق ست ہلاک دشمن بلے
فریق فریدون و تاج کاوہ و سندان و دم بد در رخص ملک تو صورت حال عدو بد خاک و ریاضت
ہما یض و میت الحرم بد آتش موسی و دود باد و میاں اگر دہ آبلہ و دروے خورشورہ و باغ ارم بد خیر و شر
ملک و دین تابع فرمان تست بد تا بتو تفویض یافت ملک امام الامم بد ای زخلیفہ ولی گاہ نفاذ
امور بد وے زلطیفہ علی گاہ عطا و کرم بد رایت و دے ترانام گرفتہ امام بد شمس سمار الہدی ظل اگر
انجم بد اللغات قضا حکم محل قدر حکم مفصل خنک اسب سفید رنگ ماہ نسبت بقلم کاغذ و نسبت
خنک نعل صاحب فراش بیا رکتہ پنهان شدن ہلاک بالضم نیستی کاوہ نام آہنگ جو فریدون کو بھیجا
کے سر پر لایا سندان بالکسر ہندی نہائی دم بالفتح و صوکنی رخص دیوار شہر پناہ شورہ زمین شولغم
نعمتھا المعنی یعنی تیری قضا سے بھید قدر کے کتنی ہو گیا اسباب مرگ سے ہو جیسا کہ قدر استیلا
قضا کے درست کر دیتی ہو پھر قضا اپنا کام کرتی ہو اس واسطے کہ قدر مامور ہو اور قضا امر ہو اور
تیرے خنک کے قدم کے نیچے مثل قلم کے ماہ ہو اور نعل اور قلم کے قدم کے نیچے ماہ کاغذ لفظ میان
کا بلحاظ تیغ کیسا خوب ہو تیری قدر کا تو سراوان عرش پر ٹھکانا رہے دشمن تیرا پردہ عدم میں
پوشیدہ ہوئے لیکن وہاں بھی چین نہائے صاحب فراش ہی ہے اور بخور و بجا تیرے لایق ملک
ہو اور دشمن کے لایق ہلاک ای ہلاک و نیستی جیسے فریدون کا سر سزا و ارتاج کے ہو اور کاوہ لایق
اُسی نہائی و صوکنی کے تیرے ملک کے جو دروہین انہیں دشمن کے حال کی یہ صورت ہو جیسے
خوک اور باغ بہشت اور حایض اور خاضہ کعبہ کہ ایسوں کو ایسی جگہوں میں کون چھوڑتا ہو کہاں
آتش موسی کی جسکی ہدایت سے تجلی آئی کو ہو نیچے تھے کہ قصہ اسکا معلوم و معروف اور کہاں و صوان
اور کہاں باد مسیح ای دم عیسیٰ اور کہاں گرد اور کہاں آبلہ کو کیسا ہی جھلکتا ہو اور کہاں صورت
آفتاب کی اور کہاں کھاری زمین کہاں باغ ارم بھی حال تیرے ملک میں دشمن کا ہو کہ مخض
و سمجھل و سب موعق ہو قابل قلع آج خیر و شر ملک و دین کی تیری ہی حکم کے تابع ہو اس واسطے کہ امام الامم
نے ہلاک اپنا تیرے سپرد کر دیا تو خلیفہ کی طرف سے نائب ہو وقت نافذ کرنے امور کے چاہے جیسے

نافرمانی اور ای مہرچ تو ایک لطیفہ لکھی گاہی ہنگام عطا و کرم کے جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے شعر
 جوا فر د اگر راست خواہی و نیست ہد کرم پیشہ شاہ فردان علیست ہد چنانچہ تیری راہیت اور
 تیری راے کا نام انام نے شمس سوار الہدی اور ظل الہ النعم رکھا ہے یعنی جھنڈا آفتاب آسمان
 ہدایت گاہی اور راے سایہ الہ نعمتوں کی قولہ فتح تو تا نصب کرد و برق رفع ہد و گاہ بگاہ بگاہ
 گاہ بگاہ بگاہ ہد پیش ضمیرت جو صفر ہج حسابیے نیافت ہد بر سر لوح بیان عقدہ ہد ہذا رسم ہد راست
 شد از عدل تو روے زمین آچنانکہ ہد چشم نہ بیند بجز ابروے دلدارم ہد گوئیافراش نیست صبح کہ وقت ہد
 قبہ زیر میرند ہر سر نیلی خیم ہد گرچہ بیدان خاص بستہ براسپ تنگ ہد حامل تخت تو باد صہوہ بکران جہ
 چرخ کلید نفاذ و رکعت حکمت نہاد ہد و در بدر آمد جو قفل دشمن تو لاجرم ہد کیسہ زیر یافتہ از ترک رک روز
 بر سر ہند و ہند مہ لگن پرورم ہد ہر کہ قراضہ مثال بیعت شدہ را شکست ہد باد چو زور در دست چہرہ
 روزش و ژم ہد تا لگن آسمان مشعلہ دار شبست ہد و دو چراغ تو باد شمع سراے قدم ہد ہا
 ہر ہر باد و در تپ و لرزہ جو مہر ہد در تن خود تا کشد روز و وق و شب و درم ہد اللغات نصب قلم
 رفع دور کرنا بکشیدن کسر شکستن ضم پیوستن صفر خالی بدین شکل ہد اور نیز اس موضع پر جو
 عدو سے خالی ہو لکھتے ہیں قبہ زیر آفتاب نیلی خیم افلاک صہوہ بفتح میان پشت اسپ بکران
 اسپ اصیل جمع حضرت سلیمان کیسہ زیر روشنی ترک روز آفتاب ہند و شب لگن پرورن جن
 طشت بے آفتابہ و شمع ہذا نیز درم ستارے درست اشرفی و تمام و ژم بکسر افسردہ و کلین سیا
 و اشفتہ و قلمی و درم زیادتی الہدی یعنی تیری فتح ہد جب سے جھنڈا رفع کرنے دشمن کا اٹایا ہر
 تب سے وہ کبھی تو کشاکشی میں گرفتار ہر کبھی تو چھوڑے پیوستہ ہر باقی مراعات اعزائی ظاہر
 اور جہز ہضم یعنی جہز حقیقی کہ از بس محال ہو اسے تیرے دل جہانی سے ساکنیہ کچ حساب نہ پایا
 یعنی کسی شمار میں نہ ٹھہرتیرے دل سے بیکان آسانی اسکو روح بیان پر لکھ دیا اور اسی جذبہ
 حقیقی کے مقابلہ میں جذبہ تقریبی ہو کہ وہ از بس آسان ہو چنان کہ جذبہ وہ کاتین صبحہ اور ایک
 صبحہ ہو تیرے بعدل سے روے زمین ایسا سیدھا ہو گیا کہ اب کہیں تخم و کج سوا سے ابرو و دندان کے

باقی نر با سب اہل زمین سیر ہے ہو گئے کہیں خم نظر ہی نہیں آتا صبح گویا تیری فراش ہو کہ ہر کھس ز
کا اس نیلے خیمہ پر رکھے آراستہ کر دیتی ہو اور قبۂ زبر آفتاب ظاہر صورت آسمان کی بشکل خیمہ اور
آفتاب کی مشابہ کس کے ہو اگرچہ میدان خاص میں تیرے گھوڑے کی پشت پر تنگ باندھا ہو
لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ تیرے تخت کی اٹھانے والی پشت پیکر ان جم کی ہو یعنی حضرت سلیمان
کی کہ انکے تخت کو ہوا اٹھاتی تھی پیکر ان بکات تازی وہ گھوڑا کہ ایک شخص کیواسطے مخصوص ہو
چنانچہ باد کا گھوڑا مخصوص بحضرت سلیمان تھا چرخ نے کنجی نفاذ کی تمھارے حکم کے ہاتھ میں جبری
لاجرم دشمن مثل قفل کے در در مارا مارا پھرتا ہو کہیں ٹھکانا نہیں پاتا اور ایسا نفاذ حکم کا ہو کہ ماہ نے
جو کیسہ زر کا ترک روز کی کمر سے پایا ہو کیسی لگن پر درم خود ہندو کے سر پر جو چور کو کہتے ہیں رکھے
پھرتا ہو جو کوئی قراضہ کیطرح بیعت شاہ کی شکست کرے اسکے روز کا چہرہ جو آفتاب ہو اشرفی زیر کیطرح
زرد و سیاہ رہے اور جب آفتاب زرد ہو جاتا ہو ڈوب جاتا ہو اور گہن کیوقت بھی سیاہ ہو جاتا ہو
اب دعا سے تابید ہو یعنی جب تک کہ لگن آسمان میں مشعل شب کی جو ماہ ہو رکھی جائے یعنی ماہ
و آسمان رہیں تیرا چراغ بھی روشن رہے اور ایسا کہ اسکا دھوان شمع سراسر قدم کا ہو یعنی ہریشیہ
روشن رہے اور جو حاسد بد گھر میں آفتاب کے مانند ہمیشہ تپ لڑہ میں رہیں جب تک کہ کبھی روز
میں مبتلا ہو اور شب ورم میں اور کبھی بالعکس جو مراد انکی کمی بیشی ہے

قصیدہ در مدح یا دشاہ ہند

قولہ بیا کہ رایت سلطان شہنشاہ عالم کہ گذشت از فلک چار طاق و نہ طارم کہ بیا کہ حلقہ در گاہ
شاہ دائرہ ایست کہ در میانش کم از نقطہ بود عالم کہ بیا کہ مرکب شہ را چگونہ و صو کہ ہم کہ باد کو
نعلش رنگین خاتم جم کہ وید بادی شمعش میان آب روان کہ کہ ہشت ماہ ہمسافت رود و یک
دو قدم کہ زہے سکندر وارا غلام سام حسام کہ زہے محمد موسی کف و میسا ورم کہ زہے ہراسے تو ایوان
کیر باب ازل کہ زہے دو تو حرم ہر اوقات قدم کہ غلام حلقہ بگوش تو پا دشاہ حرب کہ گداسے
ترہ فروش تو مقتداسے عجم کہ نینہ دار بود چار بائش زرنیش کہ کسیکہ دست تر ابو نہ واد چون خاتم کہ

یہ قصیدہ بحر جثت میں ہے اور بکان اسکی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ثلثات چار طاق
چار آسمان نہ ظالم نہ سقیف مراد نہ آسمان سے یہاں نجم بقریۃ لفظ خاتم کے مراد حضرت سلیمان ہے
سنام نام پہلو ان مقتدایمعی سردار المعنی شاعر اپنے دل سے کہتا ہے کہ اوی دل آباد شاہ وقت
کی بیخ کرین کہ یہ وقت نوح کا ہوا سیلیے کہ پادشاہ نے ایسا عالی رتبہ پایا ہے کہ خود بھی خہشت شاہ عالم ہو اور
ایسا مرتبہ والا کہ جھنڈا اسکا چار طاق و سقیف نہ ظالم سے بڑھ گیا دیکھ تو آفتاب عالم تاب با این ہمہ
صفات اسنے بھی تو ایسا رتبہ نہیں پایا اسکا جھنڈا تو چار طاق ہی تک رہا اور اسکا نہ ظالم نہ تک
پوچھا پھر کہتا ہے یہ وہ بادشاہ ہے جسکی بارگاہ کا حلقہ ایک دائرہ ہے جنہیں یہ عالم ایسا ہے جیسے دائرہ
میں نقطہ بلکہ نقطہ سے بھی کم پھر کہتا ہے اسکے گھوڑے کا وصف کرنا چاہتا ہوں آبتا تو کیسے وصف کروں کہ
خدا کرے اسکی نعل کا کو کبہ ارمیج نکین انگشتری سلیمان کا بنے نگین کے تابع جملہ مخلوق جن وبشر
وحش وطیر وغیرہم سب تھے باد کا لفظ اس شعر میں کہ مرکب سلیمان کی تھی کیسا بلیغ ہے اب اسپ
کی صفت میں کہتا ہے کہ بتاؤ ایسا گھوڑا کہ باد پر کسنے دکھا ہے کہ جسکی خلعت دریاں آب کے روان شہر
مراد سین سے ہے اور جب سین کو درمیان آب کے روان کریں گے اسپ ہو جائیگا یعنی ہو کیطرح آب پر روان
ہوتا ہے اور ایک دو قدم میں مسافت آٹھ مہینہ کی طو کرتا ہے اسکی یہ صورت کہ چارون نعل اسکے
ہم شکل ہلال سکے ہیں جس سے مہینہ شروع ہوتا ہے بس ایک قدم میں چار مہینے طو ہوئے علی ہذا
دوم قدم میں آٹھ مہینے اور حضرت سلیمان کا مرکب جو ہوا تھی اسکی صفت میں تو غد و ہا شہر و دجا
شہر ہی آیا ہے یعنی صبح کو ایک مہینہ کی راہ اور شام کو ایک مہینہ کی راہ اب اشعار مع کے ہیں کہ پادشاہ
ایسا ایک سکندر ہے جسکا دارا غلام ہے اور شجاع ایسا جسکی حسام مثل حسام سام کے اور عجب بابوشاہ
ہے کہ محمد اسکا نام ہے جسکا ہاتھ بدیعضا ہے موسیٰ کیطرح اور جسکا دم دم عیسیٰ ہے عجب گھڑ تیرا ہے جو زوان
کبریائے ازل کا ہے اور عجب تیرا دروازہ ہے جو حریم پردوں قدم کی ہے یعنی ایسے مقام و محل والا ہے
پادشاہ عرب کا تیرا ایک غلام حلقہ گوش ہے اور سردار عجم کا تیرے شہر کے ترہ فروشون یعنی بہاگ
بیچنے والوں کا گزارا جسے حسن اخلاص سے تیرے ہاتھ کو بوسہ دیا مثل خاتم کے جیسے وہ جوڑ رہی ہے

اسکے چار بالمش نکلنے کے مثل زیرین ہو گئے سب صفوں میں تشبیہ نام ہر قولہ ہزار پچہ رومی بہتری
 ناید ہوزخبر خدمت تو آسمان ہفت شکم ہوزدید دولت بیدارت از جہان بگریخت ہزگرفتہ دست
 براور اجل خیل وحشم ہزفتنہ ماند و تقدی نہ ظلم ماند و جفا ہزسقم ماند و تکرہ ز جور ماند و ستم ہزالم ندید
 ز لطف ز زبان استفہام ہزکز ان الم خبر سے نیست مبتدا را ہم ہز زبان بریدہ و تن زرد و وسیہ
 بادا ہکے کہ سرکش از حکم خط و چو قلم ہز بکار خانہ گردان ز رفعت درشت ہز کہ رخت بخت خروشتی
 بہ بیع سلم ہز بر آستان تو یکسجج و راسے صد عمرہ است ہز کہ پایگاہ تو آمد چو پیشگاہ جرم ہز اللغات
 پچہ رومی ستارے برادر اجل خواب ہز اکم رنج لطف گویائی مشتری خریدار و نام ستارہ سعد کیج سلم
 قبل پیدا ہونے کسی چیز کا خریدنا اور قیمت دیدینا و راسے زیادہ عمرہ بالضم زیارت دیکے از ارکان
 حج المعنی یعنی یہ آسمان ہفت شکم اپنے ساتون شکم سے ہزاروں بچے سفید رنگ رومی ہز شب
 جنتا ہز تاجر سے خدمتگار ہونے ایسی ہوس تیری خدمت کی اسکو ہز اب خیال کرد ہز ہرات اسکے
 جنتہ کو اور انکی کثرت کو کہ مستور ہوئی اور وہ بیچے رومی ستارے ہن گرفتہ دست برادر اجل سب
 لقب دشمن کا ہونے دشمن نے جو تیرے بخت بیدار کو دیکھا تو اپنے خیل وحشم سمیت جہان سے
 بھاگ گیا برادر اجل خواب بچو اسے الموم اخ الموت آب فتنہ اور تقدی و ظلم و جفا و سقم و تکرہ اور
 جور و ستم جہان میں کچھ نہ رہا سب نکل کے باہر ہوئے اوی مدوح تو ایسا خلیق و خوش سخن ہز کہ تیری گویائی
 سے زبان استفہام نے کچھ رنج نہیں دیکھا یعنی استفہام کو جو پوچھنا اور سمجھنا کسی بات کا ہز اسکو
 تیری لطف سے فراہمی رنج انتظار کا اٹھانا نہ پڑا کہ دیکھے اظن اسکی کب جواب دے بلکہ قبل ہی چھنے
 سے وہ سمجھ کے جواب دیدیتا ہر بلکہ اس الم سے بت کو خبر نہیں کہ کیسے اس بات کی ابتدا کروں ایسے
 کہ اگر تیرے ابتداء ہوتی تو بت کو خبر نہ ہوتی اب دعاے بد ہز سرکش کے حق میں کہ جو کوئی سرکشی تیرے حکم
 نص فرمان سے کرے خدا اسکو مثل قلم کے زبان بریدہ رکھے ورتن زرد و بیمار اور سیاہ رو خط و نشان
 مراد اس خطا سے ہز جو شبان راعی اپنے گلہ کے گرد کھینچے جمعہ کی نماز کو شہر میں آتے تھے کہ نہ
 اس خطا کے اندر کوئی بھیڑ یا جاسکتا تھا نہ کوئی بکری اس سے نکل سکتی تھی تیرا روانہ عالمی ایسا

باجت والا کہ کارخانہ گردن میں بنطو اسکی رفعت کے شتری جیسا ستارہ کہ سدا اکبر ہوا جسے بخت کا
 رخت سعادت بیج سلم سے خریدتا ہوا اور قبل وجود شری سے قیمت دیتا ہے ایسا اسکی رفعت پر بخش ہوا
 آستانہ فیض آشیانہ ایسا اکرم معظم ہو کہ اگر ایک جج اسکا کوئی کرے تو سیکڑوں عمروں سے بہتر ہو کہ
 جسکے بدون خج کمال نہیں ہوتا ایسے کہ جو تیرے آستانہ کی ادنیٰ دیباچین جگہ ہو وہ حرم کی پیشگاہ ہے یعنی
 بالاتر اور خاص جگہ قولہ لہو اسے فتح تر آنجنابان نصب کردند کہ افسر سر غولست طاسک پرچم

مطلع ثانی

چونکہ امر وہ شد سوار بزاوہم پہ سپہ بر سرش افشاں دشتہاے درم پہ کلاہ فقرہ خاشن باختران
 مصنوعہ قیاسے اطلس سبرش بکھکشان معلم پہ رواے عودی اواز ترنج زرباشی پہ ضیاء
 چہرہ اواز طلوع صبح و درم پہ کشاد تابش او تنگہاے یخچہ زربہ کشیدہ بر سر او شام سائبان ظلم پہ
 چونکہ میشود از قرب دلف و لیک ربابا بہ فزون ترست ز ہر دو اتفاق ائمہ بگئی شود چو کمان بگئی سپر گزیر پہ
 چورسے وابر سے وز لغت زرہ نگار صغہ بگر شہنشاہ ہندست زان نہد ہر سو ہزار کرسی زرین برین کو جویم

مطلع ثالث

جو ماہ من کشد از ہند گرد ترک چشم پہ ز ملک سینہ بر آرد و مار لشکر غم پہ اللغات فتح کشودن
 وزیر نصب بمعنی بر پاؤز بر غول بود معروف ایک شکل ہو کو اکب سے کہ اسکو سر غول بھی کہتے
 ہیں دوئے از جن کہ چاہے جسکی شکل بنجائے طاسک کٹوری پرچم موس سر نیزہ ترک امر و ہلال اہم
 اسپ سیاہ و آبیان و شب فقرہ سیم بکہ اختہ خام خالص مصنوعہ صنع کردہ شدہ ہندی کام دار
 اطلس جامہ معروف و فلک نیم کھکشان نام شکل کو اکب و درم افسردہ یخچہ زوالہ ظلم تاریکی چنگ
 نام ساز عرا دماہ خمیہ دق آفتاب رباب نام ساز و ابر سفید رواے عودی شب ترنج زرباش
 آفتاب اہم گرد ہوا تیرا یک کرسی زرین کو اکب کہو د خیم افلاک المعنی لیٹھ لہو اسکی فتح کا
 قضا و قدر نے ایسی بلندی پر چڑھایا کہ اسکی پرچم کی کٹوری جو ہلال سے پرچم ہوتی ہو تاج
 سر غول سے ہی جو فلک ہشتم پر ہو دوسرے مطلع کے معنی جب ترک امر و ماہ کا جو ہلال ہر سیاہ اہم

کہ شب ہو یا آسمان سوار ہوا سپر نے طشت کے طشت درم کے جو کوکب ہیں اسکے ہر پر پر خمار کیے کہ انہیں
 بکھرے ہوئے ہیں مطلب یہ کہ ہلال نکلا تو پتی نقرہ خالص کی جو شعاع اُسکی ہو ستاروں سے بڑی ہوئی
 تھی اور قباطیس سب کی گنگناہن سے بوٹہ دار چادر سیاہ اُسکی کہ شب ہر ترنج سے جو مراد آفتاب
 سے ہو زرباش تھی زرباشی روشنی اُسکی اور آفتاب سے پانیو جہ کہ نور ہلال کا آفتاب سے ہی
 اور ضیا اُسکے چہرہ کی طلوع صبح سے افسردہ تابش نے اُسکی تنگے ڈال دے کہ جیسا دیکھتے ہو جو کوکب
 ہیں اور بنام نے اسکے سر پر سائبان تاریکی کا تانا تھا جب دھند سے کہ آفتاب ہو اُسکو قریب ہو جاتا
 ہو تو چنگ ہو جاتا ہو اور خمیدہ جیسا کہ اخیر تاریخن میں ہو جاتا ہو لیکن چنگ و دھند دونوں سے زرباش
 بہت زیادہ ہو مقتضایہ سرو و بھی و نفع رسانی بھی اسپر سب گروہوں کا اتفاق ہو رہا ہے ہر باب ہر
 ابر سفید رحمت سے ہو کبھی کمان ہو جاتا ہو اور کبھی سپر اور کبھی تیرا تاریک جیسے ابر و اور زو اور
 زلف زہرہ نگار معشوق کی بس کمان ہنگام ہلاکت اور سپر وقت بد ریت اور زلف وقت محاق
 اب مصنف کہتے ہیں میں جانتا ہوں شاید یہ بھی شہنشاہ ہندستان کا ہو کہ جیسے اُسکی زہرہ
 کرسیان زریں ان نیلے خیموں میں آسمان کے پڑمیں ہیں ایسے ہی اُسکی بھی بڑی ہیں ستے
 مطلع ثالث یعنی جب ماہ میرا ہندو سے زلف سے گرو ترک حشم کے شکر کشی کرتا ہو اور شکر اُسکے
 سوسے سیاہ تو ملک سینہ سے شکر غم کا ہلاکی اٹھا دیتا ہو تو وہ شفق مثال بخوناب دل کنہ ہر دم
 کتا ہر اے غمش را کتا ہر اے علم ہر ہے لبست گہر تر نشاندہ دریا قوت بہ خطرات غزالید زنجیر لبست
 گرد بقم ہر دیشہ تو دل شور بخت ابریاں ہر حلقہ ہر زلف تو کار ماورہم ہر ججز و بان تو امی آفتاب
 مہر انگیز ہر کہ دیدہ ذرہ کہ سپرین درو بود مدغم ہر ججز و زلف تو امی زہرہ ہلال ابرو ہر کہ دیدہ سایہ کہ
 پر آفتاب گیر و خم ہر کم آمدی و نشند تیرہ بدر از پی آنکہ ہر تو ماہی و چہ عجب باشد از مہ آید کہ ہر چہ کلک
 خمر و ماہ سستہ خط سب لبست ہر کہ ہر دو بروق ماہ میکشد ہر دم ہر خدایگان سلاطین محمد تعلق ہر
 گزیدہ خلفا ابو الحجاز اعظم ہر اگر سحاب کف او نے نمیدادش ہر شمر نشندی از نہال گرم کرم ہر
 سہا تر آئینہ ہر تو سے تیرہ ہر اگر چہ صورت ہے چار صد ہر آرد دم ہر اللغات خوناب وہ خون گزشت

پانی ہو جائے دم وقت اندک و خون کتابا سے علم وہ نقش جو جھنڈوں کے پھر یرون پر لکھتے ہیں
 مثل آتہ الکرسی وغیرہ کے گہر دندان یا قوت لب عالمیہ مویقہ چہرہ بستہ دہن مہر دوستی و آفتاب
 ذرہ دہن پرورین دندان بدغم پوستہ آفتاب چہرہ تیرہ کدورق ماہ رو سے شرمیوہ سحر بخت
 مشہور کرم بالفتح انگور کرم جو دو بخشش المعنی یعنی شفق کی طرح جیسے وہ آسمان پر نگینے پھیلاتا ہی
 ہم اسکی غم کی کتابوں کو کتابین علم کی بناتے ہیں یعنی رنگین و نقش ای معشوق عجب لب و دندان
 تیرے ہیں گویا درہ یا قوت میں گو ہر جاسے اور جڑے ہوئے ہیں اور عجب خط و رخسار تیرے ہیں گویا
 بقم پر نکالیں سے ہیں زنجیر پڑی ہوئی بقم رخسار باعتبار سرخ رنگی تیرے بستہ سے جو دہن ہر دل شور و خجست
 ہمارا بھن رہا ہو اور حلقہ زلف سے کام ہمارا در ہم بر ہم اور پریشان آئے آفتاب مہر انگیز بخلا
 اس آفتاب کے کہ قہر انگیز ہو کہ کوئی مقابل نہیں ہو سکتا سوا حیرے دہن کے کسی نے کب ایسا دیکھا ہی
 کہ درہ بین پرورین کھو سے ہوئے ہو کہ وہ دندان ہیں اور ای نہ رہ ہلال ابرو ایسا کس نے دیکھا
 کہ سایہ اپنے خم میں آفتاب کو لیے ہو کہ وہ چہرہ و زلف ہر تو کم بدر کے پاس آیا اور بدر اس کی سے کدور
 اسوا سے کہ اُسے بھی جان لیا کہ تو ماہ ہی پھر اگر ماہ کم آوے تو کیا عجب ماہ کین روز بخوڑے ہی ہوتا ہی
 جیسے کہ ماہ کی خاصیت ہی میں خیال کرتا ہوں تو یہ خط سبز جو تیرے لب پر ہی اور کلک خسرو و لون
 ایک سے ہیں کہ دونوں کی تحریر و رون ماہ پر ہی ماہ سے مراد کاغذ سفید اور وہ خسرو کون ہی یعنی
 تمامی سلاطین کا خدا یگان محمد بن تغلق اور جملہ خلفائے عباسیہ میں چھٹا ہوا جسکی کنیت ابوالحاجا ہر یعنی
 مجاہدان راہ خدا کا باپ اور سب سے اعظم و بزرگتر اور ایسا کرم کہ اگر ابراہیم کے کف نزال کا پانی نہ دیتا
 تو درخت انگور کرم کا خررسانی میں ہرگز مشہور نہوتا اب جو کرم فیض رسانی میں مشہور ہی اُسکے
 ابر کف سے فیضیاب ہوا ہی مطلب یہ کہ خود کرم اُسکا پرورش یافتہ ہی جس خدا کرے کہ آئندہ تری
 عمر کا کبھی کدور و تیرہ نہوا کہ جو صورت بدون چار صد کے دم نہی کرے جو کہ حرفتے کے چار سو عدد
 ہیں بے تے کے کرتے سے صورت ہوا یگان یعنی قیامت تک بھی کدور نہوا حال آنکہ قیامت کو ہر شے فنا
 ہو جائیگی کدورت و تیرگی کیسی

در خیالات صبح و شب و تعریف قلم و مدح پادشاہ

قولہ باز کہو دیست چرخ بال زندان در ہوا ہمار سفید لیست صبح مہر زور و قفا مرغ سر انداز شد
 بلبلہ دمساز شد بزغ سید باز شد در قفس انزو و اندر گگ کہ نوک دم بر سر جبار زد و کاہوے زرد
 اسد بارہ شد در چراہ شاہد رویست روز آمد و ہزار لیست شب بدین متالم بدق و آن بوم مبتلا
 سوز مزاجی و دق آبلہا بر سرش و دق رود اما کہ نیست آبلہا را دوا و آبلہ جام نیست تا بدمی بہ شود
 انیک نشانی نوادر گجنگ آرد ما بد پستہ لبہ را نشان در پس بادام چنگ بہ تا و ہوا بر نشیمن فندق
 ترزا نوادہ سوسہ چارہ پنج مہ نو فرست بہ تا سوسہ پروین رود از شفق تر عطا بہ یہ قصیدہ
 بحر بیطین ہوا رکان اسکے مفتعلن فاعلن مفتعلن اللغات بال زدن اڑنا قومہ زور
 آفتاب سر انداز شد اویست شد بلبلہ صراحی تراغ شب شد یعنی رفت انزو و گوشہ نشینی
 اگر صبح کا ذب نوک بالفح و بالضم خطا کلب الجبار ایک شکل ہو کہ صبح کو نکلتی ہو آہو زور
 آفتاب اسد برج اسد خانہ آفتاب برہہ برج محل دق کی درم درازی آبلہا ستارے آبلہ جام جاب
 پستہ لب معشوق نشان امر نشانیدن سے بادام چنگ بوجہ مشاکلت آبرشیم نار چنگ فندق تر مر انگشتا
 ماہ چارہ پیالہ پنج ماہ نو انگشتا پر دین و ندان شفق تر شراب المعنی یعنی اب ایسا وقت ہو کہ آبلہا
 نو ایک باز کہو دی جو ہوا میں چرخ مار رہا ہو اور صبح ایک مار سفید ہو جسکے پیچھے مہر زور و لگا ہوا ہو اور
 ظاہر کہ صبح کو آفتاب زور ہوتا ہو اور آسمان نیلگون بسبب نہر ہنے ستاروں کے اور ایک قسم کا
 مار بھی ہوتا ہو کہ اسکے پیچھے گردن کے ذہر مہر ہوتا ہو غرض صبح کا وقت ہو مرغ شب جو بول رہا تھا
 اسنے نیشہ ہستی سے سر جھکا لیا اور بلبلہ یعنی صراحی نوگون کی دمساز ہوئی کہ وقت صبح کی کاہوے زور
 تراغ سیمیاہ جیسے چھپا رہتا ہو حسب معمول قفس گوشہ نشینی میں پھر گوشہ نشین ہو اگر گت شہر نے
 کہ وہ صبح کا ذب ہو دم اپنی سر کلب الجبار پر بازی اور صبح کا ذب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہو کا تہ و نب السرحان گو یا کہ وہ دم گرگ کی ہو یعنی کلب الجبار بھی طلوع ہوا کہ یہ صبح کو نکلتا
 ہو اور یہ جتا یا کہ آہو زور اسد کا جو آفتاب ہو اور خانہ اسکا اسد برہہ کے ساتھ چہرا ہو یعنی برج

علینین ہر روز لویا ساجھو کہ ایک شاہد رومی ہر اور شب ایک امر و ہندی شب کو تو اسوقت میں
 دق عارض ہو نیلے کی اور دن درم بین مبتلا کہ ہر روز بڑھتا ہے تعجب یہ کہ شب سوز مزاج ہر چہ
 دق اسکو کیسے ہوئی اور آبلے اسکے سر پر کیون ہو سے یہ تو گرم مزاجوں کے خواص ہیں اور حال یہ
 کہ دق تو اسکی جاتی بھی رہتی ہے لیکن آبلے لا دوا ہیں یہ نہیں جاتے کہ وہ ستارے ہیں اسواسطے
 کہ یہ آبلے آبلے جام کے جو حباب شراب ہر نہیں ہیں جو پھونک مارنے سے اسچھ ہو جائیں بن ارقیت
 میں نفرت نوا کا چنگ کے رگ پر آزا اور لگا لینے نغمہ و سرو دین مشغول ہو کسی پستہ لبہ کہ پیچھے بادام
 چنگ کے بٹھا اور ظاہر کہ بجائے والا ہر باجے کے پیچھے ہی ہوتا ہے چنگ کی تشبیہ بادام سے بنظر
 بشارت کے ہر خبر بزرگ سے کچھ غرض نہیں تا بریشم اسکا فنق ترکو نوا بخشے یعنی ساز سمان
 کہ مراد لغات رنگین سے ہر فنق مراد انگلی کی پوروں سے اور ماہ چارہ کی طرف جو بدر ہر مراد
 جام شراب سے پانچ ماہ تو کو جو انگلیاں خمیدہ ہلال آسا جام اٹھانیکے وقت ہو جاتی ہیں بھیج نو
 شفق تر سے جو شراب ہر پروین کو عطا پہنچے پروین دندان قولہ جام کہ آبیت خشک آتش تر و شرم
 درویش خاک بادار نکند میل ناہرین قبح از یکدوم نوش کفی صبرم ہر از کف ساقی مہر در حرم کبریا
 عقل تو گیر و کمال جان تو یابد وصال ہر غم شود پائمال دل شود ہر صفایستی جان بایت میکہ رود است
 مطرب اور روح قدس ساقی او مصطفیٰ ورتو بدینا بہشت میطلبی رو بہین ہر مجلس سلطان عمدہ یا لطف خدا

مطلع ثانی

سہ خفتی شب روزند آفسہما در قفاہ سیم طلب در میان رنگی زرین قباہ زردہ شمشادوش سرکش
 سہ تن غلام ہر آجور او ہند تا خفتش تا خندا اللغات آتش شراب دم جرعہ ہندی گونہ ہر
 عشق الہی میکہ معرفت الہی سہ خفتی انگشتان مانند مردم ختن سفید شب رو با اعتبار روانی ہر جوت
 آہنبا در قفا باعتبار ناخنما سے مدد پریشم طلب بلحاظ کاغذ رنگی زرین قبا قلم سیاہ بوجہ نقش زر زردہ
 اسپ زردہ قلم شمشاد او راست سہ تن سہ انگشت آجور چشمہ ہند دوات تا خفتش تا خندا
 قلم ملک کہ آدمی وہاں کے سفید رنگ ہوتے ہیں مراد کاغذ سے اور خنبا لطف میں نہیں ہر

المستنیٰ سیاق جام کہ وہ ایک آب خشک ہو اور شکم میں اس کا آتش فریاد شراب کسواسطے کہ آتش محلول
 بجی اسکو کہتے ہیں کہ یہی ہے کہ جو باری طرف رغبت نہ کرے اس کے منہ میں خشک لفظ نامعنی آب
 بر غایت لفظ آب کیسا با آب ہو شراب بد قطعہ بند ہو یعنی یہ وہ قیج ہے کہ اگر اس سے صبح ہی صبح
 دو ایک گھونٹ تو پی لیں لیکن ساقی اسکا عشق ہو جو حرم کبریا میں پہونچا تاہو تو عقل تیری کامل ہو
 ورنہ شراب سے عقل ناکل ہوتی ہے اور جان تیری واصل غم پائمال اور دل پر صفا ہو جائے پس
 اگر تجکو مستی جان کی درکار ہو تو اس سیکرہ میں جل جہان کے مطرب روح قدس ہیں اور ساقی
 وہاں کے مصطفیٰ اور اگر دنیا میں بہشت ڈھونڈھتا ہو جسکا ملنا جیتے جی دشوار تو مجلس سلطان عہد
 میں جل جو سایہ لطیف خدا کا ہو تاکہ بلا شک بہشت ہی ہر شے موجود ہے مطلع تائی اگر تو مدوح کو
 وقت تخریر کے دیکھے تو یہی کہے کہ شیون انگلیاں تو اسکی تین ختنی سفید رنگ ہیں اور کیسے کہ شب
 لینے سیاہ سیاہ حروف پر روان چپکے پیچھے آئینے کہ وہ ناخن صاف شفاست دور ہیں اور ابتدا زمان
 سکندر میں آئینہ دور ہی بنایا گیا ہے اور ان تینوں کے درمیان میں ایک رنگی زرین قبا کہ قلم
 منقش سے مراد ہے سیم طلب ہو ای کا غنہ سفید یا ایک گھوڑا زرد رنگ ہو شمشاد کی طرح سیدھا اور کمرش
 جملہ صفات قلم کے ہیں تین ترن کا جو وہی تین انگلیاں ہیں غلام و مطیع جیسا کہ حال قلم کا ہے اور
 اس کے پانی پینے کا گھاٹ ہندوستان یعنی دوات اور تاخت اسکی ایک دم میں خاتما کہ باعتبار
 سفید رنگی کے وہی کا غنہ ہے شمشاد مطبووعہ میں بہند کو نمند لکھا ہے قول کہ زرخ قیرگون فرق کشد بر فر
 گاہ کند سرنگون در بر و بحر آشناء سلسلہ بندہ در شام بر بحر این ماہ نوہ غالبہ نماید مدام علاج بدین کہ
 اول ادبالی دو نیمہ پنجہ دوم ۴۴ سوم او چارہ وہ ہست برین جل گواہ از ضد و ہمتا و او گر فگنی اندکے
 باقی ادرا تو ان خواند کے بیر یا بہ تجنگ ماہ را خسرو شیرین سخن ۴۴ دستگاہ شاہ را نو خط فرمانروا ۴۴
 تا نزد بردی چشم تویر خفا ۴۴ قوس ترا شتر نیست زہرہ بہ بیج وفا ۴۴ زہرہ نامہ نو نہ ہر دو ہم در قران ۴۴
 شدہ تو شخصت ز غم رصد ساز را بہ زلف تو از رو سے تاب سالیہ خورشید پوش ۴۴ لعل تو در آفتاب
 دورہ نزدین قفا ۴۴ اللغات قیرہ او قمر کا غنہ بر کا غنہ بحر دوات آشناء در می سلسلہ سطر شام

مدد آخر کا غذا مہ تو قلم غالبہ مداد و نام ہمیشہ عجاج کا غذا کہہ اقلیم تخت گاہ ماہ کا غذا خسرو شیرین قلم و دست گاہ
 جاسے دست و انساب و عبا مان تو خط مشوق بہرہ آغاز قلم توس ابرو مشتری خریدار و ستارہ
 کہ خانہ اسکا توس پر مہ تو قلم سیاہی اسکا خسرو مہ پر غم خلافت عادت تاب چھب کی خورشید و سب
 معشوق لعل لب آفتاب روئے پروین و وہ ان رصد ساز بنم المعنی یہ بھی صفت قلم کی ہے
 کہ کبھی وہ اپنے رخ سیاہ رنگ سے جو سیاہی دوات سے ہوتا ہے سرا پنا ماہ پر کہ وہ کاغذ پر رکھتا ہے
 کبھی سرنگون ہو کر بوجہ زمین تیرتا ہے بجز و بر پر فرمان جاری کرتا ہے یا بر کا غذا بجز دوات بہر
 کہتے ہیں قلم ایک ایسا ماہ نو ہے کہ سحر پر شام سے سلسلہ بندی کرتا ہے کہ یہ صفت اس ماہ نو سے
 دینا پس مجید کہ شام سے سحر پر سلسلہ بندی کر سکے کسوا سطل ماہ نو سحر تک رہتا ہے کب ہو بس سلسلہ
 اسکا سطور شام سیاہی سحر کا غذا اور عجاج کہ یہ بھی کاغذ ہے اس کہہ با لینے قلم زرد و زریں سے ہمیشہ
 غالبہ سانی کرتا ہے غالبہ بھی سیاہی یعنی کاغذ غالبہ اپنے بالون میں ملتا ہے آئینہ اشعار صفت
 معاین ہیں یعنی قلم کا اول کہ وہ قاف ہو مال و دو کا ہو کسوا سطل کہ دال و واد و دونوں کے
 دس عدد ہوے اور دس کو دس میں ضرب کرنے سے تلو ہوتے ہیں کہ یہی اسکا مال ہو اور
 سو عدد و قاف کے ہیں بس قاف ہو اور بیچہ کا نصف دو سرحر قلم کا ہو بس بیچہ کے ساٹھ عدد
 ہوے ساٹھ کا نیم تیس جولام کے تیس عدد ہیں اور تیس کے چار وہ یعنی چار وہا بیان جسکے
 چالیس عدد ہیں بس تم ہو کہ اس بات پر یہ چالیس گواہ ہیں دور چار بھی نہیں دوسری صورت
 یہ ہو کہ قلم کے کل ایک سو ستر عدد ہیں انہیں سے اگر اندک کو گرا دیا جائے جو مراد قل سے ہے یعنی
 قلیل تو پھر جو باقی رہیگا وہ کیے ہوگا یعنی تیس چالیس عدد ہیں اور کیے کے بھی چالیس
 ماہ کے تخت گاہ کا کہ وہ کاغذی خسرو شیرین سخن ہے یعنی قلم اور پادشاہ کے ہاتھ میں ایک تو خط
 یعنی معشوق فرمانبرد و الخط اس سبب سے کہ نئے خط لکھتا ہے اور فرمانروائی بھی اسکی ظاہر
 اور اسوا سطل کہ چشم تیری کسی پر تیر جفا کا نہ لگا بے اور دلو اس کے زخمی نکرے تیری توس یعنی
 برو کی زہرہ مشتری ہو بیع و فاکے ساتھ یعنی زہرہ ہر اشارہ کی تیرے خریدار ہو زہرہ اور

ماہ نو و نوون قرآن میں بسن زہرہ کا غذا باعتبار سفید رنگی کے اور ماہ نہ قلم اب منہم تعجب میں ہو کہ
 اس قرآن میں ماہ نو کو خسوف کیونہ ہو اس واسطے کہ خسوف ہلال کا ثابت نہیں اور خسوف سیاہی
 ازبوسہ عظم کی زلف تیری جو خیال کرتا ہوں تو پختیاب کی رو سے ایک سایہ ہی جو نور شدید
 یعنی تیری صورت کو چھپائے ہو سے ہی اور لب تیرے اس آفتاب میں ایک ذرہ ہیں کہ مراد وہیں
 سبب ہو اور اس ذرہ کے چھپنے پر دین یعنی دندان بس مایہ اور آفتاب اور نعل و ذرہ اور پر دین
 سبب تیری صورت میں جمع ہیں قولہ برنج بدر اختران زان شفق آلودہ اندہ کہ طرف در سے روم
 زور سے نازاخذ و جاہ خط تو برگرد گل مار شکن در شکن و چشم تیری باغ حسن آہو سے نگرش چرا بہار
 سیاہت مراد پر زرد کردہ وادمن آئندہ شاہ سلیمان لواء شاہ فلک آستان ماہ لک آستان
 مہدی عیسیٰ جبین مہدی جم اعتلاہ آنکہ ز قبض عطاش آگ ز شد غنی و دانکہ ز فرط سخاش بحر غنا شد
 گداہ روز و غا چون گرفت قطرہ آبی بکفت و بحر زسم آب شد برتن خود چون ہوا بہ وقت سخا
 بر فشانہ بکفت اد چو رہ پر عرق سرد شد عارض ابراز حیا بہست فلک رخس او کہ کف لک بخش
 او بہ پر زور دست ز دست رو سے زمین چون سماہ اللغات بدر تخلص شاعر اختر اشک شفق
 کناہ خون سے روز رخسار معشوق و جی تاریکی مراد خط سے مار سیاہ خط مورچہ زرد مراد حقیر سے
 کہ زرد و جیو نہی بہت حقیر ہوتی ہو جم سلیمان قطرہ آب شمشیر سہم بیم عارض رخسار و ابر متفرق
 جیا شرم و باران بخت رخسار لب ہندی لاکھ اللغات بدر کے چہرہ پر جو اختر ہیں اور اشک
 اور شفق یعنی خون آلودہ کہ غایت رونے کی ہو اس سبب سے ہیں کہ اب آبسکار و زو جو چہرہ پر آسکے
 اطراف سے سیاہی رونما ہوئی یعنی خط نمود ہوا بس بدر کہ عاشق اسکی صورت کا ہو لال لال آنسو
 سے رونما ہو کہ اب چہرہ اسکا ویسا صاف و سادہ کب رہیگا خط تیرا تیرے چہرہ کے گرو ایک ماہی
 شکن و شکن اور فوج دیبچ گرد گل کے اور چشم تیری باغ حسن میں ایک آہو نگرش چرا یعنی نگرش چہرے
 عالی بڑا مشبہ چشم کا ہو اب تیرے مار سیاہ نے جو خط ہو اپنی خوش نائی سے چکو نور پر زور و بنا دیا
 اختر اسن بیدار کی تیری داؤ شاہ سلیمان لواء ضروری و لگا آہ وہ شاہ ایسا دھج رہتہ ہو کہ آسمان

شرح قصہ ہر پل

اسکا آستانہ اور ایسا ماہ ہر کہ اسکا آستانہ ملک آستانہ ہر یعنی سب لوگ وہاں کے نویدی ہیں اور
 پاک اور مہدی عیسیٰ جنہیں ہر کہ اندرون کا زمانہ آخر زمانہ میں قریب قریب ہی ہوگا اور سلیمان کا سا
 علو و اعتلا رکھتا ہر کہ جنت و بشر و جنت طیر سب کے پادشاہ تھے کسی نے ایسا علو نہیں پایا اور ایسا
 فیاض کہ حرص جیسی کہ ایک کبھی سینہ میں ہوتی اسکی فیض عطا سے غنی و بے پروا ہو گئی اور ایسا
 پادشاہ جسکے افراط سخا سے دریا عثما کا گدا ہو گیا ایسی سخاوت اُسنے کی کہ بالکل غنا ہر ایک کو
 بانٹ دی سب غنی ہو گئے اور شجاع ایسا کہ لڑائی کے دن جہاں اُسنے تلوار پکڑی دریا مارے
 خوت کے ایسا پانی پانی ہوا کہ آب مجسم ہو گیا اب معلوم نہیں ہوتا ذات دریا کون ہر یہ مضمون
 باعتبار انفرادی ذات و جسم دریا کے ہر جیسے ہوا کہ ہر شے کو پہنچتی اور نہ ہوتی ہر گزہ جسم نظر آتا ہر
 نہ ذات اسکی پھر سخاوت کی صفت ہر کہ جسوقت بھر جو اسکا در افشانی کرتا ہر رخسار ابر کا مارے
 شرم کے ٹھنڈے ٹھنڈے پسینوں سے تر ہو جاتا ہر یہ برسنا اسکا انہیں ہر بلکہ عرق شرم ہر عارض
 و حیا میں کہ بمعنی ابر و باران سخت بھی ہیں کیسے ایہام بلیغ ہیں یہ فلک اسکا رخس ہر مطیع و رام
 جدھر چاہے اُدھر اسکی باگ پھیرے ورنہ یہ کسکا مطیع ہر سب اسیکے تابع اور کف لکھ بخش اسکی
 ایسی جسے رو سے زمین کو زلزلے کی اثر فیوں سے ایسا بھر دیا جیسا کہ آسمان بھرا ہوا ہر اور آسمان
 کی اثر فیان شمارے جنگا شمار ہی نہیں قولہ کفش گداے درش چون فگندہ بچ نعل چہ خاتم متشر
 کند خاتم دست سخا بہ ہر سردالی روم چاکر و تاج نہ بندہ ہر سر خاقان چین بندہ او پادشاہ اسی شدہ
 ز الغام تو در چین از زر کشی بہ دامن خاتون گل بارہ ہفتاد جا بہ چشمہ خورشید را کہ دو طرف میروہ
 بند کند خیم تو بر سر لایہ دجی بہ گرمی خورشید تو ز الہ فشان ابر شد بہ خنجر خون ریز تو لالہ فشان
 آگندنا بہ گوشہ ایوان تو حاوے ہفت آسمان بہ بندہ دربان تو خواجہ ہر دوسرا بہ گردنصاب
 ہر دگر تو یک حملہ کرد بہ از اثر قہر شد خیم تو گدافتا بہ تاکہ بود اوج خور بر سر ایوان ماہ بہ باد و لہج شرف
 ملکات را بقا بہ ہر مہ یک سال او بہت یک دور چرخ بہ سعادت ہر روز او ہفتہ روز جزا بہ اللغات
 و دو طرف مشرق و مغرب لائے ہندی کی پڑا دجی تاریکی خورشید روز آکہ قطرہ عرق لالہ خون گستا

باعتبار سہمی ایوان ماہ سرطان روز جزا قیامت المعنی پھر سخا کا بیان ہے کہ اگر کشش اُسکی جو اُس
 در کا گدہا ہر منج اپنے جو تیکے نقل کی پھینک دے تو یہ حاتم مشہور کیا چیز ہو وہ حاتم جو خود سخا کے
 ہاتھ کا ہو اُس منج کو اپنے ہاتھ کی خاتم بنائے خواہ بوجہ نے ہا و بے قیمت ہونے اُسی منج نقل
 سکے کہ ایک ادنیٰ چیز ہو خواہ بوجہ فخر نہ سکے کہ میری سخا نے ایسے دست بخا کے گدا سے یہ انگوٹھی
 بنائی ہے اور اکثر نشانی کیواسے انگوٹھی دیتے بھی ہیں اور ایسا عالی رتبہ کہ چاکر اُسکا مولیٰ روم
 کے سر پر تاج رکھتا ہے اور خاقان چین کے سر پر بندہ اُسکا پادشاہ ہے آجی مذوح تیرے الغام سے
 ایسی زر کشی ہوئی ہے کہ چین میں دامن خاتون گل کا ستر جگہ سے پھٹ گیا بستر سے مراد کثرت ہے
 نہ عدد معین اور گل کے پاس زر ہے بھی جسکو زور دے سکتے ہیں اور دامن بھی اُسکا پٹا ہوا ہے چشمہ
 خورشید کو کہ دو طرف سے جاری ہے یعنی شرق و غربا جب سر پر کپڑا اندھیر کی پہونچتی ہے تو احتیاط
 و ہتھیلی اُسکی سینٹھ باندھ دیتی ہے تا بسہولت گزر جائے اور آفتاب کو مغرب میں ایک اندھین
 پیش بھی آتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے تعرب فی عین حمۃ و دوتا ہوا وہ ایک چشمہ گرم دلدل میں
 تیرے خورشید یعنی صورت کی گرمی ایک ابرزالہ فشان ہے جس سے ترسے پڑتے ہیں اور ترسے قطرے
 عرق کے اور ظاہر کہ خورشید بھی کی گرمی سے بخارات اٹھ کے ابر مشکون ہوتا ہے اور خنجر خود نیز تیرا ایک
 گندنا سبز لالہ فشان ہے خنجر کو گندنا و سبز لحاظ اصالت آہن کے کہا ہے کہ اچھا لو ہا نیلگون ہوتا ہوا لالہ
 بنظر خون تیرے ایوان کا ایک کونہ ساتون آسمان کو گھیرے ہوئے ہے ایسا وسیع وسیع ہے اور جو ادنیٰ
 بندہ تیرے در کے دربان کا ہے وہ خواجہ و دنون عالم کا ہے تیرے گزرنے فضا سے بزد میں ایک ہی حملہ کیا کہ
 تیرے تھر کے اثر سے دشمن گرد و فدا کی بنگیا یعنی فناء کے اُسکی وصول اڑا دی آئندہ دھاتا جب ہے
 یعنی جب تک کہ آفتاب ایوان ماہ کے سر پر جو سرطان خانہ باہ کا ہے بلند ہی بنا کر رہے تیری ملکیت
 کی بقا اوج شرف میں رہے یعنی اعلیٰ غلو شرف میں اور بقا ایسی کہ اُسکی جو ایک سال ہو اُس کا
 ہر لمحہ مدت و درجہ کا ہو کہ وہ بستر ہزار و دریاچاس ہزار اور تیس ہزار برس ہیں اور اُسکے
 ہر دن کی ساعت ہفتہ روز جزا کا ہو جو روز قیامت ہے ہفتہ اس سبب سے کہ وہ دن سات ہزار

برس کا ہوگا اس واسطے کہ وہ ان کا دن دنیا کے ہزار برس کا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کالت
سنتہ ما تقدرون خاتم خاتم تصحیف خواجہ کے واسطے سر کا لفظ کیسا مناسب ہے کہ خواجہ سحر
ہوتے بھی ہیں کہ درگرب تجنیس متن مطبوعہ میں تھی کو مہ یا ضافت لکھا ہے میری دانست
میں یہ اضافت ٹھیک نہیں ہے بلکہ یاسے وحدت ضرور ہو ساعت کا لفظ کیسا ایہام بلیغ کے
ساتھ ہے کہ نام قیامت کا بھی ہے

فرس فتح قلعہ نگر کوٹ و تقریق و توصیف او

قولہ چو پادشاہ جهانگیر عالم بالا بد فرود خانہ سردوزیر شد تنہا بد کشاد حصن بگر کوٹ را کہ سنگین
بودہ کہ شد زمانہ تباریح او دلو انہما بد زہی حصار کہ رہی ز حلقہ در دست بد محیطہ ر بضع
ہفت قلعہ بنا بد چہ قلعہ ایست کہ فرشتے بود ز رفعت او بد فضا سے عرصہ بام رواق او ادنی بد چوبام
پیشم بلند است و ہجو مردم چشم بد ازان سواد و سے آمد میا نہ دریا بد نہاد او ز صفا بود آن صلابت
داشت بد کہ مرور انکندر گرفت نے و از او بد بردن او ہمہ دیوان مخبین انداز بد درون او ہمہ
حوران آفتاب لقا بد کبار او ہمہ جاموس کرگدن گردن بد صفار او ہمہ طاؤس عند لیب نوادہ
یہ قصبہ ہر مجتہدین ہر ارکان اسکے مفاعلن فعلا ت مفاعلن یا فعلن یا فعلن یا فعلن
الامخات پادشاہ جهانگیر آفتاب فرود خانہ خلو خانہ سرد سلطان کہ برج آبی ہر وزیر ماہ کہ نائب آفتاب
کا ہر ربع بالضم چار حصہ نہاد ذات قلعہ مخبین مغرب من چہ نیک اور وہ فلاخن کے مانند ہوتا ہے
کہ جس سے قلعہ شکنی کرتے ہیں جاموس مغرب گاومیش المعنی جب پادشاہ جهانگیر عالم بالا کا
کہ آفتاب ہو خلو خانہ سردوزیر کہ وہ برج آبی سلطان خانہ ماہ ہو اور ماہ نائب آفتاب کا گلب
تو قلعہ نگر کوٹ کا انہایت سنگین تھا خواہ سنگ سے بنا ہوا یہ معنی خواہ مراد غایت استحکام سے
پادشاہ زمانہ نے فتح کیا جسکی تاریخ او دلو انہما ہی یعنی داخل ہوا سپہن یہ عجیب قلعہ ہے کہ اسکی
دروازہ کے حلقہ کا جو چارم حصہ ہے وہ ان ساتون قلعوں میںا کے کہ ساتون آسمان پر ہے
نورین دیوان کو گھیرے ہوئے ہے واضح ہو کہ شرعاً آسمان سات ہیں جیسا کہ فرمایا خلقی سبع سموات

طبا قاپیہ ایکے اُسے سات آسمان طبق در طبق باطن کرسی نون عرش اہل کما ان سکوئہ آسمان ٹھہرے ہیں
 انکاری نہ عرش اور عرش ان سب پر محیط ہر باقی سب آسمان اسکے عین طبق در طبق ہیں اور عرش
 کی گردش سے سکو گردش ہوا سیلے خاص جرج اُسکا نام ہر باقی مجاز البس اس صورت میں کہ سب
 ایک دوسرے کے پیٹ میں ہیں دیوار ہونا ایک دوسرے کا ایک دوسرے کیواسطے ظاہر
 ایسے نور بصر کہا ہوا اور کیسا قلعہ عالی شان ہوا کہ جسکی رفعت سے میدان عرصہ نام محل اودانی کا
 ایک ادنیٰ فرش ہوا اب اسکی بلندی کو غور کرو کہ رواق اودانی کی بام جب اسکا ادنیٰ فرش ہوا تو اسکا
 بام کی بلندی کما تک ہوگی اس شہر میں اقتباس ہوا یہ کریم سے فلکان قارب تو سین اودانی نہیں رہا فرق
 دو گوشہ کمان کا یا اُس سے کتر کا اور وہ قلعہ مثل بام چشم کے بلند ہوا اور بام چشم ابرو اور خود اس میں
 ایسا جیسے مرم چشم اسی سبب سے سیاہی اسکی در میان دریا کے ہوا حاصل یہ کہ یہ قلعہ دید میں واقع
 ہوا ایسا جیسے کہ مرم چشم کے گرد سفیدی بنزلہ دریا کے ہوا اور خود اس میں ایسا جیسے آنکھ کی بتائی ہوئی
 بسبب رفعت کے آنکھ کا ستارہ نظر میں آتا ہوا اسکی بنیاد تو صفا سے ہے لیکن سختی و مضبوطی اس میں
 ایسی تھی جسکی وجہ سے نہ سکندر نے اسکو لیانہ دارانے ہر چند بڑے اولو العزم تھی کہ سکندر و ہر
 سب پر محیط ہو گیا تھا باہر سے تو اسکو دیو مخفیق انداز گھیرے ہوئے ہیں دیو باعتبار جسامت و
 تنومندی اور اندر بالکل حورین آفتاب لقا بھری ہیں جو کبار وہاں کے ہیں وہ تو سب ایسے ہیں
 جیسے جاموس جنگی گردن گینڈے کی سی ہیں اور لڑکے وہاں کے سب طاؤس کی طرح زیر باغوش
 لقا اور عند لب لقا خوش شامل خوش آواز قولہ فریق او ہمہ سرخیل کاروان حجیم بہ طریق او ہمہ
 بر حد شاہ راہ فناہ سگان او ہمہ شیران آسان بیشہ کہ کسان او ہمہ غولان اثر وہاں سپاہ برین جہار
 معظم غنمشہ عالم بہ شب و آمدہ باضہ ہزار عر و علاہ قطار موکب اقبالانہ توجہ روسہ بہ
 سوار لشکر ارواح در فضا کے قفا بہ صفی کہ چون مزہ در پیش حاجیان میرفت بہ ہزارہ کو کہ ہر گز نہ
 ہزار ہوا بہ زود و مشعلہا بینوشت ہر بہ تیرہ سواد آیت اسری بعبدہ لیلہ تسلحا حدار سبیل
 کلاہد ار قمر نہ سپاہ ہر سپہر و لگا ہوا خدا بہ اللغات حجیم نام دوزخ توجہ رونے روبرو موکب

اردولی کا شکر اوردخ ملائک حاجب آبرو و دربان کو گہرے شکر تیر عطار و منشی فلک المصنعی یعنی جو
 رفیق وہاں کے تھے سب سردار قافلہ حجیم کے تھے یعنی کافر اور طریق ان سب کا موافق حدیث کے
 اے سزاے شرعی یا در شاہ کی انگوٹھا فنا کی تھی اے سب گردن زونی یا راہ ان سب کی شاہزاد
 فنا کی حد تھی یعنی سب کشتہ ہوئے گئے وہاں کے سب شیر جنگا بیشہ آسمان باعتبار بلند ی قلعہ
 اور نکتہ بنظر کفر اور آدمی وہاں کے سب خون آرد ہا صورت سیما نشان سجدہ کو کہتے ہیں لیکن
 یہاں جز سے ارادہ کل کا ہے جو صورت ہر ایسے قلعہ معظم پر شہنشاہ عالم رات میں ہزاروں غزو و غلا
 کے ساتھ داخل ہوا اس کیفیت سے کہ سامنے تو قطار لشکر اقبال کی تھی کہ اردولی میں حاضر
 تھا اور پیچھے کی فضا میں لشکر ملائک کے سردار آبروہ صف جو پلکوں کی طرح سامنے جا چھوئے
 کے تھے ہزار لشکر تھے اور ہر لشکر ہزار ہزار نشان والا بس ہر نشان والے کی فوج کیسی بیشمار ہوئی
 اس واسطے کہ صاحب نشان افسر ہی ہوتا ہے لہذا افسروں کی فوج لاجرم بے تعداد فوج ہوئی اور
 شعلین جو روشن تھیں بسبب شب کے ان مشعلوں کے کاجل سے عطار و منشی فلک نے سواد
 آیت سبحان الذی اسرے بغیہ لیلہ کی ماہ پر لکھی تھی پاک پردہ جسے سیر لائی اپنے بندہ کو رات میں
 اور ماہ میں سواد ہر بھی سہیل اسکا سلا حدار تھا سلا حداری سہیل کی باعتبار اسکے کہ یہ ستارہ
 میں کاہر اور شیخ یامانی مشہور اور کلاندار ماہ بنظر گولائی کے اور سپاہدار سپہر بلحاظ کو اکب
 سپہر میں بھی سپہ موجود اور خدا تو نگہدار ہی ہے قولہ سنان کشیدہ عطار کہ اے فلک سجدہ ہر زبان
 کشادہ زبان کہ اے زمانہ دعا ہر زبان تیج بخون حسود شہ سیراب وہاں فتح بشکر حال شہ گریاہ
 بن متابع شریع محمد مرسل بہ بدل مطاف امر خلیفہ دنیا ابو المریج سلیمان غمہ مستکفی بہ مدار خسر
 بنی شیخ دودہ خلفا بہ انام حق کہ شد اور امجد تعلق بہ بدل غلام بہ تن چاکر و یحان مولا بہ اگر صا
 کشاید بود بنام ہام و اگر بدینہ طراز بود کسان و را بہ زہی عطاسے تو پیرایہ بند ہفت قلم بہ
 خنجر لہرے تو سبایہ نگار نہ مرا بہ اللغات سنان مراد سنبلیہ سے کہ چنانہ عطار دکا ہے جسکے خوشہ
 میں سنان ہے بصدق قول جامی ج شمع جو خوشہ پرورد و صد دانہ در بر بہ بہر دانہ سبب غیش بر سر

جسکی ہندی تیونکر ہو کین ذوقین مصر عون کے آخر سے عذروت ہو زبان نام ایک منزل کا اٹھانے
منزلوں قمر سے کہ اسکے طلوع کا وقت وقت قبول دعا کا ہو مطامع فرمانبردار مستکفی لقب خلیفہ
معنی کفایت کنندہ بامورد و درہ خاندان اور کاجل پیرایہ زیور و ہمامہ مرعاجہ گاہ نہ رعائے آسمان المعنی
یعنی بلا حظہ اس علو و عظمت شاہ کے عطار و فلک سرکش پرستیدہ سے نیزہ تانے ہوئے تھا کہ ای
فلک سجدہ کر اور زبان جو وقت قبول دعا کا ہو زمانہ پز زبان کھولے ہوئے کہ دعا کر خاموش کیوں ہو
کہ وقت اجابت ہو صورت سجدہ کی خمیدگی فلک سے ظاہر اور کشادہ و کشیدہ اور زبان و زبان
اور زمانہ کیسے الفاظ عمدہ پر صنائع جمع ہیں فافہم و تہق زبان تیغ کی جسکی ہندی می پیلہ آورہ تو
وہمن کا خون پی پی کے سیراب ہو گئی مگر وہاں فتح کا شکر جمال شاہ میں گویا ہو کہ شکر خدا کا
جو میں نے جال شاہ کا کہ مدت سے مشتاق تھی ویکھا اور پاؤ شاہ کیسا کہ تن سے تو تاج شرع
محمد مرسل کا ہو تن اسلیے کہا کہ تن ہی مکلف تکلیفات شرع کا ہو تا وجود اپنے اور دل سے فرمانبردار
اخر خلیفہ دنیا کا اور خلیفہ کون ابورجیع سلیمان وقت جسکا لقب مستکفی باشد ہو اور مدار شرع
بنی کا کہ شرع گرد اسکے پھر تا ہو اور کہیں جگہ نہیں پانا اور اور جو خلیفہ گذرے سب کے خاندان کی شمع ہو
و وہ میں کیسا ایہام الطبع ہو برعایت شمع بعضی کا جل آوریہ جو پاؤ شاہ محمد بن تغلق ہو اس
خلیفہ امام حق کا دل سے غلام اور تن سے چاکر اور جان سے مولا ہو ای بندہ اور حکم ہو کہ اگر
پاؤ شاہ کوئی قلعہ فتح کرے تو امام کے نام ہو اور جو کوئی شہر بسا کر آراستہ پیراستہ کرے تو وہ
اسکے آدمیوں کے واسطے ہو یعنی پاؤ شاہ کے عجب تیری عطا ہو جو پیرایہ بندہ ہفت اقلیم کی ہو
ای لباس وزیر کہ سامان آرائش ہو اور عجب تیرا نشان کہ نوں چرا گاہ پر سایہ نگار ہو ای سایہ
انداز کہ وہ نو آسمان میں چرا گاہ باعتبار سبز رنگی اور نیز بلحاظ بعض اشکال فلکی جیسے برہنہ
جدی پتہ کا لفظ پیرایہ بند میں برعایت پیرایہ کہ جامہ کے معنی بھی اسکے ضمن میں ہیں کیسا تیغ
قولہ بساط بارگست صد چو اطلس گردون و غلام پاگہمت صد چو پاؤ شاہ خاتم فروغ سائے
چتر سیاہ تو خورشید و فرد پایہ تخت بلند تو جزا و بدان خدا سے کہ ہر صبح افسر باقیوت

نماں بر سر این چرخ لاجورد قبا کہ اندر بسیر و بدور فراق حضرت شاہ بدستار ماندند پود از دواے
 عشرت ما نہ دور چرخ بدوران شاہ میخواستند کہ پیش بند نگر و دوز آفتاب جدا بد ہمیشہ ناکہ دور در آن
 کلاہ زر پوشند قباے سبز مرصع شب سیاہ روداد ہزار سال بقا پادشاہ عالم را بد و یکاے
 ساعت آن سال ضد و صفر و روز جزا بد بچاقما سے جہان گو شوارہ جان باد بد شمار این سے
 یکداند لولوب سے لالہ اللغات اطلس نام پارچہ اطلس گردون فلک نہم کہ نقوش ستارون سے
 صابن ریائیکہ صفت نوال بدان میں باقسنیہ ہوا سر باقوت آفتاب لاجورد قبا سبز قبا بسیر بالفتح
 روانی و جود و مغرب پیشین احو پیش ازین بدر مصنف آفتاب شاہ کلاہ زر قمر مرصع باعتبار
 کوکب حلقہ جمع خلقہ یکداند لولودر یتیم لالہ روشن المعنی یعنی اطلس گردون کو ایک ہی ہوا
 تیری بارگاہ کی ایسی ایسی سیکڑون بساط ہین اور تیری صفت نوال میں جو جوتیان اُتارنے کی
 چہرہ ہوا سے پاوشاہ صد ما غلام کی طرح کھڑے ہین تیرا چہر سیاہ ایسا روشن ہو کہ یہ آفتاب اُسیکی
 جھلک ہی اور تیرے تخت بلند کے پائین میں جو زائش چاکرون کے کھڑا ہوا جو زائش ایک شکل ہے فلک پر
 لوار حامل کیے چو بدست ہاتھ میں سیلے اوپر کو اٹھائے جیسے کوئی کسیکو مارنا چاہتا ہو دو کرسیوں پر
 ہڑی ہوا گویا جو زائش تیری بارگاہ کا چو بدست ہوا بعد کے دو شعر قطعہ بند ہین یعنی قسم ہوا اس حسد کی کہ
 صبح تاج یا قوت کا جو آفتاب ہوا اس چرخ سبز قبا کے سر پر رکھتا ہوا یعنی ہر صبح آسمان کو تاج یا قوت
 بشتا ہوا آئندہ جواب قسم کا ایسی بدور فراق دربار پادشاہ کی چلی کہ ہماری روداے عشرت کا تانا
 ناسب بر باد و تار تار ہو گیا یعنی عشرت کا سامان کیا معنی چادر تک بھی نہ رہی اب بد دور چرخ
 سے دور پادشاہ میں یہ سوال کرتا ہوا کہ اتنا مقابلہ آفتاب سے جدا رہا سو رہا آئندہ کو اس مقابلہ سے
 داغ رہے جیسے بدو تلم رات مقابل آفتاب کے رہتا ہوا سلیکے کہ میں ہمیشہ بدو ہوں نہ بدو یکتہ پس
 شبہ اُسکے پیش ہی نہ ہوں آگے دھما سے تابید ہوا یعنی ہمیشہ جب تک قبا سبز مرصع شب سیاہ روا کی
 ہ زر کی پہنے شبہ کی سیاد و حوائی ظاہر قبا سبز مرصع باعتبار آسمان و کوکب کے اور کلاہ زر راہ
 کہ زر و معلوم ہوتا ہوا پادشاہ عالم کی ہزار سال بقا ہو لیکن ایسے ہزار سال کہ ہر ساعت اُسکے سسل کی

روز قیامت سے دو کو بنے ہوا اور جہان کے حلقوں اور گرد و ہون میں شمار ان تین یکداند گہر کا جو تیس
 اشعار میں یکداند اور در عینم لور و روشن سے گوشتوارہ سبکی جاں کا ہودے اوپر دوسرے شعر میں چتر سیاہ
 کو سیاہ تن میں لکھا ہو حالانکہ کئی جگہ چتر سیاہ عباسیوں کا مذکور ہو چکا ہے اس لیے کہ خلفائے عباسیہ
 کی پوشش سیاہ ہوتی تھی چتر بھی سیاہ ہو گا اور سیاہ پوشی اس کے غبا کی رعایت سے ہو کہ یہ بھی آل عباس کا
 این دوسرے چتر سیاہ بمعنی ہر اور نیز تن میں سی و یکداند بطلعت لکھا ہے اور بخشی اپنے بھی اس کو اختیار
 کیا ہے اور سی و یک لکھا ہے حالانکہ اشعار کل سے ہین نہ سے و یکا بس میری سمجھ میں سی باضافت
 موصوف اور ایکداند لور سے لالا صفت کہ موافق اس کے میں سے منے لکھے ہیں

اور برج سلطان محمد تغلق و توصیف ستارگان

قولہ بر سر چاہ زہرہ بین آہو ز رنگار را بہ میل سوے کمان نگر ترک سنان گذارہ را بہ بر سر طاس آگون
 سوے سر اسے مشتری بد رقص کمان ودان نگر ساغر ز رنگار را بہ روی روز راز نہر رفت کلاہ زرب
 صدرہ نیچ کیشہ شاہد ز نگار را بہ نقطہ زرد تا شود بر ورق سحر رقم بہ او کہ بدست آوری چو درہ مسلم
 آن نگار را بہ خیز کہ لالہ زار شد سبزہ نشانہ نشتر بہ رو تو ز لالہ بر فگن سنبل تابدار را بہ بھی سفینہ
 جان بلب آمدہ در محیط غم بہ این ہمہ بہست از تو ام نیست رجا کنار را بہ بسندہ حل شدہ سو عفت و کمر
 روان شود بہ گرو شو شکر برے ساغر خوشگوار را بہ بدر پردہ ز شفق کند این دو ستارہ ہر از غم بہ گرو
 شکر نشان کئی فعل ستارہ ہار را بہ مار سیہ چو حلقہ زو گرو منہ تو لاجرم بہ حرز بقائے خود کم بہ دست
 شہر بار را بہ یہ تیج بھی بحر جزین ہوا کان اسکے مشتعل مشتعل مشتعل اللغات چاہ زہرہ
 برج عقرب کہ خانہ وہاں زہرہ کا ہی بین نام ساز مناسب زہرہ کہ لوی فلک ہی آہو ز رنگار آفتاب
 کمان برج قوس بر کن سنان گذارہ آفتاب طاس آگون فلک سر اسے مشتری برج خوش ساغر
 ز رنگار قر کلاہ ز آفتاب صدرہ بالضم پیرا ہن تیج بافتہ ز نگار شب شاہد اسکا قر نقطہ زرد
 آفتاب لالہ زار شفق سبزہ ہر او فلک سے وزنگ انپ نشتر ستارہ لالہ رخ سنبل زلف سطل
 شدہ شراب جقد گروند ان شکر لب شفق سرخ رنگ دو ستارہ چشم مار سیہ زلف حرز بقوۃ الحق

یہاں وقت ہے کہ آہو زنگار آفتاب سرخاۃ زہرہ پر ہے جو برج عقرب خانہ زبان زہرہ کا ہے اسکے سر
 پر ہے اور اُس سے نکل کے رغبت برج قوس کیطرت رکھتا ہے ترک سنانی گذار بھی وہیں ہے سب سے
 سنان شجاع جسکی کوئی تاب نہیں لانا اور اس طاس نیلگون پر کہ مراد آسمان سے ہے ساغر زنگار
 یعنی ماہ ناجا اور دوڑتا مشتری کے گھر کیطرت جو قوس پر چلا جاتا ہے رومی جو روز کا ہے کہ گناہ روز
 سے ہو حسب اضافت بیانی اسکے سر سے کلاہ زر کہ وہ آفتاب ہے اور ترکی یعنی دن نہرا آفتاب
 ووب گیا جسوقت کہ پیرا بن بافتہ ایک شب کا شاہ زنگبار نے پہنا کہ وہ ہلال یکشنبہ ہے اور زنگبار
 شب یعنی شب ہوئی ہلال یکشنبہ روشن ہوا بس نقطہ زر و جب تک کہ ورق سحر پر رقم ہو یعنی
 آفتاب نکلے تب تک یہ ہو کہ اُس نگار کو ڈھونڈو جو معشوق ہے شاید کہ قلم کیطرت تیرے ہاتھ
 میں آجائے اور شب تیری بڑی عیش سے گزرے اس واسطے اٹھ کہ لالہ زار یعنی مشفق
 جانا رہا اور سبزہ یعنی فلک نے فترت جو ستارے ہیں چیلادیے بس اب تو چل اور سنبھل تا بارہ
 کو رخ لالہ سے ہٹا یعنی زلف کو رخ معشوق سے اٹھائیں ایسا محیط غم میں ڈوبا ہوں کہ کشتی کیطرت
 جان میری لب پر آگئی ہے اور یہ سب تیری بدولت ہے جس سے مجھے یہ امید نہیں کہ کبھی اس محیط
 کے کنارہ جا لگوں اور محبوب اگر تو ساغر خوشگوار کو اپنے شکر یعنی لب کیطرت لیجائے تو ایسا ہو کہ گویا
 بسد مل شدہ جو مشرب ہر رخ رنگ مثل مونگے کے ہے عقد گہر کی طرف روان ہوے عقد گہر و دان
 بسد مہیاں اور امی محبوب اگر تو اپنے لعل ستارہ باء کو لب میں شکر افشان کرے کہ مراد و کلم سے ہے
 تو بدر اپنے دونوں ستاروں کو کہ وہ آنکھیں ہیں شفق یعنی اشک سرخ غم سے بھرے تیرے ماہ کے
 گرد جو چہرہ ہے ہمارا سیاح خلق زن ہو رہا ہے کہ وہ زلف ہے ایسی صورت میں مجھ کو اپنی بقا و زندگی بحال
 معلوم ہوتی ہے لاجرم اپنی بقا کی حفاظت کو تعویذ و صحت پاؤ شاہ کا بناؤں کہ اُس سے ہر کسی کو
 ہر حال میں پناہ ملتی ہے جو قولہ حاکم طول و عرض ارض آنکہ ہزار طعنہ زد و لعل سم سمت را و باج سفید
 یار را والی عرضہ جہاں شاہ محمد اکبر زد و بر سر طاق آسمان خیمہ اعتبار را و او بہ تار بزم تو
 مطرب فلک و در لکن زمر دین گو ہر ہمارا ہر ششم ہفت خوان چو شد کاٹہ خوان مجلسست ہر شہدین

نگون کنند حاسد گر گسار را بدشاہ فلک کم از نقطہ فتادور میان بد عرضہ چو داد قدر تو صحن سرا
یاد باد شب ز سر ہلاکت از سلسلہ بر بحر نند بد مذہب امان و بد چادر مستعار را بد در بر کسر
جاے میں رنگی زرد جامہ را بدیم بزمیر پاسے میں ترک سیدہ عباد را بد قبر تو گر خواص را منع کند
کجا بود و میل برادر اجل زادہ کو کنار را بد روسے مذہب برستی کلب تو کرد آنجنان بد پیش ندیدہ
کس بچین رنگی زلف یار را بد اللغات سفید یار شاہ پہلوان متطرب فلک زہرہ لکن زمر و نیک
گوہر ستارے مفتخون وہ جو رستم نے سات منزل میں دیون کی ضیافت کی تھی ہتھوڑیں اسپ
بار بار عام شب سیاہی ہلال قلم یا انگشت سلسلہ سطور سحر کا غدا چادر مستعار روشنی ناہ سیم کاغذ
قلم برادر اجل خواب زادہ کو کنار افیون المعنی یعنی وہ شہر یار حاکم طول و عرض زمین کا ہوا
کل زمین کا اور ایسا شہر یار جسکی سمند کے نفل سم نے ہزاروں طعنے تاج سفید یار پر مارے اور
وہ شہر یار حاکم میدان جان کا ہو کہ نام اُس شاہ کا محمد ہو اور ایسا شاہ کہ جسکے اعتبار کا خیمہ سر پہ
طاق آسمان کے کھڑا ہو یعنی عالم سفلی کیا اعتبار اُسکا عالم علوی تک پہنچا ہو اسی مروج تیری بزم
کے نثار کیو اسلے زہرہ مطربہ فلک نے گوہر ہیشمار کہ ستارے ہن لکن زمر وین فلک میں بھرے
ہن تاوان جاؤں اور اہل بزم پر نثار کروں ہفت خوان رستم کے تو مشہور ہن مگر اگھوان اُسکا
تیرے مجلس کے خوان کا ایک کا سہ ہر مقابل ان ساٹوں کے گراس کہنے پر میرے حاسد حسد کرے تو
اُس گسار کو تیرے ہی گھوڑے کا شیر نگون کرے یہ دعا ہو حاسد کے حق میں گر گسار کی مثل
گرگ کی ہندی گنڈا اور سار یعنی مانند جبرایت شیر و اسب حاسد کو گرگ کہا ہو تیری قدر نے
جب اپنے سرے پار عام کے صحن کو عرض و پیش کیا تو دائرہ فلک کا اُس میں ایک نقطہ بڑا بر بھی
نہ بڑا نقطہ سے بھی کم ہوا ایسا اُسکا صحن وسیع ہو معمول ہو کہ چاند سے قصب یعنی کتان تار تار ہوتا
اور قصب کا کاغذ بھی جتنا ہو بس اگر شب یعنی سیاہی تیری سپر ہلال قلم یا انگشت سے سلسلہ
سحر چور کھے یعنی سطرین کاغذ پر لکھے تو چھ قصب کے کاغذ سے ماہ اپنی چادر مستعار روشنی کو
جوا قتاب سے عاریت لی ہو امان دے یعنی اُس روشنی کی جو قصب کو پارہ پارہ کرتی ہے قصب

امان ہو جائے کہ پھر آفتاب چھین سکے اور تیر دوست فیاض کی بغل میں دیکھ تو زنگی زرد و خایت سلم کو
 کیسی جگہ ملی ہو تو اُسکو ایسا جان کہ ایک ترک سپہ سالار ہو جسکے پانٹوں غنکے نیچے سیم ہر ترک سپہ سالار
 باعتبار سپاہی نوک قلم کے سیم باعتبار سفیدی کاغذ قہر تیرا اگر خواص کو منع کرے گو خواص مہل
 نہیں رہ سکتے جو جسکا خاصہ ہو وہ ضرور ہی غل کرنا ہی مگر تیرے قہر کی ممانعت سے زادہ کو کٹا رکھا
 جو افیون ہو کہ از بس خواب آور ہو جیسے افیونی کی پیکی مشہور ہو ہرگز برادر اجل کی طرف کہ
 خواب ہو رغبت نہ کرنے جیسا کہ خواب کی تعریف میں النعمان الموت آنحضرت سے فرمایا ہو
 تیرے کلاک نے تیری رو سے زمین کو ایسا سپہ سالار دیا کہ اب تک چین زنگی زلف یار کی ہو گئی
 سو ہو گئی اب آئندہ کو ممکن نہیں کہ سو اسٹے وہ بھی سیدھی ہو گئی بنظر اسکے کہ شاہ راستی پسند ہو
 حال آنکہ چین زلف زنگیوں کی خلقی ہو کہ سب کے بال گھونگر وال ہی ہوتے ہیں انکی سرشت
 یہی ہو قولہ رو کہ زلفی بجز تیغ تو نیست در جهان قطرہ آب در جگر دشمن و لہکار را بہ تاکہ
 خزان سو سے رزان در دہد آب زعفران بہ پرز و دست زر کند دامن سبزہ زار را بہ تا بچال
 در تو زار بر چو بحر شمرن بہ رشتہ پر در رکن سوزن نوک خار را بہ تا دم سر و زہرہ از رشتات منجمد بہ
 قبہ نیگون کند فلک کو ہنسار را بہ باد بہ تیغ تو رہن ملک سرسے و ملک دین بہ تا بخلیط شاعران من
 کنند جابر را بہ تا دل سالی سال و مہ از نشات لطف حق بہ غالبہ در دہن نہد زار ہر روزہ دار را بہ
 صحن تو باد جلوہ گر و صفہ ہشت باب را بہ خلق تو باد طعنہ گر بسے خوش بہار را بہ تاکہ عروس نظم را
 جلوہ کنند راویان بہ بہتر ازین نیافت کس دانہ گوشتوار را بہ اللغات تا انتہایہ سو سے
 ترکی ہیں یعنی آب زعفران زردی درست زر برگ زر و جبال کو ہنسار خوب گرمی اور کنا یہ خطرات
 سے بہتر یہ کہ سردی ہشتاب سے کہہ ہوا سے لفظ نرم سرمے شخت و ہر یک کنند رشتات منجمد ترالہ
 تیغ و برت خلیط شریک ملک شاعران اہل شرع جابر ہمسایہ دن سال رمضان کہ خلاصہ
 ایاست نشات باد ہاے نرم المعنی بیان دشمن مدح کا ہو کہ وہ ایسا مفلس ہو کہ سو سے
 میری تیغ سے کہ یہ تو ایک قطرہ آب اُس دل افکار کے جگر میں ہو اور کچھ نہیں ہو تو جانا اپنا کام کر

آب و عاتابید ہر جب تک خیزان ہو نگور و ن کی طرف آب زعفران روان کر سہ یعنی آنکھ زرد کر
 اوہ دامن سبزہ زار کو اشرفیون سے بھرے سینے زرد زرد دیتے درختوں کے گزین کہ یہی عمل
 نوزان کا ہو اور جب تک بھاڑوں میں آیام تھوڑے ابر بانہد بحر میرے شہر کے سوزن نوک
 خار کو رشتہ پر در کرے یعنی قطراں نوک خار پر ایسے معلوم ہوں جیسے موتیوں کی لڑھی اور
 جب تک دم سوز نہر میر کا اوسے اور برف برسا برسا کے قنداری جوٹی پہاڑوں کو خیمہ یگون بنا
 تب تک تیری تیغ کے رہن میں ملک سری و ملک دین کا رہے ہے شہر گت کے اور جب تک
 شارع شریک ملک کے ہوتے ہمسایہ کو خرید مکان سے منع کہ زن اور جب تک دل سال کا
 یعنی ماہ رمضان سال و باہ ای ہمیشہ خوشبود لطف حق سے زاہد روزہ دار کے دہن میں خالیہ
 رکھے ای خوشبود کرے ہمساکہ فرمایا بودہن روزہ دار کی بوشک و زعفران سے اشرف و بہتر ای
 تب تک سخن تیرے گھر کا ایسا ہو جو فی نفسہ یہ معلوم ہو کہ روزہ ہشت باب کا جلوہ گری کر رہا ہو
 اور باغ جنت کا کھلا ہو اور خلق تیرا طعنہ زن بوسے خوش بہار کا ہو شعر آئینہ فخر یہ ہو کہ جیسے
 شعر اعرس نظم کا جلوہ کر رہے ہیں کسی نے اس سے بہتر دانہ یعنی موتی گو شوارہ کیواسطے نہیں
 پایا اتن مطبوعہ میں اس شعر کو باد بہ تیغ تو رہن ملک سرا کے ملک و دین لکھا ہو میرے دانست
 میں ملک سری و ملک دین ہی آئینہ ناظرین اہل فہم کی رائے میں چو کہ ترے

در مدح پادشاہ ہند متضمن برجہ خیالات

قولہ غرابی کر دہن انداخت دوش آن بیضہاے زہر بودش از قضا نا کہ عقیاب آتشین شہید
 خروس آنکہ خروشان شد کہ این نہ بال طوطی را نہ نمان شد باز طاؤس از نہیب باز زمین پر
 درون بلبابہ خوش شد مدارای حور و زہدش نہ کہ آن مرغیست فردوسی کہ دازد و در دہان کو خرد سپید
 جام زردی را ازان بر طاس سبز آرد نہ کہ از دست سیہ چشمان بلب گیری می اخگر چہ ز برق
 رنگی گریبان فند دستار سیاحی چو باز آں روحی خندان نہد بر سر کلاہ زہد بہر دست آراہی سنم
 جامی کہ در میخانہ شادی چو کیے خشت بر خرم بہتر از صد تاج اسکندر بہ غنیمت دار این دم را

کہ وہ در جام دنیا کے بوندہ دارش مانہ نے دار اندہ قصرش مانہ نے فی قصر کینشت نامہ راوی نیست الا حبت دنیا پر بست
جاودانی نیست الا حضرت داود علیہ السلام حق محمد شاہ بن تعلق ہو کہ کل رایت رایش بود چون صد شہ غاورد
یہ مع بحر نرج من ارکان اسکے مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین
زر کو اکب عقاب آتشین شہر آفتاب زبال طوطی فلک باز یعنی بار دیگر یعنی مرغ معروف طاؤس شب
نہیب مالہ نہاب یعنی عنیت باز زرین پر آفتاب جو معشوقہ کو خمر شراب سپیدہ صبح جام زرد آفتاب
طاس سبز فلک سیہ چشمان معشوقان رنگی گریان شب باعتبار کو اکب یا شبنم کلاہ سیاہی ماہ رومی
خندان صبح کلاہ زرد آفتاب کینشت بضم اول و کسر ثانی معبد یهودان و جاے بستر خکان شہ غاورد
آفتاب المہنی یعنی غراب شب نے جو رات وہ بیٹے زر کے اپنے دہن سے اگلے تھے کہ وہ کو اکب
ہین ناگمان گردش فلکی سے عقاب آتشین شہر انکو چین لگیا یعنی آفتاب قرن مطبوعہ میں بجائے
غرابی غزالی لکھا ہے ایسے ہی محشی نے بھی اب کوئی کہنے کہ غزال کے انڈے کب ہوتے ہیں اور
اگر یہ کب آجائے کہ انڈا دہن سے کب ہو سکتا ہے لیکن کو اکثر اور پرند کے انڈے اٹھاتا ہے
اور تشبیہ ادنیٰ مشابہت میں درست ہو جاتی ہے اسوقت مرغ صبح نے شور کیا کہ اس طوطی نو باز
والی کا جو ایک طاؤس تھا لوٹ باز زرین پر آفتاب سے پھر چھپ گیا طوطی آسان نو باز و باعتبار
نو طبق طاؤس ہیئت شب کی مع ماہ و انجم کے درون بلبہ کا بہت ہی اچھا ہے کسوا سٹے کہ شمین
شراب طرب افزا بھری ہو بس ای معشوقہ اسکو بند و مہر میں مت رکھ اسلیے کہ وہ ایک مرغ فردوسی ہے
جسکے منہ میں کوثر بھرا ہے یعنی شراب یہ سپیدہ صبح کا جو جام زرد آفتاب کو طاس سبز فلک پر نمود کرتا ہے
اس سے یہی اشارہ ہے کہ سیہ چشموں یعنی معشوقوں کے ہاتھ سے شراب سرخ لبون تک پہنچا
فرق رنگی گریان سے جو شب ہے اور گریان باعتبار کو اکب یا شبنم کلاہ سیاہی گر جاگلی کہ یہ کلاہ ماہ ہے
جب رومی خندان اچھا آفتاب کلاہ زر کی بھر سر پر رکھیا گاہیں ایضاً ایک جام ضرور اسنے ہاتھ
میں لے اور ہلکے و سہرور میں لاکسوا سٹے کہ میخانہ شادی میں ایک خشت سرخ کی سیکڑوں
تاج سکندر نے بہتر ہے اسلیے کہ سکندر کی عیونیت امور ملکیت کے غم سے خالی نہیں کہ سکندر پر ہر ملک کیا

اور شراب سارے غم کو غلط کر نیوالی تو اس دم کو غنیمت جان کہ اس جام میناے فلک کے
 دور سے نہوارا کو چھوڑا تو اس کے دار کو نہ قیصر کو چھوڑا نہ اس کے قصر کو دارا و دارا و قیصر
 و قصر نوعی از صنعت اشتیاق تو اہل دنیا کی صحبت سے مجتر ہو اس واسطے کہ کنشت نامرادی
 کے یہی ہو اور کنشت کے معنی دیکھے کیا ہیں اور اگر بہشت جلاو دانی چاہتا ہو تو ہمارے حاکم کے
 بارگاہ کا طالب ہو کہ سوائے اسکے کوئی بہشت نہیں اور وہ حاکم ولی عہد امام حق محمد شاہ
 بیٹا تعلق کا ہو جسکی رائے روشن کارایت ایسا رفیع و وسیع ہو کہ شاہ خاور یعنی آفتاب جیسے
 نورانی سیکڑوں اسکے سایہ میں پس جب آفتاب جیسے نورانی اجسام اسکے سایہ میں چوسپاہ
 ہوتا ہو تو اب اس رائے کی نورانیت کو قیاس کیا جائے کہ کس قدر بھگی

سطح ثانی

تو کہ چہرہ احتیاج آدم کہ آید در برم دلبر نہ اگر چہ بازم از غمرہ چہرہ احتیاج نہ در برم نہ ہر اسے شور سے
 بختم لبش در بستہ در بستہ ہر اسے تلخی عمر نہ باتش رستہ از شکر نہ ز سہم صبح جدیدت را و دوا خیر
 زرد و ماہ نو نہ خسی باغ غدارت را و لالہ و رد و نیلو فر نہ ز سہم ترک کمان ابرو کہ چشم راست
 پیوستہ ہر سنا ہر دگر رد و ہند و طفل بازی گر نہ تو آن سرور کے کہ دارے تلخی و دوشنہ میں ہیک
 غنچہ ہر من آن ابرم کہ مبارم دو صد نسیرین ز یک عہر نہ لبست را و رشفق پروین و پیرازہ ہر دگر
 ہمد روا شک چون پروین ہمہ ن چشم چون ساغر ہر من سرگشتہ را زلفت چہرہ را شہتہ مسی زار و ہر
 پریشانی چہ بیرون شد بعد شاہ بجز و بر نہ چہ چہرست آنکہ در آب روان موجش زند آذر نہ کنارش
 در میان سر میانش مسکن آذر نہ اللغات نبات گیارہ و مصری پستہ لب و دوا خیر چشم ماہ نو
 ابرو غنچہ ابریکسر رخسار دولالہ و دون جانب پرہ کے و نیلو فر نہ زلفت و ہند و طفل بازی گر ہر دگر
 چشم سے و دوشنہ میں و ندان چو تلیس مشہور ہر من غنچہ دہن نسیرین اشک عہر قسمی از زکس
 ہر دوشنہ چہ را دگر بچہ سبب بخر تیج آب روان جان و دست ممدوح آذر آتش پاخون سر قبضہ
 میان نیام آذر تیج کہ مار کی شکل ہر المعنی یعنی کیسی را حنین مجلو اسوکتہ میں ہونگی جو دلبر نہ

بغل بن ہوا اگرچہ وہ غمزہ جانتان سے پھر میرے سینہ میں جرات ہی جرات بھر رہے واسطے
 شور می میرے بخت کے لب نے اُنکے بستر میں دروازہ بند کیا بستر دہن بستر کی تشبیہ دہن
 سے باعتبار اُسی سوراخ کے ہر چو بستر کے سر پر کچھ کھلا ہوتا ہو صفت تنگی دہن کی تشبیہ پوری
 اور در بستر سے مراد خموشی تکلم نہ کرنا جس نے میری شور بختی بڑھ گئی اور واسطے تلخی عمر کے
 سبزہ اسکے لب چون شکر پُر جام شور کا لفظ مناسب بستر کے کہ اکثر بستر کو روغن میں بھون کے
 نمک سے کھاتے ہیں بستر بستر تجنیس خطی دو در تجنیس ناقص در بستر و در بستر بالضم دونوں
 ہو سکتے ہیں نبات میں ایہام ہو کہ مصبری کے معنی میں بھی ہو کیسے اچھی صبح تیرے چین کی
 ہو کہ جسمیں دو ستارے دوناہ نوین ہیں کہ دونوں دو چشم دو دوا بروہن بخلاف اس صبح عالم کے
 کہ نہ کوئی ماہ نوٹ کوئی ستارہ اور کیا ہی خوب باغ تیرے عذار کا ہو کہ جسمیں دو گل لالے کے دو گل
 نیلوفر میں ہیں کہ وہ رخسار و زلف ہیں حال آنکہ یہ دونوں بھی جمع نہیں ہوتے سینے لالا اور نیلوفر
 کس واسطے کہ لالا خالی ہو اور نیلوفر آبی اور کیا ہی ترک کمان ابرو کا ہو کہ ہمیشہ تیری چشم کے گرد برگرد
 کہ وہ چشم دو ہندو طفل باز گیر ہیں سان لیے ہوئے ہو تاکسی لگا نہ بڑے پائے ہندو باعتبار
 سیاہی چشم کے اور طفل باعتبار مرد و مک کہ غمزدہ ہوتی ہو باز گیر اس لحاظ سے کہ کھیل ہی کھیل میں
 دل لیلیتے ہیں کچھ بڑی وقت نہیں ہوتی تو وہ سر ہو کہ ایک غنچہ میں تیرے بتیس نسریں ہیں
 کہ وہ دندان ہیں اور ہیں وہ ہون کہ میکڑون نسریں ایک نرگس سے بر مارتا ہوں نسریں مراد
 اشک سفید سے نرگس کنا یہ چشم سے لب تیرے تو شفق میں پروین رکھتے ہیں اور پروین کا یہ
 حال کہ اُنکے عشق میں منہ اُسکا بالکل اشک سے پروین اور چشم اُسکی ہمدن ساغر ہو اشک
 سے لبریز شفق سرخی لب پروین دندان میں حیران ہوں زلف تیری مجھ سرگشتہ کو کیوں ابشتہ
 کر رہی ہو جب کہ پریشانی اس شاہ بحر و بر کے عہد میں نکال دی گئی ہو آیتا کہتے ہیں کہ کیسا
 دیر یا ہو ای تیغ کہ آب روان جان میں موج اُسکی آگ لگاتی ہو کنارہ تو اس دریا کا درمیان
 نر کے ہو اور میان اُسکا مسکن اُردو کا کہ وہی تیغ ہو اور میان سر یعنی جب سر کو اُڑا کے

ظاہر ہوتی ہو معلوم ہوتا ہے یہی اسکا کنارہ ہے اور کنارہ کٹا رو سر و میان تینوں میں ایہ نام بھی ہو
اور مرابطات النظر بھی قولہ محیط پنج شاخ از دسے بزرگ قطر دران ہر دم کہ خواہد از رخ
عالم بشوید گرد و سوز و شرہ زبان کردار چون رویم ہوے خون ز راندودہ بہ مشہ دیدار چون
چشم ہمہ رویش پر از گوہر نہ ز چرخ سنگ بگدازد وصلش نہ آتش نازد اگر روزی سپر افرازد
رہاید از ملک افسرہ فرزند لالہا آندم کہ در برگ چنار آید بہ دہر ہر دم دیدہ خیالش برگ
بید تر بہ ز چرخ از تابسی دارد ہمہ رویش پر اختر بین بہ ہند او نسبتہ دارد ز نگش سیرہ دل نگشت
سہ حرکت نام آن طوطی سلب کرتن زبان دارد و دہر و بلبل ز سر پر دارد کہ اورا چار صد شہ
برہنہ گردون آید چوایسان از در خانہ و در اندازد سراز عورت قفا کے دشمن سرور بہ چہرست
آنکہ برن خشک میو شد با برتر بہ چہ فرست آنکہ سرور مشک دارد چون خورد خجہرہ اللغات
محیط پنج شاخ دست باعتبار پنج انگشت قطرہ تیغ دم وقت و مناسب تیغ ہندی و ہار ز راندودہ
مراد قبضہ سے کہ ز راندودہ ہوتا ہے دیدار یعنی دیدن و چشم و رخ نمودن و مشہ دیدار بشکل مشہ لالہا
مراد از خون برگ چنار پنج برگ بید تیغ کہ مشابہ اسکے ہے چرخ آسمان و سنگ فسان اختر جوہر
تیغ نہ حرکت می تیغ طوطی سلب سبز جامہ برق قلم برن خشک کا غذا برترید او خانہ نیام
المعنی یعنی محیط پنج شاخ جو ہا کہ ممدوح کا ہے بنظر پنج انگشت کے ایک قطرہ اس سے جو مراد تیغ
ہے ہی اس سبب سے ہر دم لجا تا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ رخ عالم سے گردن شور و شر کی دھواؤنوں
اور وہ تیغ زبان کردار ہے یعنی مثل زبان کے زخمی کرنے والی ہے جسکا زخم بھرتا ہے نہیں جیسا کہ
کہا ہے ع و لایلتام ما جرح اللسان بہ اور مثل میری صورت کے بوسے خون سے ز راندودہ
یعنی اگر جو خون کی پائے تو زریط تازہ رو ہو جائے اور مرزہ ویدار یعنی دیکھنے میں ایسی معلوم
ہوتی ہے کہ مثل میرنی چشم کے بالکل ضرورت اسکی گوہر سے بھری ہو اسکی گوہر اشک اور تیغ کے
گوہر مرصع ہونا اسکے نیام قبضہ کا کوہ اسکے ہر سے گلتا ہے اس سبب سے کہ تیغ باہن سے ہے
اور باہن جگر گوشہ کوہ اور زہر بھی کوہ سے ہے لیکن زرا اسکے وصل سے جو قبضہ وغیرہ ہوتا ہے

دنا کر راہی اور جلیسی دن سر اٹھاتی ہو لینے نیام سے لگتی ہو یاد شاہون کے تاج جبین لیتی ہو
 جسوقت کہ چہ چنارین آتی ہو لینے ہاتھ میں کہ شاخین اسکی مثل پیچہ دست کی ہونی ہین تولالے
 کھاتی ہو جو کنا یہ خون در خون بہانے سے ہو اور مردم دیدہ جو اسکو خیال کرتی ہو تو برگ بید تر
 بناتی ہو تر بنظر آبدار کیے برگ برید بلحاظ صورت تیغ کے اور اگر تیغ لینے فسان سے چکات پائے
 تو منہ اسکا اختر سے بھرا ہوتا ہو لینے جو ہر تے اور ہند سے بھی نسبت رکھتی ہو دیکھئے زنگ سے
 تیرہ دل ہو جاتی ہو بھی نسبت ہند سے ہو اس طوطی لباس کے نام میں تین حرف ہین طوطی
 لباس باعتبار اصالت آہن کے کہ نیلگون ہوتا ہو شعر انیلگون و سنبر کو ایک ہی ٹھہراتے ہین
 اور اپنے تن سے زبان رکھتی ہو جسکو بیلہ کہتے ہین کہ وہ بھی جزو تیغ سے ہو نہ مثل اس زبان
 کے کہ علیحدہ ہو نہ جزو اس جسم کی اور یہ طوطی اپنے پروں کے نیچے دو بلبل رکھتی ہو اس سے
 یہ اشارہ ہو لفظ دو کے دس عدد ہین اور حرف یا کے بھی دس عدد جنکے چار سو سر ہین کہ وہ
 حرف تا ہو جسکے چار سو عدد ہین بلبل مراد کعبت کا ہو جسکے عدد پانسو ہین اور دو بلبل کہنے
 سے مضاعف مقصود ہو جو ہزار ہوے اور غین کے ہزار عدد ہین بس یا و تا وغین سب سے
 تیغ حاصل ہوا اور اس شعر میں لفظ و نشر غیر مرتب ہو معاً تیغ میں اگر وہ تیغ ایمان کی طرح برہنہ
 اپنے گھر سے نکلے اور کھر اُسکا میان تشبید تیغ برہنہ کی ایمان سے حسب قول سلف کے ہو
 کہ ایمان کو برہنہ اور تقویٰ کو لباس کہا ہو چنانچہ لباس التقویٰ قرآن مجید میں نازل ہو اور تیغ کا
 اپنے گھر سے نکلنا یا غنث راستی و درستی ایمان کا ہو عبرۃ و سیاستہ عرض جہان وہ تیغ اپنے
 خانہ سے برہنہ برآمد ہوئی فوراً قفا دشمن کی عبرت بادشاہ سے سر جھکا دیتی ہو اب اشعار
 آئندہ تیغ قلم مدوح ہین ہین کہ وہ قلم کیسی ہون ہو جو برت جیشک کا غد کو اپر تر سے چھپاتی ہو
 کہ وہ سیاہی جودت تحریر کی ہو اور یہ کیسا فرق ہو جب خنجر کھاتا ہو تو سر مشک میں رکھتا ہو حالانکہ
 جیشک زخم کو نہایت مضر ہو اور دروازہ اور پہلے مصرعہ میں یہ کہ برق چھپی چیز کو ظاہر کرتی
 ہو نہ ظاہر کو پوشیدہ قولہ چو شمع از سر بر بندش بروئے سیم ہر ساعت از ارغبرین پوشد

نگار کمر با پیکر + بریزد بر عذار صبح باہ + نشاندہ بر گل با دام شاخ زعفران عنبر +
 بہستان رو د از چین چو مفلس گرد آفری + خرامان میر و در چین کشان در پاس خود معجز +
 مثلث باشدش نام و مثلث راست و در مرکز + جواز مرکز برون آید مربع گیر دوش در بر + کے
 دان حرف آخر دوم دان نیمہ پنچہ + ولیکن حرف اول زابجز مجذ و در دوشم + چو این ہی
 زرین را بہر کف بر دوسر + مرا و را پنج ماہ نو بسوسے مہ شود رہبر + خدیوہ جبہ عالم محمد شاہ
 بن تغلق + کہ در بزم جان داری سکندر زیدش چاکر + اللغات سیم کاغذ آزار عنبرین
 حروف نگار کمر با پیکر قلم زرد عذار صبح کاغذ ماہ نو قلم شب تیرہ مداد گل با دام کاغذ شاخ زعفران
 قلم زرین عنبر سیاہی ہندستان و دوات چین کاغذ رومی قلم بحر ہندی آذر یعنی مثلث قلم کہ
 ہمین تین حرف ہین المعنی اگر شمع کی طرح اسکا سر کاٹین یعنی قط لگائین تو دوات سیم پر جو کاغذ
 ہی ہر دم آزار عنبرین کہ اشارہ حروف سے ہی وہ نگار کمر با پیکر پینا ہی کہ کنایہ تحریر سے ہی یہ قلم
 وہ ماہ نو ہی کہ رخسار صبح کاغذ پر سیاہی شب مداد کی بٹو تا ہی اور گل با دام پر کہ یہ بھی کنایہ کاغذ
 سے ہی شاخ زعفران سے عنبر چھڑا تا ہی اور جب یہ رومی کہ قلم زرین بھی ہوتا ہی مفلس ہو جاتا
 ہی یعنی قطین سیاہی نہیں رہتی تو چین سے خرامان ہندستان کو جاتا ہی چین کاغذ ہندستان دوات اور چین کو
 اس ادا سے جاتا ہی کہ اوڑھنی پائون گھسٹی ہوتی ہو نام اسکا سہ مثلث حرفی ہی اور مثلث ہی
 اسکا مرکز و قرار گاہ ہی اسے انگشتا اور جب مرکز سے نکلتی ہی تو مربع اسکو آغوش میں لیتا ہی
 جو قلم ان چار پہلو ہی اب مصنف کہتے ہین اسکی نام کے تجوہ حرف بتاؤن آخر تو کیے ہی جسکے چالیس
 عدد ہوئے کہ وہ سیم ہی اور دوسرا حرف نیمہ پنجہ کا کہ اسکے ساٹھ عدد ہین نیمہ اسکا شتی جولام کے تیس
 ہین لیکن حرف اول مجذ و رو کا جسکے دس عدد ہوئے اور دس کو دس میں ضرب کرتے ہے سو ہوتے
 ہین اور سو عدد وقات کے ہین بس قلم حاصل ہوا لا جرم جب الہی ماہی زرین کو شبر و اپنے بحر کھنڈ
 ہین لیتا ہی تو پانچ ماہ نظر ماہ کے رہبر ہوتے ہین کف بحر باعتبار فیاضی پنج ماہ پنج انگشت
 تمیدہ قلم کاغذ سفید اور وہ خسرو خدیو عالم ہی یعنی محمد اور بادشاہ بیٹا تغلق کا ایسا عالی رتبہ کہ

سکندر ہا این ہمہ حشمت اگر اُسکے بزم کا چاکر بنے تو البتہ زیبا و مناسب حال سکندر کے چرخِ بزم
 کیسے ہو قولہ بشن سنگ و قدر خان قدر دارا را بے آرش ریش و سیاوش و ش مؤید تائید منش برین
 منظر فرہ ازین پس خضم را با شش بسکین نمیدہ تسکین و ازین پس ظلم را عدل بجھز بسپر و خنجر
 تن یکمان ز ریش را قدم طالع بود لائق یکمف ساقی بزمش را پیالہ خور بود و خور و بسوسے خورش
 از سدرہ ملک صد سال رہ جرشد و بچشمش شیریلے بود از و تا آستان در و درش عرش و عدو
 قارون کفش دریا قلم موسی و دلش مریم کرم نخل و دمش عیسی ہنر عازر و تبسم کرد جام او پاز و رشید
 عقیق آرمی و بوقت خندہ مہر و یان نابیند اند شفق اختر و سلیمان ملکتے بالغ بعیدت رب ہبالی
 شد و و گرنہ تخت بخت را نہادی بر کف ضرر و اللغات بشن بروزن چین نام پدر افرسیاب
 مالک ملک توران قدر خان نام بادشاہ چین سنگ سے مراد و قار آرش بروزن ثالث نام ہلوان
 آرش مخففت آرش دست سیاوش سپر کیکاوس نام پادشاہ خور و مؤید نام پادشاہ ید دست منظر
 نیز بادشاہ نهمتن نام رستم و ہمن و شخص عظیم الجثہ و شجاع بمثل باس شرس و بیم آفرج بادشاہ اور سکین
 بہ تشدید کات و کسر سین کار و خنجر گلو خور آفتاب و خور لائق صدر مسند و ہبیر بضم بارہ قطع کنند
 عازر نام شخص کہ حضرت عیسی کے دعا سے زندہ ہوا تھا و حباب عقیق شراب شفق لب ملکست
 ای ملکست صبر صبر بادشاہ المعنی پہلے شعر کے لغات سب لکھائیے ہین زیادہ لکھنے کی کچھ حاجت
 نہیں ہی کافی کہ جملہ صفات ان لوگوں کے اُس پادشاہ میں جمع ہین اور صنائع اُسکے ظاہر و سر
 شعر کے معنی اب تک جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن اب تو خوف اُسکا دشمن کی تسکین سکین یعنی تیغ و خنجر سے
 کرتا ہو اور عدل اُسکا گلوے ظالم کو خنجر کے حوالہ کرتا ہو اُسکے با و پاجنگی کے قدم کو اگر بادشاہ لائق کہین
 تو لائق ہو جزا باز ہو تی ہو اور بار اُسکا فح اور ظفر ساقی اُسکے بزم کا ایسا ہو کہ جسکے ہاتھ میں پیالہ آفتاب
 کا ہو ناچاہیے فرشتہ نے جو چاہا کہ سدرہ سے اُسکے صدر تک جاؤں تو سو برس راہ چلتا ہا مہمندا
 کہ از بس سرنیع انیسیر و چنانچہ حضرت جبریل دم بھزین حضرت کے پاس آتے جاتے تھے اور
 حال یہ کہ اُسکی آنکھ میں یہ سیر ایک میل کے برابر تھی سدرہ سے اُسکے آستانہ تک جب چلا تو سوزن

را و با وصف سرایع السیریک چلنا پڑی ایسا علی علو پر اسکا آستانہ ہوا و صدہ نام کا کیا کہنا
 بعد کے شعر کے بھی معنی نفاست کے لکھے ہوئے ہیں حاجت طول کی نہیں سامع جان سے کہ جمیع
 ان صفات سے وہ موصوفت ہو ہتر عارف سے یہ مطلب کہ جس ہنر سے عازر زردہ ہوا تھا
 وہی ہنر اسکا ہو تبسم جام اور خندہ جام مراد اس کے لبریز ہونے سے ہو اور حباب اس کے در اور
 جب جام لبریز ہوا اور حباب اس سے نمایاں ہوئے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک معشوق
 ہو جو شفیق میں اختر و گیارہاوی بس خفق لب اور اختر زندہ ان حضرت سلیمان نے پہلے ہی
 سے یہ دعا قبول کر رکھی تھی کہ رب ہب لی ملک لا یثقی لاحد من بعدی یعنی اچھو پروردگار
 میرے ایسا ملک مجھ کو دے کہ میرے بعد کوئی لائق اس کے نہو اگر یہ بات ٹوٹی تو تیرے
 تحت نجات کو بھی با و صر کر دے پر یہ لیے پھرتی اب کیا کرے مجبور ہو قولہ تو انصہ سے
 تو آتشا ہی کہ گر طوق سگان خواہی ہو دوالش آہو سے مادہ کشد از پشت شیر نرہ مگر صبح دوم
 زائر و جنبیت دار خاص شد کہ ہر رای زرد اندوہ نہد بر صوبہ اشقر چنان ملک زمین
 شد راست از کلک تو پیوستہ ہو کہ خم ہرگز نہ بندہ چشم جز در ایر و ولبرہ عدو حشولست بس
 بارز زو فتر و برون آرش ہو کہ مجلس بینا ہتر چو مطرب را شود دفتر کسی کو روے گل
 بند نظر بر طرف خار آرد کسی کو تو تریا یا بد کشد و رویدہ خاکستر عروس زہرہ تا زہر جنگ
 سیکون مہ دت زہرین کند پنهان بزیہ نیلگون چادرہ ترا با داجہرم ملک جام خوشدلی بکفت
 کلاہ سلطنت بر سر و اج مفرزت در برہ و اللغات صدر بالانشین و وال شمس صبح دوم صبح صادق
 جنبیتہا اسپ کو تل ہر بالفتح و ثانی مشد و گلوے طلا و زر کے جو زین وغیرہ گھوڑے کے اسباب
 میں لگائے ہیں مراد آفتاب صوبہ پشت اشقر اسپ سرخ و سفید و اسپ سرخ یال و ووم خشو بالفتح
 زائر و جانب راستہ فرد باز ظاہر و جانب وسط فرد و اولد مہر محبت و آفتاب و دت زہرین و قلب
 نیلگون زیادہ فلک و دواج بالضم بالا پوش مفرزت بفتح و ضم خابزگی المعنی یعنی تیرہ بالانشین
 اور زہ شاہ ہو کہ اگر طوق کتو لگا بنانا چاہے تو آہو مادہ جسکا دشمن کتاہو شیر نر کے پشت سے

تسمہ طوق کیلئے نکائے مطلب یہ کہ تیری ایسی ہیبت و دہشت ہو کہ آہو دشمن کا خیال نہ کر کے تیرے
خوف سے دشمن کی زینت کی خواہان نہ ہو اور شیر خیز بھی آستے ترس و بیم سے آہو بھی نہیں
آہو وادہ سے اپنے سیمے نکلوا سب غے خیال کیا جاتا ہو تو صبح صادق بیشک تیری خاص جنیت
کش ہو کہ جنیت فلک ہو اسی سبب سے غولہ زرا اندودہ آفتاب کا روزا سکی پشت پر رکھتی ہو
تیرے قلم سے فلک زمین کا ایسا سیدھا لگا سا ہمیشہ کو ہو گیا کہ سوا سے خم ابرو سے دلبر کے کین
کچی بوخم کا نام و نشان نہ رہا ہمیشہ سے یہ غرض ہو کہ جو کچھ تیرے قلم نے آئین اہل زمین کے واسطے قائم
کر دیے ہیں ہمیشہ ہمیشہ ہی رہینگے نسخ و ترمیم کی انہیں گنجائش نہیں ہو ایسے جچے تلے ہیں دشمن
تیرا ظاہر ایک بھرتی ہو بہت جلد ہی اسکو دفتر دنیا سے نکال دے کہ سوا سے کہ جب مطرب کا ہونٹ
بھیگ جائے تو اسکی آواز ناخوش سے مجلس کا جیوا ویراگ ہی رہنا اچھا حشو و بار زمین
فرخ کے ساتھ کیسی بلیغ مناسبت ہو کہ یہ دونوں بھی قسم دات فرد حساب سے ہیں اور دفتر اور
دست نہ کیا ہی خوب ہو دوسرا شعر متضمن باستفہام بطور مثال کے ہو سیتے کیسی ہیوقع بات ہو کہ
کوئی شخص اول تو گل دیکھے اور پھر کیسے طر خار پر بھی نظر پڑ جائے اور جو سرمہ پانی پائے پھر وہ
خاکستر آنکھوں میں لگائے ایسا تو نہیں ہونا چاہیے پس دشمن خار و خاکستر ہو آئندہ دعا تابید
ہو یعنی عروس زہرہ کی جنب تک جنگ سیکون ماہ کی مہر سے دفت زمین آفتاب کو نیلی چادر
فلک کے نیچے چھپائے جس سے مطلب یہ ہو کہ رات ہو اور ماہ و زہرہ طلوع کر دین آفتاب
چھپ جائے تب تک بزم ملک میں جام خوشدلی کا تیرے ہاتھ نہ پورا تاج سلطنت سیر پاور
خلعت مغرت کا جسم میں ہوئے یعنی پہنے ہی رہے آن اشعار بکے چو کھٹے شعر ہیں زور بر و بان
الوش لکھا ہو میری دانست میں زو مخفف زود کا ہو

ذیر تعریف جام و باوہ پاوشاہ

قولہ آن بدر شفق خور بین پروین ہمہ خسار شہ در چہرہ تو بین ہر لحظہ گرفتار شہ ہر آن زور
در یا اہل تاجز سونے لب نرود ہر ماہی بچکان باشند ہر سوے نگہ دارش ہر مرغیست کشا

امیدہ گاورسہ ز ریزدہ زان روئے چکان بینی خون از سر نقارش + موج دل صد قلزم یکقطرہ
 ز تاثیرش + شمع لگن چارم یکذرہ زانوارش + از غایت بے آبی از دست رو و ہر دم + با آنکہ
 نباشد جز آبکشی کارش + از نرگس چشم با صد نترن افزونہ + زان گل کہ درخت عقل
 بے بر بود از خارش + نہ حرف کہ نامش راست از جذرہ دست اول + ہر گیریکہ اول با چار بود
 چارش + تا غنچہ پر سرین بالالہ قرین گرد + چون سر و خرامان شود در برگ چنار آتش + ہر چند
 سیان خلق آہست مدام اورا + در مجلس شہ بارے بے مانند و بارش + یہ قصیدہ بحر جزین
 ہر ارکان اسکے مفعول مفاعیلین مفعول مفاعیلین اللغات بدریالہ شفق غور شراب سرخ پر دین
 جناب شراب پنج ماہ انگشت زورق کشتی خرم در ادبیالہ سوہتر کی آب ماہی بچکان انگشتان مرغ
 صراحی کا ورسہ نام غلہ ہندی چنیہ و گاورسہ زرقطرات شراب کہ زعفرانی بھی ہو تو بین اورا رغوانی
 وریحانی بھی شمع لگن چارم آفتاب بے آبی خشکی نترن اشک گل شراب تا تقلیل غنچہ دہن سرین
 وندان لالہ شراب برگ چار دست آب ابرو مدام شراب و ہمیشہ باری حاصل کلام تا آب و شراب
 و مصنف المصنی یعنی اُس بدر شفق غور کو جو پیالہ ہر شراب سرخ سے بھرا دیکھ تو کیسے خسار اسکے
 بالکل پر دین ہو رہے ہیں بسبب جناب شراب کے اور ہر لحظہ پنجہ ماہ نوین گرفتار ہی اور پنجہ وہی
 پانچون انگلیان خمیدہ کہ پیالہ کو پکڑے ہوئے ہیں اور وہ پیالہ ایک کشتی خرم ہر نگر دل سکا دیا سا
 و سبج اور سائو والا ہو اور یہ کشتی سوائے لب کے اور کسی طرف جاتی ہی نہیں اور ماہی بچے ہر طرف
 اسکے نگہبان ہیں ماہی بچے وہی انگلیان خمیدہ اور ظاہر کہ کشتی وسط دریا کی طرف نہیں چلتی لب ہی کی طرف
 جاتی ہو پس لب میں ایسا مبلع ہو اور ایک مرغ جو کبھی آنکھ سے گاورسہ زرقطرات شراب کہ ہمیشہ
 ہیں انہی سبب سے خون اُسکی سر نقارش سے ٹپکتا ہو یہ وہ پیالہ ہر کہ سیکڑوں قلزم کے دل کی حویز
 اُسکی تاثیر سے ایک قطرہ برابر ہیں یہ ایسا جوش و موج والا ہو اور چارم لگن کی جو شمع ہی
 یعنی آفتاب اسکے انوار سے ایک ذرہ ہی بسبب نہایت بے آبی جیسا کہ محشک ہر دم بے اختیار
 ہوتا ہو جو مراد اسکے ہر وقت خالی ہونے اور بھرنے سے ہر چند کہ سوائے آبکشی جیسے آب

لینے اور پہنچانے کے اور کوئی کام اسکا نہیں ہے اور حال یہ کہ ہماری نگین چشم سے سیکڑوں گل
نسترن کہ کنا یہ سفید سفید آنسوؤں سے ہو ظاہر کرتا ہوا اپنے اس گل سرخ سے کہ درخت عقل کا چسپا
خار سے بے بار و بر ہو جاتا ہے پھر کوئی بھل نہیں دیتا گل سرخ شراب سرخ اور ظاہر عقل شراب
سے معطل ہو جاتی ہے اور یہ مذہوشی ہی اس گل کا خار ہے اور اس پیا لہ کے نام میں تین حرف ہیں
ن د ح بس حرف اول ثوا اسکا مجز و وہ کا ہے یعنی دس کا جو ضرب کرنے سے دس دس اور آٹھ ہو
یہی عدد قاف کے ہیں بس قاف حاصل ہوا اور پھر اسی دح سے جسکے چار اور پانچ نہ عدد ہو سکتا
ایک کو اٹھائے یعنی طرح کر تو اٹھ رہے جو جاسے حطی کے عدد ہیں اور جا حاصل ہوئی اور چار
کہ وہ دال ہے چار عدد دالی اسکو حاکما ہمسایہ کر جو قح حاصل ہوا اور اسواسطے کہ غنچہ پر سر بر یعنی
وہیں پر و ندان لالہ کا جو شراب ہے قرین ہو جائے مثل سرو کے خرامان ہو اور برگ چنار میں اسکو سٹے
کہ ہر اد غنچہ سے ہے اسیلے کہ برگ چنار ہر صورت غنچہ کے ہوتے ہیں ہر چند کہ مخلوق میں مدام قح آب
ہو ای با آبر و بار سے مجلس شاہ میں بے ہمارے اسکو بار نہیں ہے اگر ہم نہوں تو وہ بھی نہیں ہو سکتا
آہستہ کیسا خوب ہے کہ قح میں آب ہوتا ہے اور نیز بمعنی آبر و مدام میں ایہام ہے ہر بار سے و باغ و سر
زائد بمعنی آب بر عایت قح کیسا خوب ہے محشی نے ساتویں شعر میں سوا سے قح کے لفظ
جام کا بھی لگا لایا میری دانست میں سست و پرکاف ہے

مطلع ثانی

قولہ پروین زچہ پہنان شد در لعل شکر بارش : ہر زنجیر کہ بست از شب گردمہ رخسارش : ہر از نرگس
بیخوابی آب یقم انشام : ہر گریہ و نذر روزی بر صفحہ گلنارش : ہر چون فرق سرشانہ صدر شایخ کنم
دل را : ہر گریہ موہنم اڑوے شدہ ہزارش : ہر آئینہ مہ بین آشتیہ صفت مورش : ہر یوسف
بر آتش بین از دو سیہ مارش : ہر آہی کہ زخم چون صبح آلودہ بخون باشند : ہر آندم کہ بدید آید بر آئینہ
زنگارش : ہر دامن نشو و چون گل از بند خود آزادہ : ہر گر سنبل تر رویہ بر طرف سمن زارش : ہر پیکرہ
زمرہ و نقصان نشو و در بدر : ہر آنروز کہ رو آر و بر صبح شب تارش : ہر اللغات پروین و ندان

نعل لب شب خط و لعل بزم چوب سرخ ہندی پتنگ سبقرہ خط صفی خسار شاخ پارہ آئینہ رو آتش
 رخسار دو دو سیہ خط خون صبح باعتبار شفق سے خون آلودہ دم وقت و خون سمن زار رخ
 صبح رو شب نار خط المستی پردین یعنی دندان کو جیت اُسکے نعل شکر بار لب بین بہان ہوسے
 ہر اور کئے گرد اُسکے ماہ سے رخسار کے زخیر شب سے جو زلف ہی بہنائی ہو اور جس روز کہ سبقرہ صفحہ گنا
 رخسار پر اُسکے حمیہ کا تو میں اپنی نرگس چڑا با چشم سے آپ بقوم جو مراد اشک خونین سے ہی بناؤ لگا
 اس غم زین کہ اب بہار اُسکے حسن کی خزان بد سے پر آئی تھپکتے ہیں کہ نہیں اگر دل میرا کیسے ہو بھی
 اس سے بیزار ہو تو مثل فرق سرشار کے سیکڑوان شاخین یعنی ٹکڑے اُس دل کے کروں جیسے
 شانہ کے دھماکے ہوتے ہیں اُسکے رخسار کہ مثل آئینہ ماہ کے ہیں اُن پر صفت موز کی کیسی آئینہ
 ہو رہی ہو کہ وہ خط ہو اور وہی رخسار کہ مثل آتش کے فروزان ہیں آسپر و ہوئیں کا ماریا کیسا
 لپٹا ہوا ہو اور زلف میں جو صبح کو ٹھنڈی سانس میں مثل صبح کے لڑن تو خون آلودہ ہوتی ہیں جیسے
 آہ صبح کی خون آلودہ ہو باعتبار شفق جو وقت میں کہ اُسکے آئینہ رخسار سے رنگ ظاہر ہو اور
 آہن صبح کی نفس اُسکا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے والصبح اذا تنفس اگر سنبل تر جو مراد خط سے ہو
 اُسکے سمن زار رخسار کے گرد جے تو میں جانتا ہوں کہ جیسا گل بند سے آزاد ہو سنبل ہرگز کبھی ایسا
 آزاد نہ ہو گا غلام ہی اُسکا ہو رہیگا یا جیسے گل اُسکے بند رخسار میں گرفتار ہو ہو اور اُسکا بندہ سنبل کے
 خط کا بندہ ہی بنے گا اور بدر کا یہ حال کہ جہد ن سکی صبح رخسار پر شب تا کہ وہی خط ہو ظاہر ہوگی
 تو ذرہ بھر بھی اُسکے مہر محبت میں نقصان و کمی نہ ہوگی قولہ زلفش بسیرہ روستے شد خصم شہ عالم ہو
 کو لنگر خورشید آویخت نگو نسارشن ہر ماندرہ بحر و بر شاہ نشہ دریا دل ہو کہ بادل بجا ب آید
 ہنگام تنہا عارشن ہر باد سلیمان را آنروز تو ان دیدن ہو کو را جولان با شہد بزم کب رہوارش ہو
 چون و فتر گل بادائے دائرہ سہ پارہ ہو کو چو قلم نہند ہر خط اقرارش ہو ای خسرو مشیرین خط
 بلیست سرکھٹ ہو مجنون زنجیر بست ماہ نام غم ز قمارش ہو کہ کو متو چون چو گاہ از خط تو سر زلفت ہو
 پائینہ در آہن بین چون صورت پر کارش ہو اللغات خورشید رخسار عار شرم نہ دائرہ نہاک

ماہ کا غذا المعنی لینے اسکی زلف جو سیہ رو ہو من جا شاہون کہ یہ دشمن شاہ کی ہو یعنی ایسی ہی وہ
 سیاہ رو ہو جب تو آئنے لنگرہ خورشید سے کہ فلک چارم ہو اسکو اوندھا لٹکا یا ہو اور وہ پادشاہ
 حاکم مجرب و برکا ہو اور شاہنشاہ دریا دل ہو کہ اگر سخا کثرت ایسی سخا کہ جیسی کہ ابر کو ہر پاری
 کرتا ہو تو اسکو ایسی سخا سے نہایت ننگ و تترم آتی ہو کہ کچھ ہی نہی تھاب بین لفظ اسب کیستا
 مناسب ہو حضرت سلیمان کا تخت ہو اپر چلتا تھا سب نے دیکھا ہو گا مگر اسکو اپنے گھوڑے پر سوار
 جو لان کرتے نہیں دیکھا ہو اسن حضرت سلیمان کو دیکھیں جس دن یہ اپنے گھوڑے را ہوا پر
 سوار ہو تو حال کھلے کہ اسکے سامنے جمیع وجہ سلیمان کی کیا کیفیت ہو اگر یہ نہ دائرے فلک کے
 قلم کی طرح سر اسکے خط اقرار پر نہکھیں اور مطیع اسکے نہون اور جو کچھ اقرار بندگی و وفا کا ہو بجا نلائز
 تو دفتر گل کے مثل اسکے دائرے سے پارہ ہو جائیں جو مراد پارہ پارہ سے ہو میری دانست میں اگر
 سے پارہ کی جگہ سیارہ ہو تا تو مبالغہ بھی زیادہ تھا اور کچھ مناسبت و فتر کی بھی ہوتی اب نہ معلوم
 کہ سے پارہ کس مناسبت سے ہو مگر متن میں سے پارہ ہی لکھا ہو پھر کہتے ہیں ای مروج تو وہ خسرو شیرین
 خط ہو کہ ماہ جو مراد کا غذا سے ہو ایک مجنون یا بزنخیر ہو بسبب غم رفتار کلک کے ایسی خوش رفتار
 ہو کا غذا کو مجنون رکاکت کے لحاظ سے کہا ہو اور سر کلک کو لیلی بنظر سیاہی بداد سر کلک کے اور بزم
 سطور جس بگوئے جو گان کی طرح کہ جو گان کا سر بھی خمدار پھرا ہوا ہوتا ہو تیرے خط فرمان سے
 سر پھیرا اسکو تو یہ جان لے کہ پرکار کی طرح دولون پانوں اسکے بستہ آہن کے ہیں ضرور پانوں اسکے وابستہ
 آہن کے ہونگے جیسے کہ پرکار کے ہوتے ہیں اور ظاہر کہ پرکار آہنی پاہی اس شعر میں تعسار
 فرضی ہو یعنی ذات پرکار اور جسم پرکار اور قولہ انرا کہ تب کینست با گرفت ہر دالک ہر تابریع موز
 شربت و ہر از نارش ہر قمریکہ فلک دار دور سینہ نہان از تو ہر بر خلق جہان گرد و ہر صبحی ہم فہمیش
 وحی کہ عدد و ادانیت ز نقد عین ہر جزع عقیق افتد بزر سے چو دینار ش ہر خروگات
 کو سر پر فلک پر دست ہر فرقی نبود کیمو از گنبد و وار ش ہر گرد و ز سر تکین و او و سلیمان فرہ
 ہر بندہ کہ در دیوان عوٹ تو بود یار ش ہر بسیار بر روز آرد شب ماہ سر کلک ہر نا شاہد ہر بوج تو شد

محرم اسرار غل بد تا شیشہ مینا را در دو سیا و شب بد صد شمع برافروزد از ثابت و سیار غل بد صد
 شعله سحر اہم افروخته ہو و شب بد در دو وہ اقبال از حضرت چار غل بد اللغات مالک
 فرشتہ موکل دوزخ طبق لہالب نار آتش و انار و جہ روزینہ و وظیفہ عین زرد چشم جزیع مہرہ سیاہ
 و سفید شبہ بدیدہ عقیق اشک سرخ ماہ سرخ گاہ باد ریشہ کہ دور ہوتا ہو گنبد دوار سچہ شیشہ
 مینا فلک دودہ خانہ ان و کاجل المعنی جسکو کہ تیرے کینہ کی تپ جڑا ہی ضرور مالک موکل دوزخ
 کا اُسے دوزخ میں لیجا یگا تا موافق دوزخ کے اُسکو شربت نار پلانے نار کے لفظ میں کینا
 لطیف ایہام ہو کہ انار کو بھی کہتے ہیں اور فلک کو جو تیرے سبب سے اُس بد کو پر تہر ہو اور اُسکے
 سینہ پر کینہ میں نہان اُسکا کیا بسیار وہ تو ہر صدمہ نامی خلق و جہان پر عیان ہو جاتا ہو اور وہ
 اُسکو کیسی حدت و حرارت کے ساتھ ظاہر کرتا ہو کہ کوئی تاب نہیں الا تا مطلب یہ کہ ظہور آفتاب
 بھی اظہار اُسکے قہر کا ہو دشمن کا تیرے بجز اُسکے کوئی رتبہ روزینہ نہیں ہو کہ اُسکی آنکھوں سے
 عقیق اوی اشک خونی اُسکے رو سے زرد چھو دینا پر بہتے رہاں بھی اُسکی وظیفہ نقد عین میں ہری
 عین اور وجہ اور جزیع کیسے بلغ ایہام ہیں کہ وجہ منہ اور عین چشم اور جزیع مہرہ و سفید کو بھی کہتے
 ہیں جو مراد بدون سے ہو اور سوا اُسکے فافہم تیرے خمیدہ عالی کا باد ریشہ جسکا سر فلک تک پہنچا ہو
 خیال کیا جاتا ہو تو اس میں اور گنبد دوار چرخ میں بال بھر کا فرق نہیں ہو دونوں یکساں ہیں پھر
 اصل خمیدہ سے اس سے کیا مناسبت اور جو منہ تیرے دیوان یعنی عدالت گاہ کا تیرے غون
 سے مدد پاسے وہ از رو سے رتبہ کے داؤد سلیمان فر ہو جاے دیوان کے لفظ میں کہ جمع دیو
 کی بھی ہو بنظر لفظ سلیمان کیسا لطیف ایہام ہو ذکر حضرت داؤد کا بنظر زیادہ مبالغہ کے ہو کہ سلیمان
 لیا داؤد ہو جاے جو سلیمان کے باپ تھے یعنی جسے شاہ شیری مدح کا محرم اسرار میری سر کلک
 ہوا ہو تب سے بہت ہی بہت اسرار مدح کے سر کلک کا میرے روز پر شب کو لا تا ہو یعنی تحریر کرتا ہو
 روز کا غنہ شب مداد ماہ سر قلم ہن می قلم کی موجب کہ گول ہوتی ہو آئینہ دعا ہے تا بید یعنی
 جب تک کہ اس شیشہ عیناے فلک کیواسے دو سیاہ شب میں سیکر طوق شمع ثابت و سیار کی

روشن ہوتے ہیں تیرے خاندان اقبال میں چاہتا ہوں کہ ایسی سیکڑوں مشعلیں برآوردنمے رہیں
حضرت جبار سے تو ایسا روشن اقبال ہو۔

دریغ محمد و حیر خواست و تقریب محبوب

قوله قطب زمان کہ در عزیمت سوے خط محور نہ کاژدہا نیست بر دہا بشی و یک مہرہ زردہ قطب فیروزہ
روا بر سر خط رفت زہوش بہ را قفس زرد و قبا خفتہ یکام آرد بہ مار و جنبش و قطب از خسرت
خالی ہست بہ نقش از ان چرخ زمان کہ در میسرہ دختر بہ بست و یک بیکہ نور نہ در ایوان شمال بہ
تہہ چون گردش دلارام مرصع زیور بہ در میان ہمہ سر خفتہ این طائفہ قطب بہ لیک از وسعہ ہنوز
ترے یک بیکہ ہمارس ضو معنہ او شب و روز نہ دو خرس بہ دور ترا کہ روز و یک ترا و احد ہر بہ دور
بار کہ عروت او کی کاؤن بہ ہجو چاؤش نہا دست کلا ہی بر سر بہ بردر مطبخ جاہش بکفت برساوس
سر غولست بغایت کرد و زشت نظر بہ یہ قصیدہ بحرزل سین ہر ارکان اسکے فاعلاتن فاعلاتن
فعلن یا فعلن یا فعلن اللغات قطب بہر سہ حرکت نام ستارہ کہ جسیر بنا مسجد کی کہستے ہیں
وسیع قوم عزیمت ارادہ و انسون محور نام خط کہ در میان مین دولون قطب کے ہر آرد ہاے فلک
ایک شکل ہی بصورت آرد ہا مرکب اکتیس ستاروں سے تہرہ زرد ستارے اور یہ آرد ہا قریب قطب
کے ہر فیروزہ زردا فلک خط وہی محور را قص نام ستارہ جو کام اس آرد ہا مین جار کھتا ہی نقش جبارہ
اور یہ چار ستارے ہیں بصورت چار پائی چرخ زن گردنہ بنات تین ستارے جگوسہ ترکی کہتے
ہیں انھیں کے سر پہ نقش ہی پس یہ تینوں اور دہ چاروں ل کے بنات النعش کہلاتے ہیں اور ہیشہ
گرد قطب کے گھومتے ہیں دب خرس دب اکبروب اصغر نام دو شکل ستارگان بصورت خرس
کیکاؤس نام بادشاہ و نام شکلی از ستارگان بصورت آدم چاؤش نقیب و نام شکل جہاوس
نام ایک شکل کا بصورت جلاؤ کہ گویا سر آدمی کا کٹا ہوا اسکے ہاتھ مین ہی سر غول نام ایک شکل کا
جو نہایت بصورت ہی عربی را من الغول کرہ مکروہ المعنی اس قصیدہ مین بھی خیالات فکلی
بازد سے ہیں مناسب حال ان خیالات کے مثلاً قطب جنوبی و قطب شمالی دولون کے در میان

گشتہ رقص رداستان ز پلاس اخضر پرور بار جلال احدی شیخ و مرید بہ ہمہ صوفی دم و روانی قدم
 و فرما نہ بہ ہمہ در معرفت کنہ کمالش حیران بہ ہمہ در منزلت عز و جلالش مضطر بہ ہمہ در میکندہ قائل
 وصالش بنجواب بہ ہمہ در تیکدہ مهر جمالش بنجور بہ شب و روز خدا و خداوند جان و بد
 صبح و شامند دعا گوے خداوند بشیر بہ اللغات جدی بافتح بزغالہ و نام ایک برج کا بصورت
 بزغالہ کے بلصنم جیم و فتح والہ و یاس بشد و محقق نیز نام ستارہ جسکو قطب بھی کہتے ہیں درست
 اختری ذہی ستارے برآ چا ورو نام ستارہ پلاس اخضر جامہ گندہ سبز مراد فلک حیران یکسو گزیدہ
 منزلت عتبہ بنجواب کہ آنکہ نہ میچہ بخور بنجورش المعنی یعنی سب ستاروں کا پیشوا و پیر جدی کہ خود
 بھی قطب ہوا تھا من عابد کہ کہ جسکا قبلہ کی طرف کوئی راہبر نہ ہوئے اور واقعی قطب سے قبلہ کو چھپا
 ہیں ہر ایک ظاہر ہر بلا اپنے خرقوں پر اشرفیان مانگے ہوئے نہ ہماری طرح کہ ایک دوسرے سے زیر
 چھپاتے ہیں خرقہ ستاروں کا آسمان اور اشرفیاء جسم ستارگان بتناظر فرضی اور ذات انکی
 علیحدہ یہ سب مرید یعنی ستارے اپنے سر حلقہ کے گرد کہ قطب ہو سب رقص ہیں اور چادر انکی
 موسیٰ کی طرح سبز سے جو فلک اخضر ہی ردا من لطیف ایہام ہو کہ نام ستارہ کا بھی ہو اور دروازہ
 جلال حضرت واحد احد کے کیا پیر و کیا مرید سب صوفی دم و روانی قدیم ای ثابت قدم و فرمانبردار
 اور سب اُسکے کنہ کمال میں ایسے حیران کہ ایک نہیں مارتے سب اُسکے مرتبہ عز و جلال میں مضطر
 کہ لحظہ بھر قرار نہیں سب اُسکے میکندہ وصال خاص میں بنجواب کہ آنکہ نہیں میچتے اور سب اُسکے
 تیکدہ مهر جمال میں بنجورش اور ظاہر ستارے بنجواب و خور ہیں اور رات و دن ثناخوان خداوند
 چہان کے اور صبح شام دعا گو خداوند بشیر کے

مطلع ثانی

آقو لہ تا ثبات لب نور نہ نشد کرد شکر بہ کام من تلخ جو ساغر نشد از خون جگر بہ حلقہ زلفست ہوا
 وائرہ مہ یکندہ بد قطفہ لعل ترا غم نہ یاد در بر بہ نیستہ شور تو مشہور بقسم منطق نہ نگنش شوخ تو خدا
 باقسام نظر بہ اگر زلف تو زنجیرہ بستی بر ماہ بہ بہ تسلسل نکشیدی بچہان دور قمر بہ انی لب

میوش تو ساغر جاڑا لائق ہے دسے شب سرکش تو گوشہ را در خور ہے پرستار و بشود آرزو ز رخ بدر
 از مهر بد کہ آید شب آشفته ترا اگر دسحر ہے لعل در پاش تو چون لب خسرو شیرین بہ مشک گل پوش
 تو چون خامہ شہ ماہ سپر ہے حاکم مشرق و مغرب کہ بکشدر امام ہے بر سر جملہ سلاطین جہان شدادور ہے
 شام در پاکوش ہندو گلہ نیکو با ہے صبح در بار گمش روی زرین مغفر ہے دل لغات نبات خد
 شکلب و آئینہ میر خسار نقطہ دہن ثریا دندان منطبق گویائی شنب زلف نہ رخسار خور لائق و
 آفتاب مشک خط گل چہرہ امام خلیفہ گلہ نیر باغبان ستارگان صبح زرین مغفر نظر آفتاب المعنی
 یعنی جب تک سبزہ تیرے لب کا گرد لب کے بجا میرادہن بھی خون جگر سے مثل ساغر کے تلخ نہو اب
 یہ سبز تلخ و ناگوار ہی تیری زلف کا حلقہ دائرہ ماہ کو جو تیرے رخسار ہن کمنہ درین بچا ہے
 ہوئے ہو اور نقطہ یعنی دہن لعل نیر اثر یا کو بغل میں دبا ہے ہوئے ہو یعنی دندان کہ وہ خود نیر یا
 لی لڑی ہن بستہ نکین تیرا جو دہن ہو قسم گویائی کے ساتھ مشہور ہو ورنہ خاص بستہ ہی ہو شور
 کہنے میں مبالغہ نہایت نمکینی کا لکھو ظاہر اور نرگس شیخ او چشم شیخ تیری اقسام نظر میں معذور
 ہو یعنی چاہے کوئی مرے چاہے کوئی جیسے وہ مروج القلم ہو اگر تیر زلف کا تیرے ماہ کو جو رخسار
 ہن زنجیر سے نہ باندھتا نہ روکتا تو دور قمر کا جہان میں تسلسل کو نہ پہنچتا یہ رخساری فلک پر جا کے
 کام ماہ کا کرتے او محبوب تیرے لب حوش او سرخ قابل اسکے ہن کہ اسی کو ساغر جان میں بھرا
 بجائے اور جان اس کو کی ساغر بنے اور شب او زلف سرکش تیری در خور گوشہ ماہ ہی سکے ہو کہ
 ماہ پر پڑی ہو جیسے کہ پڑی ہو ابھی تو بدر خوب پر فروغ و تابان ہو مگر اُس روز بسبب محبت کے
 رخ اسکا پرستارہ او پر از قطرات اشک ہو گا کہ جس روز تیری صبح رخسار کے گرد شب یعنی خط
 دیوانوں کی طبع ظاہر ہوگی بدر خواہ ماہ چارہ خواہ مصنف تیرے لعل او لب و پاش کو ڈر اسکا
 کلام ہو مانند لب خسرو کے شیرین ہن خسرو بڑا شیرین کلام تھا سیوا سے اسکو بہرہ دینے کہتے ہن
 جو بمعنی غربال شکر کے ہو اور مشک تیرا خط گل پوش جو چہرہ ہو مانند خامہ شاد کے ماہ سپر یعنی
 ماہ کو طر کر نیوالا ماہ کا غنچہ چون طر کردن کے معنی میں بھی ہے اور وہ شاہ حاکم مشرق و مغرب کا ہی

موافق حکم امام ابو خلیفہ وقت کے اور قدام سلاطین جہان پر حاکم ہو شام اُس کے مرتبہ کی ایک ہندو
 نلام نگر نے قبا ہو باعتبار ستاروں کے اور صبح اُسکی بادگاہ میں ایک ترک رومی زریں ہنجر ہنجر
 نظر آفتاب قولہ یاد شاہی کہ بجز تخت و سریش نبود بر سر عرش اگر جلوہ کند روزی خورشید آفتاب
 بجز راسے شیرش نبود مگر ہی را بنبت چاروہ بنی انور آفتابیکہ بجز کلک دبیرشش نبود
 اگر نبات شکر آلودہ چکاغذ عشرت قصرش آن جج کہ بر کنگرہ برجش عقل عرصہ ہفت سیاحت کلام
 ایک اختر ہو او چو خورشید سراق زوہ براویچ فلک و سے چو شمیر زندہ ہمسہ کفیت موج گھر ہو
 اندرین دم کہ ز جوہر فلک شمشہ نہاد ہو بچو جامند بخون غرق مدام اہل ہنر و ذرہ دار ندیشان
 و ہوا خور فضلاد صبح و از ندلستہ جلا بر سر خور و دو دیدہ تواند بخ عیسی وید و چار گشتہ ہر
 گوش سوغہ خر و عمر و گردن زید بمر و ہرگز بہتہ ارا نکند از سر آن حال خبر اللغات
 نبات شکر آلودہ قلم باعتبار تحریر مضامین شیرین عنبر سیای خورش و آفتاب نذر خراوار جہاں
 و خرچہ رباب و غیرہ نیز ہندی گھر چہ بین تار بندہ متھے ہین المعنی آور وہ ایسا پادشاہ ہو
 کہ اگر کسی روز آفتاب سر عرش بر جلوہ کرے جیسا کہ اب فلک چہارم بر جلوہ کرتا ہو تو وہ آفتاب ہوگا
 اس پادشاہ ہی کا تخت و سر ہوگا سولہ اسکے اور کچھ نہیں بجلا عرش پر آفتاب کا مقام کب ہو اور
 وہ ایسا آفتاب ہو کہ اگر تو چو دھوین شب میں ماہ انور کو روشن دیکھے تو وہ اُسکی راسے منیر ہی
 ہوگی سوائے راسے منیر کے اور کون ایسا روشن ہو اور وہ ایسا آفتاب ہو کہ اگر کسی نبات شکر
 آلودہ یعنی قلم سے عنبر چٹکے تو وہ اسکے دبیر کی کلک ہوگی بجز اسکے اور کسکو یہ بات حاصل ہی
 مناسبت شکر کی عنبر و عود سے یہ کہ انہیں شکر ملا کے جلاتے ہیں تا زیادہ ہونے قصر اسکا ایک
 چرخ ہو اور ایسا چرخ کہ عقل نے جو اسکے کنگرہ برج کو تعقل کیا تو منید ان ہفت آسمان کو ایک اختر
 سے بھی کم پایا ہر چند کہ آسمان پر ہستار اختر ہیں آئندہ اشعار قطعہ بند ہیں لیکن اے مروج تو وہ
 بالہتمام ہو کہ تو نے ہر پردہ اپنا مثل خورشید کے اوج فلک پر پالیا ہو اور تو وہ ہو کہ تیرے گھر
 نے جو فیض بخشی ہیں مثل بحر کے ہو شمیر کطلح موج گوہر کی اٹھائی ہو جیسے شمیر سے موج جوہر کی

ہو تختی ہو یہ ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں فلک شیشہ نہاؤں کے ظلم سے حملہ اہل ہنر جام کے مانند خون
 میں نہ دوئے ہوئے ہیں یعنی نہایت ہی غم و اہم میں شیشہ نہاؤں اس سبب سے بظاہر بصورت آب
 ہو اور محض خشک ہے آب و بے فیض فاضلوں کا یہ حال کہ ذرہ کے مانند پریشان ہیں اور
 ہو خورای بخورش اور جاہلون کی یہ کیفیت کہ صبح کی طرح خور پر بیٹھے ہوئے ہیں یعنی خورش پر
 خورین کیسا ایہام الطف ہو اگر ایسا کوئی مسخوڑ ہو جیسے حضرت عیسیٰ کہ اُسکے سخن سے چائین تارہ
 پائین تو اُسکی طرقت دونوں آنکھوں سے ہرگز نہ کیسین اور اُسکے رخ پر پوری نظر نہ الین اور اگر
 نغمہ خراک ہو لینے جاہل کا تو دو کانون کے چار کر لین کہ یہی فی زمانہ ہو رہا ہو عمر و زید کو واسطے ترکیب
 کلام کے لاتے ہیں اگر زید کے مارنے سے عمر و بالفرض مر ہی جائے تو ہرگز اس حال کے بھید سے مبتلا
 بھی خبر نہ کریں ہر مبتدا کی خبر کرنے سے کچھ اندیشہ ضرور حضرت کا مطلق نہیں ہو مگر ایسے اخفا سے
 جہانم میں مشغوف ہیں کہ اس بیجاں کو بھی نہ بتائیں متن میں پریشان و ہوا جو لکھا ہو میری
 دانست میں ہوا خور

اور بچ سلطان محمد شاہ تغلق متضمن توصیف ہمارے محبوب

قولہ چون رفت سوئے ماہی از دل چشمہ خور و در آب خشک مارا پیش آرائش تریہ زبان پیش
 کا سنا ترا طبخ صبح نہد و بر نفست خوال گردون یک طاسک معصفر مہ زبان پیش کا سنا ترا خطا
 چرخ دوزد و بر خرّمہ کبودش یکپارہ مزعفر خور با سیاہ چشمان وقت سپیدہ جامی و کز جبر عمر
 خاک مجلس پوش لباس احمر و دریا میان زورق صد بار موج خون زد و بر پشت ماہیانیش
 یکدم سوئے لب آور و روشن دلاں ندید نہ یکذره تفاوت و از آفتاب گردون تا آفتاب ساغر
 آہوشے آتشین و انجون برہ در بر آزد و کافور خشک گرد و با مشک تر برابر و شب رنگینست گریان
 آمنہ ایست بر کف و صحنست ترک خندان و ستار زرد بر سر و یہ قصیدہ بحر مضارع میں ہے اور کائن
 اسکے مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن اللغات ماہی پنج حوت و دو بھی نام ایک برج کا ہے
 آب خشک پیالہ آتش تر شراب طاسک طاس خور و معصفر سرخ رنگ مجموعہ عواد آفتاب سے

پارہ مرعوف آفتاب خورام خود دن سے سیاہ چشم معشوق سپیدہ صبح ویا شراب زور قی کشتی
 شراب ماہیان انگشتان آفتاب ساغر شراب آہو سے آتشیں آفتاب ہرہ برج حل کا نور خشک
 روز مشک تر شب گریان باعتبار کواکب و شبنم آئندہ و ستار زرد آفتاب اللغات یعنی اب
 وقت آغاز بہار کا ہو کہ آفتاب برج دلو سے طوف برج حوت کے گیا لہذا ایسے وقت میں میوہ
 کا لطف ہو لا جرم آب خشک میں جو پیالہ ہو آتش تراوی شراب ہمارے سامنے لا آور قبل اس سے
 سکھ باورچی صبح کا اس نہفت خوان پر ایک کٹوری سرخ رنگ رکھے کہ وہ آفتاب ہو جو صبح کو ایام
 سرمایہ سرخ ہوتا ہو طبلخ صبح کو باعتبار آفتاب کے کہا ہو کہ بصورت قرص و کلیچہ کے ہو شعر بعد
 اور اسکے بعد کا اور یہ تینوں مربوط ہیں اور اس سے پہلے کہ خیاط چرخ کا آسمان کے خرقہ نیلگون
 پر ایک ٹکڑہ زرد رنگ کہ آفتاب ہو ٹانگے یعنی طلوع آفتاب سے قبل صبح ہی صبح سیاہ چشمون یعنی معشوق
 کے ساتھ ایسا جام شراب سرخ کا نوش کر جسکے گھونٹ سے خاک مجلس کی لباس سرخ پہنے یعنی
 سرخ ہو جائے میوہ شون کا قاعدہ ہو کہ اول میں قدرے شراب زمین پر ڈال دیتے ہیں کیا خجکو
 خبر نہیں کہ دریا سے کشتی میں جو شراب و پیالہ ہو سود فہ خون کی موج اٹھائی تجھ کو بھی لازم ہو
 کہ نیشہ ماہیو نہر جو انگلیاں ہیں ایک دم کو تو جام لب کی طرف لایہ جوہ جام ہو کہ روشن دون صفا
 سینہ سے آفتاب گردون اور اس آفتاب ساغر میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں کیا ہو دونوں کو
 برابر رکھا ہو کہ دونوں ایک ہیں آفتاب بمعنی شراب کے بھی ہو بعد اسکے جب آہو آتشیں آفتاب
 کو برہ اپنے نعل میں نے لگا یعنی آفتاب برج حل میں جائیگا تو کا نور خشک یعنی دن اور مشک تر
 اور ات دوہون برابر ہو جائیگے رات ایک رنگی گریان ہو باعتبار ستاروں یا قطرات شبنم کے
 آئینہ ہاتھ میں لیے کہ ماہ ہو اور صبح ایسی ہو جیسے کوئی ترک خندان زرد بگڑی باندھے کہ یہ دستار
 آفتاب ہو قولہ بگرخت ادہم شب زمین پلنگ بر پشت ہو چون بست شاہ مشرق ہر ای زہر بر شہر
 اور زلف عنبر نیست شمشاد لالہ پرور ہو عتاب شکر نیست لعل و درت در بر ہو و ہاے
 شور بختاق بریان زہر نیست ہما آن نبات سبوت رستست گرد شکر ہو و عنبر تولالہ در پستہ تولولہ

درخیزد تو نسیرین بر خیزد تو آذر چون سرو بدیر آسے تازه نہال خوبی ہو تا عاشقان بیدل بیند
سرو در بر روزیکہ سرخیز آرد شب از کنار ماہست بر و سے بدر بیتی غلطان ہزار اختر بیند
آنسر شکستہ رنگی از سر کشی بچین شد بر گرد و دم صفت ز دل از نگار بشکریہ اللغات ادہم اسپ
سیاہ زین پلنگ ای ابلق باعتبار کواکب شاہ مشرق آفتاب ہر اہما از اشقر اسپ سرخ و سپید
شمشادق لالہ رخسار عتاب لب و دندان شور بخت عاشق پستہ دہن نبات خط مشیرہ مصری
شکر لب غنیر زلف لالہ رخسار پستہ دہن آلودندان غنچہ دہن نسیرین دندان غنچہ تر الہ مرادندان
آذر لب بر بغل و میوہ منب خط ماہ رخسار بدر مصنف و ماہ چارہ اختہ انتہا کب تر شکستہ زلف
چین رخ روم رخسار المصنوع گنچہ تر سیاہ شب کا اسحال سے کہ زین پلنگ اُسکے پشت پر کھنچا
ہوا تھا یعنی زین ابلق جیسا کہ جسم پلنگ کا ابلق دورنگ ہوتا ہے یہاں مراد ستاروں سے ہے
وہ ادہم جو وقت کہ شاہ مشرق سے اپنے اشقر پر ساز باندھایہ ادہم بھاگ گیا بیان گذرستے
شب اور صبح ہونے کا ہوا جو محبوب زلف غنیرین تیری شمشاد و لالہ پرور ہے اور عتاب شکرین لب
تیرے لعل و دندان لعل میں لیلیہ ہوسے ہیں شمشاد و لالہ پرور بدنیو جہ کہ زلف سر سے پانک ہے
اور قد تیرا شمشاد پس اسکی پرورندہ اور لالہ رخسار کہ اسپر بھی پڑی ہوئی ہے سو اسکے شمشاد
کے بھول کو زلف و خط سے بھی تشبیہ کرتے ہیں سو یہ اُس مشبہ ہی کی خود پرورندہ ہے دل شور بختوں
یعنی عاشقوں کے تیرے پستہ سے جو دہن ہی بھن رہے ہیں جیسے کہ نبات سبزی خط سبز و تیرے
شکر کے خما ہے شور کا لفظ بر عایت پستہ کہ اسکو روغن میں بھون کے نمک سے کھاتے ہیں ہر طرح مناسب
نبات میں بر عایت شکر کے ایہام ہے تیرے غنیرین لالہ ہے یعنی زلف میں رخسار اور تیرے پستہ میں
لولو آذر دہن میں دندان اور تیرے غنچہ میں نسیرین کہ بھی دہن و دندان سے مراد ہے اور تیرے کھنچے
آذر ہے یعنی دندان پر لب سرخ جس سے مقصود یہ ہے کہ غنیر و رخسار وغیرہ جو اس شعر میں مذکور
ہیں بالذات دہی ہیں نہ بالصفات و تشبیہ تیری تمنا ہے آوازہ نہال خوبی کہ تو سرو کی طرح میری
برہن آجائے تو عاشق ہے بر سرو کو برہن دیکھے ورنہ مشہور یہ ہے کہ سرو سے برہن ہوتا ہے سرو دور و جیسا

بلخ ہر دو معین کہ سر کو بفل عین و کین اور نیز بجل بین جسدن کہ شب یعنی خط تیرے ماہ رخسار
 کے کناروں سے ظور کرے گا تو بدر کے منہ پر ہزاروں اختر غلطان و کینیکا جو اشک ہیں بدر
 مصنف و ماہ دونوں ہو سکتے ہیں سر شیکستہ رنگی زلف کا کہ اپنی سرکشی سے چین کو گیا جو چہرہ محبوب
 کا ہو اور یہاں کہ دروم کے لشکر زنگبار نے صف آراستہ کی یعنی روم کو گھیر لیا تو کہ سرحد نیم روز
 شام خطا تو از چین ہو خورشید نیم روز ستار ویت چوراسے داور بہ بہرام نسل رستم اور نسل فضل علی
 اقلیم بخش احمد کشور کشابے حیدر بہ بر آستان حاجبش جبریل خویشتن را صد سالہ راہ ویدہ از
 کائنات برتر ہو اہم ہفت طاق طارم بر آستان مدغم ہو و سے پنج شاخ دریا در آستیت مضمر ہو
 امر بندہ خلیفہ در پیش تخت بخت ہو نائب ہزار خاقان حاجب ہزار قیصر ہو امر مایع جناب
 مفتی چار ملت ہو و سے خادم رکابت مخدوم ہفت کشور ہو از خادمہ کمال یک نم ہزار دریا و زانہ
 جلالت یک خط ہزار دفتر ہو در زرم تیغ بہرام از حملہ تو چو چین ہو در بزم ساغر خور با ساقی تو در خور ہو
 اگر بر خط نفاوت نہ دائرہ نگردو ہو حک با نقطہ قطب از حرف خط محور ہو رایت چورایت افراخت
 در شاہراہ ہجا ہو نہ خاک کرد بر سر از دست آن لگا و ہو اللغات بہرام نام جد شاہ طارم ہفت
 طاق افلاک مدغم ہندی گھسا ہوا و بندرج شدہ پنج شاخ دریا باعتبار انگشتان دست مضمر پوشیدہ
 چار ملت حنفی شافعی مالکی حنبلی بہرام جو بین نام پہلوان سردار لشکر ہرگز نہ نہایت لاعنر اور
 خشک اندام تھا اسلئے کہ جو بین و جو بینہ لاغر اندام کہتے ہیں نہ دائرہ ذفلک رایت امر را بتورایت
 جھنڈا لگا و رکاف فارسی و تازی نیز اسب المعنی مصنف کہتے ہیں کہ اہم محبوب تیرے خط کو
 جو ایک شام چین رخسار سے عیان ہو خیال کیا جاتا ہو تو ایک سرحد نیم روز کی ہی نیم روز اس اعتبار سے
 کہ یہ خط وسط بین دونوں رخسار کے ہو اور نیم روز نام ملک رستم بر عایت شام و چین کہ نیم ملک
 ہیں اور غرابت یہ کہ نیم روز میں شام اور صورت کو تیری جو دیکھتا ہوں تو یہ خیال کیا جاتا ہو
 کہ آفتاب نیم روز کا ہو جو عین اسکے کمال کا وقت ہو اور ایسا روشن و تابان جیسے رات کے حاکم
 وقت کی جو مدوح ہو اور وہ مدوح رستم بہرام نسل اور عیسیٰ اور نسل فضل اور احمد اقلیم بخش اور

حیدر کشور کشا ہر سب محتجب الاضافہ ہیں اور اگر بالا لقا و بطف تقدیر معطوف و متعلقہ علم و اثر
تو بھی ممکن ہو جاوے اسکا ایسا عالی آستانہ ہو کہ جبریل جب وہاں پہنچے تو حد کائنات سے سو برس کی
راہ میں بڑھ کر آیکو و کھیا باوصف اس تیز بالی وقت پر دوز کے جیسا کہ شہید القوی ذوق و ہر انکی
صفت ہو سخت قوی والا اور صاحب قوت اور مدوح تو وہ عالی محل ہو کہ سفت ہفت طاق کی
تیرے آستانہ میں مدغم ہو یعنی گھسی ہوئی جیسے مدغم و ریغ فیہ اور وہ دریا کہ جسکی پانچ شاخیں ہیں
یعنی ہاتھ سو تیری آستین میں چھپا ہوا ہے اور امی مدوح تو بمقتضی طاعت و انقیاد کے خلیفہ وقت
کا تو بندہ بن رہا ہے مگر تیرے بخت بلند کے تحت کے سامنے خاقان جیسے ہزار نائب ہیں اور قصہ
جیسے ہزار وں حاجب اور امی مدوح تو وہ باتشع ہو کہ ہر چار راست کے مفتی یعنی حنفی شافعی مالکی
حنبل کے مزاج تیری جناب شریعت آب کے ہیں اور جو خدیوم ہفت کشور کے ہیں وہ خادم تیری
رکاب مساوت و نصیب کے ایک چکیہ گی تیرے خامہ کمال کی برابر ہزار دریا کے ہو اور ایک خط
تیرے نامہ جلال کا مقابل ہزار دفتر کے ایسی شرح و بسط کے اس میں کنجائش ہو تہرام جو بڑا پہلوان مشہور
ہو اسکی تیغ تیرے حملہ سے چوہاں ہو یعنی کاٹھ کی محض بیکار اور بہرام جو بین نام پہلوان سر لشکر ہزار
کا بھی ہو پس چوہاں اس رعایت سے نہایت لطیف جو رزم کا تیری یہ حال ہو اور بزم کی تیری یہ
کیفیت کہ ہر ساقی مہر افروز وہاں کا اس لائق ہو کہ اُسکے ہاتھ میں ساغر انخاب کا نہواں ساقی کے
حسن کو لٹا دیا جائے جملہ اشک تیرے خفا فرماں نافذ پر سر نہا دیں بر تقدیر اگر یہ اُس خط پر نہ کہیں
اور مخالفت ہوں تو خدا کرے نقطہ قطب کا کنارہ خط محور سے جاک ہو جائے اور انتظام اس نہا
کا بگڑ جائے راستہ تیری ایسی روشن و دزدین ہو کہ جب اسنے شاہراہ لڑائی میں جھنڈا اپنا بلند کیا تو
ماہ فے اُس نگار کے سبب سے خاک اپنے سر پڑا لی تا اُسکے سامنے نہوں کہ لائق مقابل
ہونے کے نہیں ہوں یا عجز کی صورت بنائی اور گرد و خاک کی شدت سے ہر ماہ چھپ بھی جاتے
ہیں یا بدین خیال کہ اس خاک سے روشن ہو جاؤں یا رشک و حسد سے قولہ اُن ابرق سیرت
اُن باد کوہ صورت ہواں تار بھر پروردان آب خاک گستر بہ کیران وزین خاصیت آب زوالی کلین

پیل و در سرایت کوہ روان و محشر و نعلی براق رزمست ابرو سے شاہ مغرب بہ دو چراغ برکت
 در سے عروس خاور بہ در خواہ گاہ خلقت فانی تو بود مقصود و تکریم نہ پدید را بالاسے چادر اور
 اگر عدل تو بودی این پنج شویہ مطرب بہ با قطب جمع گشتی در مرکز سے خواہر بہ جز صورت سعاد
 اگر جبرخ ہیات آرد بہ ہم حقهاش بشکن ہم پروہاش برور بہ مقطع طلب نمود سریش داشت جھٹ
 در شعر اکم انتہ مقطع ازین نکو تر بہ بازیر بال بطوطی طاؤس شب نار بہ ہر صبح در باید عنقا
 زیر شہر بہ باد اوج طائر قدس در ضیہ گاہ ہجرا بہ پرواز باز جہرت بالاسے چراغ انخضر اللہ
 برق سیرت باعتبار حیر روی باکوہ صورت باعتبار جہت شاہ مغرب آفتاب عروس خاور آفتاب نہ پدید فلک
 چادر باور غنا صرار لہ پنج شویہ مطرب زہرہ کہ لولی فلک ہر پنج شویہ ستارہ سیارہ سوائے آفتاب
 کہ مونس سماعی ہر جمع گشتی او جفت میشد سے خواہر سے ستارہ متصل قطب بطوطی فلک طاؤس شب نار
 قمر عتقاد زہرہ شہر آفتاب طائر قدس جبریل ہجرا جنگ المعنی پیر گھوڑے کی صفت ہر کہ وہ گھوڑا
 تن تو ش میں تو ابرہی اور بنظر تیزی کے برق ہی اور صورت میں تو کوہ ہی اور روانگی میں ہوا
 بخیاں تندی و تیزی کے تو نارہی مگر بحر کا پالا ہوا اسلئے کہ اکثر گھوڑے دریائی بھی ہوتے ہن اور ہی
 آب بلحاظ رفتار بے تکان کے لیکن خاک کستر بھی ہی یعنی وصول اڑا نیوالا واضح ہو کہ گھوڑے
 کی آب و آتش دونوں کے ساتھ صفت کرتے ہن باعتبار نرم روی و تندر قناری کے
 گھوڑا تیرا یکا ان ہی مخصوص بیکران اور زمین بھی اُسکا خاص تیرے ہی واسطے دونوں مخصوص
 تیرے لیے اور ایسے جیسے آب روان اور گلبن اور پیل تیرا ایسا جیسے کوہ روان اور دروازہ تیر
 مجلس اکا محشر شدت انبوہ مخلوق آس شعر میں لعل و نشر مرتب ہی نعل براق تیرے رزم کا
 ابرو شاہ مغرب یعنی آفتاب کا ہی ایسا بالاسیر ہی اور چراغ بزم کا تیری ایسا روشن کہ جبکا و صول
 صورت عروس خاور کی ہی یعنی خورشید کی ایک مدت سے جو یہ نہ پدید فلک کے بالاسے چادر
 عناصر کے حرکت و جنبش کر رہے تھے اور ذات تیری خواہ گاہ خلقت میں تھی اس حرکت سے
 مقصود انکا تیر ہی ظہور تھا کہ تو پیدا انہو نے عدل تیرا عالم عسلی و سفلی سب میں مؤثر ہر اگر تو نہ ہوتا

تو زہرہ منظر پر ولولہ فلاب جکے باج شوہرین قمر عطار و برج مشتری زحل سواست شمس کہ یہ خود نوشت
 ہو قطب کے ساتھ مرکز ثبات میں کہ وہ لغزش ہو کب کی جمع اور جفت ہو گئی ہوئی اگر چرخ مشعبہ
 و ثار سواست صورت سعادت کے اور کوئی ہیئت ظہور میں لائے تو یہ تجسّس زبردست تو نہیں
 ہو آخر زہرہ دست پر تو اسکے ڈبے بھی توڑ ڈال اور پردے بھی بھاڑ ڈال صورت و ہیئت اور حقے
 اور پردے یہ سب لفظ بر عایت بازیگر کے ہیں جو چرخ کی تشبیہ میں لائے ہیں اور نیز ہیئت ایک
 عالم ہی بیان افلاک و انجم میں پردے اسکے ظاہر حقے مروانہ آب کہتے ہیں میں نے مقطع اس قصیدہ
 کا جو ٹھونڈھا تو تیرے دشمن نے میرے سامنے سر رکھ دیا کہ اسکو مقطع کریں نے بھی اس مقطع کو
 اختیار کیا کہ اس سے زیادہ اچھا مقطع کب کسی کو ملیگا آئندہ دعا تابیہ ہو جب تک کہ طوطی فلک
 کے پروں تلے سے طاؤس شب ناکو کہ ماہ ہو شب میں نمودار ہونے والا ہر صبح عنقا زرد شہر
 آفتاب کا اٹھا لیجائے اور چھین چھین لے باز تیرے چتر کا صید گاہ جنگ میں روح القدس
 کی طرح ہمیشہ بالاسے چرخ اخضر پر پرواز میں ہے

در تعریف آفتاب

قولہ چو شاہباز کرد شہر نور بہ بسوے غرب غراب ظلام کرد نفور بہ سراسے دھڑلحان
 سراسے سترامر بہ زبس خروشن خروس و نواسے ناسے طیو بہ چو تیر تیر ظلام از کبان چرخ انداخت
 ز ترس ترس ز راندودہ تیغ لینے ہو بہ درید زہرہ زہرہ چو دھر دھر زہرہ زہرہ دھودہ جیش جیش را
 چو مغف نفور بہ بہند راہ فرارہ فرارہ ز دشتہ رنگ بہ چو قوقلہ کلاہ شاہ چین نمودارہ دور بہ زسہم
 تیغ منوچہر جہرہ گرفت بہ قبول رونق اقبال شام راہ فتور بہ سپھر تیغ ز راندودہ میزند ہر صبح بہ
 زہرہ راہ سلاطین و آفتاب صمد و مد بہ یہ تعریف بحر محبت میں ہو ارکان انیسکے مفاعیلن فعلن
 مفاعیلن فعلن و فعلن اللغات شاہباز آفتاب غراب نلاغ ظلام بفتح تاریکی ازل شب
 تیر عطار و کمان چرخ مہج قوس چرخ کمان و آسمان ترس سپر ہو زبوا و مجھولی آفتاب دہرہ بروز
 بہرہ نام خربہ دستہ دار و شمشیر دودہ دہرہ ز آفتاب ہند مغرب کہ مقام تاریکی کا ہو فرارہ فرارہ

بکسر گریزان گریزان فرار کسم گرختین تو کہ تلمہ کلاہ شاہ چین آفتاب المعنی جب شاہ بازار سے گئے کہ
 آفتاب ہو شہر اپنی جو آسکی شعاع ہو کھولی غراب تاریکی کا طرف غرب کے نفور ہوا نفور بالفتح گر زبیدہ
 و بضم گرختین غرب غراب صنعت اشتقاق یہ سراسر اس سر سے اس سر سے تاک
 بالکل سراسر الحان ہو گئی اس قدر شور مرغون کا ہوا اور ناسے طہور سے نوازا آمد ہونی خروں
 خروشن تجنیں خطا نوا ناسے تجنیں زائد تیرنے کے عطار وہی تیر تاریکی کا کمان چرخ سے پھینک
 دیا بسبب خوف سپر اور تیغ زرا اند و آفتاب کے کہ سپر اسکی ذات اور تیغ زرا اند و
 شعاع اسکی ہو اور دہرے جب دہرہ زر کا جو مثل مغفر مغفور کے چکنا تھا کہ یہ بھی مراد آفتاب
 سے ہو جیش جیش کو دکھایا تو زہرہ زہرہ کا بھٹکیا اور عطار دہرہ یہ دونوں اکثر صبح کو طلوع بھی
 کرتے ہیں جیش تاریکی مغفر مغفور روشنی روز زہرہ زہرہ تجنیں ناقص دہرہ تجنیں زرا اند
 جیش جیش تصحیف اور جہوت کہ تلمہ کلاہ شاہ چین کا دور سے نمود ہوا تو شاہ زنگ نے گریزان
 گریزان جو راہ سے ہو ہند کی طرف کہ عبارت مغرب سے ہو اور مقام تاریکی راہ لی تن مین
 شہ زنگ کو سہ زنگ لکھا ہو اور خوف تیغ ہر سے جسکا چہرہ منو چہر کی طرح پرفروغ وضیا ہو رونق
 اقبال شام نے راہ فتور سستی کی پکڑی یعنی شام کے اقبال میں بیرون فتی ہو گئی اور فتور پڑ گیا
 اور وجہ یہ ہو کہ سپر بسبب نمر و محبت ماہ سلاطین اور آفتاب صدوزا بالانشینوں کے جو مدوح ہو
 ہر صبح تیغ زرا اند و اپنی ظاہر کرتا ہو ہر کے لفظ میں کیسا ایہام ہو

اور تعریف کنیزک گلچہرہ و توقع انعام بہت قیمت آن از مدوح خود

قولہ بیاغ ملک مینم گلے بہار آمد کہ پیش عارض او ماہ شہسار آمد نہ شہ شہری او شہم کہ لکن
 نہ را نہ بخوم زیر دیا قیمت آباد آمد کہ کند طرہ او پر کنار لالہ شہرہ جو سنبلست کہ از باد بقیار آمد
 خدیگ غمرہ او در خم کمان ابرو بہ ستارہ ایست کہ در ماہ نو لکار آمد نہ سواد خال خوش و بیاض
 دیدہ من نہ جو زنگیست کہ بر طرف لالہ زار آمد نہ جو پست گشت دل شور بخت من بریان و کجنگ
 شکر او لعل و ز شہر آمد نہ شکستہ شد دل خورشید ہجومہ بدو نیم نہ بدست بدر در اندم کہ آن

نگار آمد پیکر طرہ اور چہان مقید شد کہ از سر آچہ دل تنالہا ہے زار آمد ہو چو شاخ مروی
 نامور امتحان در باخت و سپاس حسن و رانفتش دوسہ بار آمد ہو قرار بیعہ بعد جیلہ بست بر نصیب
 اگر یہ قیمت آناہ صد ہزار آمد ہو ز فیض مکر تش حقہ عقیقین وہاں ہو صدف مثال شہزاد در
 شاہوار آمد ہو یہ قصیدہ بھی بحر محبت میں ہو مفاعلن فعلان مفاعلن فعلن یا فعلن یا فعلن
 یا فعلن اللغات ملک میں کہ سر میرم اصطلاح فقہانین کنیز و غلام کنوا سٹے میں بمعنی غلبہ کے
 ہو اور غلام کنیز غلبہ اسلام سے ہاتھ آئے ہیں اور غلام و کنیز ز خرید نیز بار بیعہ مشتری خریدار
 نجوم و ندان یا قوت لب لالہ تر رخسار سر آچہ فائدہ کہ چاک شاخ شاخ درخت شاخ مروی آنت تباکل
 بیعہ فروخت بدان میں با قسمیہ ہو المعنی کتنے میرا کنیز و غلام کا جو باغ ہو کہ ہر ایک انہیں سمن بر
 سمن ہو ہو اسمین ایک گل اور بارور یعنی جوان آیا اور ایسا گل جسکے عارض سے ماہ شرمندہ و نخل
 ہوتا تھا میں اسکی صبر و محبت سے مشتری اسکا ہوا اعلیٰ کہ وہ تھی ہی ایسے ماہ کہ نجوم اسکے دو بات
 ابدار کے تحت میں تھے جو ندان ہیں اور دو لب میں چھپے ہوئے طرہ اسکا مثل کند کے کنار لالہ تر کو
 جو رخسار ہیں گھیر رہے ہوئے تھا اور جیسا کہ سنبل کو ہوا پریشان کر کے بکھیر دیتی ہو ایسے ہی
 وہ طرہ چہرہ پر اسکے بکھرا ہوا تھا اور خدنگ اسکے غرہ کا جو خم کمان ابرو میں نیس تھا ایسا
 معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک ستارہ ہو جو اہ نو میں کسی صنعت سے آیا ہو سو اداسکے خالی کی میری آنکھ
 کے بیاض میں ایسی آتی تھی اور آنکھ میری اسکو ایسا جانتی تھی کہ یہ رنگی ہو جو لالہ زائے کنارہ
 کہ مراد رخسار سے ہو پھر رہا ہو میرے بخت شور کا دل مثل پستہ کے بریان ہو گیا کنوا سٹے کہ تنگ
 شکر اسکی جو کناہ وہاں سے ہو لعل درنثار تھے یعنی وہ لعل جنہر درنثار کیے جائیں اور پستہ کو اکثر
 بھون کے نمک مچ سے کھاتے ہیں اور ایسی رشک خورشید کہ جسوقت وہ بندر کے ہاتھ لگی آفتاب
 کا دل مارے حسرت کے ماد کی طرح دو ٹکڑے ہو گیا کہ کاش یہ میرے ہاتھ آتی اور ماہ ایک وقت
 میں دو نیم ہو بھی چکا ہو ان حضرت کے معجزہ سے میرا دل اسکے طرہ کے پنجہ میں ایسا پھنس گیا کہ
 دل کے سر آچہ سے نالہ زار لکھنے لگے جب میری شاخ مروی سے کہ مراد آلہ تسامیل سے ہے ہو

بازی امتحان کی اُس سے کھیلی تو اُسکی بساط حسن میں نقش دو کاتین دفعہ آیا یعنی دو سو بائیس شجر
 کے ہوئے چنانچہ یہ رقم اُسکی ہے ۲۲۲ کہ اس میں نقش دو کاتین دفعہ ہی آخر غریبے حیلون سے بیچ اُسکی
 نو سو روپیوں پر ٹٹھری اگرچہ قیمت اُسکی بوجہ خوبی کے لاکھ روپیہ تھی اس واسطے کہ فیض بگومت
 اُسی سے ڈبہ اُسکے عقیق وہن کا صدف کی طرح خود درشا ہوا سے لہرا ہوا تھا پھر نو سو کیا چیز تھے شئی
 نے ملک مینیم کے معنی میں دست راست لکھا ہے یہ تو مین کے معنی ہیں اب نہ معلوم لفظ ملک کو کیا
 جانا سمجھا ہے یا گریز کی ہے قولہ بدان خداے کہ در دامن فلک ز عطاش بہ ہزار تنگہ زر ہر شب
 آشکار آمد بد بنعل سم سمند کہ پیش گو ہوا وہ درست مغربی شرق کم عیار آمد بد کہ بدر بدرہ جو
 یکشا و نیم حاصل شد بد کہ بود ضعیف گل آندم کہ در شمار آمد بد ہواے وجہ زرم روے زر و در جہان
 کہ نقد عین روغن گشت و در کنار آمد بد وے بوقت سحر کہ رومی خندان بد گرفتہ خنجر زر سو سے
 زنگبار آمد بد ندائے ہالک غیب از سر اوقات جلال بد بگوش ہوش من خستہ و فگار آمد بد کہ روئے
 زر دکن بدر و قلب با خود دار بد وقت تربت شاہ کا مکار آمد بد اللغات بدان میں با قسمیہ
 تنگہ زر کو اکب بنعل میں بھی با قسمیہ تا صنیہ سمند کی راجع بہ پادشاہ درست اشرفی و درست
 مغربی شرق آفتاب کم عیار کھونٹا بدر مصنف و ماہ چارہ ہم بدرہ بالفقہ ہمایان ہوا خواہش
 نقد عین اشک چشم روان جاری و راجع رومی خندان آفتاب خنجر زر شعاع زنگبار شب البغنی
 قسم ہو اُس خدا معطی کی جہ کی عطا سے ہر رات ہزار وں تنگہ زر کے دامن فلک میں ہوتے ہیں یعنی
 دامن اُسکا بھر جاتا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ وہ کو اکب میں ہزار سے مراد کثرت ہے نقد و معین اور قسم ہے
 نعل تیرے سمند سبک سیر کی کہ جسکے گوہر کے مقابل یہ اشرفی زر مغربی اور خالص شرق کی جو
 آفتاب ہے نہایت کھونٹی اور بہت ہی کم عیار ہے ہر چند کہ جملہ معدنیات اسی سے فیضیاب ہیں
 یہ دو وزن شعر شتا قسم ہیں آمیدہ جواب قسم کہ بدر نے جو اُس ماہ کی قیمت دینے کو بدرہ کھولا تو نیم
 حاصل ہوا اور نصف اور جب وقت میں میں نے شمار کر کے رکھا تھا تو دو ناگل کا تھا نکتہ یہ ہے
 کہ نیم کے سو عدد ہیں اسکا نصف پچاس ہوئے اور گل کے بھی پچاس عدد ہیں جسکا دو سو ہوئے

اور جب لگی کے دوسرے سے نصرت حاصل ہوئے تو وہی پچاس ہوئے یقین تو خواہش نہ رہی
تھا ہی یہ کیفیت دیکھنے میں امتد زور ہو گیا اور ایسا روئے لگا کہ میری آنکھوں کا نقد جو شک
ہو جا رہی ہو کر میری کشتار تک آیا لیکن صبح کی وقت جب رومی خندان آفتاب کا خنجر زریں رنگبار
پریو شب تاریک ہو آیا یعنی صبح ہوئی تو نہایت غیب کی پروں جاہ و جلال رب الفرت
سے میرے کان میں آئی کہ آج بدلتاج زور دست کر اور ہر اسان نہو دل ٹھکانے رکھ کہ اب
وقت پرورش شاہ کامگار کا آیا وہ تیری پرورش کرے گا خاطر جمع رکھ قولہ خدایگان سلطان
دین محمد شاہ بد کہ بھر پیش کفش ساقط اعتبار آمد، شبہ ستارہ سپاہ آفتاب ماہ گلہ بد کہ آسمان
لقبش ظل کردگار آمد بد فلکست جنبیت خاصش شریست از سر ہر بد کہ آفتاب ہر وزین زرنگار
آمد بد بناسے قلعه جاہش چنان رفیع افتاد بد کہ قعر خندق او بجہ نہ حصار آمد بد نہاد افسرے
از شاہوار مردانید بد کہ او بہ بندگی شاہ حلقہ وار آمد بد جلقہ کہ سران گوش استماع نہت بد
چو فعل اسپ شہ امین و اندہ گو شوار آمد بد الخفاست جنبیت اسپ کو تل از سر ہر ای
از راہ محبت و عشق حلقہ مجلس بالمعنی یعنی وہ پادشاہ کامگار بکون ہو وہ ہو جو صاحب و
سردار پادشاہوں دین کا ہو یعنی محمد شاہ کہ جسکی کف جو دے سامنے دریا سافیاں پایہ اعتبار
سے گر گیا کہ یہ کب ایسا جو در سیک کا آور وہ پادشاہ ستارہ سپاہ ہو جسکی حدود شمار نہیں اور ایک
آفتاب ہو جسکا تاج ماہ منیر اور وہ ہو جسکو لقب ظل کردگار کا آسمان نے دیا ہو یہ آسمان عالمیشا
نہایت ہر و محبت سے خاص کو تل گھوڑا اسکا ہو چیمہ زین زرنگار آفتاب کا کھنچا ہوا ہو اسکے
مرتبہ کا جو قلعہ ہو اسکی بنیا و انسی باند رکھی گئی ہو کہ یہ نو حصار فلک کے باوصف ایسی علو و
رفت کے اسکی خندق کے قعر ہین جو حد و برجہ پستی خندق کا ہو اور جب وہ یعنی آسمان حلقہ
انگشتہ کی طرح اسکی بندگی میں جھکا اور خم ہوا تو تاج مردارید شاہوار کا پایا چو آفتاب ہو جیسے
انگشتہ خم ہو کے تاج نگینہ کا پاتی ہو اب اس مجلس میں جہان سردار لوگ مکان استماع وہ
سمجھنے کی رکھتے ہین اور ایسے استماع سے بہ بہرہ نہیں ہین یہ ہفتار میرے اُنکے کا توں کا ہر اندہ

گو شوارہ ہوا زریب وزینت دہندہ جیسے نعل اسپ شاہ سے اسکی زریب وزینت ہو رہی ہو
اور حلقہ بگوش ہیں اس مصرع میں کہ او بہ بندگی الخ حلقہ وار ہوا کو حلقہ وار بدال لکھا ہوا
حلقہ وار اور نیچے معنی غلام کے میری دانست میں وار ہوا ہو ورنہ نفعے ٹھیک نہیں ہوتے قتال

اور مدح سلطان محمد شاہ مستطیر چرخیات

قولہ صبح عنقا میست سیمین مرغ نوزین در دیان + شام و برقائست مشکین بیضیاور آشیان +
عابیت دان زین زبر جہوہ شہبا سے روز بہ رخس ہمت زین جہان بیوفا سیردن جہان +
پیشدستی کن گبیر آئینہ ساغر بکث + صبح اینک در قفا آئینہ وار و چون نہان + خشت زریں
گر یافت از سیر فیروزہ خم + جام بالا مال مہر از ساقی وحدت ستان + جب خود بر بوسے مہر ش صبح گل
کروند چاک + ہر دور از ان برگریان گوے زریست آسمان + شب سید دل بود گریان ردے چون
باد گوے شاہ + زان بزخم تیغ خورشیدش برون کرد آسمان + یہ اشعار بھی بحر رمل میں ہیں ان کا
اسکے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان یا فاعلن اللغات مرع زریں آفتاب و رقابو تر
و فاختہ بیضیا کو اکب صہوہ پشت شہبا سفید رخس اسپ آئینہ آفتاب در قفا او نہان در شب
خشت زریں آفتاب فیروزہ خم فلک گوے زر کنا یہ از آفتاب وزہرہ گریان باعتبار ستارگان
و شبنم المعنی صبح ایک عنقا سیمین یعنی سفید رنگ ہو جسکے منہ میں مرغ زریں دیا ہوا ہو کہ وہ آفتاب
ہو اور شام ایک کبوتر سیاہ ہو جسکے پیچھے آشیانہ فلک میں رکھے ہوئے ہیں کہ وہ کو اکب ہیں اور یہ
جو شہباز وز کی پشت پر زریں زرا آفتاب کا رکھا ہوا ہو یہ عاریتی ہو نہ اسکی ملکیت آخر شب میں نہیں ہوتا
لہذا تو اپنے رخس ہمت کو اس جہان بیوفا سے باہر نکال لیجا اسمین دل مست لگا تو پیشدستی کر اور آئینہ ساغر
کا ہاتھ میں لے قبل اس سے کہ صبح جو ابھی آئینہ اپنا تاریکی شب میں چھپائے ہوئے ہو ظاہر کرے یعنی قبل از
طلوع فیضان صبح ہے فیضیا ہو جا اور خشت زریں یعنی آفتاب اگر اس فیروزہ خم فلک سے گر جائے
یعنی غروب ہو جائے تو تو جام بالا مال مہر کا ساقی وحدت سے لے اس مہر سے اپنی شب روشن کر مطلب یہ کہ شب
بیدارنی و عبادت میں بسر کرو دیکھتا نہیں کہ صبح اور گل دونوں نے اسکی بوسے مہر پر بنا کر جہان چاک کیا ہو

کہ ایک صلیب آسمان نے زر کی گھنڈی دونوں کے گریبان پر ٹانگی ہو کہ وہ آفتاب ہو
یا زہرہ جو صبح کو طلوع کرتا ہو اور گل میں زرد و جو بصورت چھوٹی چھوٹی گھنڈیوں کے ہوتا ہو
جو ایک سیاہ دل اور گریبان صورت تھی مانند بدگوئے شاہ کے سیاہ دلی تو شب کی ظاہر اور
گریبان روئے بلحاظ شبم یا کو اکب کے اسی سبب سے خورشید نے اپنی تیغ شفاع کی زخم سے
باہر نکال دی کہ کیون مشابہ اُس بدگوئے کے ہوئی میان کے لفظ میں کیسا ایہام ہو اور جہان
بفتح جیم اور جہان بکسر جیم تجنیس ناقص اور صنائع بذائع اشعار میں بہت ہیں فافہم قولہ سایہ چتر
سیاہ آل بہرامست مہر بہ لاجرم گرفت نورش عرصہ ملک جہان بد آفتاب ملک دین مولیٰ
امیر المومنین بد بندہ امر خلیفہ پادشاہ انس و جان بد حلقہ درگوش غلامش ہم سپہرو ہم نجوم بد
چرخہ نوش احترامش ہم زمین و ہم زمان بد ای ادا سے قدر تو عنقاے گردون آجندہ بد
ہما سے چتر تو طاؤس سدہ آشیان بد سدہ قصر ہایونت کہ چرخ اعظم ست بد تکیہ گاہ آفتاب
و جدہ گاہ اختران بد حلقہ درگاہ یا جاہت چو عرصہ عرصہ دادندہ حاوے بد دائرہ یک نقطہ آمد
در میان بد از مقام خود برآمد عرش پا قصد سالہ راہ بد تانہ در بار گاہت روئے خود برستان بد
اللغات مولیٰ آقا و غلام مناسب بندہ حلقہ درگوش غلام آجندہ جمع جناح بمعنی بازو ہا عرصہ
ای پیش کرد حاوے نہ دائرہ فلک نعم المعنی یعنی یہ آفتاب جو عالمگیر ہو اور نور اسکا تمامی عرصہ
جہان کو گھیرے ہوئے یہ وجہ ہو کہ چتر سیاہ جو آل بہرام گاہ ہو جسکی اولاد ممدوح ہو اسکا سایہ
آفتاب ہو اب سایہ کہنے میں آفتاب کو دونوں باتین ہیں نورانیت چتر کی کہ آفتاب اسکا
سایہ ہو اور اسقدر نوری اور نیز وسعت چتر کی کہ آفتاب باہمہ بزرگی ادنی سایہ ہو اور وہ
باو شاہ آفتاب ملک دین کا ہو کہ اُس سے ملک دین کا روشن ہو اور سب کا آقا و مومنوں
کا حاکم لیکن خلیفہ وقت کے حکم کا بندہ اور تمامی جن و انسان کا پادشاہ گویا ہیماں اپنے عہد کا تیسرہ
اور نجوم جو تمامی عالم پر غالب و قوی ہیں سب اس کے ایک ادنی غلام کے غلام و مطیع ہیں اسکا نور
کچھ کینای نہیں اور یہ زمین و زمان کہ اعظم آیات اللہ سے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں بہت جگہ خدا تعالیٰ

نے اپنی اظہار قدرت میں خلق السموات الارض فرمایا ہے ان دونوں نے اسی عزت و احترام سے ایک جرعد پالیا ہے اور اکثر امرا میں نشی کے وقت قدرے شراب یا جرعد زمین پر ڈال دیتے ہیں اور یہی موقع ہے کہ کہا ہے لا ررض من کاس الکرام نصیب آخر مدوح تیری قدر کا جھنڈا ایک غنہ ہے کہ کسی کو ایسی قدر نصیب نہ ہوئی اور یہ گردون تیز بال محیط عالم اُس غنہ کے بازو یعنی جیسے یہ گردون محیط عالم ہے تیری قدر بھی سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہے اور میرے چیز کا ہما ایک طاؤس ہے جس کا آشیانہ سدرہ ہے کہ وہ فلک ہفتم پر ہے اور حد معاملات دنیا کی کہ معاملات دنیا کا فلک ہفتم سے آگے گذر نہیں ہے اور تیرا قصر ہایون ایسا بلند و رفیع ہے جس کا آستانہ چرخ اعظم ہے اور چرخ نم چسکو اہل شرع عرش کہتے ہیں کہ وہ تکیہ گاہ آفتاب کا اور سجدہ گاہ سب ستاروں کا اور مجموع خانی میں میں نے لکھا دیکھا کہ فلک چارم پر ایک دریا ہے بحر المسجور نام اور اُس میں کشتی ہے اُس پر آفتاب سوار ہے ستر ہزار فرشتے اُس کشتی کو کھینچ کے مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق لیجاتے ہیں اور ہر صبح کو زیر عرش لاتے ہیں یہ وہاں سجدہ کرتا ہے حضرت رب العزت سے اس کو نور عطا ہوتا ہے اور آفتاب ہی سے سب ستارے نور پاتے ہیں اسی سبب سے تکیہ گاہ آفتاب و سجدہ گاہ اختران کہا ہے اور اُسکی بارگاہ با جاہ ایسی وسیع و فسیح ہے کہ جب اُسکے در کے حلقہ بنے کہ کیا ہے ہوتا ہے اپنے میدان و بصرہ کو عرضہ کیا یعنی ظاہر کیا تو ہوا ہی نہ دائرہ فلک کا جو فلک نم اور عرش اعظم ہے محیط جہا فلک پر اُس حلقہ کے عرضہ میں ایسا معلوم ہوا جیسا دائرہ میں ایک نقطہ اور اُسکی بارگاہ ایسی با علو و رفعت ہے کہ عرش عظیم نے چاہا کہ اُسکے آستانہ پر منہ اپنا رکھوں تو اس کو اپنا مقام چھوڑ کے پانسو برس کی راہ اور جانا پڑا جب اُسکے آستانہ کو پایا

در تعریف مروت و طوبی و طالبان درگاہ الہ

قولہ ہر کہ خواص لہ خرد و دست بہ قیمت افزاے در جان خود دست بہ عاقلان نقص خویشتن جویند
گوشت کن کن حدیث معتمد است نہ پدر راز چارہ ما در عصر بہ در کنار حدودت نہ ولد است بہ
جملہ سر مست غفلت نہ کیے بہ طالب و صل ذات لم بیدست بہ لہ آنگس کہ باغ دنیا خواست بہ

ای موجد سرا سے تو وحدت چکنی طارم مقرنس چرخ ہر کہ خرابیے او بیک لکد بست ہر سر برام
 چرخ پاسد کوب ہر زائکہ نہ چرخ سفت معیہ دست ہر دل عاشق سرا چہ کل نیست ہر کار گاہ جلالت
 ضدت ہر خانہ دل بنا سے لم یز نیست ہر نہ بر آوردہ البست و جدت ہر دل فاسق خزائن حق
 نیست ہر گلخن و دو آتش حسدست ہر ہر کہ در کوئے عشق زوئی سے ہر بہر سوار مالک ابرست ہر
 یہ اشعار بحر خضیف میں ہیں ارکان اسکے قاعلان قعلاان یا قعلاان یا قعلاان یا قعلاان
 اللغات است کہ دریا نقص کمی نہ پذیر نہ فلک چار ماور چار عنصر تہ ولد موالید ثلاثہ حیوانات نباتات
 جمادات کے سے مراد ولی اللہ مقرنس عمارت خمیرہ و رنگ برنگ و منقش و بلند کم یزل
 ای قدیم بر آوردہ ہندی اٹھایا ہوا گلخن بالصم آتشخانہ حمام اور بھرجی کا پھانڈا اور گھورا الھ معنی
 جو شخص کہ خواص لچہ خرد کا ہی لینے ہر بات کو خوب سوچ سمجھ کے کرتا ہر وہ اپنی ہی جان کی کہ ایک
 دوسرے بہا پر بہا ہو قیمت و قدر بڑھاتا ہر خواہ معاملہ دینی ہو خواہ اخروی جو عاقل ہیں اپنے
 نقص کو ڈھونڈتے ہیں کہ ہم میں کیا نقصان ہر تا زوالہ اسکا کہ میں یا یہ کہ کمی مراد خاکساری
 و کسر نفسی سے ہو تفوقیت و مزیت دوسرے پر تو اس بات کو میری خوب کان لگا کے سنلے کہ
 نہایت ہی مستعد ہو تو خیال نہیں کرتا کہ تیری جو اصل ہو لینے حدوث خود ایسین کمی ہر کسوا سطلے کہ
 آباے عملوی تو تو میں اور امہات سفلی چار آوردہ اس کے تین ای موالید ثلاثہ پھر تو مزیت و فوقیت
 کیون ڈھونڈھتا ہر بس سب سے کمتر بنارہ میں جو دیکھتا ہوں تو ہم سب غفلت میں مست
 ہو رہے ہیں اور طالب دنیا کے ہیں مگر جواہل اللہ ہیں وہ طالب وصل ذات لم یلد کے ہیں کہ جسے
 نہ کسی جناہ اسکو کہنے جناہ اسکا کوئی کفو و ہمزات دوسرے مصرعہ میں خروٹ روی وال ہر
 تقطیع سے متحرک ہو گیا بس اختلاط حرکت ماقبل کا کچھ مضائقہ نہیں ہر لحد وہ شخص ہر کہ باغ
 دنیا کا طالب ہر بس ای موجد تو خوب سنلے کہ تیرا گھر لحد ہر اور لحد سے یہ لحد ظاہری مراد نہیں ہر
 بلکہ موت و قبل ان تم تو ای لحد ای موجد تو طارم مقرنس چرخ کیو لیکر کیا کرے گا لینے اگر بہ طارم مقرنس
 نہ چکے بلجائے یا مثل اسکے تیرا گھر منقش رنگ برنگ اور از بس بلند ہو تو کس کام کا دونوں بے ثبات

و بقرار وہ ایک لالت میں صورت کی فنا ہو گا اور اسکے لیے لالت حوادث کی موجود ہو تو اگر نام چرخ
 پر چڑھ جائے اور ایسا عالی رتبہ ہو جائے تو بہت برا کو دے مت دیکھئے کہ ہر نہ سقفت چرخ کی
 سجدہ میں کوئی ستون انکا نہیں ہے لہذا محض یہ اعتبار البتہ جو اسکے عاشق ہیں انکا دل سراج
 آب و گل کانہیں ہے وہ کار گاہ بزرگی و کبریائی حضرت صہب کا ہے اس کار گاہ میں بڑے بڑے
 کارخانے اسکی عظمت و جلالت کے جاری ہیں آسوا سنے کہ خانہ دل ولی اللہ کا بنایا ہوا الم نزل کا
 ہے نہ یہ وہ گھر ہے کہ کسیکے باپ داوے کا بنایا ہوا ہو اور اُنسے اُسنے میراث پایا یا آن جو فاسق ہے اُسکا
 دل خزانہ حق کانہیں ہے خزانہ بمعنی مخزن کے بھی ہے یہ فاسق کا دل تو ایک گلخن تو آتش حسد
 کے دووٹے سیاہ پس جسے کہ عشق کی گلی میں قدم رکھا جان لو کہ یہی شہسوار مالک ابد کا ہے
 ابدیت اُسکی حاصل ہوئی فنا سے بر طرف ہو گیا جیسا کہ خواجہ حافظ نے فرمایا شعر ہرگز نمیرد
 آنکہ دلش زندہ شد بعشق بہ ثبت است بر جریہ عالم دوام باد قولہ نزل عقل آراے شعیبہ ایست
 ہرچہ در جوت نیلگون رصد است بہ آسمان شیشہ ایست سرگردان بہ کاندراں شیشہ پارہ
 ز بدست بہت شیرین لقاست بکر ہلال بہ اہم از مہر خور و تہاہ قدست بہ حوزرین قیامت
 شاہد خور بہ لیک از آہ صبح زرد خدست بہ سبب فعل علت اولی بہ نہ قیاسیت بلکہ مجتہدست
 دیدہ گاور و خنست و ہنوز بہ چشم ہوسی ز خاک در رمدست بہ پائمالست ہر کجا کہ سرست
 نیک حالست ہر کجا کہ بدست بہ خربزین جلست و عیسی را بہ جامہ روز عید از ندست
 بار کو نست جملہ کار جہان بہ تاجدیکہ ماورائے حدست بہ از کے باشکونیش دان انیکہ
 گل درونچہ است و نیم حدست اللغات عقل آزمادانار رصد مرا و بستی
 نیلگون رصد فلک زبد ہندی جہا کہ مراد زمین سے تھا کہ سر ویدن تہر و ہستی و آفتاب خور آفتاب
 و خورش علت اولی بعد اتعالی مجتہد اپنی طرف سے کوئی بات کر نہ الا کا و گو سالہ سامری جسکو قوم
 موچی پوجے لگی تھی آمد در چشم سر دار باشکونہ و از گو نہ یعنی الٹا المعنی یعنی جو آدمی کہ عقل
 و فہم ہے اس کے نزدیک جو کچھ جوت اس نیلگون رصد خاک میں بھرا ہے بالکل ایک شعیبہ ہے کہ

اور اصل کچھ نہیں ہوتا اور نظر میں آتا ہو محشی نے رصد کے معنی چشمداشتن لکھے ہیں سنی لیکن
یہاں تو نہیں بلکہ مجازاً یہاں بندی کے معنی ہیں اُس رصد سے جو نجم سائبہ ستارہ شناسی کے
واسطے بلند پہاڑ پر یا شوگر کا اونچا چوترہ بتاتے تھے آئندہ شعبہ دن کا بیان ہو کہ یہ آسمان جو نظر
آتا ہو ایک شیشہ سرگردان ہو جیسے شعبہ باز شیشہ یا آئندے ہیں پارہ پاشینم بھر کے آفتاب میں
رکتے ہیں اور وہ گھومتا ہو بسبب حرارت و کشش آفتاب کے اور اکثر اُڑ بھی جاتا ہو اور یہ زمین
زبد یعنی قدرے جھاکھ ہیں منقول ہو کہ جب سوا ذات خدا تعالیٰ کے کچھ نہ تھا تو آب تھا خدا تعالیٰ
نے آب پر نظر کی اُسکے نظر کرنے سے آب میں جوش آیا اور جوش سے بخارات اُٹھے وہ بخیر ہو کے
آسمان ہو گئے اور جو اُس جوش سے جھاکھ پیدا ہوئی وہ جگہ زمین ہو گئی چنانچہ پانی کا ہونا بل
ہر شے سے آئیہ کریمہ سے ثابت و کان عرشہ علی الماء اور آسمان کا بخارات سے ہونا کلام انوری سے
ظاہر شعر مقدرے نہ بآلت بقدرت مطلق ہو کند ز شکل بخار سے جو گندازرق ہو اور پھیلا یا جانا
زمین کا قول سعدی رح سے شعر چنان گسترانید فرش تراب ہو جو سجادہ شکمردان برباب ہو اور
دیکھو بکر ہلال کی کیسی ایک معشوق شیرین تھا ہو اسکو محبت نے آفتاب کی طرف کیسا خمیدہ
اور دو تار کرکھا ہو شاہ آفتاب کا کیسا ایک حور زریں قبا ہو سوا سوا آہ صبح سے جو اسکی جدائی
میں ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لیتی ہو زرد رخسار کر رکھا ہو الغرض یہ تو سب ٹھیل
اُسکی قدرت کے ہیں جسے لوگ باتیں بتاتے اور لکھتے ہیں مگر ہو یہ کہ علت
ادلی جو اسکی ذات پاک ہو اُسکے افعال کے سبب قیاسی نہیں ہیں سب مجتہد ہیں یعنی جیسا اُسکے
ولین آتا ہو ویسا کرتا ہو عقل و قیاس سے وہ جدا ہیں چنانچہ فرمایا لیفعل اللہ ما یشاء کرتا ہو اللہ
جو چاہتا ہو دیکھو گا و سامری کی پریش قوم موسیٰ نے اختیار کی تھی اور بیان مختصر اسکا یہ
کہ بعد غرق ہو جانے قبطیوں کے مال کثیر انکا غنیمت میں نلا سامری نے مگر بڑا ساحر تھا وہ بل
سب بنی اسرائیل سے لیکے سونیکا ایک بچہ اُڑا بالا اور اُسکے منہ میں خاک قدم جبریل کی ڈالی
کہ وہ گاہے کی طرح آواز کرنے لگا جب حضرت موسیٰ حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ کر کے کوہ طور کو

چلے گئے اُنکے پیچھے اسے اسرائیلیوں سے اس بچہ پر شروع کرادی جیسا کہ قرآن شریف
 میں ہے وَاَتَّخِذُ قَوْمَ مُوسٰی مِنْ بَعْدِهِ عَجَلًا جَدَالًا خَوَافًا یَّکْظُمُونَ مَوسٰی نے بعدِ موسیٰ کے ایک بچہ مجسم کو
 جسکی آواز گائے کی سی تھی اس سبب سے حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون پر بہت خفگی کی
 بعد یہ بچہ حکم الہی سے ذبح کیا گیا اور پرستش اُسکی اُسوقت میں موقوف ہوئی لیکن مصنف
 کہتے ہیں کہ اُسوقت میں موقوف ہو گئی تھی مگر پھر بدستور ہو گئی اور ابھی تک اُسکی آنکھیں روشن
 ہیں کہ مراد پرستش سے ہے اور حضرت موسیٰ کی آنکھیں رو رہی ہیں یہ تماشے قدرت کے
 ہیں اور عار سے معارے یہاں کے اُٹھتے ہیں جو کوئی سردار ہے وہ تو پائمال ہے اور جو کوئی بدہی
 نیک حال ہے گدھے تو بھول زرین پہنے ہوئے ہیں اور عیسیٰ کو دیکھ اور درو ز عید اور اُسکے لباس
 کو کہ مکمل کا ہے ایسے ہی جملہ کام جہان کے دائر گو نہ ہیں حتیٰ کہ جو حد کی حد ہے اُسکے بھی اُس بات تک
 چنانچہ ایک دائرونی اُسکی تو یہی جانی کہ گل کے جو لکاف فارسی ہے جسکی بود رنگ سے دیدہ
 و دماغ تازہ ہوتا ہے اور شکر میں ملا کے کھانے سے دل کا خفقان دفع ہوتا ہے اُسکے تو عدد
 بچاس ہیں اور تیم جو ایک درخت سراپا تلخ ہے کیا پوست کیا برگ و بار اُسکے عدد سو ہیں ایسی ہی
 شے کو مزیت ایسی عمدہ شے ہے اگرچہ محشی نے گل لکاف بھی اور نیم درخت معروف اختیار کیا
 ہے لیکن جگو یہ بات پسند نہیں اور اس معنی پر میری طبیعت نیم راضی بھی نہیں ہوتی بلکہ گل
 لکاف عربی ہے اور نیم ترجمہ نصف ایمین بھی مزیت کتری بہتر پر خوبی حاصل ہے علاوہ اُسکے نیم کو خاص
 ہندی لوگ نسیب بھی اکثر کہتے ہیں پھر مختلف التلفظ ہوا اور نصف کے ترجمہ نیم میں کوئی خلل
 نہیں اور یہ بھی سنا گیا کہ نیم ولایت میں نہیں ہوتا اور نصف ولایتی ہیں ہاں ہندستان میں
 بھی آئے ہیں تاہم فضول ہی فضول ہے اب ناظرین فہیم کو بد و قبول کا اختیار ہے قولہ چپ
 ہناتد عقد نہ صد را نہ را بست گیریش نہ صدش نہ دست نہ از یکے ہم یکے طلب کہ یکے ہزار
 عدد نیست نہ اچند دست نہ ہر یکے دانہ از طویلہ در نہ در خور گوش شاہ خردست نہ دل
 پر نور بدر چاہی را نہ ہر دم از روح قدسیان نہ دست نہ زانکہ او مایع شہنشاہ نیست

کہ جهان از عطاش در حدوست سایہ حق کہ نور اقبالش بر آفتاب چتر ز دست بد قلعہ
 جاہش آن رقص دابر و بد کہ دو عالم در آن چار روست بخون خصم کہ مار رخش رنجست بد
 خون مایہی شمر کہ بے قدرت بد تا بود لعل بار و قنطاریں بد پارہ آفتابی کہ بر بروست بد کترین بندہ
 شنشہ باد بد ہر کجا حاکمی کہ بر سر دست بد اللغات پہلے شہرین عقد انازل کا بیان ہر نینے دست
 چپ بین جو کل قصد کی ہر دست راست میں وہی شکل نود کی ہر طویلہ زسن دراز ہر اقصیہ کے
 در عدد و اور شمار مرتبہ ریح بالضم نیزہ رقص دیوار شہر پناہ روہندی مدہ دیوار ہر و تختین زالبہ
 مرادندان بر تنہ تکبیر گاہ المعنی دوسری و اثر کوئی اسکی یہ کہ دست راست جو ہر طرح فضیلت
 و مزیت دست چپ پر رکھتا ہر عقد انازل کے حساب میں جو شکل عدد کی انہیں نوہ ہوتی ہر
 وہ دست چپ میں نہ سوہوتی ہر بلکہ مات والوف کا حساب سب دست چپ پر ہر اور دست راست
 پر ہر سرف احاد سے مات تک پس اگر تو طالب ایک کا ہر تو ایک ہی میں ایک کو ڈھونڈ کہ ایک عدد
 میں داخل نہیں ہر نہ اس میں تعد و بلکہ مبداء عدد کا ہر یعنی اس میں وحدت ہر و اسی وحدت سے
 کثرت ہوتی اور ایک عدد اس سبب سے نہیں ہر کہ عدد کی تعریف ہر نصف صحیح مجموع حاشیہ
 مثلاً دو کا اوپر والا حاشیہ تین ہر اور نیچے کا حاشیہ ایک بس مجموع الکا تین اور ایک چار ہوے
 اور نصف اسکا دو اور علی ہذا القیاس بس ایک پر یہ تعریف صاف نہیں آتی کہ انکی نیچے
 کوئی عدد نہیں ہر اندازہ عدد نہیں اب مصنف اپنے کلام کی صفت میں کہتے ہیں کہ یہ قصیدہ ہر
 ایک رشتہ وراز ہر جبین ہر ایک دانہ در غلطان ہی ہر اور انازل گوش شاہد خرد کے کہ وہ اپنا
 گوہر شہادہ بنائے اس سبب سے کہ بدر چاچی وہ شخص ہر کہ جسکے دل نورانی کو قدسیوں کی جان
 سب بد ملتی ہر اور مدد دینے کا یہ معیوب کہ وہ مداح ایسے شہنشاہ کا ہر کہ سکی عطا سے آراستہ
 پیرا ستہ ہو کہ جہان قابل شمار کے ہو گیا ورنہ کون اسکو پوچھتا اسوائے کہ یہ تو دار المحن تھا
 جیسا کہ فرمایا ہر الذنیادار المحن مگر اب عطا سے اسکی دار السرور ہو گیا وہ پاؤ شاہ سایہ حق کا ہر
 کہ انکے اقبال کے نور سے آفتاب کے سر پر چتر لگایا ہر یعنی آفتاب ہر چہ بڑا اقبال والا ہر کہ

کوئی اسکے سامنے تاب نہیں لاتا وہ اسکے نور اقبال کا طفیل ہر جسکے سایہ میں یہ ہو اور اسکے
مرتبہ کا جو قلعہ ہو اُسکی دیوار ایسی بلند و عالیشان ہو جسکے مقابل جاہ و منزلت دونوں جہان
کی ادنی چیز ہیں گویا چار روہ کی دیوار خون اسکے دشمن کا جو اسکے نیزہ کے مارنے پہایا اسکو ایسا
جان جیسے خون ماہی کا کہ مباح ہو اور بے قصاص کہ وہ قابل کشتنی ہی تھا اب آئندہ دعا تا سید ہو
کہ جب تک بارہ آتش جو لب ہیں یہ برو یعنی اولہ پر جو دندان ہیں وقت سخن کے نعل برسائیں اور
نعل سخن تب تک جہان کہیں جو کوئی حاکم صاحب مسند تکیہ کا ہو یا شہنشاہ کا کمترین بندہ ہو
قولہ قطعہ سلطان چار بالمش شش روزہ سپہرہ ای سایہ ز چتر سیاہ تو آفتاب بد از دودہ چرخ
تو یکز رہ ہفت شمع بد از بخر پنج شاخ تو نہ چرخ چون حباب بد عالم ز جام عدل تو نوعی شدت مست
کان مست را بعر نہ بیند کسے خراب بد خاک جزیرہ در دہن بخر تلخ باد بد گرازم کف تو گشت شور و
اضطراب بد تدبیر اہتمام مثال تو امر کرد بد تا نقشہ راز لال و ہلکہ سراب بد تاثیر انتقام جلال
تو جبر کرد بد تا زعفران غم آرد و شادی برد سدا بد ہر شب ز بہر فرق غلامت ز مہر خویش بد
در کار گاہ خویش نصب بافت ماہتاب بد شاہاد و حاجبند کہ پیوستہ کردہ اند بد ترکان مست را خمر
محراب جاے خواب بد ناراستی کہ اندوسیر روسے میکنند بد بر مرد و میکہ نور بصرا و ہند آب
و آفتاد شان ند بد ہیچ قاضی بد الا دربان خیر سلطان کامیاب بد یہ قطعہ بحر مضارع میں ہی
ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان یا فاعلن الملاحات چار بالمش مستند
چار بالمش شش روزہ افلاک کما فی القرآن ہو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام
وہ اند ایسا ہو کہ پیدا کیا آسنے آسمان و زمین کو چھ دن میں ہفت شمع سبع سیارہ پنج شاخ مراد
پنج انگشت اور شاخ ہاتھ کو بھی کہتے ہیں سر انگشت سے برو دوش تک اور چھوٹی تھر جو بڑی
مہر نے نکالی ہو خراب ویران شدہ و مست لای عقل شور و غوغا و ٹکینی مناسب تلخ اضطراب سے
مراد حسرت بخور و روشنی ترکان مست چشم و وسیہ روسے ابر و مردم مردم چشم تمام مقصود و مناسب
زبان سدا یا یضم ایک گیارہ کہ قوت مباشرت کو ساقط کرتی ہو اور محل عود تو نکا گراشی ہو

اللعنۃ یعنی اے ممدوح تو وہ شخص ہو کہ تیرے چتر سیاہ کا آفتاب جو سلطان چار بالش شش روزہ
 سپہر کا ہو ایک سایہ ہو اس حیر کی وسعت و نورانیت کو خیال کیا جائے جس کا سایہ آفتاب ہو
 چار بالش بدین رعایت کہ آفتاب فلک چارم پر ہو اور یہ ہفت شمع جو سبع سیارہ ہیں تیرے
 چراغ روشن کے کاجل سے ایکڑہ ہیں اور تیری پانچون انگلیان کہ ہزار ایک ایک بحر فیض
 وجود میں نہ چرچ مثل حباب کے ہیں جیسا کہ حباب ہونا انکا انکی صورت سے ظاہر یعنی جو فیض
 کہ تیری انگلیوں سے جاری ہیں ان سے ایسے کمان گویا آبے علوی کھلائے ہیں اور تولید ہر شے
 کی ان سے ہو اور اے ممدوح یہ عالم تیرے جام عدل سے ایسا مسفع یعنی آباد و معمور ہو گیا ہو کہ
 اس مست کو عمر بھر کوئی خواب میں بھی دیران و خراب نہ دیکھیں گے ہر چند کہ خواب میں عجیب
 بخریب چیزیں بھی نظر آجاتی ہیں مست و خراب کیسے الطف ہیں خاک جزیرہ کی جو سالہا سال
 سے وہیں بحر میں مثل شکر کے شیریں ہو رہی ہو کہ باوصف اقتدار اسکو نہیں نکالنا خدا کرے
 کڑوی ہو جائے اگر تیرے بحر کف فیض بار کی حسرت سے شور و اضطراب کرے تیرے فرمان
 میں جو ہر قسم اہتمام کی تدبیریں ہیں اس تدبیر کا یہ حکم ہو کہ پیاسا جو چمک سراب پر پانی کے
 دھوکے میں دوڑتا ہو اور بالوس ہو کے پھرتا ہو بڑی ناپسندیدہ بات ہو کیون اس کے لمعے نے
 ایسی چمک چمکائی جسکو وہ پانی سمجھا اب جو چمکائی ہو تو ضرور آب زلال اسکو دے اور
 تیرے جلال کے انتقام نے اپنی تاثیر میں ایسا جبر کیا ہو کہ زعفران جو نہایت ہی نشاط و خندہ
 آور شے ہو ہر گز خندہ لانے پائے بلکہ غم لائے اور شاوی سدا ب کھا کے اپنا حل سا قطا کر دے
 تا شاوی پیدا ہی نہوئے پائے تا ہتاب مارے محبت کے جیسی کہ اس کو تجھے ہر رات
 کمال کو شش و اہتمام سے اپنے کار گاہ شعاع میں قصب بانی کرتا ہو تا تیرے غلام کے سر پر
 کڑاہ اسکی رکھے والا قصب کو ماہتاب پارہ پارہ کر دیتا ہو ان تینوں شعرون میں بیان اس کے
 عدل و نرم کا ہو کہ غیر مکانات سے بھی خواہان کیسی محمدی و محمدی کا نوحہ ہو اب بعد ازانے
 جملہ صفات کے بیان مقصود کا ہو کہ اے شاہ عالم پناہ و حجاب ایسے ہیں کہ انہوں نے

دو ترکہ بست کی ہمیشہ خم محراب میں خواب گاہ ٹھہرا رکھی ہو حاجب ابرو ہین اور ترکہ بست چشم
مشتوق بیوشتہ ابرو کے واسطے کیسا مناسب اور یہ دونوں حاجب سیرہ والیسی نازاستی دبی
مردم چشم پر جو نور بصیر کے آبیار ہین کرتے ہین جسکی حد نہیں اور کوئی انکا پرسان نہیں
نہ قاضی اسکے فساد کی داد دیتا ہو حالانکہ ہزاروں اسکے فریادی ہین البتہ تیرے خنجر کی
زبان کہ تو سلطان کامیاب ہی دے سکتی ہو کام کا لفظ کامیاب میں زبان کے واسطے
کیسا مناسب ہو یہ قطعہ خیالیہ شکایت چشم فتان مشتوق میں ہو قولہ قطعہ شاہ آن سکندر
کہ کلک دو شاخ اوہ آب حیات از ظلمات آورد و بروم بہ زان زعفران غالیہ خور میچکد شکر بہ
زان کند تاسے لالہ نشان میوزد سموم بہ تیغش کہ آفتاب ز سہمش سپر گرفت بہ بھر لیست پر
جو اہر و بر حبست پر نجوم بہ این ہند و لیست از دو طرف قاطع ہو و ان رویت باو زبان
ناشر علوم بہ ای روز و شب ملا کہ را بردرت طواف بہ دسے صبح و شام اکاسر و ابرو درست
ہجوم بہ گرا ز چراغ راسے تو پروانہ بردہ بر خویش شمع نہ نگداند دیگر جوہوم پنو را بہ تیغ مہر
توسی پارہ کرداہ پوزان در سواد شام برو میکشد رقوم بہ تا شاہ باز چتر تو زرین کشاد بال بہ
از بوم روز کو رتر آما حسود شوم بہ تجار جو رخواست کہ آید بہ ملک شاہ بہ وقت قدم بر قدش نہ
فنا قدم یہ قطعہ بھی اوپر کے قطعہ کی بجز میں ہو اللغات آب حیات سخن ظلمات دوات روم
کاغذ زعفران قلم زرین ز روز رنگ غالیہ خور مداد شکر سخن کند تا تیغ سبز رنگ لالہ خون سموم
با دگر م ز ہر ملی سہم تیر و ہم قاطع ای فیصل کنندہ رومی قلم ناشر پر اگندہ کنندہ اکاسرہ جمع کسر
لقب لوک عجم تیروانہ خط و فرمان سواد شام باعتبار سیاہی روز کو رہا بہجت قدم آمدن قدم
تیشہ قدم قدم صنعت اشتقاق المعنی یعنی پادشاہ ایسا سکندر ہو کہ قلم دو شاخ والی ہو
جوہر او دونوں پروانہ قطعے ہو آب حیات سخن کو ظلمات مداد سے روم یعنی کاغذ پر لائی ہو
مطلب یہ کہ جو سخن اسکے قلم سے نکلتا ہو آب حیات ہی ہو شاخ کا لفظ مناسب سکندر کے جیسا
کہ مشہور ہو کہ سکندر کے سر پر چھوٹی چھوٹی دو علامتیں پسگون کی تھیں اسی سبب سے

ذوالقرنین کہتے ہیں اور قرن بمعنی شاخ نیز اور قلم اسکی زعفران غالبہ خور ہوا زریں زرد رنگ
 اور غالبہ خور غالبہ سیاہ ہوتا ہے سودہ مداد ہے بس اس قلم سے جو بدین صفت موصوف ہوا شکر
 چمکتی ہوئی ہے جو کچھ لکھتا ہے شہد و شکر ہی ہو و سب سے مصرعہ میں گننا مراد تیغ سے ہو باعتبار
 سبز رنگی کی جو صفت اصالت آہن کی ہو لالہ نشان اسی خون نشان یعنی گندنا ہے سبز سے
 لالہ بٹا ہوا اور وقت تیغ پلانے کے جو ہوا اس سے نکلتی ہو وہ گرم دز ہر پٹی ہوتی ہو تیغ اسکی
 ایسی کہ ہر چند تیغ آفتاب سے سب بچتے بھاگتے ہیں کوئی تاب نہیں لاتا اسنے بھی دس تیغ سے
 ڈھال سامنے پکڑی ہو ڈھال جرم آفتاب اور ڈھال کپڑے والا ذات آفتاب پس ثغایر فرضی
 ہو سودہ تیغ ایک دریا ہے جو اہر ہو اور ایک برج ہے نجوم ہو دونوں سے مراد جو ہر تیغ نجوم میں
 مراد وہ نجوم کہ از بس باریک ہیں اور یعنی تیغ تو ایک ہندو ہو باعتبار سیاہ رنگی کے کہ سیاہی
 اصالت آہن سے ہو یا منظر اسکے کہ تیغ ہندی مشہور ہو اس سبب سے کہ پولاد ہند ہی میں ہوتی
 ہو دو طرف سے بلحاظ دو دم ہونے کے یا متخا صمین بھی دو ہوتے ہیں دونوں طرف سے ایک دم
 میں تمام جھگڑے قصے فیصل کر دیتی ہو اور وہ یعنی قلم ایک رومی ہو جسے دوزبان سے کہ سب
 کی تو ایک ہی زبان ہو جہان میں علم پھیلا رکھا ہو کہ ہر ایک مستفید ہو غرض جیسے کہ پادشاہ
 صاحب تیغ و قلم ہوتے ہیں ان سب سے یہ بڑھ کے ہو آئو مدوح تو وہ عالی رتبہ ہو کہ راست
 دن ملائکہ تیرے دروازہ کا طواف کرتے ہیں پھر بشکر کس شمار کس قطار میں اور صبح و شام
 اکاسرہ کا جو پادشاہ عظیم الشان ہیں تیرے در پر نجوم رہتا ہے تیری ایسی راے روشن و
 متین ہو کہ اگر اسکے چراغ سے ماہ پروانہ حاصل کرے اسی فرمان تو پھر ایسا موم کی طرح مثل شمع
 کے ہر روز گل گل کے بہرگز نہ گھٹے اور بعد آفتاب کا کچھ مضر نہ ہو ہمیشہ یکساں رہے ماہ فی تیری
 تیغ قہر سے آپکو سینپارہ بنایا ہو اور سینپارہ باعتبار تیس روز مہینہ کے جب تو سوا د شام یعنی
 اندھیرے میں ایک رقم اسکی اپنی صورت پر لکھ کے نمود ہوتا ہے جب سے تیرے چتر کے شاہیاں
 بنے بان زریں کھولے ہیں اور یہ شاہیاں اڑان میں آیا ہو حاسد دشوم تیرا نوم روزگوار ہو بخت

سے زیادہ تر شوق منور ہے اور طبع یہ کہ بوم روز کو رہتا ہے ہوا کو محمد صبح ہر شری ہوا خواہ
چنانچہ تجار جو رہنے چاہتے تھے تیرے ملک میں آئے اور اپنی تجارت کا کارخانہ کچھ پھیلانے لگے لیکن
معاہدے کے ساتھ ہی فنا نے بسولہ آپس کے یا کون پر مار کے فنا کر دیا قدم بھر بھی نہ ہٹایا

مدح آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از زبان مبارک

قولہ گفت بصورت ارچہ ز اولاد آدم بہ از روم مرتبہ زہمہ حال برترم بہ چون بگرم درانیہ ملک
جمال خورشید نہ گرد وہمہ جان بہ حقیقت مصورم بہ خورشید آسمان ظہورم عجب دارم بہ ذرات
کائنات اگر گشت منظرم بہ ارواح قدس حیثیت نگہدار معینم بہ اشباح انس کیست نگہدار
بیکرم بہ بحر محیط رجبہ از فیض خالقیم بہ نور بسط لمعہ از نور انہارم بہ از عرش تا بفرش ہمہ زورہ
بودہ اند بہ از نور آفتاب ضمیر منورم بہ روشن شود ز روشنی راے من جہان بہ گر پردہ صفات
نور از ہم فرو درم بہ آبیکہ خضر گشت از زندہ جاودان بہ آن آب حیثیت قطرہ از حوض
کوثرم بہ آن دم کز وسیع بھی زندہ کرد جان بہ یک لفظ بود از نفس روح پرورم بہ فی الجملہ منظر
ہمہ اشیاست ذات من بہ یک اسم اعظم است حقیقت جو بگرم بہ یہ اشعار بھی بحر صدر میں
ہیں اس لئے کہ گفتہ اگرچہ فعل ماضی ہے لیکن ابتداء میں واقع ہوا پس معنی مضارع کے لیے جانیگے
اور اختیار لفظ ماضی کا بجائے مضارع بنظر ثبوت و قرار کے ہے اور مضارع میں تجدد و حدوث ہے پس
ذکر کرنا ماضی کا اور معنی مضارع کے لینا دلیل ہے دونوں امر پر یعنی ثبوت و تجدد لہذا اشعار کہتے
ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ بصورت میں اولاد آدم سے ہوں اور انسان ہوں لیکن از روم
مقام و مرتبہ کے ہر حال سے یعنی جو جس حال میں ہر سب سے بڑھکے ہوں کوئی مجھے برتر نہیں
آئندہ اُسکا عیان جو بوقت میں اپنے آئینہ قلب سے عکس اپنے جلال کا دیکھوں یعنی اپنے قلب
در وچ کی طرقت متوجہ ہوں تو سارا جہان مع اپنی حقیقت کے جیسی کچھ اسکی ہو مجھ کو مصور ہو جاتا ہے
یعنی صورت پکڑ جاتا ہے اور میرے سامنے آتا ہے جیسا کہ اسی مضمون کا ملتاہ مشعر عرفی کا ہے شعر
انعام کہ از زبر عرش تا شرے ہا اشیا بدون صورت نوعی مصورست ہا اور شعر بھی اش

قصیدہ غنی کے اور یہ اشعار ملتادہ ہیں یہ ظہور دنیا کا جسکو تو دیکھ رہا ہو اسکے آسمان کا آفتاب
 مین ہی ہوں یہ مجھی سے روشن ہو اور اس بات سے تعجب متکر کہ منظر میرا ذرات کائنات سے
 ہو بٹھا ہر ان ذرات سے ہوں لیکن معنی مین انکا آفتاب ہوں سب مجھی سے چمک رہے ہیں
 اگر اس بات کو پوچھتا ہو کہ ارواح قدس کیا ہیں تو میرے معنی کی طرف نظر کرے رہے ہی ہیں اور
 جو اشتیاج انس کو پوچھتا ہو یعنی صورت انسان کو تو میرے بیکر کو دیکھ کہ مین بصورت تو انسان
 ہوں و معنی ملا کہ وہ جو فیض فائض ای فیض روان خدا تعالیٰ کا ہو اسکے ایک قطرہ سے مین
 ایک بحر محیط ہوں اور وہ جو نور اظہر ہو اسکے لمعہ کا ایک نور بسیط ہوں جو قابل الابد و ثلاثہ
 طول عرض و عمق کے نہیں عرش برین سے فرش زمین تک سارے ذرہ میرے ہو آفتاب
 ضمیر منور سے روشن ہوئے ہیں صفات میری سب پردہ خفایں پوشیدہ ہیں اگر پردوں کو
 پھاڑ ڈالوں تو میری رائے روشن سے سارا جہان روشن ہو جائے وہ آب جس سے حشر
 ہمیشہ کو زندہ ہو گئے میرے باطن مین جو حوض کوثر زندگانی کا ہو اُس آب کا یہ آب خضر ایک
 قطرہ ہو اور وہ دم کہ جس سے مسیح مردہ زندہ کرتے تھے میرے دم روح پرور کا ایک ادنیٰ نفیض تھا
 اب کہتے ہیں کہاں تک کس کس بات کو بیان کروں حاصل کلام یہ ہو کہ میری ذات مظہر جملہ
 اشیا کی ہو مین جو اسکو غور کرتا ہوں تو میری ذات کیا ہو بحقیقت ایک اسم اعظم ہو جس سے
 سب کچھ ہوا اور ہوتا ہو واضح ہو کہ ان اشعار کی سرخی مین لکھا ہو ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 از زبان مبارک یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ مضامین آنحضرت کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں جو
 پیرایہ نظم مین لائے ہیں اور انکی نسبت حکم کیا از زبان مبارک ایسے شطحیات و لاف و گراف
 شعرا و فقرا کے بہت ہیں عربی کا ایک قصیدہ تو یہی ہو شہر مین کیسے آں سالک کو مین میرم
 کہ بیختہ جو ہر قدسیست خمیرم اور اور قصاید مین اکثر اشعار اور سوانح عربی کے اور بہت
 ہیں اگر انکو لکھوں تو انھیں کا ہو جاؤں اور حضرت کا ایسا ظرف نہ تھا جو ایسی باتیں کہہ
 عوام کے لیے سن کر جاتے جو ذرا مین جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں معتمد اللفظ گفتیم کیسا ذرا سوچ

تو یہ کیا کہتا ہو اگر سُرخِ اسکی یہ ہوتی کہ وہ فخر و نقلی خود کو بد تو میری دانست میں ٹھیک تھا
 قولہ قطعہ خسرو اتا شہرِ سمرغ جو دت باز شدہ شاہباز از ایزد پرواز کردن باز ماندہ ابرقہ
 عطاے شاہ میکرو از حیا بہ تا بروزِ حشر در یار دہانش باز ماندہ آفتاب جاہ شاہ زواج شرف
 رفعت گرفتہ خصم زان چون سایہ چہ در حنیض آزماندہ ہجوماہ چاہ کش بدخواہ محبت
 ارتقاہ بہ از طلوع خویش ہم در مباد آغا زباندہ ای کہ رویش راسیہ کردی و سر بر خط نہاد
 تا قیامت یادگار از خاتمہ سر باز ماندہ نام تیغت کرد و روئے بود و لچرے حسودہ در میان
 انجمن میناہے لعل انداز ماندہ باد غلطان بر زر خہارِ خیمت در اشک ہجواہ عاشق
 کہ در نہجرت و مساند ماندہ یہ قطعہ بھی بجز رمل میں ہی ارکان اسکے فاعلاتن فاعلاتن
 فاعلاتن فاعلان یا فاعلن اللغات حیا شرم و باران دہن باز ماندن حیران ہو جانا کش
 بفتح کاف تازی نام شہر کہ حکیم متغئے دو مہینہ تک ہرات ایک ماہ چاہ کوہ سیام سے کہ اسکی
 نواحی میں ہی نکالاسر باز سر باز نہ ہجر بافتح جہرائی و بالکسر جدا ہونا المعنی پہلے شعر کے دوسرے
 مصرع میں ایک نسخہ یہ بھی لکھا ہو شاہباز از ایزد پرواز مجھ کو بھی پسند ہو کہ اس میں خوبی زیادہ ہو یعنی
 ای بادشاہ جیسے شہرِ سمرغ جو دتے کھولے ہیں اور اُڑان میں آیا ہو شاہباز حرص کا
 اپنی اُڑان سے رنگیا اور اُسکو ہوس اُڑنے کی نہ رہی اس واسطے کہ سیر ہو گئی جس کا سیر ہونا دشوار
 تھا اور در صورت شاہبازان مراد شاہبازوں سے مہر و کریم وجود ہونگے کہ سبکے پر اس ہون
 اُڑنے سے رنگئے باہل تیرے عطا کا بیان حیا سے جو بعضی باران کے ہی کر رہا تھا اُسکو سنکے
 دریا کا منہ چہرے سے ایسا پھیل کے رنگیا کہ جہر تک بند ہوگا اس حد حیران ہو گیا ہو اور منہ
 پھیلا ہو نا دریا کا اُسکے کناروں سے جو لب اُسکے ہیں اور کبھی ملتے نہیں ظاہر اللہ بادشاہ
 کے آفتاب چاہ نے تو اوج شرف سے رفعت حاصل کر لی اور دشمن اُس رفعت سے محروم رہا
 بلکہ سایہ چاہ آئے حنیض میں رہا چاہ تو حنیض میں ہو تا ہو اور سایہ اسکا تو حنیض در حنیض میں ہوگا
 کس لیے کہ سایہ شریف بلند کا بھی پستی میں گر تا ہو کہ پستی کا سایہ بدخواہ کا تیرے یہ حال کہ وہ بھی طالب

خلافت پوشش شمشیر اعراض کی تحقیق پہلے قصیدہ میں لکھی گئی تو لادوستی المعنی اور مخرج پر
 تیری انگلیوں کی کہ ہجو گوہرین پیرایہ و آرایش ظرافت کی ہین یعنی جو بات لکھتی میں ظریفی
 لکھتی ہین اور تیرے آستانہ کی خاک ہر ایہ لطافت ہو یعنی لطافت اُسی سے کچھ پایہ حاصل کر کے لطافت
 بنی ہو تو باغ ملک میں ایک سرو ہو سب سے سرفراز اور آب حرم سے سرسبز بس وہ بڑا بیدیز
 کافر ہو جو تیرے خلاف کی جستجو کرے خلافت میں ایہام ہو جو بید کو بھی کہتے ہین کہ مناسب سرو کے ہو
 اور بیدین میں بھی لفظ بید موجود و در نہ کافر بھی موزون تھا تیرے قدر کی بزرگی اور نبوت میں
 ایک بال بھر کافرن ہو کہ آنحضرت نے لابی بعدی فرمایا ہو یعنی میرے بعد بنی نہیں ہو پھر نبوت
 کی نسبت کیسے کیجائے لیکن تیرے کمال جاہ کا قد بالکل خلافت سے بھرا ہوا ہو یعنی خلیفہ تجھ کو
 بلا و سوا اس کہہ سکتے ہین یہ تو تیرے شایان شان ہو قضا و قدر نے فردوس ہشت در کو تیرے
 جہن میں جو کھولا کہ مراد ہشت بہشت کی خوبیان عرض کرنے سے ہو تو طوبی با این ہمہ برگ
 و شاخ کہ جنت جسکی ایک شاخ کے سایہ میں ہو تیری ہمت عالی کے سامنے تجھ کو اپنے یہاں کے
 ایک بید سے بھی کم معلوم ہوا جو چند ان برگ و شاخ نہیں رکھتا تیری ہمت کا جو باورچی ہو
 اُسکی نظر میں ترو خشک و دون جہان کا تیرے خوان ضیافت پر ایک پیڑہ روٹی کا ہو اگر
 کوئی زوئین تن ہو مثل اسفندیار کے اور ہفتخوان رستم کی طرح اُس نے لگائے ہوں اور وہ
 تیرا ہم مصاف ہو تو مثل بہرام جو بین کے ہو ای لنگر ابے پایا رہے پیری ہیبت کے تن قسم کھاتا ہوں
 حق کی کہ ان نوؤں آباے علوی کے واسطے شش جہت میں تجھ جیسا کوئی فرزند عالم
 میں حسین و ظریف و دانا ہو شمنہ ہرگز پیدا نہیں ہوا تو تو ای برگزیدہ حق ایک شمشیر برہنہ عورت
 و احترام کی ہو تیری لڑائیوں کے ہنگاموں میں عون خدا کی تیری بیان و غلاف ہوئے اور خدا
 حجاب و محفوظ رکھے اب دعا تا بید ہو یعنی جب تک کہ علم منطق میں اعراض کی نسبت اجسام سے
 کریں کہ اعراض جسم سے تعلق رکھتے ہین اور اعراض کی کیفیت مفصل پہلے قصیدہ میں لکھی
 گئی ہو اور جب تک علم نحو میں اصناف خواص اسم سے ٹھہرے جہاں کہیں کوئی تاج بخش ہو

تیرے ساتھ اسکو تو لا ہوا دوستی اور جہاں کہیں کہ کوئی دیکھ سکے ملک ہو اسکی نسبت و کلام
 تجھ سے ہو کہ اسکا عطیہ اور دیا ہوا ہو محشی جسے لکھا ہو کہ اگر بجائے علم کے رسم اور بجائے رسم کے
 علم ہوتا تو مناسب منطق و نحو کے ہوتا یہ مناسبت تو بیشک ہے لیکن جو شخص کہ منطق و نحو اور علم
 و رسم کو جانتا ہو وہ یہ مناسبت بھی ضرور جانتا ہو گا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ علم کا اظہار این ہے
 اسکو مقدم کیا ہے اور لفظ رسم میں خفا ہے اسلئے آخر میں لائے ہیں اور رعایت معنی کی رعایت لفظ سے
 آہم ہے قول قطعہ سلطان شرق و غرب شہنشاہ بحر و بر ہے ای آنکہ از جمال تو عالم مزین است و ای روز نیست
 بر تہ عالم چو آفتاب ہے کامروز آفتاب زراے تو روز نیست و گوی ز حلقہ و در خلوت ہمارے تو
 خاتون ہفت قلعہ این سبز گلشن است و در پیش گلشن طرب آباد و بزم تو ہے بستان ہشت باب
 بنوہ اگر گلشن است و ہر چہ دشمن تو قلم دار بر کشست و شمشیر تو چو زلف نگارین سر افگشت و
 ہر چہ آب تیغ سر کوہ را گرداخت و خصم سیاہ رو سے تراتا بگرفت و تو سن ز حلقہ و در خلوت
 سراسر تو ہے صبا و ہفتہ قلعہ این سبز گلشن است و من گر چہ تلخ کام تر از ساغریم و الفاظ و رشام
 شیرین تر از نیست و ایوان بارگاہ جلال تر از فلک و پیروزہ عنکبوت زوایاے روز نیست و
 باوز قفا کشیدہ ز بالیش بنفشہ دار و آنکس کہ وہ زبان بخلافت چو سوسنست و یہ قطعہ بھی بحر
 مضارع میں ہے اور کان اسکے مفعول فاعلیات مفاعیل فاعلن یا فاعلان اللغات خاتون
 نہرہ ہفت قلعہ افلاک صبا و صبر کنندہ من ترنجبین پیروزہ سبز خلافت ضد و بعضی بید مناسب
 بسوسن المعنی یعنی ای مدوح تو وہ شخص ہے کہ تیرے جمال سے سارا جہاں مزین ہو رہا ہو اور تو
 سلطان شرق و غرب اور شہنشاہ بحر و بر کا ہے جیسا کہ سکندر تھا اور ای مدوح سارے جہاں پر
 یہ بارے مثل آفتاب کے ظاہر ہے کہ آج تیرے عہد میں آفتاب تیرے ہی رانے سے روشن ہے ایک
 ادعا شاعرانہ ہے اور نہرہ کہ خاتون ہفت قلعہ اس سبز گلشن کی ہے نیچے آسمان کی گویا شیرے
 ہی خلعت سراسر کے حلقہ در سے ہے تیری بزم وہ گلشن طرب آباد ہے جسکے مقابل بستان ہشت باب
 ہے ہشت جنت کا بنوہ گلشن کا ہے اگر دشمن تیرا قلم کی طرح سرکش ہے جیسا قلم کا سبڑا ٹھار ہوتا ہے تو کیا

غم شمشیر بھی تو تیری مابست زلف نگاہین ای معشوق کے سرافکن ہو چنانچہ تیغ بھی سر انداز رہی
 اور زلف بھی سر انداز یہ انداز انداختہ کے منجے میں ہو ہر چند تیری آب تیغ نے سر کوہ کو گلا
 لگے لگا دیا لیکن تیرے دشمن سیاہ رو کی گردن ہی تک آیا کہ یہاں اسی کا موقع تھا جو شخص تیرے
 دروازہ خلوت سرا کے حلقہ سے سرکش و طاغی ہو وہ محروم و مظلوم ہفت آسمان کا ہر تین اگر سپاہ
 مرسے بھی تلحکام تر ہوں لیکن الفاظ و نشان میرے شیریں تر تر نجبین سے ہن تیری بارگاہ
 جلال کا جواہر ان ہر آسپین فلک کا یہ حال ہو کہ ایک سبز کڑی ہو کہ گوشوں روزن سے ایک
 روزن میں بیٹھی ہوئی ہو آب و عامری کی ہو کہ جو شخص وہ زبان سوس کی طرح تیرے خلاف
 و ضدین ہو وہ بفسہ کے مانند زبان کشیدہ از قفا ہو دے کہتے ہن بفسہ کے پھول میں ایک نیک پھری
 پیچھے کو بطور زبان کشیدہ کے ہوتی ہو

در مدح خط محبوب

قولہ بیا کہ بر شکر رستہ شبنبات ای حور بہ و میدہ مشک سیاہت ز گوشہ کا نور بہ بریر لعل تو
 پہنان دور شتہ مر و ارید بہ فراز سر و بلندت دوز گس مجبور بہ رخت گلے کہ بود و مر ہی دل خستہ بہ
 لب تے کہ بود دار وے دل رنجور بہ زماہ عارض تو سر زدہ ستارہ خوب بہ چنانکہ بر ورق لالہ
 لولوی منشور بہ ازان تہ تو ہر صبح میزخم دم سر و بہ کہ جرخ برفنک عارضت کشیدہ سمور بہ
 یہ قصیدہ بحر مجتہد میں ہر ارکان اسکے مفاعلتن فعلا تین مفاعلتن فاعلان یا فعلن اللغات
 شکر لب نبات خط مشک مو کا نور و لعل لب دور شتہ دو لڑی مر و ارید و ندان نر گس چشم لولو
 منشور قطرات شبنم تنگ بفتختن نام جانور سفید جسکا پوست سفید ہوتا ہو و پوستین سفید سمور ایک
 جانور ہو سیاہ نیم رنگ جسکے پوست سے پوستین بناتے ہن عرفا اُس پوستین کو کہتے ہن البعنی
 یعنی ای محبوب حور و دل آگاہ تیرے شکر لب پر نبات جو خط سبز ہی جا اور گوشہ کا نور سے کہ وہ
 چہزہ ہو مشک کہ وہی خط ہو پیدا ہوا تیرے لعل لب کے نیچے دو لڑیاں موتیوں کی کہ دندان ہیز
 چھپی ہوئی ہن اور سر و بلند پر تیرے دوز گس مجبور چشم کی عیان اور یہ تیرا ہی سر و ہر جنبہ نر گس ہو

در نہ سر و بار و گل سے جنبہ بہرہ ہو گنج تیرا ایک گل ہو مہم دل خستہ کا اور لب تیرے شراب دار و
 دل رنجور کی ہندی لوگ کہ شراب کو بھی دار و کتے ہیں کیسا خوب ہو تین ہر صبح جو ٹھنڈی سانسین
 بھرتا ہوں یہ تیری مہر و محبت کا سبب ہو اس واسطے کہ اب تیرے پوچھنے سفید پر جو صورت ہو سمور
 پھیلا دیا ای خط سیاہ کہ اب وہ خوبی سادہ روئی کی نہیں رہی تیرے ناہ عارض پر جو ستارے
 عرق کے ظاہر ہو رہے ہیں ایسے خوشنما ہیں جیسے لالہ کی نیکھڑی پر مونی شبنم کے پھلے ہوئے
 ہوں محشی نے دورشتہ کو بشنیں معجزہ لکھکے معنی و وصف کے لکھے ہیں حالانکہ اس معنی میں
 بسین ہلہ لغت میں ہو قولہ بشکر تو نہان کردہ روئے مروارید ہو بر آفتاب تو پیدا شدہ شب
 و بخور ہو چو مار زلف تو بر خوش بد رمی پیچہ کہ گرد ماہ تو آشفہ از چہ شہ نصف نور ہو بھم غمت
 از سا اہا حزمین بودم ہ شد م بفر قدم خدایگان مسرور ہو دلیمہ خلیفہ محمد تعلق ہو خدایگان
 سلاطین دین جم جمور ہو ز عدلش از دہن مار در امان راقص ہو ز لطفش از سلطان معتدل
 مزاج عبور ہو پی نظارہ بزمش کہ رشک فرو دست ہو فلک شدہ ہمہ دیدہ چو خوشہ انگور ہو
 نہایت شکوہ تو گزروہ بدست یاری عدل ہو خرابہ محن آبا و خاک را معمور ہو ز آستان تو مومیت و نظر
 تاعرش ہو بچشم خصم تو میلست در میان تا نور ہو صفات ذات تو بر تخت ای ہما سے مشرف ہو
 چو ظل مرغ تجلیست در نشین طور ہو بدست خازن اقبال جاودان تو دادہ ہو عروس ملک
 کلید در سراجہ سور ہو اللغات شکر لب مروارید دندان آفتاب رو شب خط و بخور سیاہ ماہ
 رہ صفی مور خط مہمہ بفتح ہر دو میم ہیا بان آجم نام بادشاہ اور حضرت سلیمان و سکندر و نیز جمہور
 عربی سن بالضم اور استعمال فارسی تین بالفتح گروہ مردم مار تین فلک راقص نام ایک شکل
 کو اکب کا سلطان بفتح تین پنج پانہ ہندی گنگیچہ و نام مرض عبور بفتح نام ایک ستارہ آتش کا کہ بعد
 جزا کے نکلتا ہو اور سلطان برج آبی ہو اور جب عبور سلطان میں آتا ہو ہوا معتدل ہو جانی
 ہو جو مراد اندک میل سلاکی و مسافت سہ گروہ مرغ تجلی وہی تجلی الہی شور و خوشی و زیور مناسب
 بسر المعنی یعنی شکرین تیری جوب ہیں مروارید دندان کے تو چھپے ہوئے ہیں اور آفتاب

پر شب و پور ظاہر ہوز ہی ہو یعنی چترہ پر خط سیاہ نو دہوا اب بدر مثل مارتیری زلف کمر
 اپنے اوپر کیسے بل کھاتا ہو کہ صفت نور کی کیوں تیرے ماہ کو بیٹی ہوئی ہوا چہرہ مور خط مین
 برسوں سے تیرے بیابان غم کا غمگین تھا اگر اب قدم پادشاہ سے مسرور ہوا اور وہ پادشاہ
 ولیعہ خلیفہ کا ہو جسکا نام محمد تعلق ہو تو پادشاہ سلاطین دین کا ہو اور سلیمان یا سکندر یا جمشید
 مخلوق کا یہ تینوں کینے بڑے پادشاہ گذرے ہین دیکھو عدل کو اُسکے کہ راقض اگر چہ کام آرد
 فلک میں ہو مگر امان میں ہو کیا مقدور اُس مار موذی کا جو اُسکو ایزادے سکے اور عبور لکیر
 ستارہ آتشی ہو لیکن اُسکے لطف سے سرطان میں جا کر معتدل ہو جاتا ہو اسواسطے کہ لطف مقتضی
 اعتدال کا ہو ورنہ سرطان برج آبی ہو اور یہ آتشی چاہیے کہ اُسکو بچا دے غرض عدل و لطف
 اُسکا عالم بالا میں بھی موثر ہو بزم تیری وہ رشک فردوس ہو جسکے دیکھنے کو فلک ہمہ تن آنکھیں
 بینگیا ہو مانند خوشہ انگور کے کہ وہ ستارے ہین اور عجب شکوہ تیری ہو جسے عدل کی مدد
 سے اس ویرانہ خاک مچن آباد کو آبادی سے معمور کر دیا تیرا ایسا آستانہ عالی ہو کہ اُس سے عرش
 تک نظر میں ایک بال کا فرق ہو مگر تیرے دشمن کی آنکھ اندھی ہو اُسکو یہ رتبہ تیرا نہیں سوچتا
 اور کیسے سوچے کہ اُسکی چشم و نور چشم سے ہو بھی تو ایک میل کے دوری یعنی تین کوس کی میل
 کا لفظ کیسا خوب ہو برعایت چشم اور نیز ایہام اور ای ہا شرت کے جسوقت میں کہ تو تخت بر جلوں
 فرما ہوئے تو صفات تیری ذات کی ایسی ہین جیسے سایہ مرغ تجلی الہی کا آشیانہ طور میں گویا تو ایک
 تجلی حق کا سایہ ہو آخر مروج عروس ملک نے تیرے اقبال جاودان کے خزانچی کو کچی دروازہ
 سراچہ برور کی سپرد دی ہو یعنی تو ہمیشہ ملک و دولت سے مسرور و مظلوظ ہی رہیگا قولہ
 جو نصب شد علم فتح رنغ قدر ترازہ بکسر حادثہ ضم گشت حاسد مجبور ہو نہ خاک شاید اگر زور تیرا
 دار و مدد ہو کہ چود و جو تو دائم چودیمہ شد متور ہو بدست تست یکے رومی سپہ و ستارہ کہ در ممالک
 مغنیست این زمان و متور ہو جان پناہ ایک نکتہ از رہے بشنود کہ در رہ خرو آثار آن شود
 مشہور ہو سر سے ہر قطرے را کہ فرق می نکند ہو سر از راز مشہور و سرور راز مشہور ہو نہ ہادہ دیگ

آفتی بر سر روز بے آبی بہ درین ادہمہ آتش گرفتہ ہجو تنور بہ چہ در حساب بنو آن کسی کہ نشا سہ
 صحیح را از سقیم و صحیح را از کسور بہ ہمیشہ تاکہ سرا پزودہ دار چرخ زندہ بصبح خیمہ زرین برین معلق سورہ
 مبارک را کہ در دم جو بوستان جان بہ سراے تو سر سید و سر بر تو سر و زلال لغات ختم پیوستہ تاجر و جگر و
 شدہ زریرا یک گویا و زرد رنگ است بہ بندہ جو بافتح باران و نیمہ باران پیوستہ و بے برق و روی
 قلم تیتہ دستار با اعتبار مداد دستور و زیر سری سر و ادنی سقطی ساقط الاعتبار و سہری سقطی پیر چنید
 کہ بیاسی تھی و متاع ناسرہ سر از زبا و یک تھی مراد کا سہ گدائی بے آبی بے آبروی در حساب
 نبودن معتبر نہونا صحاح بفتح تندرستی و بیعیب کسور بضم پارہا و پارہا سہ اعدا و خیمہ زرین آفتاب
 سہر حصار سور معلق فلک المعنی جب علم تیرے فتح کا تیری قدر بلند کرنے کو برپا ہوا تو حساب پذیر
 کردہ شدہ شکست حادثہ میں پڑا اس شعر میں مراعات اعراب کے اور علم میں ایہام ہے یعنی اسم
 برعایت اعراب اگر خاک سے زرد زیر کیطیح جم اُٹھے تو ہو سکتا ہے کسوا سٹے کہ باران تیرے جو دکا
 دیکھ کیطیح ہمیشہ اُسپر برستار ہا تیرے ہاتھ میں رومی سیدہ دستار ہو یعنی قلم مع مداد کہ وہ مالک
 معنی کا اس وقت میں دغیر ہو یعنی معنی اُس سے ظاہر ہوتے ہیں اب کہتے ہیں اے جہان پناہ ایک
 نکتہ اس بندہ ناچیز سے منسلک کہ راہ خرد میں اُسکے آثار اے نشان قدم مشہور ہیں یعنی خرد مند اس
 راہ میں چلے ہیں اور وہ یہ کہ جو آدمی پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اُنکو ہر دربار شکر کہ وہ سراد کو جمع
 سر کی ہو اس میں اور شرار میں جو آگ کو کہتے ہیں فرق نہیں کرتے ایسے ہی سرور و شرور اس شعر سے
 سری سقطی نام پیر حضرت جنید کا بھی لکھا ہے ایسے ہی سرار از شرار اس سے لفظ را از سرور و شرور
 سرور و کا سہ گدائی کا سر بر رکھے ہیں اور بے آبروی سے درون کو تنور کیطیح آتش گھر ہوے
 ہو بجلال غور تو کر ایسا شخص کب قابل اسکے ہو کہ حساب و شمار میں آئے جو یہ نہیں پہچانتا کہ صحیح کون
 ہو اور مریض کون اور عد صحیح کیا ہو اور کسر کیا ہو آب و عاتاقا بید ہو یعنی ہمیشہ جب تک کہ
 سراپردہ دار چرخ کا صبح کیوقت خیمہ زرین کہ وہ آفتاب ہو اس سور معلق فلک پر گھرا کر نے
 اور اشیاء گردش سے اُسکو طلوع و ظہور میں لائے تیری سرا باغ جنت کیطیح دم بھر سر پر سے خالی

نرم ہے اور سریر تیرا سرور ہے

اور درج سلطان محمد شاہ و خیالات چرخیات و محبوبان ۔

قولہ چرخوان سبز فلک ز رہنماں کند در قیود میان لاسے سیدہ مرزدو چو کاسہ شیرین ز تاب این
سپہر آتشین تیغ ز نسبت آمد کہ شیردان را در چشمینماید تیرہ زہر ز ورق سیمین ماہ برج شد ہزار
چشمہ سیما بزمین کہو و غدیرہ وراز شد ز رہ عین شب فی آن کہ میو و سپہر زرد در کمان چون
خسی سپہر کہ نمہ روے ابو و بر تیغ ہ زہی کمان کہ یکے نیمہ زو بود از تیرہ بوقت صبح کہ در پیشگاہ خیمہ سبز
شب سیاہ قبا زوزر سرخ ہر ہر روان شدند ہمہ ساکنان عالم قدس ہ بخاک بوسی در گاہ بادشاہ کبیر ہ

مطلع ثانی

قولہ ہوسے مجر زین آفتاب منیر ہ کشادہ قافلہ سالار صبح تنگ عبیر ہ ز خلق زراغ مگر بیضہ آتشین
افتاد ہ کہ باز مرغ سحر میکند ہزار نقیر ہ تدر و جام بخون خروس شود ہر روے ہ دران جہن کہ زند
غندلیب چنگ صفیر ہ ز سبزہ زار فلک چون و مید لالہ زرد ہ کہ ابد و زگل سرخ و شاخ بادہ گزیر ہ
یہ تصدیہ بھی بحر سابت میں ہر اللغات تازہ آفتاب قیر شب ایسی ہی لاسے سیدہ کاسہ شیراہ باعتبار
سفیدی تاب روشنی و گرمی سپہر آتشین آفتاب تیغ زن باعتبار اشعہ شہر دان و زردان تیر عطار د
و گھم و سہم و تاریک و گلولہ بفتنگ سیما ب کو اکب غدیر کہو و آسمان سپہر زرد آفتاب کمان برج قوس
کہ حسیض آفتاب ہر پر تیغ باعتبار اشعہ علامت قوس کی ح ہر اور علامت عطار و کی ذکر ح
کے آئہ عدد ہن اور قوس کے چار تہ امید مجر ہندی انگلیٹھی تنگ ہندی گون عجیہ نام خوشبکہ اسکو
آگ پر جلاتے ہن زراغ شب بیضہ آتشین آفتاب خون خروس شراب چنگ ساز صفیر آواز
لالہ زرد آفتاب گل سرخ شراب شاخ بادہ صراحی و جام شراب المعنی جب بخوان سبز فلک کا
زراہنا جو آفتاب ہر تاو کی یعنی شہب میں چھپاتا ہر تو در میان کیچہر سیاہ کے کہ یہ بھی مراد شہب
سے ہوا ہر برہنگ کاسہ شیر سفید کے روان ہوتا ہر یعنی آفتاب غروب ہوتا ہر تو ماہ طلوع کرتا
ہر اور یہ سپہر آفتاب کی آتشین ایسی تیغ زن ہر باعتبار شعاع کے کہ چورون کی آنکھ میں

مثل تیر کے گنتی ہو اسی سبب سے دن میں چوری نہیں کر سکتے ہیں اور مہر لینے بجست زورق سپہین
 ماہ سے ہزاروں چٹھے سیاب کے کہ مراد کو اکب سے ہو اس تالاب سیاہ آسمان سے جوش کرتے
 ہیں لینے ستارے بھی رات کو ظلوغ کرتے ہیں اور مہراہ سے اوعاء کہا ہو اور یہ جو زرہ عنبرین
 شب کی دراز ہو گئی ہو زرہ بھی باعتبار ستاروں کے یہ سبب ہو کہ اسوقت میں سپر زرہ لینے آفتاب
 برج قوس میں کہنا نہ اُسکے حقیض کا نہایت تیز تیرنا چلتا ہو بڑی سرعت کے ساتھ کہ اُنٹیس دن
 میں لپیٹ جاتا ہو اسی سبب سے رات بڑی دن چھوٹا ہوتا ہو اور یہ عجیب سپر ہو کہ ساری صورت
 اسکی برقیج ہو اور تیغ اشعہ جو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہو اور عجیب کمان ہو کہ نصف اسکا تیر ہو
 لینے برج قوس کی علامت صحیح ہو جسکے اٹھ عدد ہیں اور عطارہ کی علامت چار عدد ہیں بس
 تیر نیمہ کمان کا ہوا تب جب صبح ہوئی اور پیشگاہ خیمہ سبز آسمان میں شب سیاہ قبا نے زرخ کا
 تخت رکھا جو آفتاب ہو کہ صبح کو سرخ ہوتا ہو علاوہ اسکے زرخ عددہ قسم زر سے ہو بس تمام ساکن عالم
 قدس کے خاک بوسی و رگاہ پادشاہ کبیر کو روانہ ہوئے اور اس امید پر کہ محضرین آفتاب منیر میں
 عبیر جلاؤن قافلہ سالار صبح نے گوہن عبیر کی کھولیں اور معمول ہو کہ صبح کو پھولوں کے کھلنے سے
 خوشبوئیں بھی پھیلی ہوتی ہیں اور مرغ سحر نے جو پھر آواز و نفیر بلند کی ایسا معلوم ہوتا ہو کہ زراغ کے
 منہ سے جو شب ہو بیضہ آتشین گر پڑا کہ وہ آفتاب ہو معمول ہو کہ زراغ اٹھا اور پرندوں کا اٹھا لچاتا
 ہو اور گرا دیتا ہو اور محشی لکھتے ہیں کہ یہ خوف و جہ سے پیدا ہوتا ہو آب تدر و جام کی خون خروس سے
 منہ دھوئے اس شراب سرخ سے اُس چین میں جہان عندلیب چنگ کی بول رہی ہو نر شاہ
 پوشیدہ نہ ہے کہ شراب کی صراحیان تدر و خروس بط طاوس وغیرہ کی صورت ہوتی ہیں اور
 جبکہ بنبرہ زار فلک سے لالہ زرد ہو تو اب کسکو گل سرخ جو شراب سرخ ہو اور شاخ بادہ جو طواف
 بیوشی ہو اسے گر نہ ہو ناگر نہ پینا ہی ہو گی قولہ تو ان می کہ یکے تار زلفت انداز و نہ زہا یہ
 بر طرف آفتاب صبح زخمیر ہو تو ماہ عالم حسنی و زلف تو شامست ہو کہ بہت درختم زخمیر ش آفتاب
 صبح بر انداخت زلف شب اندوے ہو تو نیز سلسلہ عنبرین زمرہ برگیر خط و باسن

شک دیر شاہ یکبست ہے کہ ہر دو چہرہ بہ براسیہ کشا لیتیر بد خدا ایگان سلاطین محمد تعلق بہ پھر
 تیر و بر آفتاب ماہ وزیر ہے مدار شرع رسول آنکہ او با برامام ہر اہل جملہ عالم ولی شدیت و امیر
 قیاس گنبد مائل جلقہ در توہ چنان کہ در سخن حامل آمدہ تدویر ہر زستہ محیط کہ در جنب جیت
 قوس و مدت ہے چو نقطہ واسرہ آستان نمودہ حقیر ہر ز پشت نہ پیر و چار ماہ و ستہ طفیل ہے
 نزار و چو متوجہ ان در کنار عالم پیر ہر اللغات گنبد مائل نام فلکی سخن یکسر و فتح خاسطہ بی مراد
 اس سے عمق حامل فلک کلان تدویر فلک خرو جیب قوس پارہ قوس سہ طفل موالید ثلاثہ
 الملتنی یعنی تو وہ ماہ ہے کہ ایک تار تیرے زلف کا اپنے سایہ سے کنارہ آفتاب پر فہ ہر زنجیر
 ڈالے ہوئے ہے کہ وہ آفتاب صورت اسکی ہو اور زنجیر زلف سیاہ کنارہ اس کے اور ایک تار اور
 سوزنجیر سے یہ کنارہ کہ ایک تار میں اسکی سوزنجیر کا پہناؤ ہے تو عالم حسن کا ماہ ہے اور زلف
 تیری شام جسکی زنجیر کے خم میں آفتاب اسیر ہو اس میں دونوں باتیں ہیں زلف بھی چہرہ کو اسیر
 کیے ہوئے ہے چو آفتاب ہے اور شام بھی آفتاب کو اسیر کیے ہوئے اسوقت میں عروس صبح نے
 زلف شب کی چہرہ سے الٹ دی ہے تو بھی اپنی زنجیر میں زلف کی ماہ سے اٹھائے کہ یہ ماہ مقابل
 اس کے آفتاب کے ہر خط رخسار تیرا سر اور فلک دیر شاہ کا دونوں ایک ہی صفت ہیں کہ دونوں
 چہرہ باہ کو سیاہی سے سیاہ کرتے ہیں ہر فلک کا تو مدار سے کاغذ کو جو سفید ہچو ماہ ہے اور تیرا خط
 سیاہ گرد تیری صورت مثل ماہ کے اور وہ شاہ خدا ایگان سلاطین محمد بن تعلق ہے کہ منظر
 علو و سمو ایک پس ہے جسکا نشی عطار ہے اور ایک آفتاب ہے جسکا وزیر ماہ اور مدار شرع رسول
 مقبول کا یعنی جیسے نقطہ کے گرد دائرہ گھومتا ہے اور حکم امام وقت سے سارے جہان پر حاکم
 و امیر ہے اس کے دروازہ کے حلقہ اور گنبد مائل کو وسعت و محبت میں ایسا قیاس کرتے ہیں جیسے
 عمق حامل میں تدویر ہے واضح ہو کہ ہر فلک کے چار اجزا ہیں طبق در طبق جو ہر مائل و حامل
 و تدویر اول و ثانیہ باقی پر محیط ہے اور مائل حامل پر اور اسی حامل میں تدویر ہے کہ یہ سب سے
 خضر تر ہے اور اسی میں ہر سیاہ رکھا ہوا ہے بخلاف فلک الشمس کہ اس میں تدویر نہیں ہے

یہ تین ہی افلاک سے مرکب ہو فافہم معنی الشعر اور تو ایسا محیط ہو کہ تیرے دروازہ کی جو قوس ہو
 اور مخراب اسکی جیب قوس یعنی ایک ٹکڑے کے مقابل دائرہ آسمان کا ایسا حقیر ہو جیسے ایک
 نقطہ بس آسمان کو محیط کیسے کہ سکتے بحقیقت محیط تو ہی جیسے یہ نو پیر اور چار ماہ و سہ طفل
 ہیں یعنی نہ فلک و چاند و موالید ثلاثہ تجھسا جوان اس عالم پر یکے کو دین کوئی نہیں آیا قولہ
 عروس زہرہ و رایون بر کشیدہ چرخ و خیال نسخہ جاہ تو میکند تحریر و غبار لشکر آفاق بر وصیت
 ترا و بے دوید و ند ریافت چرخ باد مسیر و کیسکہ پیروئے تو بجان نہ کردہ جو قوس و چہ سہما
 خورد از تیر خضہ تقدیر و ملازمست کہ بر خصم کار و شوارست و دلیش آنکہ علی الکافین
 عمیر یہ وہ نہ کہ طاغی طاعون گرفتہ امین باش کہ بانگ سگ نہ ہو نہ پیر ماہ را تشویر و کجاورد
 و رع آہنیں ز خنجر بید و کجاورد زہ چرخ سہم تیر حصیر و ز قدر اول ہر پانزدہ کو اکب را و
 سم سند تو کردہ بچار مہ تسخیر و ز آب تنخ تو امین شدست از دوران و محقر فلک ماہ از ساس
 اشیر و ہمیشہ تاکہ درین نہ چراغ و ارہ سبز و چراغ ماہ بود از دم سحر کہ تیر و شمع مجلس قبل
 پادشاہ جهان و ز نور مشعل قدس باد عکس پذیر و اللغات ایوان بر کشیدہ ایوان بلند تحریر
 معروفست اور ہندی میں جسکو گو یہ گنگری کہتے ہیں باد مسیر و روان ہجو با وجہ تر کش طاغی ازہ
 گذرندہ طاعون و بامراد سگ سے خواہو کہ وہ ایک شکل ہو بصورت سگ عود کو کندہ ہے اور
 منزل ماہ تشویر پریشانی و رع بالکسر زہ حصیر گاہ فلک ماہ فلک اول اشیر یعنی بلند مجاز اگر وہ نا
 چراغوارہ قندیل و چراغدان جس میں چراغ رکھیں شمع جمع شمع المعنی عروس زہرہ کہ لونی فلک
 ہو ایوان بلند چرخ میں بیٹھی ہوئی نسخہ خیال تیرے کا تحریر کرتی ہو اس شعر میں بر کشیدہ اور چرخ
 جو بیٹھی رقص کے بھی ہو اور خیال جو قسم راگ سے ہو اور تحریر جسکی ہندی گنگری ہی سب
 مناسب زہرہ کے ہیں تیری شہرت کہ وہ ایک لشکر آفاق گرد ہو یعنی تمام جان میں پھیلی ہوئی
 اس لشکر کے غبار کو چرخ باد مسیر نے ہر چند کتنا ہی ڈھلے گرنایا گویا روانی میں اپنے مثل باد سے کہ
 گرد غبار کے ساتھ کیسا ہی مناسب ہو جتنے کہ پیروی تیری جان و دے مثل کمان کے نہ کی جو چلنے

کے وقت پس پشت باندھ لیتے ہیں اُسے کیسی سختیاں اور خوف تیر تر کش تقدیر سے نہایت تیرے
 دشمن پر معاملات کا سخت ہونا لازم ملزوم ہو گیا ہو اسلئے کہ وہ کافر ہو اور کافروں پر آسانی بھی
 سخت ہوتی ہو اس دلیل سے کہ علی الکافریں عیسیر عیسر مشہور ہے یہ آئیہ و آنی نہیں ہو مگر معلوم نہیں
 ہوتا عیسیر عیسر کیوں نہیں لکھا تاہم تیار در عکس معنی پر نہ کرتا یا شاید غلطی کتابت ہو تو کراہی
 طاعون گرفتہ سے بچت رہ کسواسطے کہ آواز سگ سے نور ماہ کا منتشر نہیں ہوتا جنانچہ عوا خود
 منازل ماہ سے ہی جیسے زرہ آہنیں کو خنجر بید کا نہیں بھاڑ سکتا اور جیسے تیر حصیر کا زرہ ہر چہ کو
 نہیں کاٹ سکتا گولہ کے سیٹھے کمان میں رکھ رکھ کے آسمان کی طرف پھینکیں کہتے ہیں بید کا پستا
 بصورت خنجر کے ہوتا ہو کہ اکب مرصودہ میں جو کہ اکب قرار اول میں کلائی میں انکو تیرے سمند کے
 سم سے چار ماہ سے جو چار دن پازن کے چار نسل ہیں سحر کر لیا بیان مفصل اسکا یہ ہے کہ جسٹہ
 کو اکب مرصودہ سے جو رصد اول کے اسٹار سے ٹکرائے ہیں ایک ہزار چپس ہیں انھیں سے
 شکلین برجوں کی مرکب ہوئی ہیں اور ہر گاہ مقدار میں ان ثوابت کی کو چاک و کلان ہونے
 کے سبب سے مختلف ہیں لہذا جگہ کو چھ قسم قرار دیا ہو اور ہر قسم کی قدر علو و درو چنانچہ کہ اکب
 قرار اول کے بندہ ہیں اور قدر ثانی کے سینا لیس تیسیر سے کے دو سو آٹھ اور قدر چوتھے کے چار سو
 چوٹھ پانچو میں کے دو سو سترو چھٹے کے سینا لیس مخفی تر ہے کہ محشی نے قرار اول کے ٹو کو اکب
 لکھے ہیں اور لغت میں بندہ ہیں اور محشی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اہل ولاست ہر نسل میں چار
 چار ملحقین لگاتے ہیں شاید ان میخوں کو ستارے ٹھہرے کے چار چوک سولہ کیے ہوں اگر چہ قرینہ تو
 اسکو ماننا ہو لیکن کیا عجب کہ شانزدہ کی جگہ پانزدہ ہو کس لیے کہ لغت کی بات معتبر ہو جسکو
 سب مانتے ہیں میں یہ جانتا ہوں کہ قرار اول جو ستارے ہیں انکو تیرے سمند کے سم سے چار
 ماہ سے جو بلال نعل کے ہیں تسخیر کیا یعنی ایک ہی قسم میں لیا کہ ایک قدم میں چار ماہ ہیں
 اور ان نعلوں میں جو بخیر ہیں وہ ستارے قرار اول کے ہیں حسب تحریر لغت پندرہ اور سو
 تحریر محشی کے سولہ میں نہ پندرہ کہ سکتا ہوں نہ سولہ کہ یہ کہا جائے کہ قرار اول کے پندرہ

گو کہ جو بخت وہ شکر کیے اور تیر قدی سے ایک قدر ثانی کا بھی دبا لیا تیج تیری ایسی پر آب ہو
 جسکی سبب سے فلک اول جسکے نیچے اشکرہ نار ہو اسکے مساس سے بخیر و نجات ہو کہ میرا کیا
 سکتا ہے جیسا آب تیج اُسکا موجود ہو ایک دم میں بجاد و یگا غرض بالآخر آب تیج کا ہو آب و عاتاب
 ہو یعنی جب تک کہ اس قندیل سبز پرین چراغ ماہ کا دم سحر گاہ سے تار یک ہو تا رہے جیسا کہ
 چو نک مارنے سے چراغ بجھ جاتا ہے ہمیشہ شمعین تیرے اقبال کی مجلس کے نور مشعل قدس سے
 عکس پذیر رہیں یعنی تیرا اقبال تا ابد عالم قدس سے روشن و نور یاب رہے

در شکایت خدا

قولہ میرے زریں نمود خیمہ صبح از نگار + خیزمہ بر فلک سلسلہ مشکبار + ترک تو کہ ایک نظر انگشت
 آید پدید + زین و دعو دس حبش بچہ رومی ہزار + مردم دیدہ توئی دور چشم مرد + آب زردیم
 مرز ہر نفسے اشک وار + در شکن زلف خویش با ہمہ آشفگی + این دل سرگشتہ زائیش
 پریشان مدار + بلکہ بیاب وصال سرو تو آید بر + تاشدہ رو سے ترا دامن گل زیر خار + مورچہ زرد
 پیکر من تا ترا + مار سیہ حلقہ زدی بر طرف لاله زار + جریع مرا بعل تیر بر بڑا س زرد لعل ترا و شکر عقد در آبدار +

مطلع ثانی

قولہ صبح کمان دیدہ گوشہ تیرا نگار + کز سپر زرد خانہ او چون نگار + یہ افشاہ بحر بنیادین این
 ارکان اسکے مفتعلن فاعلن مفتعلن اور کبھی مفعولن بھی چشم میں آتا ہے واللغات تہ
 باد ریشہ خیمہ بیان مراد آفتاب سے نگار معشوق و نقش مناسب خیمہ عروس حبش مردک بچہ رومی
 اشک بو مخففہ بود یعنی شاید بر بعل و مگر گل رخسار خار خطا المعنی یعنی از نگار خیمہ صبح معنی آب
 باد ریشہ زریں نمود کیا اور آفتاب طلوع ہوا تو بھی اٹھ اور اپنے ماہ سے جو چہرہ ہو سلسلہ مشکبار زلف
 کو لوٹ دے اگر ترک تیرے چشم کا ایک نظر مجھ پر آئے تو میرے این دعو دس حبش سے جو عروک
 این ہزاروں بچہ رومی کہ اشک ہیں ظاہر ہوں تو میرے آنکھوں کی پتلی ہو بس میری آنکھوں سے
 دوا دیت جا کیوں آب میرے منہ سے ہر دم اشک کی طرح بہاتا ہے تیرے تیری زلف کے چھین چھینا

ہوا ہوں اور نہایت آشفتگی کے ساتھ بس تجھ کو چاہیے کہ ایک پریشان رکھا تو رکھا آئندہ کو پریشان
 ست نہ کہ شاید باغ وصال میں سر و تیرا میرے برین آئے ابھی تو صورت تیری جو دامن گل ہر پرینا
 نہیں پہنچتی ہوا و زیر خط آب کہتے ہیں جیسے تیرے لالہ زار کے اطراف میں مار سیاہ حلقہ زن ہوا ہے
 کہ مراد رخسار و نہ سیاہ ہے ہو میرے پیکر پر چڑھ کر کے مثل زار و نہزار غم سے ہو گئے اب یہ حال
 ہو کہ میری آنکھوں سے تو غل نزاری، مشک خوفین طاس زہر پر جو چہرہ ہو جاری ہیں اور تیرے
 بعل در شکر یعنی لب نسیج شیرین میں لڑی در آبدار کی ہو معنی مطلع ثانی کے یعنی اے نگار کوئی کہاں
 تو نے ایسی دیکھی ہے جسکے تیرے گوشہ سپر زکاء نہ مثل نقش و نگار کے ہوا راستہ پر راستہ خلاصہ
 اسکا یہ کہ کہاں برج قوس ہو اور تیرا سکا عطار و جسکی علامت دال ہو اور دال کا گوشہ لام جسکے
 تیس عدد ہیں سپر زہر آفتاب کہ تیس دن اس خانہ میں رہتا ہے قولہ فرق سحر ویر یافت شائد
 نندین از آنکہ سر بردارے کشید شب چو سر زلف یار و گشت زدن در گرد از رومی شمشیر باز و
 و در ہم افتاد بازنگی آئینہ دار و مرغ صراحی طلب کو طرف مرغ صبح و باز شد از خلق زاغ بیضہ زہر
 آشکار و بلبہ مرغیت کش از سر چشم تدر و جام برون آورد از زن تر بشمار و صبح دوم تیغ زہر
 یکدم از ان خون طلب و کو بر و در دمی ز آئینہ دل غبار و آتش تر ز آب خشک سوئے شکر
 کہ ہست و خشک و تیرین جہان ہجو جہان بیدار و سر خطمی گیر کاہت اور و شست و تافشہ
 چون قلم سر زدہ روزگار و ہست جہان برگزہ اینک ازین روئے صبح و کشتی زہر میکشہ بلب
 دریاے قار و زین زہر اندودہ یافت صہوہ صبح این زمان و از پی آن تا شود خسرو مشرق سوار
 اللغات شائد زین آفتاب رومی شمشیر باز بھی آفتاب زنگی شب آئینہ ماہتاب کو طرف
 مشرق مرغ صبح صبح مرغ صبح بیضہ آفتاب بلبہ تیغ اول و ثالث کو زہر لولہ دار چشم تدر و دین
 صراحی آمدن قطرات صبح دوم صبح صادق تیغ زہر آفتاب بر آند آتش ترمی آب خشک پیالہ
 شکر لب خشک و شرنیک و بد آیت بمعنی نشان مراد تاثیر کشتی زہر آفتاب قار ایک روغن سیاہ
 رنگ ہوتا ہے و مراد آسمان زین زہر اندودہ شفق صہوہ پشت اسپ خسرو مشرق آفتاب بمعنی

یعنی قرن صبح نے جو دیرین شائہ زرین پایا کہ وہ آفتاب ہر یہ سبب ہو کہ رات مثل زلف یار کے
 درباری کو پہنچی ہو اور یہ رمی شمشیر باز جو آفتاب ہر یہ تودق سے گھٹنے گھٹنے لگا اور زنگی آئینہ دار
 جو شب باقمر ہر یہ روم میں پڑی کہ روز بروز سوختے لگی تو مرغ صراحی کو ڈھونڈ لکھ کسوا سٹے کمرغ
 صبح کی طرف سے جو صبح ہی ہو پھر حلق نراغ شب سے بیضہ زرہ آفتاب کا ظاہر ہوا یعنی صبح ہوئی
 آفتاب نکلا اب مینوشی کر لیکہ ایک مرغ ہو کہ سرچشم تدروسے کہ یہ بھی صراحی ہو بصورت تدرج
 جام بھرا جاتا ہے وہ ازرن بشمار کہ مراد قطرات شراب سے ہو ظاہر کرتا ہو صبح دوم نے تیغ
 ظاہر کی کہ وہ آفتاب ہو تو بھی اُس سے یعنی صراحی سے خون طلب کر کہ وہ خون دم بھرین
 لکھنے والے غبار کھودیتا ہو یعنی غم غلط کر دیتا ہو تو آتش ترکو کہ شراب ہو آب خشک
 بیٹھے پالہ بلورین میں کر کے شکر اور لب کی طرف لیجا کسوا سٹے کہ خشک و ترای نیک و بد
 اس جہان کی سبے ثبات و مقرر ہو سرخطی سے الگ شکر اسکا مطیع رہ کسوا سٹے کہ
 اسکی آیت یعنی نشان جو مراد تاثیر سے ہو روشن ہو کہ فوراً ہوتی ہو تا تو قلم کی طرح
 سبز زوہ زمانہ کا نہوئے بیغم ہو جائے یہ جہان گذران ہو اسی سبب سے صبح کشنی زرہ
 آفتاب کی کھینچ کر کنارہ دریائے قارامی سیاہی کے لیجاتی ہو صبح نے اسوقت میں اپنی پشت پر زوہ
 زرد و وہ شفق کا پایا ہو اسلئے خسرو مشرق کا یعنی آفتاب سوار ہوئے جیسا کہ سوار ہوتا ہو اور
 مجدوح بھی یاد شاہ مشرق کا ہو یہ اشارہ بھی ہو

در تعریف قلم و مدح مجدوح یہ اشعار تتمہ قصیدہ سابق کے معالوم ہوئے ہیں مگر
 نسخہ مطبوعہ میں سرخی لکھنے فصل کردی ہو

قولہ پنج مسہ نوگر حال یک زردمان زبہ مورچہ آشفته بین در پرا او صد ہزارند پوسہ و ہر ماہ را ہندو
 زردین نیاس ہر سجدہ کند سیم را ہر رمی عودی ازار ہر چون بستر تیرہ دود بر از د چین ہر از رہ
 در یار و باز سہ سے زنگبار ہر غفلت عبود اسے شیر گریہ کند باک نیست ہر شب چو پرونا و زرد و
 شہد دہم نزار ہر در پس مجذو و دو نیمہ نیچہ شمر ہر سوم او خود کیے نست یعنی زود چار بار ہر بخیرتہ پرست

خشک ابرسیہ در ترہ چون برش در کشید بحر کف شہر یار ہر مند چہرہ آرش ابرش سپہر
 جعفر غفور حیدر احمد شہار ہر شاہ محمد لقب حیدر احمد نسب ہر زار با نام زمان بیست او
 استوار ہر دولت حیدر او ہر دل زر حملہ کرد ہر دست ہر اور گرفت کرد ز عالم فرار ہر انکہ شاہ خضر
 ہر سحرانہ ہر توہ خیمہ زرین زہر برہنہ حصار ہر خلق تو قدر توان حسن و امین علی ہر دست
 تو تیغ تو امین ہم و آن ذوالفقار ہر کہ قصبہ از فرق تو یا بد ہوسے ہر دہ اندر میرہ بر کشد پیرہن
 مستعار ہر اللغات پنج ماہ نوا انگشتان خمیدہ وقت تحریر ز روم بار قلم زرین جو تیرہ حروف آہ کاغذ
 ہندو زرین لباس قلم سیاہ زرین سیم کاغذ رومی قلم عودی ازار سیاہ ازار دریا کف دست رنگبار
 مداد طفل قلم شیر کاغذ شب مداد روز کاغذ منوچہ نام شاہزادہ کہ حسین نقیہ آرش نام بہلوان ابرش
 وہ گھوڑا جسکے اعضا پر نقطے مخالف رنگ کے ہوں جعفر نام حکیم کینیا گرو نام ہر اور علی مرتضیٰ شہار
 جامہ زرین و تار جامہ بالائین الفتھی مصنف کہتے ہیں عجب حال ہر کہ باج ہلال جو انگشت خمیدہ ہین
 مازد کو باقیہ میں لیے ہوئے ہین کہ وہ قلم ہر اور اس مار کے پیچھے لاکھوں چوٹیاں پھیلائی ہوئی ہین
 جو حروف ہین ہندو زرین لباس کہ وہ قلم زرین سیاہ ہر ہر دم ماہ کے بومے لیتا ہر کہ وہ کاغذ
 ہر اور ہر دم رومی عودی لباس ایسیہ لباس سیم کو سجہ کرتا ہر رومی بھی قلم اور سیم کاغذ
 سجہ جگشا قلم کا جب اپنے سر ترہ سے دھوان چین سے جو کاغذ ہر اٹھا دیتی ہر اور دھوان تحریر
 سیاہ زور یا کی راہ سے کہ مراد کن جو امداد سے ہر رنگبار کو جاتی ہر جو مراد وعات سے ہر قلم
 گویا ایک طفل ہر اور طفل اگر شیر کے لیے گرے تو کیا در شیر کاغذ اور معمول رہی ہر کہ بچہ جب رات
 تیر کر کے دن کرتا ہر تو شیر کو اسے روتا ہر زرد و نزار ہوتا ہر اسنے بھی رات کو رو رو کے دن پایا
 ہر پھر کیرن فکر یان ہو رات مداد دن کاغذ گر یہ ضریر قلم اب قلم کا نام معاین بتاتے ہین کہ تو کے
 دس عدد ہین اور مجذوم اسکا دس دساؤں تو اس سے قاف قلم کا پیدا ہوا کہ عدد قاف کے
 ہو ہین اور انیسکے پیچھے نصفی پنہ کا جسکے ساٹھ عدد ہین اور ساٹھ کا نصف تیس پس لام حاصل ہوا
 جسکے تیس عدد ہین اور تیسرا حرف اُسکا کیے ہو کہ اسکے چالیس عدد ہین اور تیس کے بھی چالیس

عدد میں بس تینوں حرف ہو گئے اور پھر تفسیر اس کی کی ہو کہ دہستہ چار بار بس دو کے دس عدد ہیں
 اور دس چار بار ہونے سے چالیس ہوتے ہیں یعنی دس چوک چالیس اور جیسے بحر کف شہر یار نے
 اس کو اپنے آغوش میں لیا ہو تب سے اس ابر سیاہ نے برت خشک پر درپردہ آبدار بکھیر سے ہیں
 ابر سیاہ قلم برت خشک کا غزدر تر لفظ و حرفت اور وہ پادشاہ ایک آفتاب منو چہر صورت ہی
 اور آبش ہی جس کا ابرش سپہر ہی لفظ ابرش کا سپہر کیسیا مناسب ہو کہ اسکے اعضا کے نقطے
 جو ستارے ہیں مخالفت اسکے رنگ کے ہیں اور جعفر بن جعفر زفری حیدر احمد شعار ہی جعفر بن بھی
 زفری اور نقفور میں بھی اول آخر اور درمیان دو طرح فرما صل ہوتا ہو اور یہ شاہ محمد لقب
 اور حیدر احمد نسب ہی اسی سبب سے بیعت اس کی امام زمان یعنی خلیفہ نہ مانہ سے استواء
 ہو کہ حیدر احمد نسب تھے اور یہ حیدر نسب بس جیسے حیدر کی بیعت احمد سے تھی اس کی بیعت
 خلیفہ سے اور خلیفہ بھی احمد نسب کہ عباسیہ ہی جو آنحضرت کے چچا تھے اور ابی طالب بھی آپ کے
 چچا دل سے مراد قلب ہی اور زر مراد زر کرم بسکون کا اور کرم کا قلب مرگ یعنی دولت بیدار
 نے اس کی مرگ پر حملہ کیا تو اُس نے ہاتھ اپنے بھائی کا پکڑا کہ نوم ہی بقوا سے النوم رخ الموت کے
 اور عالم سے بھاگ گیا اس واسطے کہ مرگ و نوم دونوں ضد بیداری کی ہیں اور دولت اس کی بیداری
 پھر کیسے وہ اپنے پاس ان کو چھوڑتی اب اس کی دولت مرگ و خواب دونوں سے برکنار ہو آؤ تم
 تودہ ہو کہ پادشاہ اختر وں کا لینے آفتاب تیری مہر و محبت سے ہر سحر خیمہ زین اس نیلی حصار
 کے سر پر کھڑا کرتا ہو تا اس میں تو غزل کرے اس شعرین تغایر اعتبار ہی ہو کہ ذات آفتاب کو
 جدا ٹھہرایا ہو اور جرم آفتاب کو خیمہ جہا تیر خلق و تیری قدر دونوں ایسے ہیں جیسے حضرت حسن اور
 حضرت علی کہ خلق حسنی مشہور ہو اور علی کی عالی قدری اور ہاتھ تیر فیض بخشی میں دریا
 اور تیغ تیری ذوالفقار قصب لینے کتان جو ماہ سے تار تار ہو جاتا ہو تیرے سر سے بال بکھر بھی
 مد و پالے تو ماہ کے ہر سے یہ بیزہن مستحار آفتاب کا جو پہنے ہوئے ہو آفتاب کے اور معلوم کہ نور تابا
 کا نور آفتاب سے ہو قولہ در حرم آباد ملک مایح و خصم تو اندھ این ز سخطا تا جدارہ ان ز سخطا تا جدارہ

آنکہ تھی خسیب بود امن جودت گرفت ۔ چون علم آستین یافت ز دشت یسار ۔ ساغر می
 برکت آرخندہ بزینہ چو صبح بد یاد و فانی نگاہش بخاطر میار ۔ آب ز تر گس مبارکہ چو زبستان
 ملک ۔ داد گئے با بوا دین فلک خاکسار ۔ بر سر گورش ہنوز سنبہ لبا سان چو سرود آتہ
 غم دل میکنند لالہ بندوق فگار ۔ بدھ مجروح بین از صر ماہ نو ۔ صد گل رخسارہ بین خستہ
 ز برگ چنار ۔ پیش و پین خاکدان جمع شدن روئے نیست ۔ خاطر خود را چو زلف پیش
 پریشان ہزار ۔ تا سوئے حبش حبشی حملہ برویک تنہ ۔ با سپر آستین رومی خنجر گذار ۔ تا بحسار
 جمل نیمہ نیست گل ۔ ماہ بنورست شب گل بہ نثارست خار ۔ باد بتا سید حق پرچم بخون تو
 زلف عروسیان فتح در تنق کارزار ۔ گرچہ درین بحر شعر یافت بسے عقد در ۔ شاہد معنی نیات
 بہتر ازین گوشتوار ۔ اللغات تخط بہ تمین و لہم شین غصہ ہونا تھی جیب مفلس علم نقش
 یسار تو انگری و قات نگار مردن فرزند پیش یعنی آئندہ آب آب شیک تر گس چشم سنبہ لبا سان
 ہشتیان لالہ روفتدق ناخن مہ رو ماہ نو ناخن چار ناخن حبش شب یک تنہ یکہ و تہما رومی
 آفتاب خنجر اشعہ پرچم سرنیزہ بخون ماہیچہ علم تنق پرده المعنی تیغ تیر ملک جو ایک خرم آباد اسی
 حرمت آباد اسی اسمین جو تیرے داغ ہین وہ تو تیرے سخاے تا جدار ہین اور جو تیرے خصم ہین وہ
 تیرے غصہ سے دار کے تلج ہین جو شخص کہ تھی جیب مفلس تھا اور اُسے دامن تیرے جو دکا
 بکڑا ماند نقش و نگار آستین کے تیرے ہاتھ سے تو انگری گیا یعنی زرق برق ہو گیا اب کہتے ہین
 ساغر کا ہاتھ میں لے اور صبح کی طح خندان ہوا اور وہ نگار جو فوت ہوا اُسکو زیادہ یاد مگر نگار
 فرزند ممدوح تو بہت اشک منت ہوا اگرچہ تیرے بستان ملک سے فلک خاکسار ناچیز نے ایسا ایک
 گل بر باد کیا ہر چہ کسی گو یہ بہشتی لوگ کہ وہ ریخ و لال سے پاک ہو چکے ہین تاہم اُسکے غصہ مرو
 کے مثل کھڑے ہونے ہین اور رخسارے ناخن سے نوح نوح کے زخمی کر دیے ہین خیال تو کر
 بیگناہ دل صبور تین مجروح ہو رہی ہین زخم ناخن سے اور سیکڑوں رخسار گل سے زخم پیچہ سے
 خستہ ہین اب آئندہ اس خاکدان دین اُسکا ملنا اور اُس سے جمع ہونے کی کوئی صورت

بہین ہو بس چاہیے کہ تو بھی اپنی خاطر کو مثل زلف کے پریشان مت رکھ کہ عبتا ہی آئینہ
 دھامے تباہید ہو جیتے جب تک کہ لشکر جیش پر کہ شب ہو اور لشکر اسکا ستارے رومی خنجر گزارد
 آفتاب کا سپر آستین کے ساتھ تن تھا حملہ کرے پیر آتشیں جرم اسکا اور ذات اسکی علیہ
 پس تنہا فرضی ہو اور جب تک حساب جل میں نیم نیم کا گل ہو یعنی نیم کے سہو عدد اور گل
 کے چمن میں ہیں اور ماہ نور اور شب ہمدرد ہیں یعنی ۲۴-۳۱ اور گل نہاد ہمدرد و خار یعنی دونوں
 کے ۸۰۱ عدد ہیں کہ ہمیشہ ایسے ہی رہینگے تب تک تا سید حق سے پردہ کارزار میں زلف ہو
 فتح کی تیرے علم کی پرچم بنیں پردہ کارزار سے یہ مراد کہ فتح و شکست چھپی ہوتی ہو نہ معلوم
 اسکی ہوشیار اپنے سخن کی نقلی میں ہو یعنی اگرچہ اس بحر شعر میں بہتوں نے لڑایاں ورنہ
 پانی ہیں لیکن شاہد متشی نے مثل میرے اس قصیدہ کے گوشوارہ نہ پایا ایسکے کان کی نیت
 و رونق اسی سے ہوئی

و درج سلطان محمد شاہ بن تعلق مستحسن تعریف اسب و قلم

قولہ محمد نقطہ زرد و اترہ مینا را بہ جز خط جام میار از زب عشرت مارا بہ نشرین زار فلک کو دنیا
 لالہ زرد و بہ روزمہ پر فلک آن سہل گل فرسار را بہ روئے مہ راند ہر نور ز آئینہ خویش پوگر
 بخورشید کنی عرض رخ زیبا را بہ حلقہ زلف تو تا چند پریشان دارد بہ دل سرگشتہ و آشفتنہ
 سہ دارا بہ رانہ خال رخت چند بر آتش دارد بہ جرج پر سوختہ جان من شیدا را بہ ترک
 مست تو کہ پیوستہ گمان بر سر اوست بہ جان خود ساختہ رنگی بچہ بیند آمد شور و خجست آن
 نفسہ شد دل بریان کہ نہاد بہ پیستہ لعل تو پیر در شکر گویا را بہ جرج از خط تو در تاب شد
 آنم کہ کشید بہ گرمہ و ام صفت خشک تر سار را بہ ترسم آنست کہ آشفتنہ شد سے کہ گویم بہ
 از پریشانی زلف تو شدہ والا را بہ آن شہنشاہ کہ بجان بخشی مٹایان جان بہ برد خاک
 در او آب رخ عیسی را بہ و آن سلیمان کہ ز ہوا کے نفاذ بر ش بہ بر تر از نار نہاد و سر بر
 مارا بہ یہ قصیدہ بحر رمل میں ہوا رکاب اسکے فاعلاتن فعلاتن فعلن یا فعلن یا فعلن

یا فغان اللغات نقطہ زرا آفتاب دائرہ مینا سپر سترن زار فلک ستارگان لالہ زرد آفتاب
 روائی و رستمہ رو سنبل زلف گل رخسار ترک مست چشم کمان ابرو جان امی محبوب زنگی بچہ مرد مک
 نہ رخسار مشک خط سار اخلاص ناکرہ آتش آب المعنی یعنی دائرہ مینا فلک سے نقطہ زرا
 مسٹ گیا جو آفتاب کا غروب ہو جانا ہو اب ہماری عشرت کا سامان یہی ہو کہ سواے جام کے
 اور کچھ ہمارے پاس نہ آئے لفظ خط بر عایت جام کے ہو کہ جام کی خسروین ہفت خط تھے سترن
 فلک نے کہ ستارے ہیں لالہ زرد آفتاب کو جیسا کہ شام کو ہو جاتا ہو چھپا لیا تو جا اپنے ماہ
 یعنی رخ سے سنبل زلف کو کہ گل رخسار پر پڑی ہو انٹ دے تو اگر اپنے رخ زیبا کو آفتاب پر عرض کرے
 تو پھر آفتاب اپنے آئینہ سے ماہ کو نور ہرگز نہ دے تیرے ہی رخ زیبا کو بتائے کہ اب اُس سے ملے
 امی محبوب حلقہ تیرے زلف کا چارے دل آشفہ گزشتہ پر سودا کو کب تک پریشان رکھیں گے اور
 دانہ تیرے خال رخ کا مجھ شیدا کے مرغ جان پر سوختہ کو کتنا آگ پر بھونے کا چشم مست تیری
 وہ کہ جسکے سر پر ہمیشہ کمان تہی ہو کہ وہ ابرو ہیں جسے ایک زنگی بچہ بنیا کو کہ مراد مرد مک سے ہو اپنی
 جان و محبوب بنایا ہو تیرے دل بریان کی شور بختی امی بد نصیبی تو اسی وقت سے ہو گئی کہ صانع قدرت
 نے تیرے پشت لعل دہن پر در کو شکر گویا پر وضع کیا در وندان شکر گویا لب کہ اس وضع کی خوبی
 کو دل عاشق ہی کا چاہتا ہو بخشی لکھتے ہیں لب برب نہادی امی خاموش شدی کہاں ہو لب
 برب نہادی صرف نہاد کا لفظ دیکھ لیا چرخ میں بھی بہت سے خطا و دوائر ہیں لیکن جس وقت سے
 تیرے خط نے گرد ماہ کے مشک تر خالص سے جال کی طرح خط کھینچا ہو تب سے یہ نہایت ہی رشک
 کے مارے بل کھا رہا ہو کہ مجھ میں اس خوبی کے ساتھ کوئی خط نہیں اب اگر میری یعنی مجھ کو اسکا بڑا
 خوف ہو امی محبوب کہ تو پریشان ہو جائیگا ورنہ تیری زلف سے جو مجھ پریشانی ہو رہی ہو شاہ
 والا سے کہتا اور وہ شاہ والا وہ ہے جسے شاہان جہان کے جو قابل قتل تھے ایسی جان بخشی کی
 کہ خاک اُسکے دروازہ کی آب رخ عیسیٰ کی کیگئی کہ انھوں نے ایسے ہی دیسوں کو جان بخشی
 کی ہو نہ پتا ہوں کہ اور وہ شاہ وہ سلیمان ہو کہ جسکے امر نفاذ کا طغرایا کر کرہ نار سے برتر کرہ آب کو

ہوا کرتی ہو گو کہ نارسب سے بالا ہو اور کہ آب پست اور طبیعت بھی دونوں کی مقتضی اسکی
 نہیں کہ ناریستی میں ہوا اور آب بلند ہی میں جیسا کہ ظاہر بانی کو کتنا ہی اوپر جھینکو نیچے ہی گرتا ہو
 اور آگ کو کتنا ہی جھکاؤ اور برہی کو اٹھتی ہو لیکن اسکے امر نافذ سے غیر ممکن ہو جائے تو ادا نہ
 ہے امر جنبت کش ادا ز سرخ صبح بر صہوہ اشہب نہ ہزارا تیرینا سیر از رفعت قوس
 در او نہ در شرعے دید سر طارم ادا ونی را نہ در تاک خندق خود دیدہ کے برگ کیو وہ قلعہ
 حشمت او نہ رخص مینا را نہ تیج کہ برق سرخچر اودید از مہر چاک ز در بر تن خود پیر ہن خار ارا نہ
 خسرو دوسے زمین شاہ مجد کہ کفش قطرہ یافت ز موج دل خود دریا را نہ ایکہ از نعل سمند تو
 فلک بر سر راہ نہ حلقہ در گوش کت رائے رولا لا را نہ ایکہ گر گر و برات سوے چرخ آرد دوسے
 نور بخشہ وبران مردانک اعمی را نہ آن چمن جہہ و شب پیکر و خورشید مسیر کہ در امر و زین شست
 کند فرود را نہ ماہ سیرے کہ ز مشرق اگرش ہا گوئے نہ جز بمغرب الف وصل نیفتہ ہا را نہ
 قلم کام روا نیست ز بانٹ کہ بطوع نہ جز در اثبات شہادت ننویسد لا را نہ گفت آن بھر کہ از
 غایت ندانہی زرد پیش یا نون نکتہ ضم سخن دریا را نہ اللغات جنیت اسپ کو تال صہوہ
 پشت اسپ شہب اسپ سفید رنگ تہر اگلو کہ ز رو و نقہ و ساز اسپ تیرینا عطار و سیر فلک قوس
 محراب شری خاک مناک آوا دنی اقتباس ہو تم دنی فتدلی فکان قاپ قوسین اوا دنی تیج
 کوہ بینی و بلندی کوہ خارا سنگ سخت و نام پارچہ سر راہ ابتداء ماہ لا غلام وبران فحشین
 یہ پانچ ستارے ہیں اور ایک منزل ہو منازل قمر سے جو کوئی اسکے عمل میں پیدا ہوتا ہو اندھا
 ہوتا ہو اور ویسے بھی اسکے دیکھنے سے اندھا ہوتا ہو اعمی عقرب کہ اندھا ہوتا ہو فردا سے مراد
 فردا سے قیامت مذبح ششم افزونی المبعی اور وہ شاہ ایسا ہو کہ بے حکم اسکے جنبت کش کے
 کیا مقدور صبح کا جو پشت اشہب روز پر ہزار سرخ کا کہ آفتاب ہو صبح کو سرخ ہوتا ہو کہ اسکے
 قوس یعنی محراب اسکے دروازہ کی ایسی بلند و رفیع ہو کہ بسبب رفعت کے عطار و مینا سیر
 نے سر طارم فلک کا شری پاوا دنی میں دیکھا یعنی شری سے بھی کمتر ہیں مجھتی لکھتے ہیں اوا دنی

عبارت ازاںکہ مسافت میان او و تعامل و حضرت پیغمبر کثیر از دو گوشہ کمان مانده انتہی بن حیران
ہوں یہاں اس معنی کے لکھنے سے کیا نتیجہ بر گستاخی نہ کے قلعہ اسکی حشمت کا ایسا بلند ہو کہ جب
اسنے اس نہ رض نینا کو دیکھا تو اسکو ایسا معلوم ہوا کہ میرے خندق کی حد گمرائی میں ایک
پتہ سبز پڑا ہوا ہے تیغ کوہ نے جو برق کہ مراد اسکی دھارا اور برش سے ہو سرخبر کی اس کے دیکھی
تو اسکی مہر محبت سے ایسی بیتاب ہو گئی کہ پیر میں خارا کا جو پینے ہوئے مٹی بچو دھوکے پھاڑ ڈالا
جیسے عاشق نہایت جوش و ولولہ عشق میں کیڑے پھاڑ ڈالتے ہیں اور لطف پہ کہ خارا ایک
قسم کا کیڑا بھی ہوتا ہو اور پیر میں پھاڑنا اسکا باعتبار درون کے محشی لکھتے ہیں کہ چون بلندی
کوہ برق خنجر فراز خال مہر دید جامہ خارا بر تن چاک زد کہ از صورت سنگاے تر قیدہ
پیدا شد و ہر گاہ حالت ہرش انیت حالت قہر چہ خواہ بود و دور بعضی نسخ قہر ہم بنظر آمدہ
یا اینکه چون کوہ برق شمشیرش دید از محبت آن جامہ خارا بر تن درید زیرا کہ آہن تیغ از د
پیدا میشود انتہی میں نے اپنے معنی بھی لکھ دیے اور بجنسہ محشی کے بھی ایسا دہن سلیم کے
سپردہ اور وہ شاہ خسرو دے زمین کا ہی یعنی شاہ محمد حبیب کی کف عطا نے اپنے دل کی
موج کے سامنے دریا کو ایک قطرہ پایا بس ای ممدوح تو وہ بلند رتبہ ہو کہ فلک نے ہر مہینہ
کی آغاز میں تیرے ہنل ہمند کا حلقہ گوش میں آئینہ رو غلام یعنی بدر کے ڈالا ہو کہ ترقی
پایا کے اس درجہ کو پہنچا ہو یعنی بدر جیسے تیرے غلام داغی ہیں اور ای ممدوح تو وہ شخص ہو کہ
اگر گرد تیرے براق کی چرخ کی طرف متوجہ ہوئے تو پھر و بران جسکی تاثیر سے آدمی اندھا ہو جاتا ہ
اس گرد کے خوف سے اندھے کی مردک کو نور دینے لگے خاصہ اسکا بد بجا ہے اب گھوڑے کی
صفت ہو کہ وہ چمن بہنہ اور شب پیکر ای سیاہ اور خورشید پیر ایسا ہو کہ امر و نہ ہی میں کہ وہ گزرنے
نیابنے فردا کو اپنی پشت کے پیچھے کر دے یعنی عرصہ بید رہے پایاں فرداے قیامت کو امر و نہ
ہی میں اپنی پیش پشت کر دے چمن جہنہ کی جگہ نسخہ قہر جہنہ کا اولی تر ہو اور ایسا ماہ سیر ہو کہ اگر
مشرق میں تو ہا کینکے لکارے تو یہ الہت ہا کا تیرے منہ سے جو وصل ہی کا ہو گا منقطع ہونے

بایں گاہ کہ آئینہ ہی عرصہ میں وہ مغرب پہنچ جائیگا و آضح ہو کہ ماہ سب سیاروں میں سرچ السیر ہو
 کہ ایک مہینہ میں سب برجوں کی سیر کر لیتا ہو زبان تیری ایسے قلم کام روا ہو بر غبت نہ بجز کہ روا
 اثبات شہادت کے لاکھنا ہی نہیں جانتی سینے اشہدان لا الہ الا اللہ میں تو ضرور ملاکتی
 ہو اس ضرورت سے کہ یہ دون نفی لا کے اثبات نہیں ہو سکتا اور شعوا اسکے کبھی لائیں کتنی
 کٹ تیری وہ دریائے فیض ہو کہ نہایت بخشش سے باہی زر کی اتوتلم پیش لینے یہ
 اس سے فون کو سخن میں یا سے ضم نہیں کرتی تا لفظ نے جو بمعنی نفی کے ہے یہاں ہوئے اس
 شعر میں شاعر نے کیسی رعایتیں رکھی ہیں اور سخن دریا کیسا الطف ہو کہ در تفسیر با سے ظریف
 کی بھی ہو اور مرکب ہونے سے لفظ اور یا بھی حاصل ہوتا ہو قولہ باہی ملک تر ابو دعبیت کہ نہا
 آسمان پر خط محور سر اڑ رہا راہ مرکز جاہ تو کہ عرضہ وہ عرضہ خویش غرض نقطہ نہ دائرہ
 عظمی راہ ز استان تو بصد رقیہ فرو ترویدہ چہ چنیر چرخ سر کنگرہ جو ز راہ وقت آنست کہ
 از ساغر چشم افشانہ چہ خصم بر طاس زر اندودہ ترخ صہا راہ ہست روزان و شبان بر تن
 زار س گر یان راہ باعد و تو چہ گریست تپ سر راہ ہر کر آتش تیغ تو برو آب زر و سہ
 خاکسار یست کہ بر باد دہد دنیا راہ بخدا سے کہ برین لوح ز مرد و شن داوید از یکے میسر
 زر اندودہ دو لون طہ راہ کہ سرقاٹ جلالت غرض نقطہ گرفت و وسعت عرضہ نہ دائرہ بالا
 راہ قطع شمشیر سخن بر سر اعدا سے تو باد راہ گر چہ در عمد تو خود سر بنوذا اعدا راہ زانکہ در زرنگ
 تیغ گذار ان سخن چہ مقطع شعر نیفتد بہ ازین دانا راہ در شکر ریزہ و سان عبارت لفظا و
 گوشوار سے بہ ازین دانہ سخن سراہا اللغات تعرضہ و ہدای ظاہر کند دائرہ عظمی فلک
 نہم ترخ متہ مراد اشک سرخ گرمی دوستی تپ سراہی لرزہ با قسمہ تمیم قمر طہ نامہ آنحضرت اور بنا قافیہ
 کی تلفظ پر ہوتی ہو نہ کتابت پر دانہ قصیدہ المعنی تیری ناہی قلم کو عزیمت آسمان کی تھی
 کہ وہاں بھی فرمان جاری کروں کہ آسمان نے فوراً سر اڑ دیا فلک کا کہ یہی بڑی عیب بشو
 آسمان پر ہو خط محور پر رکھ دینا ثابت ہو کہ میں مطیع خط فرمان کا ہوں غریبت مافسوں ارادہ

مخبر جو سے گرد گشتن اور ایک خط ہی نہ مہم در میان قلعہ جزیریہ و شوالیہ کے ارد گرد ہمارے قلعہ
 کہ فلک پر ہونے والی کھنڈا ہر آسمان خواست کہ شکل قلعہ ہمیں نہ معلوم کسے کیا یعنی ہر
 مرکز تیرے جاہ کا جو اپنے میدان کو ظاہر کرے تو نقطہ کے نام سے دائرہ عملی کو کہتے جو فلک کے نام
 ہے جس کے جوت میں جملہ افلاک ہیں تیرے آستان رفیع کہ جو خیمہ چرخ سے دیکھا تو سیکھو دن و شب
 سر کنگرہ جزائے بہت تر پیا کسار و جزائے خاک کہ ہشتیم جزائے جزائے نام ایک جامع کا بھی ہے اور
 ایک شکل بھی فلک پر ہوا اب ایسا وقت ہے کہ دشمن تیرے جاہ و جلال دیکھ کر ہائے غم کے
 ساغر چشم سے طاس زہر پر جو چہرہ ہی ترخ صوبہ کے کہ اس کا سرخ ہے جیسے اس میں ہر طرف
 تیرے دشمن سے تپ رہ رہ کو کیسی دوستی ہو کہ دن رات اس کے غن زار ہر گریبان و زبان ہر
 اس شعر میں بھی تغار فرضی ہی تیری تیغ کی آتش بسکی آہر و کھ و دھ کے وہ ایک خزانہ ہے
 جسے دنیا کو برباد کیا ہے تین قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جسے اس لوح زہر و دھن ہر ایک قسم
 زہر و دھ دوسے کہ وہ ماہ ہو طہ یعنی آنحضرت کو دونوں دیکھ کر آیا ہر معجزہ شہر القہر سے جیسا کہ
 جامی روح نے فرمایا ہے و دونوں شد و دریم از حلقہ ماہ ۴۰ آئندہ جو ایسا قسم کہ تیرے ہر طرف
 بزرگی نے محض نقطہ کے وسعت میں ان نو دائرہ بالائی لیلی اب کہتے ہیں کہ میرے سخن کی شمشیر
 ہر اس جو روان تھی اسکو ہر دشمن پر ختم کروں اگرچہ تیرے وقت میں دشمن خود ہی ہیر اور ہین
 اس سبب سے کہ چنیخ گدار سخن کے ہیں انکی رزمگاہ میں دانا و گون کے نزدیک مقطع شعر کا اس
 بہتر نہیں ہوتا اور جو شکر ریز و عود سان سخن کے ہیں کہ عروس پر شکر ریزی کرتے ہیں جیسا کہ عروس
 کے ہر پر شکر ریزی کا دستور ہو اس میرے دائرہ سخن سے بڑھ کر کوئی گو شوار کہی سخن ہیرا کے
 ہاتھ نہ آیا اور عروس بفتح مردوزن نو کہ خدا و دونوں کو کہتے ہیں

در تعریف قلعہ دہلی و منج سلطان محمد شاہ بن تغلق

قولہ شہاد قلعہ دہلی اگرچہ در دیار است بہ نہر ابر بار فروز تر ز جنت المادی است بہ چہ قلعہ ایست
 کہ قوسے ز جلقہ در او بہ محیط نہ راجض ہفت طایم اعلیٰ است بہ پیش قلعہ ایران بار کا شرفان

را جگری است چو شام زلف ترا بدید روشن شد بد کہ بر کنارہ خورشید حسایہ طوبی است و پنج تو
صبح شب قدر یا مد غد است بولب تو خاک در شاہ یادم عیسی است

مطلع ثانی

قولہ قوی کہ قدر تو برتر ز طارم اعلی است بد نصیب طالع جاہست عطایہ کبری است بد کتا یہ علم راستی
کہ رایت زردہ سواد تہمت اقبال و سورہ بشارتی است اللغات مرغول پیچیدہ گل رخسار کسب
و بخ آویزا آویزندہ آفتاب روز و وجہ سبب و رونبات خط و مصری لب شکر ز مروین افغی خط بہر
غولی بود مجهول وہ دیو کہ آدمی کو راہ سے بہکاتا ہی طبع زرد و دو کاسہ نقرہ چشم نشین ز قفل
مذاب نعل کہ بختہ ای اشک سرخ کتابہ کبسر وہ جو مسجد و ن اور مقبرون اور دروازون پر تاریخ
و غیرہ سے بخط حلی بصورت طعرا لکھتے ہیں المعنی یعنی آفتاب کا کیا منہ جو تیرے عارض سے
دعوی کر سکے اور برابر ہی کرے اسلئے کہ تیرے گل کے گرد تو سنبل مرغول ہو اور زلف پیچیدہ دلاویز
پہلا اسلئے کہان ہو تیرا دہن وہ ہو حسین بال بھرورہ سے فرق نہیں ہو اور کمر وہ کہ ایک بال
میں کوہ لٹکائے ہوئے ہو کہ وہ سرین ہیں کتا تیرے زلف کی آفتاب پر با وجہ ہو اور وجہ سمیت
کیسا نازک لطف با وجہ میں ہو کہ وجہ منہ کو بھی کہتے ہیں اور خط سیاہ تیرا کنارہ ماہ کے با معنی
اور خط بمعنی اسلئے کہ باہ کے گرد سیاہی شب کی ہوتی ہو تیرے گرد شکر کے نبات کہ خط سبز ہو
جی ہو کہ لالہ پر کوئی دوست اندازی نہ کر سکے دیکھتے ہی کہتے کہ اس لالہ کے کنارہ مار ز مروین افغی
بیٹھا ہو افغی ایک قسم مار ہو جسکے دیکھنے سے آدمی مر جاتا ہو اکثر اس ملک کے لوگ زمر و اسپنے
پس رکھتے ہیں جسکی تاثیر سے وہ اندھا ہو جاتا ہو دونوں زلفین تیری دو مار ایان شکاف
مثل کفر کے ہیں اور چشم مست پر خمار تیری مردم فریب بایند غول بیابانی کے تیرا یہ خیال کہ چہرہ
زرد پر دو کاسہ نقرہ سے جو چشم سفید ہیں برسین ہو میں کہ لعل گداختہ یعنی اشک سرخ خوین
جاری ہیں جب بدر نے تیری شام زلف کو دیکھا تو اسپر بہ بات روشن ہوئی کہ کنارہ خورشید
کے سایہ طوبی کا ہو میں حیران ہوں تیرا بخ ہو یا صبح شب قدر کی ہو یا غید کا چاند اور لعل تیرے

خاک دروازہ شاد کے ہیں یا دم عیسیٰ ہیں معنی مطلع ثانی کے اتو مروح تو وہ ہو کہ قدرت تیری
 منت و بلندی ہیں اس ظالم اعلیٰ مقب آسمان سے بڑھکے ہو اور تیری جاہ کا جو
 طالع ہو اس کے حصہ میں عطیہ کبریٰ ہو اور موہبت عظمیٰ یعنی بڑی بڑی عطیات خدا کی راہ سے
 تیری جو علم راستی کا قائم کیا اس کے کتا یہ کامضمون بالکل اہمیت اقبال اور سورہ البشر
 ہی ہو اقبال و بشر سے بھرا ہو تو کہ نبی شان ازان فائق تو بعد عالم ہے کہ ذہن پاک
 تو کشفات معضلات نبی است ۱۰ فلک زفر تو ہر صبح چاک نہ و خرقہ ۱۰ بہین کو بارہ اور
 ترخ زرد عبا است ۱۰ اگرچہ خصم تو در شست منجیق بلا است ۱۰ ولی تو سر مست
 خستہ بلی است ۱۰ یہ قلعہ ایست جلالت کہ بارہ از وے ۱۰ خط شش چہت و شست
 روضہ عقبی است ۱۰ بہ پیشر قصر ہادیں تو رواق مسج ۱۰ چو جس خانہ قایدون فرد و تشریفی است
 توئی کہ از فلک سائیہ خدا القب است ۱۰ توئی کہ از ملک خاکم زبانیہ ندا است ۱۰ از نیک
 ہند و سے شب جوہری پر سودا است ۱۰ براس پیشکشت بہ زمشرقی بشری است ۱۰
 در انتظام ترا کیب گوہر عالم ۱۰ نقاد امر تو چون فیض علت اولی است ۱۰ ہمیشہ تاکرہ خاک
 خاک گردون را ۱۰ بساط عرصہ میدان عالم صغریٰ است ۱۰ دلیل قافلہ سالار شیخ راست
 تو باد ۱۰ کہ نور خاطر تو شمع رہنما ہے ۱۰ ہی است ۱۰ اللغات نبی پیغمبر کشف کشا بندہ و نام
 معضلات سختیہاے مشکلات نبی بالضم قرآن شریف ترخ زرد آفتاب منجیق معرب بن بیک
 کہ قول شیطان کا ہو بعد ایجا اسکے کہ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالنے کے واسطے یہ ترکیب اپنے
 نکالی تھی کہ شدت و حرارت آگ سے کوئی زبان جانہیں سکتا تھا دلی دوست بلی کلمہ ایجا
 بارہ دیوار قلعہ رواقی بضم و کسر وہ مکان جو ایک ستون پر بنایا ہو رواق مسج فلک چام
 علت اول عقل اول جسکافیض تمام عالم کو پہونچتا ہو عالم صغریٰ دنیا الم معنی اتو مروح تو نبی کے
 مثل تمام عالم سے فائق ہو اس واسطے کہ تیرا ذہن پاک قرآن کی بڑی بڑی سخت مشکوٰۃ کو حل کرتا
 ہو فلک نے تیری محبت سے ہر صبح اپنا خرقہ بھاڑا کہ اسی خرقہ و ریزہ کا ایک ٹکڑہ یہ ترخ زرد عبا

آفتاب ہر اگرچہ دشمن تیرا نہیں بلکہ الکی شہست میں پچھنسا ہوا ہے اور شہست چھلی کپڑے کا کپڑا لیکن کیا
 غم دوست تو تیرے سرست شراب خانہ ملی دایجاب کے ہیں اب کے لیے خدا کے فضل سے
 تو ہرگز نفی و انکار نہیں تیری بزرگی کا کیسا قلعہ عالیشان ہے جو جسکے سامنے فلک چارم بیٹے
 روانی مسج ایسا ہے جیسے قعر شرے جس خانہ قارون کا کہ سب نیچے ہو تو وہ ہے کہ فلک نے
 تجھ کو سایہ خدا کا لقب دیا ہے اور ملک تجھ کو خاں زمانہ کہتے ہیں اور اس سبب سے کہ ہندو سے
 شب ایک جوہری جو باعتبار ستاروں کے کہا ہے پر سودا ہے لہذا ماہ مشتری کو جو سعد اکبر ہے
 مژدہ سنا ہے کہ یہ جوہری تجھ کو پیشکش پادشاہ کا کرے گا محشی لکھتے ہیں کہ ماہ مشتری کے نام
 ستارہ ایسا میگوینے کہ ترا خریدہ پیش پادشاہ خواہم برداشتیں جوہری شب کو فاعسل
 پیشکش کرنے کا کہتا ہوں اور یہ ماہ کو خریدار مشتری کا نہ معلوم یہ کیسے خریدے گا اور کیسے
 لیجائیگا اور جوہری شب کے پاس تو موجود ہی ہے وہ پیشکش کرے گا جیسا کہ دستور جوہریوں
 کا ہے کہ عمدہ جواہر سامنے پادشاہ کے لیجاتے ہیں اور مراد مطیع ہو جائے مشتری سے فافہم
 لائنہ دقیق اور نسخہ لکھا ہے ماہ مشتری مشتری است ای شب باہر و مژدہ خریداری میدہر میں
 تو اولیٰ کو اولیٰ جانتا ہوں آدراے مروج ذات عالم کے انتظام ترکیب میں تیرا امر ایسا نافذ
 و موثر ہے جیسے فیض عقل اول کا کہ سب کو پہنچتا ہے بقول جامیؒ کہ گو خاک مرکب یا بسیط است
 جملہ فیض احسانش محیط است و آب دعائے تائید ہے یعنی جب تک کہ کہ خاک کا خنک
 گردن کے واسطے ایک بساط ہے جو عرصہ میدان عالم صغرے دنیا میں گسترہ اور بچھا ہوا
 ہے تب تک ہمیشہ واسطے قافلہ سالار بشری کے راے تیری رہنما ہے کیسوا سطلے کہ حاطر تیری
 ایسی روشن ہے جسکا نور شمع رہنما ہدایت کا ہے

اور صفت جشن کہ محمد شاہ دروہلی کردہ ہو

تو کہ این جشن نیست مجلس زدوس اکبرست کہ فرعید و طلعت نور و زخو شترست و این طلس
 مرصعہ تو سپر نیست و عکس فروغ جبر شہ ہفت کشورست و این تخت نیست قبلہ غرض عظمست

این شاہ نیت عیسیٰ اور لیس منبرست بد در مصر ملک یوسف موسیٰ مہا بتست بد بر قصردین محمد
 جبرئیل چاکرست بد در زیر بال باز زرچتر آل شاہ بد ہفت آسمان ز یک گس سبز کترست بد
 صفہاے حاجبان کہ چو مژگان کشیدہ اند بد ہر صف ہزار اختر خورشید افسرست بد زان چار
 گوشت مجر زین میان صحن بد کز بونے او مشام ملا یک معطرست بد و دوش سواد ویدہ خوران
 جنتست بد عطرش بخار غالیہ حوض کوثرست بد پلیست کہہ بیکر و شیشہ ست فنج صبور بد در گاہ
 شہ نمونہ صحراے محشرست بد عید آمدہ برائے تماشا ہے جشن شاہ بد بردار نشستہ طالب پروا نہ
 درست بد یہ قصیدہ بحر مضایع میں ہر مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان یا فاعلن اللغات
 حضرت اور لیس آسمان سے لوٹ کے دنیا میں نہیں آئے مختصر حال انگاہ کہ انھوں نے
 حضرت عزرائیل سے کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں مرنے میں کیسی سختی ہوتی ہو تم میری جان
 نکال کے پھر جسم میں ڈال دینا بس جبکہ جان نکل گئی جنت میں پہنچے ہر چند اسے کہا گیا پھر یہ جنت
 سے نہ نکلے آخر انکو جنتیوں کا مدرس کیا اور خطبہ اپنا انھوں نے ایک چوب پر لکھا تھا منبر ہی
 سے کہنا یہ ہر غالیہ ایک خوشبو ہر مرکب مشک و کافور و عنبر اور شکر و روغن بان سے الملعنی
 مصنف کہتے ہیں یہ جلسہ جشن کا جو پادشاہ کے یہاں ہو رہا ہے جشن نہیں ہو مجلس فروس
 اکبر کی ہو جو فرید و طلعت نور و زرب سے خوشتر ہو اور سب سے بڑھ کر اور یہ اطلس و صغ
 نوبہ والا سپر نہیں ہو بلکہ شاہ ہفت کشور کے چتر کے فروغ کا عکس ہو نہ یہ تخت تخت ہو بلکہ
 قیہ عرش معظم کا ہو ایسے ہی پادشاہ پادشاہین ہر ایک عیسیٰ اور لیس منبر ہو مصر کے ملک کا
 یوسف ہو اور ہیبت اسکی موسیٰ کی سی اور قصردین محمد کا جبرئیل چاکر ہو اسکے باز زر چتر اولاد کے
 بازو تلے ہفت آسمان ایسے ہیں جیسے ایک گس سبز بلکہ اس سے کثیرا حاجب جو مژگان کی طرح
 صفین باندھے کھڑے ہیں ہر صف میں ہزار ہزار ستارے ہیں خورشید افسر اور چاروں
 طرف جو انگلیٹھیاں زرین درمیان میں سے جل رہی ہیں کہ جنگی بونے دماغ ملا یک کا معطر
 ہو انکا دود جنت کی جو حوریں ہیں انکی آنکھ کا سواد ہو اور خوشبو انکے تاج کی نمائندگی ہو

محض کوثر کا ہو آب صفت گھوڑے کی ہو کہ وہ ایک پیل کوہ پیکر ہو جسامت میں اور آواز کسی
 گویا آواز صور اور بارگاہ شاہی ہجوم خلایق سے نمونہ صحرائے محشر عید اس جشن شاہی
 کی دیکھنے کو آئی ہوئی دروازہ پر بیٹھی ہو اور طالب پروا کی دروازہ کی ہو کہ اگر اجازت
 پاؤں تو دروازہ پر بیٹھ کے تماشہ دیکھوں اندر جانے کے لالچ کہاں ہوں تو لہ نور دین
 آمدہ آور وہ عید سے بدیاک سبز برہ کا ہونے زردیش در برست ہر زان ہر زرد بہ پیش تر از
 شرف گرفت ہر کا نجاسے وزن مشک بکا فور ہر سرست ہر خاتون نو بہا ہر شدہ پاکوب
 جشن ہر موتے سیدہ بقدر سفیدش برابرست ہر در عرصہ زمانہ بہر جا کہ راستیست ہر
 آن راستی بعدل شدہ داد گسترست ہر سلطان کی قبا و غلام آن سکندری ہر کز آب بخضر
 خاک در او فروز ترست ہر افعالی او موافق راے امام شدہ ہر کا قوال او مطابق شریع
 ہمیرست ہر ایسر و ریکہ پشت ہرے راز روے فخر ہر فعل نگاہ تو بہ از تاج سحرست ہر
 نہ سقفت بے ستون کہ بشش روز شدہ تمام ہر در گوشہ ہزار ستون تو مضمرست ہر ہریت
 کمال کہ پیش از تو حکم یافت ہر آن حکم منتسخ شدہ و آن نسخہ اجرست ہر زرین ہما کے چتر
 تر اور ہواے ملک ہر نہ بال جرج ریشہ یک گوشہ ہرست ہر اللغات عید سے نذر عید
 سبز برہ ہر جحل آہوے زرد آفتاب ہر آفتاب تر از و میزان مشک شب کا فور روز
 پاکوب او رقصان موتے سیدہ شب قد سفید روز کی قباد کے عادل قباد یعنی ہر حق قاف مبدلہ
 غنیمت و مرکب نام پادشاہ پشت مد سحر نام پادشاہ ہزار ستون وہ مکان جسکے ہزار ستون ہوں
 مضمر پوشیدہ منتسخ و کردہ شدہ المعنی نور روز بھی جشن کے تماشے کو عیدی یعنی نذر عید سے
 ہوے آیا اور عید ہی یہ تھی کہ ایک سبز برہ جو ہر جحل ہر زمانہ شرف آفتاب اور ایک چوک
 زرد کہ آفتاب ہر فعل میں وہاں ہے اور یہ ہر بھی کہ جب آفتاب ہر جحل میں جاتا ہے تر از
 ہوتا ہے ہر تر از جو آفتاب ہر اسنے میزان میں اس سبب سے شرف پایا کہ جب یہاں آتا ہے
 تو ہر مشک و کا فور کہ رات اور دن ہیں دونوں برابر ہو جاتے ہیں خاتون نو بہا کی بھی

اس جشن میں ہارسے خوشی کے ناچنے لگی جبکہ موئے سیاہ قد سفید کے برابر ہیں
 اس سے بھی کنایہ رات دن برابر ہونے کا ہے منظر ذکر برابر ہی کے کہ منجملہ راستی سے ہر کتے
 ہیں کہ میدان زمانہ میں جہاں کہیں راستی ہو وہ راستی بسبب عدل اسی بادشاہ واکستر
 کے ہو اور یہ بادشاہ کی قیادت و وقت گاہی اور غلام ایسے سکندر کا جسکی خاک دروازہ کی آبِ خضر
 سے جان بخشی تین بست بڑھکے ہی اسکے جملہ افعال موافق راستے امام کے ہیں اس واسطے
 کہ امام کے قولی بالکل مطابق شرع پیغمبر کے ہیں آئی ممدوح تو ایسا سرور ہے کہ لپشت ہدایت
 کو نفل تیرے سمندر کا تاج منجر سے بہتر ہے یہاں تک کہ تاج منجر سے عار کرتی ہو اور اس نفل پر
 فخر کرتی ہو یہ جو نو سقست بیستون یعنی نو آسمان بے عمد ہیں کہ چھ دن میں تمام ہوئے ہیں
 اور طرف مظروف و دونوں سے ارادہ ہو تیرے قصر ہزارستون کے ایک گوشہ میں ایسے
 پیچھے پڑے ہیں جیسے لفظ میں ضمیر چھپی ہوئی ہو کہ اُسکا ہونا دلیں ہوتا ہے نظائر لفظین
 جس آیت نے کہ قبل تجھے حکم نفاذ پایا اور خبری ہوئی گو کیسے ہی کمال کے ساتھ تھی
 وہ سب منسوخ ہوئی اور وہ نسخے اتر ہو گئے جیسے قبل آنحضرت سے جو حکم اور کتابیں تھیں
 سب منسوخ ہوئیں تیرا حیرت انگیز ایک زرین ہمارا جو ہوا اے ملک میں طیران ہو اُسکے یہ نوجوان ایک
 گوشہ پر کے ادنیٰ ریشہ ہیں اور ریشے وہ جو پر کے ادھر ادھر باریک باؤمک ہوتے ہیں قولہ
 اُردام انتقام تو در آشیان عدل بہ شہباز و رحایت بال کیو ترست یہ آنکس کہ چون قلم نہاد
 بر خط تو سر و در دست مالِ حادثہ مانند مسطرت چون خاتم آنکہ بروز تو پشتِ حلقم و دہ
 دیو ادب سے شاہ نگینِ دارش از درست ہ بازار تیز ظلم ز عدل تو کا سدست ہ پہلوے
 چہ سب فسق ز رہ تو لاغرست ہ شکل جزیرہ برب وریا بہانہ ایست ہ بشوریدہ ایست
 از کشت تو خاک بر سرست ہ تا منہزم کند سپہ زنگبار را ہ شمشیر زر کہ در کف سلطانِ جاہلست ہ
 در پیش آب تیغ تو کمتر خاک باد ہ تو آن آشتی کہ ہر شرش قصر قیصرست ہ تیغست میان
 مہر کہ شد تیر آسمان ہ کاخ کہ ادمقام نماید دو پیکرست ہ بر سمت اختیار تو باد ابدار چرخ ہ

تا قطب را مکان طوت خط محور است بعد الملتحات شمشیر زراشعه سلطان خاور آفتاب
 و خاور مشرق متحرک جنگ دو پیکر جو ز اخائے عطار و قطب بحر کات ثلثه نام ستاره اور یہ دو
 ہین شمالی و جنوبی محور وہ خط جو اندونون کے درمیان میں ہو بمعنی تیرے انتقام سے
 جو آشیان عدل میں زدام لگائے بیٹھا ہو شہباز حمایتہ بال کیو ترکی کر تا ہو جس شخص نے
 کہ قلم کی طرح سر تیرے خط پر جیسا کہ اس نے رکھا ہو نہ کھا وہ حادثہ کی مالش میں مثل مسطر کے
 گرفتار ہو اور جس نے کہ خاتم کے مانند تیرے دروازہ پر پشت کو حلقہ یعنی خم کیا اور بندگی تسلیم
 بجا لایا اُس کے گھر کی دیوار بن گئیں کی طرح زرین ہو گئیں بازار تیز ظلم کا تیرے عدل سے
 سوٹا ہو گیا اور پہلو فرہ فسق کا تیرے زہد سے لاغر ہو گیا تو زاہد ہو تو فاسق کو کون ہو کھانا
 ہو یہ جو جزیرے لب دریا خشکی سے واقع ہیں یہ لوگوں کا ایک حیلہ ہو جزیرے نہیں ہیں
 اہل یہ ہو کہ دریا نے تیرے کف فیاض کی حسرت سے شوریدہ ہو کے خاک مہر پر ڈالی
 ہو آئینہ دعا سے تابید ہو یعنی جب تک کہ سپاہ زنگبار شب کو تیغ زرین اسٹھہ گی جو
 سلطان خاور آفتاب کے ہاتھ میں ہو منہزم کرے تیری آب تیغ کے سامنے وہ آگ کہ جنگی
 سر جنگاری قصر قیصر جیسی ہو خاک سے بھی کمتر ہو اقتباس ہو آئیہ کر یہ بشر کا قصر سے تیغ
 تیرنی معرکہ میں ایسی ہو جیسے تیر آسمان او عطار دکہ جان دو پیکر ہو وہیں اسکا مقام ہو
 جیسے تیر کا مقام دو پیکر ہو بس جب تک کہ قطب کا مکان کنارہ خط محور کے ہو تب تک تیرے
 اختیار کے نقش پر مدار چرخ کا ہو یعنی تیرے اختیار پر اسکی گردش ہو

در مدح محمد شاہ و بیان ضعف حال و بیماری خود

قولہ وجود بدیع چنان در کمال نقصانست کہ پیش بند نہ ہلال آفتاب تابانست چو صبح
 خواب و خورش نے و ہر دم از آہش و سفید آئندہ ماہ ہچو قطر انست ہر لاغرے فرہ را
 ماند و چرم چشم و درون خانہ خود ہم کجہ گردانست و ضعیف تر شدہ زانوسے دیدہ
 کہ نادر و دو آب دیدہ خود خوار و زار و پناہانست ہر فرد یک کم و چون مردم از ردا پوشد

ایک پرکش ہفت تاسے خستہ است۔ درون پریش تپ یافت تاگیر دہا اگرچہ
 نالہ نمودش کہ زہ گریہ است۔ چو بویں از سکی باخودش بنواہد بروہا بہر کجا کہ صبارا
 ہواے جولاہ است۔ بہ لبتکل تاہر بریشتم کہ در ہر جنگست۔ ہزار و نہر دہرا از تاب و سخت
 نالاست۔ ز رخ ریش کہ از پیش عقرب آمد پیش۔ زور و توشن بخود ہر جوارچہ است
 کمان مثال از ان بروے ہفت او گشت است کہ در میان دو بارہ و ش زخم بگاہ است
 یہ قصیدہ بحر محبت میں ہر ارکان مفاعیلن مفاعیلن فعلن فعلن فعلن اللغات
 کمال و نقصان صنعت متضاد ہر ارادہ اپنی ذات سے ہر قطران بالکسر روغن درخت
 عرعر کہ سیاہ ہوتا ہوا ماندناستین سے مشابہ ہونا جیکہ ای بد شوری موئے دیدہ ہستندی
 پر بال خفتان چلتے کہ ایک قسم لباس جنگ سے ہر دونوں شین کی ضمیر یعنی پریش و نمودش
 کی راجع بہ بدر نیز از بفتح و نیز بکسر لا غرتاب فروغ و پچاپ المعنی یعنی وجود بدر کا ایسا
 کمال نقصان میں ہر کہ اُسکے مقابلہ میں ہلال آفتاب تابان ہر اُسکا حال ایسا جیسے صبح
 کہ نگھائے نہ سوئے اور آہن اور ٹھنڈی سانسین ایسی ہارتا ہر جسے آئینہ سفید ماہ کا جیسا
 کہ صبح کو ہوتا ہر مثل قطران کے سیاہ ہو گیا اور معمول ہر کہ آئینہ دم بھونکنے سے تیرہ ہو جاتا ہر
 ایسا لاغر ہو گیا جیسے موئے مژہ اور مثل مردم چشم کے کہ اپنے خانہ میں گردش کرتی ہر اُسکو
 بھی دشوار یعنی بڑی دشواری سے آنکھ ہلاتا ہر ایسا ضعیف و ناتوان ہو گیا ہر تن تو اس
 موئے دیدہ سے بھی ضعیف تر ہر کہ درو کے مارے خود اپنے ہی آبدیدہ بین خوار و زلزل اور
 پنہان ہر وہ بدر مرد کہ سے بھی کم ہر اور جب لوگوں کے مثل ردا اور ہتھار ہر تو ایک پرکش
 اسپر ایسا گراں ہر جسے سات تہ کا چلتے ہفت کی قید بدین رعایت کہ آنکھ کے بھی سات پرک
 ہیں اور ایسا ضعیف کے سبب سے کم و ناپید ہو گیا ہر کہ تپ نے جو اسپر اپنا عمل کرنے کو
 پیرا ہن میں ڈھونڈھا تو نہ پایا اگرچہ نالہ نے اُسکو بتایا کہ بدر بھی زہ گریہاں ہر یعنی نالہ سے
 تو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اس پر ہن میں ہر اور ایسا ضعیف و سبک ہو گیا ہر کہ صبا جلد صبر کو

خبر تصانیف و بیای

رضیت جلال کی کرے گی تو خود اسکو پکڑ کر بیٹھ جائیگی اور ایسا ہو گیا ہو جیسے تار بریشتم
 چنگ کے برین اور زار و زرد پر بختاب و نالان علاوہ اسکے ایک زخم نش عجب کا پیش
 آیا جسکے درد سے مثل بار کے بختاب کھار نہا یہ شعر مشتمل ہے صنعت اسجاع پر جسکو مسط کہتے
 ہیں اور انشت اسکی جو گمان سنی خمیدہ ہو گئی یہ وجہ ہے کہ اسکے دونوں بازو کے درمیان
 میں زخم پیکان کا ہو تو کہ جواز گرانی رنجش شکری آورد و طبیب گفت کہ این از خواص
 بحر انست یہ طبیب گفت کہ آثار علت سودا است یہ سودا گفت کہ سر سام زہر افشا نشت یہ
 حکیم گفت کہ از درد سے وقت طالع او یہ جوزلف تیرہ و آشفته و پریشا نشت یہ قوی ضعیف
 شد و نخت مسست بنض بقاش یہ لبش کو بد شد و چشم رو در گریا نشت یہ خبر بخبر و عالم رسید
 در ساعت یہ خواب گفت ہنوزش بقا زادانست یہ ہنوز خاک در ماش سرچہ چیمست یہ ہنوز
 آب گفت ماش آبجیوانست یہ ہنوز بردر داخل دو دگلخن ماش یہ سودا سلسلہ ازلف شاہ
 جانست یہ دعاش کرو شہنشاہ بخت کہ بان نبشت یہ شفاش وہ کہرا بندہ بسا مانست یہ زاب
 مرحمت خویش بخش برگ و نواش یہ کہ شاخ گلبن دین را نزار دسانست یہ شفاش دادہم
 اندر زمان خداوندش یہ کہ او بجان دول و تن غلام سلطانست یہ اللغات سکری
 دیوانگی زہر افشان مہلکہ ہجران و عظیم تغیر جو بیماری میں بیمار کو ہوتا ہے جس سے بیمار ہلاک
 ہوتا ہے یا صحت پاتا ہے از رو سے وقت ای بمقتضا سے وقت قوی ضعیف صنعت لقاد و اخول
 بواد مجھول در گاہ بادشاہان اور وہ چوترا جو در سلاطین پر بیٹھنے کے واسطے بناتے ہیں گلخن
 متشانیہ حمام اور بہار اور گھوڑا المعنی وہ جو گرانی بیماری سے سکری کرتا ہے اور بکتا ہے تو طبیب
 کہتا ہے کہ یہ خواص بحر ان سے ہے طبیعت نے کہا کہ یہ نشانی علت سودا کی ہے اور حساس نے
 کہا ہنر سام مہلک ہے حکیم نے بمقتضا سے وقت یعنی حالت رومی دیکھ کر کہدیا کہ اسکا طالع
 زلف کی طرح تیرہ و آشفته اور پریشان ہے وہ قوی ضعیف ای نہایت ضعیف ہو گیا اور
 رگ اسکی زندگی کی سخت سست یعنی از بریں سست ہو گئی ہو تو نیلے رنگ کے آنکھوں سے

آب اشک روان ہیں کہ یہ سب علامت مرگ کی ہیں یہ خبر خسرو عالم کو بھی فوراً پہونچی جواب دیا
کہ ابھی اُسکی عمر بہت ہے ابھی خاک ہمارے در کی اُسکی آنکھوں کا سرمہ ہے اور ابھی آب ہمارے
گفت دریا کا اسکے حق میں آب حیات ہے گفت دوا و کجیوان کیسے مناسب ہیں ابھی در داخل پر جو کفن ہمارا ہے
اسکا و صوان زلف اسکی شاہد جان کا ہے یہ کیکے شہنشاہ نے اسکے حق میں حق سے دعا کی جو جان بخش ہو کہ خدا
شفادے کہ وہ میرا بندہ شایستہ ہے اپنے آبِ جہت سے اُسکو برگ و نوا دے کہ گلشن دین کی
شاخ کا وہ ایک ببل ہزار دستان ہے پس اُسکے خداوند نے اُسوقت اُسکو شفا دی کہ سوا
کہ وہ یعنی بدر جان و دل و تن سے ہر طرح غلام سلطان کا ہو تو کلمہ عدد جو شیخ ازین سوزند
بگریہ و بدر بہ زمر خدمت سلطان جو صبح خدا ناست بد خدا یگان جہان کز مہابت تیغش
میان ہفت سپر آفتاب کز انست بد شے کہ خاک در او بدیدہ شاہان بد ہزار بار سفر و ن
ز آب حیوانست بد شے کہ بر در او پروہ دار فقورست بد شے کہ بر سر او جتر دار خاقانست
بد شے کہ تابع امر خلیفہ عہدست بد شے کہ رافع رایات شرع یزدانست بد ز سطح داسرہ جاہ او یکے
نقطہ بد محیط نہ ربض چار طاق ارکانست بد چراغ دودہ ہرام کا ستان درش بد فراز انگرہ
ہفت طاق کیوانست بد ہمیشہ تاکہ شہنشاہ ہند را کہ مست بد ہزار کا سہ زرین بگر و یک نہایت
ہمیشہ تا کی مہ ز قرب خورشیدست بد چنانکہ راستی روز و شب ہمیزانست بد بگر و در گمش از
خیل خاک و بان باد بد ہر آنکہ در خم نہ طاق و ہفت میدانست بد بدست ہر سیمہ فراشہ محاسن بدر
کہ او جو قلب اسد کلب راہ در بانست بد اللغات ہفت سپر افلاک فقور شاہ چیر خاقان
شاہ ترک نہ ربض نہ فلک چار طاق خمیر ارکان عناصر چراغ روشنی فراز بالا ہفت طاق کیوان
افلاک خواتن ماہ کا سہ زرین کو اکب کی امی احراق راستی براہری کہ صبر ان میں ہی
ہنگام تجویل آفتاب نہ طاق نوافلاک ہفت میدان زمین ہا فراشہ بارہ و جارب محاسن
ریش و گوئیہا بدر مصنف و ماہ چار و ہم قلب اسد آفتاب اسلے کہ دل اسد کا سینہ ہو اور سین
علامت شمس اور قلب اسد نام منزل ماہ کا کہ بصورت سگ ہے المعنی دشمن تو اس

جلن سے مثل شمع کے گریان ہو اور بدر محبت شاہ سے مثل صبح کے خندان ہو اور یہ سلطان
ایسا خدایگان جہاں ہر جہاں کی ہیبت تیغ ہے آفتاب درمیان ہفت سپر کے ہر تاہم لرزان
ہو چنانچہ جرم اسکا لرزتا معلوم ہوتا ہو اور ایسا شاہ جسکے دروازہ کی خاک پادشاہوں کی
آنکھ میں ہزاروں ذرہ آبخیزان سے موقر اور بڑھکے ہوئے اور وہ پادشاہ جسکے دروازہ پر مغرور جب
ہو اور جسکے سر پر چتر لگانے والا خاقان خشن ہو اور ترکستان اور وہ پادشاہ کہ فرمان پذیر خلیفہ
وقت کا ہو اور جھنڈے شرع آسمانی کے بلند کرنے والا ہو اسکے دائرہ جاہ کا جو سطح ہو اس سے
یہ محیط نہ ربض کا جو چار طاق ارکان یعنی خیمہ عناصر راہ کو گھیرے ہوئے ہو کہ فلک اول ہو
ایک نقطہ ہو اور محیط نہ ربض فلک اعظم ای نعم اور یہ پادشاہ چراغ خاندان بہرام کا ہو کہ
جسکے دروازہ کا آستانہ ہفت طاق کیوان سے بالا ہو کیوان زحل جو سیارہ فلک ہفتم کا ہو
میں دو وہ کی جگہ دیدہ لکھا ہو اب دعا سے تابید ہو یعنی جب تک کہ شہنشاہ ہند کیو اسطے
کہ ماہ ہو ہند باعتبار سیاہی شب ہزاروں پیالے زرین گرد ایک خوان کے لگائے جائیں پیا
زرین کو اکب خوان جرم ماہ بتغائر فرضی آور جب تک کہ ماہ قربت خورشید سے گھٹتا ہے
جیسے میزان میں خورشید کے جانے سے دن رات برابر ہوتے ہیں ہمیشہ ہمیشہ گرد اسکی درگاہ
کے گردہ خاکریوں سے ہوتے جو کوئی کہ اس نہ محراب کے خم میں اور ہفت زمین کے میدان میں
ہو بعد کے شعر میں محشی نے فقط اتنا ہی کہ فراتہ بمعنی پارہ و اندک محاسن نکو بہا بدر مصنف
باشند اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا نہ کچھ تقریر معنی کی لکھی تیسرے نزدیک یہ معنی کہ خاکریوں
سے ہر ایک کے ہاتھ میں ریش بدر کی جو اسکی شعاع ہو جھاڑو ہو کسو اسطے کہ بدر مثل قلب
اسد کے جو شکل سگ کے ہو کلب راہ ممدوح کا اور دربان ہو :

اور تقریفات روز و توصیف آفتاب

تو کہ آن رومی خندان نگردد تا ز زمین بر سرش نہ خضرے مبارک دم بہین دیبا سے کمالی رہش
محبت خیر خوش بقا خورشید آب بقا یکدم بخورد از بادہ آتش غلغلت برون شداد سرش بہ

زان روزے کا نینہ است صبح اسکندر آئین سے صبح + بل خسرو عین سے صبح از زر کلا ہے بر سرش +
 زراغ سید با میضہا میکرو بازی در ہوا + بر جو دنیا کہ از قضا سیمرخ زرین شہریش + چون از دم
 اگرگ سحر آہوے ز برداشت سر + افشا نہ شد خون جگر بر دے خاک از خنجرش + برداشت
 گردون تیغ زر ز دکشا نرا در کمر ہا کہ چار زنگاری سپر بگذشت نیک خنجرش + آندم کہ طناس
 آسمان برداشت جام زرفشان + بردش افق سوے دیان بر یاد ہزم سرورش + ہیا شکار
 بحر جزین ہین ارکان اسکے مستفعلن مستفعلن مستفعلن اللغات رومی صبح دستار
 زرین آفتاب خضر صبح کالی مری مراد شب دم جرم مناسب آب و صبح اسکندر آئین روشن
 دل زراغ شب بیضہا کو اکب سیمرخ زرین شہر آفتاب آہوے زرا آفتاب خون جگر شفق مری
 خنجر شعاع تیغ زر آفتاب چار سپر زنگاری چار فلک چار و سپرین جو سہ سجھا جاتا ہر سیاہی الابد
 مشدش مادر لفظ آسمان دسو کہ ترکی مین آب کو کہتے ہین مناسب یکدیگر جام زر آفتاب
 المعنی کہتے ہین اس رومی خندان کو کہ آفتاب ہر ذرا دیکھ کیسی دستار زرین سر پر رکھے ہو
 ہر کہ جرم اسکا ہر پس لغت اعتباری ہر گویا ایک خضر مبارک دم ہر دیار سیاہ پہنے ہو
 کہ وہ شب ہر جو قبل اس سے اسکی پوشش تھی یا یہ کہ جرم آفتاب کا نظر کرنے سے گھومتا
 ہوا سیاہ سیاہ معلوم ہوتا ہر خضر اس سبب سے کہا کہ اپنے طلوع ہے ہر کیو ہر کام کی طرف
 راہ بتاتا ہر صبح ایک خضر خوش لقا ہر اور آفتاب چشمہ بقا کا کہ صبح نے ایک ہی گھوٹ اس
 چشمہ کا پیالہ پیتے ہی ساری ظلمت اسکے سر سے نکل گئی خضر صبح کو اسی سبب سے کہا ہر کہ
 رہنما کار و بار دنیا کی ہر اور آفتاب کو چشمہ بقا بدین وجہ کہ رات کے مردے اسکے طلوع سے
 زندہ ہو جاتے ہین اور اس سبب سے کہ صبح ایک آئینہ ہر جس سے ہر شہزاد کی چھپی ہوئی
 زوٹا ہو جاتی ہر اسکندر آئین ہر اسلئے کہ آئینہ سکندر ہی نے بنایا ہر بلکہ خضر چشم
 کی ہر کہ چشم اسی کی مدد سے بنایا ہو جاتی ہر کہ تاج زر اسکے سر پر رکھا ہوا ہر جو آفتاب
 ہر دیکھو تو زراغ سیاہ شب کا کیسے بیضہ بازی ہوا + جو فلک مین کہ رہا تھا ناگاہ

ان بیہوشوں کو جہلم الہی سے پھر زہرین شہر کے بھاگ بیٹھے آفتاب جس
معدوم ہو جاتے ہیں دم گرگ صبح اولین صبح کا ذب جیسا کہ اس کی
مین حدیت شریف ہے کا ذب اس سر جان کو یادہ دم گرگ کی ہر بس اس دم گرگ سے جو
آہوئے زرا آفتاب مے سر اٹھایا تو اس کے خنجر یعنی شعاع پختے خون اس کے جلو کا جو شفق ہو بارش
خاک پر پڑا کیا اور شب میں جو کہکشان فلک پر نمود ہو رہی تھی فلک نے تیغ زر کی ایسی
اس کے کمر پر ماری جسکی نوک چاروں سپر سیاہ سے کہ وہ چار فلک ہیں پار نکل گئی ظاہر کہ
طلوع آفتاب سے کہکشان غایب ہو جاتی ہو اور نوک آفتاب کی کہ خود آفتاب ہو فلک چارم
نے نمود ہوئی ہو جس وقت کہ طاس آسمان نے جام زرین ظاہر کیا کہ وہ آفتاب ہو فوراً افق
ان کو یاد و بزم شاہ پر پلایا یعنی تمام کناروں میں زمین کے روشنی اسکی پھیلا گئی .

مطلع و ترتیف قلم

قوله آن رنگی گریان نگر زربست دیار برش : وان ابر برن افشان نگر بر برب باران
گو ہر ش : تر کے میان رو میان گنگے سخن چین بیزبان : در روسے میاں ازان سیاہ
خاکسترش : گر سوے تاریکے رو آب بقاش از سر و دہ زیر قدم مفر شش : شود آئینہ
اسکندر ش : آن ہشاہ عودی نقاب آورد و چین در تاب : در سر و آمد از شتاب در
پاکشان شد معجزش : بر بہ جو آن زربستہ تیر آدیز ہا بند و ز قیر : طفلے بود بر روسے شیراز دیدہ
رینان جو ہر ش : آنا ہی مشکین زبان درینچ دریا شد روان : بر چہرہ ماہ از دہان صحت
ہر دم عنبرش : آہن ز بانفش میدہد ز طلیسانش میدہد : فقرہ مکانش میدہد در بزم شاہ کشورش
اللغات رنگی قلم گزریان برد برت کاغذ گوہر حروف تو میان انگشتان سیاہ کاغذ سفید
نسب بسم تاریکی دوات آب بقا داد آئینہ اسکندر کاغذ شاہ عودی نقاب جامہ سیاہ
در تاب حروف در درجہ بنس ناقص معجزہ مذی ادھر معنی کنایہ از مداد شہ کاغذ زربستہ تیر قلم
قیر سیاہی شیر کاغذ آہی مشکین زبان قلم برداد چ دریا بخ انگشت ماہ کاغذ عنبر مداد آہن

کار و طیلان بالفتح و هر سه حرکت لام چادر یا لودو پشه جو کند صحن پرژالین معرب تا سان لقره کاغذ
المصنی صفت قلم من کتے ہیں کہ اُس رنگی گریان کو دیکھ کیسا دیا ہے زربفت پہنے ہوئے ہی
اور دیا زربفت وہ نقش و نگار زرین کہ امر کے قلم پر ہوتے ہیں اور اُس ابر برق افشان کو
غور کر کہ یہ بھی قلم سیاہ زرین نگار چکر یا سارن کاغذ پر گو ہر حرفت کے برناتاہی ایک ترکی ہو کہ
کنا یہ قلم زر سے جو درمیان رو میون کے کہ وہ باج انگلیان ہیں اور ایک گونگا ہو حالانکہ
باوصف نیز بانی کے سخن چینیان کرتا ہی اسی سبب سے نیماہ یعنی کاغذ خاکستر اسکے منہ پر ملتا
ہی یعنی جب یہ سخن چنگے سامنے لافا ہو تو خاک اسکے منہ پر ڈالتے ہیں جیسا کہ جذب سیاہی کے لیے
معتاد ہی اور یہ نتیجہ اسکے سخن چینی کا ہو جب تاریکی کی طر کہ وہ دوات ہو جتنا تاہو تو آبجیات
اسکے سر سے دوڑتا ہو کہ وہ تحریر ہو اور آئینہ سکندری اسکے قدم کے نیچے فرش ہوتا ہو کہ وہ کاغذ
ہی اور یہ وہ شاہ عودی نقاب ہی ای قلم سیاہ کہ چین میں درخالص لایا چین کاغذ درحسروفت
اور ایسا دوڑا کہ سر کے بل گیا کہ وہی حرکت کا وقت تحریر کے ہی اور اوڑھنی پانوں سے کڑا ہر سٹہ
چلی جاتی ہو کہ وہ سلسلہ سطور کا ہو جسوقت کہ ماہ کاغذ پر وہ تیز زرین یعنی قلم آوینے سیاہی
سے جو عبارت حروف و الفاظ سے ہو باندھتی ہو تو گویا ایک طفل ہو کہ روئے شیر نہ پائی انگلیوں
سے جو ہر بٹور ہا ہی اور وہ قلم ایک ماہی ہو مشکین زبان باعتبار مادہ پرچ دریا انگشت میں
روان اور چہرہ ماہ پر کہ کاغذ ہو ہر دم عنبر نشان آہن یعنی کاغذ اسکو زبان دیدیتا ہو اور
زر اسکو طیلان بخشا ہو کہ زر سے منقش کی جاتی ہو اور لقرہ بزم شاہ کشورستان میں اسکو چک دیتا لقرہ کاغذ

مطلع ثانی

قولہ زرخندہ گل وے مرا پر دین فشانہ شکرش بہ و زگر یہ ہند دسے مرا ایجاب ریزد بر زرش بہ
این رنگس پرسترن از مہر آن ماہ سخن بہ ہند دست سین پیرہن بچگان رومی در برہن بہ
سرہ مرا بر گردہ حلقہ زندہ نارسیہ بہ چون افتد آن مشک دوتہ بر طرف گلبرگ ترش بہ آن پشتم
خندان نگر دآن چشمہ حیوان نگر بہ وان لودوے پنهان نگر در آتش جان پرورش بہ و ہ خون

بستہ شیرین بر برگ لاله قیرین + دوسایہ صد زنجیرین بستہ بر اطراف منہ خورش + تا شور و فتر
 در جهان در پستہ در دار و دھان + تا تلخ گرد و کام جان رستہ نبات از شکرش + بر بال و غیر بختہ
 بر صبح دم شب ریختہ + سر زیرین آویختہ از ماہ نو صد اخترش + آندم کہ زد آن بیوفا بر فرق
 دل تیغ جفا + کرم دل مجروح را فرسج مہج داورش + مولی امیر المومنین سلطان محمد شاہ دین +
 بل آفتاب مہر و کین از نکل اینہذا نسرش + ادریس جنت آشیان بر حبس کیوان آستان +
 یوسف رخ و عیسی مکان روح ملا یک چاکرش + المصفاست پر دین دندان شکر لب ہندو چشم
 سیاب اشک سفید ز رخسار ز رنر گس چشم پر نشترن ای سفید مہر و مار سیہ زلف مشک دوتہ
 زلف پستہ خندان وہان تو ز دندان آتش لب خون بستہ لب شیر دندان بستہ زبان در
 دندان نبات خط منبر شکر لب لاله رخسار عجب خط صبحی ہم رخسار شب خط ماہ نور و بند کہ قسم ز پور
 سے ہی اختر مر و اید اسکے روج در لفظ مجروح مناسب دل عیسی مکان فلک چہارم روح نام شستہ
 المصفا یعنی مشتوق میرا جہوقت کہ ہستایو قلب شکرین سے دندان آچہ پروین ظاہر کرتا ہو
 اور میں جہوقت کہ روتا ہوں تو میرے ہندو سے چشم سے سیاب اشک سفید کا رخسار زرد پر
 بٹا ہو یہ تر گس یعنی آنکھیں میری کہ پر نشترن ہیں اور سفید اس ماہ ختن کی محبت و عشق سے
 ایک ہندو سپین پیر ہیں کہ مراد سفید و تاریک سے ہو ہو رہی ہیں بچہ روی بغل میں لیے ہو
 ہیں کہ وہ اشک سرخ ہیں میرے معشوق کی صورت کے گرد و مار سیاہ زلف کے حلقہ کیے
 ہوئے ہیں یہ کیسا اتفاق پڑا ہو کہ یہ مشک دوتہ یعنی دونوں زلفیں کنارہ کلمرگ تر رخسار کے اسکے
 پڑی ہیں اس بستہ خندان کو تو دیکھ اور اس چشمہ حیوان کو کہ دونوں سے دھن مراد ہو اور وہ
 لوگوں کے دندان کیسے آتش جان پرور لب میں نہان ہیں انکو بھی بغور دیکھ یہ ایسا ہو کہ خون
 بستہ میں شیر ہو کہ وہی دندان ہون میں ہیں اور برگ لاله رخسار پر قیر ہو یعنی خط سیاہ اور
 سایہ سے پیکڑوں زنجیرین دیکھ کہ وہ ہر مہر سے سیاہ زلف کا ہو جو کنارہ اور اطراف آفتاب
 چہرہ کے پڑے ہوئے ہیں اور بغیر اسکے کہ جہان میں شور پڑے پستہ میں اسے و پنهان کیے

زمانِ روزے کا مینہ است صبحِ اسکندر آئینِ ست صبحِ بلخسرو عینِ ست صبحِ از زر کلا ہے بر سرش
 زراغِ سیہ با میضہا میکرو بازی در ہوا + بر غودناگہ از قضا سیمرخ زرین شہریش + چون از دم
 اگر گسخت آہوے ز برداشت سر + افشاندہ شد خون جگر بردے خاک از خنجرش + برداشت
 گردون تیغ زرد ککشاند ز در کمر چہ چار زنگاری سپر بگذشت نذک خنجرش + آندم کہ طناس
 آسمان برداشت جام زرفشان + بردش افق ہوے دہان بر یاد بزم سرورش + ہینہ شکار
 بحر جزین ہین ارکان اسکے مستفعلن مستفعلن مستفعلن اللغات رومی صبح دستار
 زرین آفتاب خضر صبح کلی سرنی مراد شب دم جبرعہ مناسب آب و صبح اسکندر آئین روشن
 دل زراغ شب بقیضہا کو اکب سیمرخ زرین شہر آفتاب آہوے ز آفتاب خون جگر شفق روشنی
 خنجر شعاع تیغ ز آفتاب چار سپر زنگاری چار فلک چار و سپرین جو سہ سجھا جاتا ہر سیاہی الاعداء
 مشوش مآور لفظ آسمان دسو کہ ترکی مین آب کو کہتے ہین مناسب یکدیگر جام زرد آفتاب
 المعنی کہتے ہین اُس رومی خندان کو کہ آفتاب ہر ذرا دیکھ کیسی دستار زرین سر پر رکھے ہوے
 ہر کہ جرم اسکا ہر پس لغا نرا اعتباری ہر گویا ایک خضر مبارک دم ہر دیبا سیاہ پہنے ہوے
 کہ وہ شب ہر جو قبل اس سے اسکی پوشش تھی یا یہ کہ جرم آفتاب کا نظر کرنے سے گھومتا
 ہوا سیاہ سیاہ معلوم ہوتا ہر خضر اس سبب سے کہا کہ اپنے طلوع ہے ہر سیکو ہر کام کی طرف
 راہ بتاتا ہر صبح ایک خضر خوش لقا ہر اور آفتاب چشمہ لقا کہ صبح نے ایک ہی گھونٹ اس
 چشمہ کا پیالہ پیتے ہی ساری ظلمت اسکے سر سے نکل گئی خضر صبح کو اسی سبب سے کہا ہر کہ
 رہنما کار و بار دنیا کی ہر اور آفتاب کو چشمہ بقا بدین وجہ کہ رات کے مردے اسکے طلوع سے
 زندہ ہو جاتے ہین اور اس سبب سے کہ صبح ایک آئینہ ہر جس سے ہر شہزاد کی چھپی ہوئی
 زونا ہو جاتی ہر اسکندر آئین ہر اسلئے کہ آئینہ سکندر ہی نے بنایا ہر بلکہ خضر چشمہ
 کی ہر کہ چشم اسی کی مدد سے بنایا ہو جاتی ہر کہ تاج زر انکے سر پر رکھا ہوا ہر جو آفتاب
 ہر دیکھو تو زراغ سیاہ شب کا کیسے بیضہ بازی ہوا ہر جو فلک مین کہ رہا تھا ناگاہ

ان بیضوں کو جکم الہی سے پھرخ زریں شہیرے بھاگا لیجئے آفتاب جس سے سارے
معدوم ہو جاتے ہیں دم گرگ صبح اولین صبح کا ذب جیسا کہ اس کی صفت
میں حدیث شریف ہے کہ ذنب السرحان کو یادہ دم گرگ کی ہر بس اس دم گرگ سے جو
آہوئے زرا آفتاب ہے سر اٹھایا تو اس کے خنجر بنے شعاع سے خون اس کے جگر کا جو شفق ہے بارش
خاک پر پڑا کیا اور شب میں جو کہکشان فلک پر نمود ہو رہی تھی فلک نے تیغ زر کی ایسی
اس کے کمر پر ماری جس کی نوک چاروں سپر سیاہ سے کہ وہ چار فلک ہیں پار لکلی گئی ظاہر کہ
طلوع آفتاب سے کہکشان غایب ہو جاتی ہے اور نوک آفتاب کی کہ خود آفتاب ہے فلک چہام
سے نمود ہوئی ہے جس وقت کہ طاس آسمان نے جام زرین ظاہر کیا کہ وہ آفتاب ہے فوراً افق
ان کو یادہ زم شاہ پر پھلیا یعنی تمام کناروں میں زمین کے روشنی اس کی پھیلائی

مطلع در تعریف قلم

قوله آن رنگی گریان نگر زلفت دیدار برش + دان ابر برن افشان نگر بر برف باران
گو ہر ش + تر کے میان رو میان گنگے سخن چین بیزبان + در دوسے میاں ازان سیاہ
خاکسترش + گر دوسے تاریکے رو د آب بقاش از سر دود + زیر قدم مفرشش شود آئینہ
اسکندرش + آن شاہ عودی نقاب آورد و چین در تاب + در سرور آمد از شباب در
پاکستان شد عجزش + بر سرہ چو آن زرینہ تیر آدیز ہا بند و ز قیر + طفلی بود بر روسے شیراز دیدہ
رہنماں جو ہر ش + آنما ہی مشکین زبان درینچ دریا شد روان + بر چہرہ ماہ از وہان مغیبت
ہر دم غنبرش + آہن نہ بافش میدہر و طلیعاش میدہر + فقرہ مکانش میدہر در بزم شاہ خوش
اللغات رنگی قلم گریان ہر ادب و قوت کاغذ گوہر حروف و دنیان انگشتان سیاہ کاغذ خفید
نسب بسم تاریکی دوات آہب بقامداد آئینہ اسکندر کاغذ شاہ عودی نقاب جامہ سیاہ
در تاب حروف در درجہ نیس ناقص معجزہندی اوٹھنی کنایہ از ندا و تمہ کاغذ زرینہ تیر قلم
قیر شاہی شیر کاغذ آہی مشکین زبان قلم ہدا و چ دریا بچ انگشت ماہ کاغذ غنبرہ داد آہن

کار و طینسان بالفتح و ہر سر حرکت لام چادر یا ڈوپٹہ جو کندھوں پر ڈالیں مغرب تالسان لقرہ کاغذ
 المعنی صفت قلم میں کہتے ہیں کہ اس رنگی گزبان کو دیکھ کیسا دیباے زر بخت پہنے ہوئے ہی
 اور دیباہ زر بخت وہ نقش و نگار زرین کہ احر کے قلم پر ہوتے ہیں اور اس ابر برق افشان کو
 غور کر کہ یہ بھی قلم سیاہ زرین نگار ہی کیسا برت کاغذ پر گو ہر حر و مت کے برشتا ہوا ایک ترکی ہو کہ
 لکنا یہ قلم زر سے جو درمیان رومیوں کے کہ وہ باج انگلیان ہیں اور ایک گونگا ہو حالانکہ
 باوصف ہیزبانی کے سخن چینیان کرتا ہو اسی سبب سے سیاہ یعنی کاغذ خاکستر اسکے منہ پر ملتا
 ہو یعنی جب یہ سخن چنگے سامنے لا تھا ہو تو خاک اسکے منہ پر ڈالتے ہیں جیسا کہ جذب سیاہی کے لیے
 معتاد ہو اور یہ نتیجہ اسکے سخن چینی کا ہو جب تاریکی کی طرف کہ وہ دوات ہو جتنا تا ہو تو ابجیات
 اسکے سر سے دوڑتا ہو کہ وہ تحریر ہو اور آئینہ سکدری اسکے قدم کے نیچے فرش ہوتا ہو کہ وہ کاغذ
 ہو اور یہ وہ شاہ عودی نقاب ہو ای قلم سیاہ کہ چین میں درخالس لایا چین کاغذ در حر و مت
 اور ایسا دوڑا کہ سر کے بل کر گیا کہ وہی حرکت کا وقت تحریر کے ہو اور اوڑھنی پائون سے کڑھرتے
 چلی جاتی ہو کہ وہ سلسلہ سطور کا ہو جس وقت کہ ماہ کاغذ پر وہ تیر زرین یعنی قلم آویزے سیاہی
 سے جو عبارت حروف و الفاظ سے ہو باندھتی ہو تو گو یا ایک طفل ہو کہ روئے شیر نہ پائی انگلیوں
 سے جو ہر ٹپور ہا ہو اور وہ قلم ایک ماہی ہو مشکین زبان باعتبار مداد اور پنج دریا انگشت میں
 روان اور چہرہ ماہ پر کہ کاغذ ہو ہر دم عنبر نشان آہن یعنی کاغذ اسکو زبان دیدیتا ہو اور
 زر اسکو طلیسان بخشا ہو کہ زر سے منقش کی جاتی ہو اور لقرہ بزم شاہ کشورستان میں اسکو جگہ دیتا ہو گا

مطلع ثانی

قولہ در خندہ گروے مرا پر دین فشانہ شکرش ہند و زگر یہ ہند و سے مرا نیاب ریزد بر زرش
 این نرگس پر نترن از ہر آن ماہ حق ہند و ست سیمین پیر ہن بچگان رومی در برشن
 سر و ہر ابر گردہ حلقہ زندہ مار سیہ چون افتد آن مشک دوشہ بر طرف گلبرگ ترشن ہند آن پستہ
 خندان نگر و آن چشمہ حیوان نگر ہند و آن لولو سے پنهان نگر در آتش جان پرور غش ہند و ہر خون

بستہ شیرین بر برگ لاله قیصرین + دہ سہایہ صد زنجیرین بستہ بر اطراف خورش + تاشورہ قدر
 در جہان در بستہ در دار دہان + تاج گرد کام جان رستہ نبات از شکرش + بر لاله غیر بخیتہ
 بر صدم شب رختہ + سر زیرین آویختہ از عاہ لوصد اخترش + آندم کہ زد آن بیوفا برفرق
 دل تیغ جفا + کردم دل مجروح را فرسج بوج داورش + مولی ایہ المومنین سلطان محمد شاہ دین +
 بل آفتاب جہر کین از قتل از دافسش + ادریس جنت آشیان بر جیس کیوان آستان +
 یوسف رخ عیسی مکان روح ملایک چاکرش + اللغات پر دین دندان شکلب ہند چشم
 سیاب اشک سفید زر رخسار زر دنگس چشم پرسترن ای سفیدہ رومار سیہ زلف مشک دوتہ
 زلف بستہ خندان وہان لولو دندان آتش لب خون بستہ لب شیر دندان بستہ زبان در
 دندان نبات خط منبر شکر لب لالہ رخسار غیر خط صبحی رخسار شب خط ماہ نور و بند کہ قسم زبور
 سے ہی اختر مروارید اسکے رُوح در لفظ مجروح مناسب دل عیسی مکان فلک چارم رُوح نام نشہ
 المصنی یعنی متشوق میرا جسوقت کہ ہنستا ہوں لب شکرین سے دندان آہچہ پروین ظاہر کرنا ہوں
 اور میں جسوقت کہ روتا ہوں تو میرے ہندوے چشم سے سیاب اشک سفید کا رخسار زر و پر
 ہٹا ہوں یہ ترنگس یعنی آنکھیں میری کہ پرسترن ہیں اور سفید اس ماہ خلتن کی محبت و عشق سے
 ایک ہندو سپین پیر ہیں کہ مراد سفید و تار یک سے ہی ہو رہی ہیں بچہ رومی بفل میں لیے ہو
 ہیں کہ وہ اشک سرخ ہیں میرے معشوق کی صورت کے گرد و مار سیاہ زلف کے حلقہ کیے
 ہوئے ہیں یہ کیسا اتفاق پڑا ہو کہ یہ مشک دوتہ یعنی دو فون زلفین کنارہ گلبرگ تر رخسار کے اُسکے
 پڑنی ہیں اس بستہ خندان کو تو دیکھ اور اس چشمہ حیوان کو کہ دونوں سے دہن مراد ہے اور وہ
 لولوے دندان کیسے آتش جان پرور لب میں نہان ہیں انکو بھی بغور دیکھ یہ ایسا ہو کہ خون
 بستہ میں شیر ہو کہ دہنی دندان ہون میں ہیں اور برگ لالہ رخسار پر قیر ہی یعنی خط سیاہ اور
 سیاہ سے سیکڑوں زنجیرین دیکھ کہ وہ ہر سوے سیاہ زلف کا ہی جو کنارہ اور اطراف آفتاب
 چہرہ کے پڑے ہوئے ہیں اور بنظر اسکے کہ جہان میں شور پڑ جائے بستہ میں اسے دینہاں کیے

ہیں کہ وہ دندان درد ہاں ہیں اور اس خیال سے کہ عاشقوں کا کام جان تلخ ہو خط سبز اسکے شکر
 لیٹنے لپٹنے سے جا ہی لالہ پر غنبر کھرا ہوا ہے لیٹے رنجبار پر خط اور صبح دم پر شب کہ یہ بھی وہی بات ہو اور
 ماہ نوسے اسکے جو مراد رو بند قسم زور سے ہو سیکڑون ستارے بکھرے ہونے ہیں مجھشی نے ماہ نو
 پیشانی کو اور اختر قطرات عرق پر لکھا ہے اب کہتے ہیں جس وقت کہ اس بیوفانے میرے فرق دل پر
 تیج جفا کے مارے تو میں نے اپنے دل مجروح کیوں اسطے مریم اسکے پائے داوہ کی مدح بنایا اور
 وہ داوہ مولیٰ امیر المومنین سلطان محمد شاہ دین ہی بلکہ آفتاب مہر دکنہ کا لیٹے دولون میں مشہور
 کینہ بھی جو حق کینہ کا اور مہر تو خود ہی ہے جسکے سر پر ظل الہی کا تاج ہے اور اوریس جنت آشیان اور
 برہیس کیوں آستان ہے لیٹے مشتری جو سعد اکبر ہے اور عالی مرتبہ ایسا کہ جینکا آستانہ کیوں پر
 جو فلک ہنقم ہے اور یوسف صورت عیسیٰ مکان جو فلک چارم ہے اور روح جو صوبہ ملائک میں
 بڑا ویشان و معزز فرشتہ ہے وہ اسکا چاکر ہے تو لہ پیش در او آسمان ترکست ازرق طلیسان مد از
 فقرہ خامش کمان و زور بختہ مغفرش ہفت از نباش سخرہ قلم و دستش قطرہ مد عرش معلیٰ ذرہ از
 عکس راسے نورش مد کر حکم را ند بر ملک آید نڈا لامر لک مد ورجام خواہ از فلک خورشید باشد
 ساغوش مد سر زیر دریائے عرب در کشتی زرین عجب مد میخواست کا ید سوے لب شبنج ماہی
 رہبرش مد از گاد و در عرش فشان و مرغ در ماہی چکان مد بامہ رخنی سوے وہاں ہر دم بعشرت
 میبرش مد ای صفر عرش آستان طاق درت را این زمان مد قوسست راہ کمکشان جیت
 خط محورش مد از عدلت از بنو در وابر چارہ مادر شوہرے مد این مطربہ شہ پر وہ را کر چنچ بودی
 شوہرش مد شاہم اعظم توئی فرماندہ عالم توئی مد گاہ سخا آن یم توئی کا فلک باشد معبرش مد در
 گلستان آرزو شاخیت ترمیاج تو مد کز قابلیت دار و او با آب عشرت مد و درش مد اللغات
 لائل فقرہ خام ہلال خام بختی خالص زر بختہ آفتاب قاف نام کوہ کہ گرداگرد عالم کے ہے شجرہ مغنی
 سخرہ تہر زیر دریائے عرب یم کہ عرب وریا کو کہتے ہیں اور سر زیر ہونے سے می ہوتا ہے چنچ ماہی
 چنچ المکشت کشتی زر پیالہ گاو مشک تیغ صراحی ماہ پیالہ قوسن محراب چارہ ماد و عناصر بر بعثہ ہر جا

مطر بہ نہر بہ سہ پردہ فلک سوم والی چچ شوہر قمر عطار دشمش مریخ مشتری زحل اور شمس ہر عربی
 بین اطلاق تائید کا ہے اور بعض کے نزدیک خانہ اسکامیزان ہے اور وہ پانچ ستاروں سے
 ہے اس واسطے اسکو پنج شویہ کہتے ہیں معبر بصیفہ اسم الکشتی و بصیفہ ظرف گھاٹ دریا کا معنی
 نے اسکو اختیار کیا ہے اور فلک جمع فلک بمعنی کشتی المعنی اس کے در کے سامنے آسمان ایک
 سپاہی ہے بنی چادر روشن پر ڈالے اور ہلان سے کمان باندھے اور زرخند آفتاب سے خود
 سر پر رکھے کوہ قاف مقابل اس کے ثبات و استقلال کے ایک سخرہ ہے اور قلزم اس کے دست
 عطا سے ایک قطرہ اور عرش معلیٰ اس کی راسے از راسے ایک ذرہ اگر فرشتوں پر حکم کرے تو
 ملک سے نڈا آئے کہ حکم خاص تیرے ہی واسطے ہے اور جو جام فلک سے مانگے تو یہی خورشید
 اسکا ساغر بنے چم کہ عرب دریا کو کہتے ہیں اور اسکا سر زیر لینے قلب کرنے سے ہی ہوتا ہے اور
 کشتی زراوی پیالہ زرین عجب خواہش رکھتے تھے کہ تیرے لب تک پہنچے آخر پانچون
 انگلیان تیری اسکی رہبر ہوئیں اور لب تک پہنچا دیا گاؤ سے مشک مراد ہے لینے مشک
 سے شراب مرغ میں جو صراحی ہو ڈال اور مرغ کے کسی ماہ لینے پیالہ میں لے اور کسی معشوق ماہ
 رخ کے ساتھ ہر دم عشرت کے ساتھ دہن تک لیجاوی ممدوح تو وہ عرش آستان ہے کہ طاق ہر
 دروازہ کا کباب راہہ کمکشان کی ہے جو بشکل کمان کے ہے اور جوادنی گوشہ اس طاق کا ہے جسکو
 ریاضی والے جیب کہتے ہیں وہ اس طاق کا خط محور ہے محشی نے اس کے معنی میں کچھ نہیں لکھا
 عدل تیرے سے جو مقتضی مساوات و برابری کا ہے اگر یہ بات روا نہ تھی کہ چار ماور کے واسطے
 ایک شوہر ہو تو اس مطربہ سہ پردہ والی کو جو زہرہ ہے چچ شوہر کہہ روا ہوتے یہ مقتضی
 عدل ہے آخر شاہ جم اعظم یعنی سلیمان وقت تو ہی ہے اور تمام عالم کا حاکم اور سخا کے وقت میں
 وہ دریا ہے تو ہی ہے جسکی کشتی فلک بنی محشی نے معبر کو بالفتح صیفہ ظرف ٹھہرا کر گھاٹ کے معنی
 لکھے ہیں تیزی و سرعت میں بصیفہ اسم الکشتی کے معنی میں ہے جو مناسب لفظ فلک جمع فلک بمعنی کشتی
 ہے جو تیرا پانچ ہے وہ گلستان آرزو کی ایک شاخ ہے اگر وہ قابلیت رکھتا ہے تو اسکو آب عشرت میں پرورش کا

ورنہ محمد شاہ تغلق و تقریب شب و روز و خیالات افلاک و تعریف محبوب
 قولہ صبحست رومی کلمہ زندہ بر سرش و شب ہندوے لبایہ کلر زرد برش و روزے بہن زمان
 شب رنگی نثر اورا و بیرون کند ز عرصہ عالم بخجرتش و زاغ سیاہ راز ہوا و رہ بود باز و عتقا
 سبز بال ز راند و دہ شہریش و بڑھ صبا پری زردہ و درست و شیفہ و زاندم کہ زبرد امن صبحست
 مجر ش و شب سایہ وار بود بیوے خلاص او و نغمہ سراسر است مرغ سحر فردون زرش و مار سفید ہر
 گر فست زبرد دم و تا چون عمود شاخ گوزنست بر سرش و آہوے شیر بیشہ دم گد و دہن و
 بگرفتہ دروان شدہ دائم برابرش و این منزلت کہ دادہ شد آہوے مادہ را و بڑھ شیر ز شاسر
 ز شیر اورش و یہ قصیدہ بحر مضارع میں ہر ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلان
 اللغات رومی ای سفید کلمہ زرد آفتاب ہند و سیاہ لبایہ کلر زرد کلمہ نیا ز ستارگان خجست
 آفتاب زاغ سیاہ شب باز مناسب بنراغ و عتقا عتقا سبز بال فلک و شہر ز راند و دہ بلحاظ
 آفتاب مجر کنایہ از آفتاب سایہ دار آسبب زوہ مرغ سحر بلبل وقت آفتاب مار سفید
 صبح ہرہ آفتاب عمود یعنی ستون شاخ گوزن اشعہ آفتاب آہو آفتاب شیر بیشہ صبح اسے شیر
 مراد برج اسد دم گرگ خط سفید ہندی پو شیر زینے اسد المصنی صبح تو ایسی ہی جیسے ایک
 رومی سفید زرد کلاہ اوڑھے کہ وہ آفتاب ہی اور شب جیسے ایک ہند و سیاہ لبایہ کلر زینے
 کہ وہ ستارے بہن رومی کا حال یہ کہ جہان نمود ہوا بس اُسے شب رنگی نثر او کو اپنے خجرت شعاع
 سے میدان عالم سے نکال دیا زاغ سیاہ شب کا جو ہوا میں اُڑ رہا تھا پھر اسکو عتقا سبز بال زرد
 شہر فلک کا لگیا سبز بالی فلک کی تو ظاہر ہو شہر زین آفتاب باد صبا کو تو دیکھو کیسی پری زوہ
 کی طرح دیوانی و شیفہ پھرتی ہی اپنے مجر کے لیے کہ ابھی وہ زبرد امن صبح کے ہی کہ اپنے دامن کو
 بسا رہی ہی مجر آفتاب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شب سایہ دار یعنی ای سایہ زوہ اندا بامید اس کے
 کہ اس سایہ سے خلاص پائے مرغ سحر وقت زرد خورشید پر کینے نغمے کار ہا ہی جیسا کہ معمول ہو کہ
 سایہ زوہ کو راگ سناتے ہیں مار سفید یعنی صبح ابھی ہرہ جو آفتاب ہو دم کے نیچے دبا ہے ہوا ہی

سید در پنج

نکالانین ہر اور ہر وہ جبکہ سانپ کی من کتے ہیں جیسے کہ عمو صبح سے شاخ گوزن کی اسکے ہر دم کے نیچے اس سبب سے کہا ہوا کہ اخیر صبح میں آفتاب طلوع ہوتا ہے اور عمو اس وجہ سے کہ اول میں سفیدی صبح کی بطور ستون نمود ہوتی اور اسی سبب سے شاخ گوزن پر رعایت مار کا کہ سر پہ ہوتی ہوا اور گوزن ہر جہرہ کہ فاد گوزنی بھی ہوتا ہے آہو شیر نشینہ آفتاب کہ بیشہ شیر کا رہنے والا ہے ہر برج اسد جو آفتاب کا خانہ ہر دم گرگ کی کہ جسکو صبح کا ذب اور پو پھٹنا کہتے ہیں منھ میں لیسے ہو رواں ہوا اور ہمیشہ میرا بر اسی شیر کے چلتا ہے اور یہ رتبہ جو اس آہو مادہ نے کہ آفتاب ہر جہرہ طلاق تانیث کا کرتے ہیں شیر نہ پر پایا ہے اسکو ہیبت شمشیر اور سے جانے رہ در شیر اور آہو مادہ کا کیا ساتھ اور کیا برابر ی شیر گر نیہ

مطلع ثانی

قولہ آن ماہ را کہ زیر ہلاست اخترش و سپید بر طرف لاله ترش ہر درج لعل قفل زمر و پدید شد یعنی نبات زستہ شد از تنگ شکرش و مہمان کنج خیال رخسار آب شور و در کا سہاے فقرہ بر سفرہ زرش و لب شاخ زعفران کہ دو دانہ مشک و گرد و زرد گوشہ کا نور غنبرش و بدر از ستارہ رحمت شفق چون طلوع کرد و پروین میانہ دو ہلال سخنورش و تا از نہ دو ہفتہ خود و ز ماہ بدر و ماہ چار ہفتہ فرو شد ز بیکرش و آن ترک چشم مست کہ تیغست در نیام و خوبر نزد آن چنان کہ توان گفت کافرش و آن زلف را کہ بر کل تر شاخ و سنباست و فراش ساز برور شاہ مظفرش

مطلع دیگر

قولہ آن بحرین کہ قطرہ آبست و برش و اد جملہ تن کفینست نہنگ شاورش و اللغات ماہ بخشون ہلال انبر و اختر چشم سبیل خط و برج لب قفل زمر و خط تنگ شکر لب کا سہاے فقرہ چشم سفید آیت شورا شک سفرہ ز چہرہ شاخ زعفران اشک دو دانہ مشک چشم کا نور زخبار و غیر خط ستارہ چشم شفق اشک سرخ پروین دندان ہلال لب مہ دو ہفتہ معشوق ماہ چار ہفتہ

ہلال نیام میان تیغ و از نوم مناسب بچشم الممتنی یعنی وہ ماہ جسکے ہلال ابرو سے نیچے اختر ہیں
 یعنی چشم اسکی لالہ تر خسار کے اطراف میں سنبل ہے خط سبز جا اور اسکے درج لعل دہن پر تفل زرد
 کا کہ وہی خط ہو گا یا گیا وہ یہ ہو کہ تنگ شکر لب پر اسکے نبات ای سبز پیدا ہوا تین اسکی صورت
 کے خیال کی جو میری آنکھوں میں بسی ہوئی ہو کیسے سامان سے مہمانی کر رہا ہوں کہ اب خود
 اشک کا سون نقرہ میں بھرا ہے جو چشم سفید میں اور دسترخوان زر بچھا ہے اسپرینہ کا سے رکھے
 ہوئے ہیں کہ یہ دسترخوان زر چہرہ زرد ہو اگر اسکے گوشہ کا نور خسار سے عنبر پیدا ہو گا ای خط
 تو کیسی شاخ زعفران یعنی اشک کے میرے دو دانہ مشک مردانک سے پیدا ہونگے بدر نے
 اپنے ستارہ چشم سے کیسے شفق ہے اشک سرخ بہاے جسوقت کہ پروین دندان سے اسکے
 دو ہلال مخمور لب سے طلوع کیا یعنی وہ خندان ہو اور جب سے بدر اپنے معشوق ماہ ہفتہ
 سے دور پڑا ہو ایسا لاغر ہو گیا ہو کہ ماہ چار ہفتہ جو ہلال ہو وہ بھی تو اس سے فریبی اور وہ
 ترک مست چشم کا کہ ایک تیغ در نیام ہو ایسی خونریزی کر رہا ہو کہ اگر اسکو کا فر کین تو روا ہو
 مسلمان کا تو یہ کام نہیں ہو نیام کا لفظ کیا کیا الطف ہو کہ میان تیغ و از نوم دونوں معنی ہیں
 اور دونوں مناسب بچشم مست و نیز تیغ اور وہ زلف کہ گل تر خسار پر شاخ سنبل کی ہو اسکو
 شاہ مظفر منصور کے دروازہ کی جا رو بکش بنا معنی مطلع ثانی نور اس بجز کو غور کر جو درایت
 فیاض محمود سے ہو اور اس میں وہ قطرہ جو تیغ ہو بوند بنی ہوئی جملہ تن کف ہو ای سفید و بخت اور
 عجب یہ کہ مثل ہنگ کے شناور ہو قولہ کف بر سرست قلم از ان بھر روز و شب و در صورت جزیرہ
 نگر خاک بر سرش و اگر آن ہنگ تیغ برون آید از میان آب روان کنارہ نماید ز آورش و
 ماہی او ز رست نہنگش ز مروست و این یک زبان و آند و زبان بہم مسخرش و ماہی اگر
 دمی بسخن سر کشی کند و دمی زند بر و قمر از مشک آفرش و یہ شاخ از محیط بہم سر بر آفرند و
 تا داناہے و در ترافت ز حشرش و مرغی ز کمر باست کہ در آشیان سیم و با شد ز قار بر خیز
 منقار بہ پیش و زرد و زبان بریدہ سیہ رو و سرنگون و ہر دم نگر خیمہ شہشاہ بشورش

آن حاکم زمان کہ در القاب سلطنت بہ خواند خلیفہ بعد مجاہد سیاح غرض بہ دادش حکومت ہمدرد
 زمین امام بہ از شرق تا بفریش و از بحر تا برش بہ اللغات بحر دست شاہ نہنگ تیغ روان
 جاری و جان آدر آتش و آذر بدال محلہ ماہی قلم نہنگ تیغ زمرہ باعتبار اصلت کہ سبز ہو تا ہر
 سرکشی کند اوسخن خوب بنویسد و اتم حرمت قمر کاغذ مشک ملا و اذ فریقہ بوسہ متلخ انگشتان محیط
 دست و آہنابے در تر سخن خوب حنجر گویہ قلم آشیان سیم کاغذ قار مداد ہنقار ذک قلم سیاح غرض کی
 زرد رنگ و نام پادشاہ بزرگ المعنی یعنی قلم زم کے سر پہ جو جہا کہ ہن یہ اُسی کے دست بحر
 فیاض ہے و نرات رہتے ہن اور یہ جو جزیرہ سے کہلاتے ہن جزیرہ سے نہیں ہن قلم زم نے
 اُسکے بحر دست کی حضرت میں اپنے سر پہ خاک ڈالی ہو وہ صدرت جزیرہ کی ہو گئی ہو اگر نہنگ
 تیغ کا اُسکے میان سے نکلے تو کسکی ایسی جان ہو جو اُسکی آج اُٹھا سکے آخر کنارہ ہی کر گئی ماہی اُسکی
 اہ قلم زمرہ سے ہو اور تیغ اُسکی زمرہ سے یہ ایک زبان ہو یعنی تیغ اور وہ در زبان ہو اہ قلم و در
 اُسکی تسخیر میں ہن اس شعر میں لہ و نشر غیر مرتب ہو ماہی اگر ذرا بھی کوئی بات سرکشی کی کہہ لینے
 حسب و خواہ نہ لکھے تو قمر کہ مراد کاغذ سے ہو ایک دام مشک تیز بو کا اُسپر لگاے کہ وہ حروف ہن
 اور اس دام میں مقید کرے تین شاخیں محیط دست مدوح سے نکلتی ہن لینے تین انگلیان تو
 داسے در ترکی اُسکے گلو سے نکلتی ہن اوسخن با آب تاب شاخ ہنجر کو بھی کہتے ہن اور وہ قلم
 ایک عجیب مرغ کہ ماہی کہ آشیان سیم کاغذ میں اُسکے سر ہنقار پر قار لینے مداد سے شہیر ہو اور ظاہر
 کہ اُڑان قلم کی مداد ہی سے ہو اور غرابت یہ کہ سر ہنقار پر شہیر کہر یا میں تغایر فرضی ہو کہ ذات
 قلم اور ہو اور یہ صورت کا اور ہو اور زرد اور زبان بریدہ اور سیہ رو و سرنگون ہر دو ملی ہی ہو
 صفات میں اُسکو دیکھ جیسے دشمن شاہ کا بدین صفات موصوف ہو اور یہ وہ حاکم زمانہ کا ہو
 جسکو القاب سلطنت میں خلیفہ وقت نے بعد مجاہد کے سیاح بھی کہا ہو اہ پادشاہ بزرگ اُسکو
 امام نے حکومت تمام روے زمین کی دی ہو شرق سے غرب تک اور بحر سے ہر تک قولہ وقت
 غروب تا بنو نقص طاعتی بہ در عصر عدل پروردانصاف گسترش بہ خورشید از جانب مشرق

خبر دہندہ زانی باغ انر کہ نارست در خورشید گردون بہر محی کشد از مہر او دو بار و در گوش
خویش حلقہ ز نعل نگاہش و ای دست آن محیط کہ عرشت قطرہ و دے قدرت آن پیر
کہ چرخست اخترش و از شہر دولت تو اجل را برون کند و روے سیاہ کردہ فلک با بردش
بر جبین دیدہ سمر خاک در ترا و از فوق کائنات بصدیل برترش و تا وقت شام بیوہ زن
بچ شویر را و باغندہ بر کنار نہاد چرخ اخضرش و باد او غورہ دیدہ شخصت سپید دل و
در تاب غم شکستہ دل غصہ پرورش و لالعات آبی انکار کنندہ و بی نار آتش و انار حلقہ
بالا لگا و راسپ برادر اجل نوم بیوہ زن بچ شویر زہرہ باغندہ ہنسی کالہ غورہ و او مجہول
دراے فارسی غنچہ پنبہ ناشگفتہ دیدہ کا دل مردک ہی المعنی ای ممدوح شیرے عصر عدل
پر و رانصات گسترین وقت غروب کے خورشید کو جانب مشرق سے قضا و قدر خبر دیتے ہیں
کہ دیکھ جلدی نہ کہ ناتا کیسلی طاعت میں نقص نہ پڑے جیسا کہ غروب کی وقت نماز منع ہے اور
اُسکا حکم بھی ہے اور جو اُسکے باغ حکم سے آبی و انکار کنندہ ہے درخور ناز ہے آبی و ناز او نہ درخور
میں لفظ خورشیدی بلیغ ہے آسمان کا یہ حال کہ مارے مہر و محبت کے ہر مہینہ میں دو دفعہ یعنی اول
و آخر میں حلقہ اُسکے نعل نگاہ کا اپنے کان میں ڈالتا ہے اور اظہار غلامی کو تازہ کرتا ہے والا ایک
حلقہ عمر بھر کو کافی ہوتا ہے پھر یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں یعنی ای ممدوح تیرا ہاتھ وہ محیط ہے کہ
عرش جسکا ایک قطرہ ہے اور قدر تیری وہ سپہر رفیع کہ جسکا یہ چرخ ایک اختر ہے تیرے شہر دولت
سے فلک اجل کو مع نوم اُسکے برادر کے کالا منہ کر کے شہر بدر کرتا ہے آسنے نہیں دیتا تا کیس کو بچ
لالاں نہونے پاسے بر جبین کہ سعد اکبر ہی اُسے تیری خاک دروازہ کا مہر مہ فوق حد کائنات
سے بھی سو میل آگے بڑھکے دیکھا ہے ایسا معزز و مکرم یہ سمر ہے کہ وہاں تک پہنچا ہے اب دعا
تا بید ہے یعنی جب تک کہ وقت شام کے چرخ اخضر ایک باغندہ یعنی رونی کا کالہ اس بیوہ بچ
شویر کے کنارہ میں رکھے کہ یہ نہر ہے تیرے دشمن کے دیدہ کا دل کہ مردک ہی سپید رہے
او کو رہے نوم اور دل شکستہ غصہ پرور اُسکا تاب غم میں اس قطعہ میں مراعات چرخ کے ہیں بہر

اور باغندہ میں فرق فرضی ہو وہی نہ ہو وہی باغندہ کنار اس سبب سے کہ شام کی وقت
یہ ستارہ کنارے پر آسمان کے مغرب کی جانب ہوتا ہو باغندہ برعایت بیوہ کے کہ اکثر کاتبی ہیں تو وہ
بدینہ وجہ کہ پہلے جب زمین پر پختی تو ایک بیسوا پتی پھر جب مسخ ہو کے ستارہ پہوئی تو پختی شویہ ہو گئی
قرعطار و مریخ مشتری زحل یہ اسکے شوہر ہوئے اور آفتاب تو خود کلام عرب ہیں مومنٹ ہو
جیخ اجنصر اور لفظ تاب بھی مناسب چرخہ کے ہیں اس قطعہ سے اوپر کے شعر میں فرق لکھا ہو
سیری دانست فوق ہو جسکی رعایت میں میل و برتر موجود ہو محبتی نے اس قطعہ کے معنی مجھلا
نہ مفصلاً کچھ نہیں لکھے

در تعریف ممدوح خود متضمن تعریف ابرو دیگر خیالات

قولہ سیہ پلیست خنجر زن جھندہ آتش از گامش بدقتہ از چشمہ اشکش در داز لغز با خاش بد
از اطلس پردہ ساز و عمارے ز راندودہ بدچو زیر ہفت چتر سبز باشد سیر و آرامش بدزہ
دیو شہاب افگن کرد با چند ان سیہ روی بدبشر طرب پرستی میرسد کافر با لغامش بدلفج الباب
بکشاید در رحمت و سے ہر دم بدطناب خیمہ زین فتہ در روزن بامش بد اگر ہر روز زور آرد بشو
چہرہ خور را بدوگر در شب روے آید بود بر روے مہ گامش بدپراز لعل و زمر گشت طشت
خاک ہر تاسر بدچو مروا بدید میبارد ز اندام سیہ فامش بدرخ خاک آب از گدیر دہوا گشت اند
سپیش بدو ف ز پرودہ زویا بدرباب آمد از ان نامش بدچو بگردست شد را وید و عین گریابی
چکیدہ از حیا خونہا سے تر از ہفت اندامش بد محیط نقطہ عالم کہ با آن پردے دریا بدہم تن
آب شد از شر فیض بخشش عاش

مطلع ثانی

قولہ نیم شیرست آنکہ ورا آتش یلنگ آساست اندامش بدگرفتہ مرو را در بر ز اوج خویش بہریش
مرو را آہو سے زردی و دیدہ و روم کرگے بدسمو سے و رعقب پویان سگان برگو شہ بامش بد
یہ قصیدہ بحر زنجیر میں ہوا ارکان اسکے مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

سیہ پیل ابرخیز زن ضابطہ کام حلق خام پوست آتلس ابر عمار کے زرد اندودہ آفتاب آرامش
ای آرام ادویہ ابر شہاب افکن باعتبار برق رب پرستی اطاعت حق فتح الباب آغاز برشکال
زور آرد ای غلبہ کند گام بکاف فارسی قدیم لعل گل زمرہ سبزہ طشت خاک زمین مرور بد قطرات
آب آبداری چو نر زباب ابر سفید و نام ساز حیا شرم و باران ہفت اندام ہفت اعضا یعنی
سر و سینہ و پشت و ہر چہار دست و پانچ فیض رب پریش آب شیر بیج اسد کہ آتش ہیرو پلنگ گرم
مزاج بہرام مرغ اور اوج اسکی بیج اسد ہی آہو زرد آفتاب دم گرگ صبح کا ذب سموز نام جانور سپہ
پوست غر و ظلمت سے سگان منزل عدا کہ دھیرت سگ کے ہی المصنی یعنی ابر کیا ایک سیہ پیل
ہی جسکے منہ سے آگ نکلتی ہو کہ وہ برق ہی اور اسکی آنکھوں سے اشک بہتے ہیں اور غر و
بے اسکے اسی کا پوست پھٹ جاتا ہی جیسا کہ بہت گرجنے سے ابر پھٹ جاتا ہی آتلس سے پردہ
بناتا ہی اور پردہ خیمہ اور عماری زرد اندودہ رکھتا ہی مگر جبکہ اس ہفت چتر سبز کے نیچے جو افلاک
ہیں سیر و آرام اُسکو ہوتا ہی یہ عجیب دیو شہاب افکن ہی شہاب برق ورنہ شہاب دیو پر گرتا ہی
کہ باوصف سیہ روی کے جو ظاہر ہی بشرط رب پرستی ای اطاعت حق کافر بھی اُس سے انعام
پاسقے ہیں وقت فتح باب یعنی شروع برسات کے دروازہ رحمت کا کھول دیتا ہی لیکن ڈوریان
خیمہ زرین آفتاب کی اسکے روزن بام سے نیچے گرتی ہیں یعنی جہان اسکے بام میں روزن
ہو جاتا ہی وہاں سے طنب زرین اشعہ آفتاب کی چمکتی ہیں اگر روز پر غلبہ کرے چہرہ آفتاب
کو چھپالے اور جو شب روی کرتا ہی تو روئے ماہ پر اسکا قدم ہوتا ہی اور جب یہ اندام سیہ فام سے
گوہر برساتا ہی کہ وہ خطرات آب ہیں تو ساری خاک ایک طشت پر از لعل و زمرہ ہوجاتی ہی لعل گل زمرہ سبزہ
تخ خاک کا اس سے آبداری پاتا ہی اور ہوا اسکی سیل سے دریا ہو جاتی ہی ہوا جو فلک و در فلک
اُس سے پردہ پاتا ہی اسی سبب سے اُسکو رباب کہتے ہیں کہ مناسبت وقت سے رکھتا ہی گزرتے
جو باد شاہ کے دست فیض کو دیکھا کہ نہایت ہی گہرا رہا ہی تو ایسا عرق حیا سے تر ہوا کہ اسکے ہفت
اندام سے پسینا ٹپکنے لگا یہ برسا نہیں ہی اور سارے بدن سے پسینہ ٹپکنا جو بارش ہو ظاہر

یہ محیط نقطہ عالم کا ہے کہ دریا بہر چند پہلے ہی لیکن اسکے فیض عام سے شرم کے مارے ہنہ ترن
آب ہو گیا یہ شعر مدح میں ہے یعنی مطلع ثانی کے یہ کیعنا شیر ہو کہ آتش میں اسکا بدن پلنگ کے
مانند ہے اور اسکو مرنے اپنی بھل میں لیا ہے کہ اوج اسکی اسپین ہے شیر بوج اسکا کہ آتش ہو اور
پلنگ یعنی نہایت گرم مڑاج غصہ ناک ہوتا ہے اندام آسایہ کہ ابر کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتے اور
پلنگ بھی داغ جسم پر گھٹا ہے اور اسی اسد کے لیے ایک آہو زرد آفتاب کا ہے کہ وہ دم گرگ
میں جو مراد قلمت سے ہے ہاگا ہوا ہے اور ابر سے آفتاب چھپ ہی جاتا ہے اور جو اسکی نیچے پویان
کہ وہ اندھیری ہے اور سگ اسکی بام پر کہ اسکو عوا بھی کہتے ہیں اور قلب اسد بھی اور یہ بصورت سگ کے
ہے اور ایک منزل ہے بنازل ماہ سے قولہ زسیم خام میسا زوقم ہر ماہ یک طوفش ہے چو زرخچہ بیتاب دست
قلب از خامش ہے شہ انجم بشاہ ہند گو یا نسبتی دارد ہے کہ برد وازد ہر روز ز راند و دست خمر قار
بروز رزم خاتون ظفر کیسے حوران را ہے بجائے پرچم آونید و از فرق اعلامش ہے ہمتش
باد آتش پاسے آہن خاسے خارا سم ہے کہ گردن گوشہ باشد ز قوس حلقہ گامش ہے ز سہ ہکن
آئینے کہ در میدان آئینہ قلا سے سرکش زربفت جامہ خامہ شد رامش ہے عجب بین کان
سیہ رونے سمن چین را ہلک چین ہے گرفتہ در سرستہ مہمی آرند از شامش ہے بروم آورد است
چو فو القزمین آب خضر ہے اگر چہ از لب یم گشتہ ہر دم خشک تر کامش ہے بہ تیغش بند بردارند
و سر بردن لگا ہش ہے سیہ سازند رویش را چو خصم آل بہرامش ہے خداوند خداوندان
محمد شاہ بن تعلق ہے کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم خوانند اہل ایامش ہے دو صد ملک سلیمان
کم شو و در یک صف جنگش ہے دو صد خوان فلک یک کاسہ از کند و رے عامش ہے شہنشاہ
کہ در رفت بہ بزم سلطنت گشتہ ہے محیط چرخ را حاوے حباب عارض جامش ہے حسامش بطورہ
ابی مست بستہ در میان خنجر ہے کہ میگردد بدان تر حلق بد خوابان بد نامش ہے اللغات طوق ہلال
قلب نام منزل ماہ کہ قلب اسد عوا کہتے ہیں شہ انجم آفتاب صغرام شیر پرچم چو زرخچہ دست
میں ہوتے ہیں آئینہ کا غزل اسپ زربفت سہ سہ آئینہ روم کا غزل آب خضر عروہ کند و رے

مجلس طعام المعنی سیم خام ای خالص سے قمر ہر مہینہ میں ایک طوق اس شیر کے لیے کہ وہی اس
 پر اور آفتاب ہوتا ہے کہ وہ درست قلب مثل زینتہ کے اسکے زرخام سے چلتی ہو شاہ انجم یعنی آفتاب
 شاہ ہند سے نسبت رکھتا ہو بدینویہ کہ اسکا خانہ بھی شیر ہو اور اسکے دروازہ پر بھی شیر ہیں
 دونوں کے دروازوں پر شیر زراں درودہ ہیں خاتون ظفر کی اسکی لڑائی کے دن بجائے پرچم
 و درون کے گیسو اسکے جھنڈوں کے سر سے لٹکانی ہو بہت اسکا خود ہوا ہو نہ مثل ہوا کے کہ
 تشبیہ مقتضی غیریت کی ہو اور آتش پا آہن خاصیت کہ گھوڑوں کی عادت لگام چاہنے کی ہو اور
 خارا سم ہو کہ اسکے قدم کی جو محراب ہو یعنی حلقہ نعل بشکل محراب گردن اسکے حلقہ کا ایک گوشہ ہو اور
 عجیب اسکندہ آئین ہو کہ میدان آئینہ میں جو مراد کا غرض سے ہو قلا یعنی اسب سکر کش زربفت
 جامہ خامہ کا اسکا مطبوع و رام ہوا ہو سکرشی قلم کی ظاہر اور سر جھکا نا بھی ظاہر جو علامت اطاعت
 کی ہو زربفت جامہ باعتبار زراں کاری کے اور یہ تعجب تو دیکھ کہ اس سیر و سخن چین کو تین ماہ میں
 شام سے پکڑ سکے چین میں آتے ہیں جو ہر سون کی راہ ہو سہ ماہ مراد سہ انگشت سے ہو
 شام مراد و دات چین کا غنہ چین چین تجنیس تام روم میں لائے ظلمت سے مانند ذوالقرنین
 کے آب خضر یعنی آب حیات ہر چند سکندر کو نہیں بس روم کا غنہ ظلمت و دات آب خضر سخن کہی
 آب حیات ہو جسکا گویندہ ہمیشہ زندہ ہو اگرچہ لب یم سے ہر دم حلق اسکا خشک و تر ہوا بس ہم مراد
 و دات سے کہ ہر بار اس سے لب خشک تر کرتی جاتی ہی اور لب کا خشک و تر ہونا عبارت محنت
 و مشقت اٹھانے سے ہو تیغ سے اسکے بند جدا کرتے ہیں جیسے کہ نیزے میں بند ہوتے ہیں پھر اسکا سر کاٹتے
 ہیں پھر اسکا منہ کالا کرتے ہیں کہ یہی حال آل بہرام کے دشمنوں کا ہوتا ہے اور وہ آل بہرام خداوند
 خداوندان محمد شاہ بن تغلق ہو جسکو اہل زمانہ شہنشاہ ہفت اقلیم کا کہتے ہیں دوسو ملک
 سلیمان کیسے لیا لینا اسکی ایک صف جنگ کے سامنے اونٹنی و نہایت تھوڑی بات ہو اور
 فلک جیسے دوسو خوان ایک پیالہ ہیں اسکی مجلس طعام و ضیافت سے اور لینا شہنشاہ
 بلند و قمار ہو کہ رفعت کی راہ سے اسکی بزم سلطنت میں یہ محیط چرخ کا جو ہر بار ہی دنیا کو

گھیرے ہوئے ہوا سکوا ایکس جباب عارض جام کا اسکے حارمی ہو گیا اور اگر گیرندہ اور جام کے جباب معلوم کہ کیا ہی ہوتے ہیں حسام اسکی ایک قطرہ آب بشتہ اور بنجر میان ہیں تھی اور اس صفت کے ساتھ کہ حلق خشک نہ خواہوں اور بدناموں کا تر ہو تا ہے اور عجب یہ کہ وہ آرا ایک قطرہ بشتہ ہو پھر اس سے خلق ترکیبے جو تا ہی تو انہ بنجر خود زبان بندے کہ نہ مر جان اعدا را کہ کہ مینا نیست بر جوہر زبان لعل آشامش ہو اگر باہی زرد سے شد کہ دریا خواست کلک آو نہ نہنگ سبز دان کاب روان جو نیست صمصامش بدوزان موضع کہ دریا خاک بر سر کرد از دستش ہو اگر انوما نشان جوئی جزیرت این زمان نامش ہو زہے سلطان دین پرور خلی سلطان عالمگیر ہو کہ از نہ طاس پرچم بشتہ بر اعلام اسلامش ہو در تمام امور ملک دین از بارگاہ قدس ہو چو فیض علت اولی رسد بیوستہ الہامش ہو الا تا خط مشرب را شفق شد سرخ اعراش ہو الا تا لوح کرد و راز را ندو دست ارقامش ہو کتاب ربیچ شاہے را کہ از وسعہ معتبر نہ ہو ہو جو تقویم کہن منسوخ باد آیات احکامش ہو اللغات لعل کنایہ از خون و شراب و ریافت فیاض شاہ روان جان جو جوینہ صمصام بکسرتیخ نامعنی آب کے بھی ہو مناسب بدریا طاس کٹورے علم کے علت اولی عقل کل اہتمام کو اکب ربیچ بحکم تازی کتاب کہ اصل نجوم کی ہو المعنی بیان اسکا ایک جادو ہو اسی سے زبان اسکی جان دشمن کی زبان بندی کرتی ہو اسلئے کہ وہ زبان نہیں ہو ایک مینا جو ہر بھر لعل یعنی خون آشام ہو اگر کلک اسکی ایک ماہی زرد ہو جسے دریا کو ڈھونڈ لیا کہ وہ اسکا ماتھے ہو تو اسکی صمصام کو ایسا جان کہ ایک نہنگ سبز ہو جسکا پانی روان جوہر یعنی جان کا ڈھونڈھنے والا اسکے دست فیاض کی حسرت سے دریا نے جہان جہان انیسے سر پر خاک ڈالی ہو اگر بھٹے پوچھو کہ وہ کون جگہ ہیں تو یہی کہیں گے یہ جزیرے ہی ہیں عجبت سلطان دین پرور اور عجب بادشاہ عالمگیر ہو کہ ماہ کے کٹورے اسکے اعلام پر اسلام نے لگانے ایسا عالی رتبہ ملک دین کے معاملات کامل کرنے کے واسطے بارگاہ قدس کبریا سے ہمیشہ اسکو الہام ہوتا ہو جیسے عقل کل کا فیض ہر کسی کو پہنچتا ہو اسب و عاسے تابہ ہو یعنی

خبردار ہو جب تک کہ خطا مغرب پر اعراب سرخی شفق کے لگائے جائیں اور جب تک لوح گردون پر زبر
 زرا اندودہین ای کو اکب تیرا تک کتاب زنج اس شاہ کی جسکو اُس نے معتبر نہیں ٹھہرایا یعنی سند
 پادشاہی کی اُس سے نہ پائی مانند تقویم کہن کی آیتیں اُس کے احکام کی منسوخی ہی رہیں کوئی
 اُسکو یاد شاہ ہی نہ سمجھے

در شناسے ممدوح و مقررین محبوب

قولہ ای شام سر زلف تو بر مہ شدہ سرکش و شمشاد خمت را گل سورے بندہ مفرش و یا قوت
 باب از مدان گل سیراب و خورشید بتاب از غم آن چہ ہر دودہ کہ خطا تو کشد بر ورق
 ماہ و دویست کہ ز دور دل ہر سوختہ آتش و چشم تو کہ از غم زہد تیر جگر دوز و ترکیت کمان
 بر سر ہند و بچہ درکش و تا پر جگر و رش و پیکان سورے دل رفت و ہر ناوک جان دوز کہ انداخت
 ز ترکش و آن عقرب شب رنگ کہ مہ منزل او شد و صد نیش زدہ بر دل ریش من غماش و بایاد
 تو تھا کہ جگر سوختگان را و در سینہ سر نیش تو چون نوش بود خوش و درکش قیج و کہ جنبیت کش
 گردون و ہر ای ز راند و دہ بر افگند برابرش و بر طاس فلک ساغر مہر کہ ہند خور و ہر صبح بیاد ز
 محنت زدہ درکش و در تشنہ لبے ز آتش اندیشہ ایام و از خاک در شاہ جهان آب بقا چش و
 آتشا کہ در معرکہ خاک سم خشنش و تاج برستم شد و آب رخ آتش و یہ قصیدہ بھی بحر ہزج
 ہر ارکان اسکے مقول مقاعیل مقاعیل فعلن یا مقاعیل اللغات شمشاد بالکسر و بحان
 گل سورہی گل سرخ مراد رخسار مفرش فرش دودہ کا جل کمان ابرو ہند و بچہ مردک کش بغل
 جنبیت کو تل گھوڑا آبرش وہ گھوڑا جسکے رنگ کے مخالف اُسکے نقطے ہوں معرکہ جنگ گاہ ریش
 نامہاں پرستم آتش نام پہلوان المعنی یعنی ای محبوب تیری شام زلف کی تو ماہ پر جوڑے
 روشن ہو سرکش ہو رہی ہو اور ریحان خطا کے لیے گل سورہی فرش بنا ہو ای رخسار سرخ با قوت
 تیرے گل سیراب کی مدد سے با آب و رونق اور تیرے چہرہ ماہوش سے غور شدت تب و تاب غم بین
 جو کا جل کہ تیرے ورق ماہ رخسار پر کہ وہ خطا ہو خطا کھینچے تو ذہ ایک دھواں ہو کہ ہر عاشق سوختہ

دل کے دلین آگ لگا تا ہر آنکھیں تیر می کہ غم سرہ سے تیر جگر دوز لگاتی رہیں یہ ایک ترک میر
 جنگے سر پر کمان ہر امر اور ہند۔ جبکہ بغل میں یعنی مرد کا تو نے جو ناوک دل دوز کہ اپنے
 ترکش سے مارا پردن تک تو وہ جگر میں کھوس گیا اور بیکان اُسکے دل کی سیڑی گئے دونوں
 بخوبی اپنا کام کیا اور وہ عقرب شیر نگ بیٹھے بچھو سیاہ کہ بڑا نہ ہر یا ہوتا ہی کہ وہ زلف نہی اور ماہ
 کی منزل بنا ہی سیکڑوں پیش مجھ غمکش کے دل ریش پر کہ خود ہی دکھیا ہو رہا ہی مار تا ہی تیر کہتے
 ہیں نہیں ہم جگر سوختوں کے دلین تو تیری یاد ہی لہذا قسم حق کی ہر سریش کا پیکو نش ہو رہا
 اب جنبہ کش گردوں نے ساز زرا ندودہ اپنے ابرش پر رکھا جو مراد طلوع آفتاب سے ہی
 تو بھی مینوشنی و قنچ کشی اختیار کر جب طاس فلک پر ساغر مر کا آفتاب رکھے کہ اسمین تغا پر
 فرضی ہو تو ہر صبح اُس ساغر کو میری یاد پر پڑے کہ وہ محنت زدہ بھی کہیں پڑا ہی آدر اگر تشنہ لب کش
 اندیشہ ایام سے ہی تو خاک و رواڑہ شاہ سے آب بقا چکھ بھر ایام تیر کیچہ زمین کر سکینگے اور وہ شاہ
 ایسا ہی کہ جنگاہ میں خاک سم اُسکے رخس کی تاج سرستم اور آب رخ آرش کی ہر قولہ ماہ سرخو
 کمالش بسر خویش آئینہ زربست برین طاق منقش ۛ ۛ ۛ الصیبت جلال تو سبق برودہ در آفاق
 زان سب کبوتر کہ برد نامہ زم مرعش ۛ ۛ در قصر ہمایون تو کز عرصہ سقفش ۛ ۛ طول فلک از عرض
 وے افتاد پکے رش ۛ ۛ حاسد جو ستونست نپاید کہ سرش را ۛ ۛ بخار قضا نہ و و قلم ز دبش ۛ ۛ
 تا وقت قرآن با سپر خور ز تقارب ۛ ۛ نہان بشود تیر شب از دیدہ اعش ۛ ۛ تا بر سر ہندوی
 شب از جرم خورشید ۛ ۛ زربست علامہ است کہ سہین پوشش ۛ ۛ خورشید لقا با وشم وروس
 عذرا ۛ ۛ از خست جو ماہی کہ بر آید ز چہ کش ۛ ۛ اللغات منجوق طاسک علم آئینہ بر آفتاب
 سبز کبوتر مراد جبریل مرعش بالفتح و غین مملہ نام شہر اور ایک قسم کبوتر تیز پر و مجسمہ شہر در شام
 یہاں مراد لامکان سے رش بالفتح مسافت و دوست نپاید امر ویر ناغہ نش بالکسر مخفف تیش
 تیر عطار و غمش بالفتح وہ شخص جسکی آنکھ سے پانی بہتا ہے کہ ضعیف البصر ہوتا ہی غش طرہ
 و ستار خست چاند گمن کش نام شہر المعنی یہ آئینہ زربست آفتاب کا جو اس طاق منقش پر

ہو اس کے علم کے طاسک نے کہ وہ ایک ماہ تابان ہو اپنے سر سے آتار کے اُس پر چڑھ دیا ہو اور مروج
تیر ہی بزرگی و جلال کی شہرت جہان میں ایسی پھیلی اور اُڑ رہی ہو کہ اُس کیوتر سب سے جو نامہ
مرعش سے لجاتا ہو سبقت لگائی اور بہت بڑھ گئی ہو محشی نے سب کو تر سے مراد جبریل اور مرعش
سے لامکان مراد ملی ہو انتہی میری دانست میں فضول ہو کچھ اس غلو و علو کی حاجت نہیں ہو شعر
آئندہ قطع بند ہی یعنی ام مروج تیرے قصہ ہالون میں جو ایسا رفیع و وسیع ہو کہ جسکی چھت کے میدان میں
طول فلک کا اُس چھت کے عرض سے جو قیاس کیا گیا تو بعد و مسافت و دونوں ہاتھوں کے ہوا چڑھ
کہ طول وہی ہو جو عرض سے زیادہ ہو سو یہ برابر کیا معنی ایک ہی آرش ہوا اور اُس قصر ہمارے
میں ایک حاسہ مثل ستون کے ہو اور حال یہ کہ دیر تک رہنا اُس کا نہیں چاہیے بس ناگمان
نظارہ قصدا نے جلدی سے اُس کو سر قیشہ سے قلم کیا میری دانست میں شاید صیغہ امر فائب کا ہو
اور کامنا مفاجات محشی نے تش کو بالفتح بہ تشدید بزرگ لکھا ہو حالانکہ بالکسر مخفف قیشہ کا ہو
آئندہ دعا تا بید یعنی جب تک کہ وقت قرآن سپر آفتاب کی بسبب قربت باہم کے تیر یعنی عطا
راست کو دیدہ اعمش سے چھپ جائے اس واسطے کہ یہ ستارہ نہایت رکیک اور کم ضیا ہو اور
قرب آفتاب سے اور بھی کم نظر آتا ہو اور با این ہمہ دیدے اعمش کے کہ وہ ضعیف البصر خود ہی
ہو اور جب تک کہ ہن و بے شب کے سر پر جرم آفتاب صبح سے عمامہ زربفت ہو جسکا طرہ سین
ہو جو مراد شعاع آفتاب سے ہو بادشاہ تو خورشید لقار ہے اور صورت عدو کی خسوف سے
مثل اُس ماہ کے ہو جو شاہ کش سے لکھنا تھا کہ جسکو تختہ بید کہتے ہیں خور و صبح بوا و عطفت
متن مطبوعہ میں لکھا ہو میری رائے میں بیعطفت چاہیے کہ اس واسطے کہ عمامہ جرم صبح سے نہیں ہو
ایسے خورشید لقار کو خورشید بقا کہ بے معنی ہو

قصیدہ دیگر

قوله خورشید قرص زبر بر سر این سبز خوان ہو سفرہ گلر نیزہ باز کند شب نہان ہو بشکند این
قرص تر بر بر سر این سبز خوان ہو کا سہ سیمین ماہ بر طبق آسمان ہو چہ تہہ بے نم بردلاے دجی

راز خاک پوزانکہ میان محیط از دوطرف شد روان بہ در عمل ساحری کرد عزیمت خط بہ
 مارسیہ حلقہ زوہر طرنگستان بہ چشمہ باہی رسید پنج منہ نذرست بہ تا بشر یا کست بد بر غفص
 خور قرآن بہ نیست جز ابروے تو ماہ نوے بر سحر بہ نیست بجز چشم تو مشتری در کمان بہ آن
 نہ خط و عارضت آن نہ نقشہ ست و گل بہ شاخ تر سنبلیست بر ورق ارغوان بہ ترک
 تو خفتہ مدام در خم محراب مست بہ ہست بران معصیت بروے سیاہش نشان بہ مردم
 انصاف شاہ نامل طاعت شدند بہ پیش بروے فساد چشم کشاؤن توان بہ خضر بکنر
 نگین ہو و سپہا جبین بہ شاہ ملک استین ماہ فلک آستان بہ شاہ محمد علم ماہ ستارہ چشم بہ
 آدم موسی قدم حید و احمد توان بہ یہ قصیدہ بحر بسط میں ہوا زکان اسکے مقتعلن قاعن مقتطن
 قاعلان یا قاعن اللغات سبز خوان فلک سفہ گلریز باعتبار کو اکب چشمہ بے نم آفتاب
 دجی شب محیط آسمان دوطرف مشرق و مغرب چشمہ آفتاب ماہی برج حوت پنج ماہ نو انگشتہا
 ثریا و ندان بدر شفق خور پیالہ بلحاظ شراب سحر رخ کمان برج قوس ترک چشمہ محراب ابر و پیش
 ای بعد ازین توان ای ندان استفہام الکازی ملک استین ای دست حیدر شیرازی استدالہ توان طاقت
 المصنی آفتاب جب قرص زر کہ جرم اسکا ہی بتغایر اعتباری اس سبز خوان فلک پر رکھتا ہی
 دسٹر خوان گلرین شب کا کہ گل اسکے ستارے ہیں نہان ہو جاتا ہی پس یہ قرص زر کا سہ سین
 ماہ کو جو رات کو اس سبز خوان پر ہوتا ہی توڑ دیتا یعنی وہ سبے نور ہو جاتا ہی چشمہ بے نم آفتاب
 نے کالی کیچ اندھیری کو زمین سے دور کر دیا اس سبب سے کہ محیط پر دولون جانب یعنی مشرق
 سے مغرب تک روان ہوا محیط آسمان آب کہتے ہیں ای محبوب تیرے خطہ نے عجب عزیمت عمل
 ساحری میں کی ہو کہ تیرے گلستان کے کنارہ مارسیہ حلقہ کیے ہوئے ہی چشمہ ای آفتاب ماہی یز
 کو وہ پنج حوت ہی ہو پچا لندا تو پنج ماہ نو اپنی انگلیوں کے بیچ تو ثریا یعنی ندان سے بدر شفق
 خور جو نو پیالہ پر شراب سرخ سے ہو قرآن ہو جابے تیری ابرو کی طرح کوئی ماہ نو سحر پر نہیں ہو نہ تیرے
 چشم کے مثل کوئی مشتری کمان قوس میں اندھولون میں یہ خوبی و حسن کمان تیرے خط و عارض کو اگر خط و

نادرش ہی کون تو ٹھیک نہیں ہو اور جو بنفشہ گل کہیں تو بھی غلط نہ ہو نہ وہ ہو بلکہ سنبل کی
 ایک شاخ ہو ارغوان کی پنکھری پر تیرا ترک چشم مست ہمیشہ خم محراب ابرو دین سوتا ہو لہذا ہی
 معصیت سے منہ اسکا سیاہ ہوا ہو جو اس گستاخی کو تبارہا ہو یہ بیباک خیال نہیں کرتا ہو کہ باؤشا
 کے انصاف سے سب لوگ مائل بطاعت ہو گئے اور یہ ایسا ہے ادب اب بھلا کیسی بھی آنکھ
 کہیں فساد پر پڑتی ہو یعنی فساد نظری نہیں آتا پناہ شاہ سکندر نگین ہو اور ہو کہ یہ بھی پیغمبر تھے
 سچی جبین اور شاہ ملک آستین کہ مراد دست سے ہو اور ماہ فلک آستان اور شاہ محمد علم
 اور ماہ ستارہ چشم ہو اور آدم موسیٰ قدم اور حیدر احمد توان قولہ پرچم بخون تو در شکن خود
 گرفت ہو گوشہ خورشید را ہجو خط داستان ہو ایکہ بردنہ خبر بہرام چرخ ہو پیش تو جو بین شود
 در صفت کین چون میان ہو روز دعاے تو مرگ مالش باے عدد ہو در شب عدل تو گرگ
 بالمش پاسے شبان ہو حلقہ درگاہ تست دائرہ کاندرو ہو کم بود از نقطہ عرصہ ہر دو جهان ہو
 روح قدس خواست تاروے ہند بردرت ہو بر شدہ صد سالہ راہ از قم لامکان ہو تازہ چارن
 جنبش نہ شو ہرست ہو مادر عالم نزا دیش تو صاحبقران ہو و در سحر گاہ تست رقیۃ الیاس فخر ہو
 مفلس درگاہ تست خازن دریا و کان ہو بحر عقول نہور شہر علوے نہور ہو باغ امانی نگل روح
 ایمنہ بخان ہو ہر کہ کشد چون قلم سر خط حکم تو ہو درے سیاہش کند چون بر بندش زبان ہو
 خیر و شر ملک را حکم ترا داد امام ہو کہ تو سراز شد و دودہ عباسیان ہو تازہ خروش و خروشن بہر
 طشت کہو ہو بیضہ زرا فگندناغ سیہ از دہان ہو پایہ تخت تو یاد بر سر نہ بہر فراز ہو قبہ چتر تو باد
 بر سر خور سائبان ہو اللغات متخوق کٹوری جھنڈے کی میان نیام روح قدس جبریل قلم
 جمع قبہ سر ہر چیز چار زن عناصر ربیعہ نہ شو ہر فلک صاحب قرآن وہ شخص جسکی ولادت کے دن
 مشتری و زہرہ یا ماہ یا زحل ایک برج یا ایک درجہ میں ہوں رقیۃ بالصم فسون آمانی بظہر سید
 روح امین جبریل جان امی ابو الحسن طشت کہو آسمان پہنچے زرا آفتاب زاغ شب المعنی
 یعنی تیرے جھنڈے کی چوٹا سبک ہو اس کے پرچم نے اپنی شکن میں گوشہ آفتاب کو ایسا گھیر لیا ہو

جیسے خط وستان چہرہ معشوق کو گھیرے ہوتا ہوا کی طرح تو وہ خنجر نون ہر کہ لڑائی کے دن خنجر بہرہ
 جبرج کا کہ مرغ جلا د فلک ہر صفت لڑائی میں خنجر چو بن ہر مثل میان کے تیری لڑائی کے دن برگ
 گلو تیرے دشمن کا گھوٹتا ہوا اور عدل کی شب میں بجیر یہ چرواہے کے پالوئی کا تکیہ ہر اس کے اوپر پاؤں
 رکھتے سوتا ہوا تیری درگاہ کے حلقہ کا ایسا دائرہ ہر کہ آسمین میدان و نون عالم کا ایک نقطہ ہر
 روح القدس نے چاہا کہ تیرے آستانہ علو آشیانہ پر منہ رکھے تو سو برس کی راہ لامکان سے اُدھر
 اور چڑھ گیا تب اُس آستانہ کو پایا جیسے اس چارون عناصر کے اوپر جنبش نوشوہر یعنی نہ فلک
 کی ہر مادہ عالم نے تجھ سا صلہ حقرا نہ بنا تو وہ شخص ہر کہ خضر و الیاس کو صبح تیری دعا کا ولیفہ
 ہوا اور تیری درگاہ کا ادنی مفلس خزانچی دریا و کان کا ہر تو دریا عقول کا ہر جبین در کا شمار نہیں
 نہ صرف در و تو شہر علم کا ہر فقط دروازہ تو باغ امید وں کا ہر نہ گل تو روح امین ہر نہ جان جو پیر
 جنون کا ہر جو کوئی تیرے حکم سے قلم کی طرح سرکشی کرے تو قضا و قدر اول تو اس کی زبان کاٹیں
 اور پھر اس کا منہ کالا کرین جیسا کہ قلم کا حال ہر تجکو امام نے جملہ خیر و شر ملک کا حکم دیدیا ہے
 نیک کرے چاہے بد کرے مختار ہر کسوا سٹے کہ خاندان عباسیوں کا تجھ سے سرفراز ہو گیا
 اب دعائا نبیہ ہر جب تک کہ مرغ سحر کے شور سے جو اس طشت بکود رنگ فلک پر ہر باغ سیاہ
 شبنم کا بیضہ زر کا کہ مراد آفتاب سے ہر منہ سے ڈالے یعنی آفتاب طلوع ہوتا رہے پائے تیرے
 تخت کا سراہ پر اُس کا سرفراز رہے اور قبہ تیرے چتر کا آفتاب کے سر کا سا بان بنے اب
 خیال کر دو کہ قبہ کتر جزو حیر کا ہر

در مدح سلطان محمد تخلق و تعریف خزان و توصیف خوبان

قولہ تیرین در کہ جولان ز سپر تیغ کشان ۛ او نہ ہے تیر کز نہ گوشہ نشینست کمان ۛ سہم امین تیر
 چنان رفت کہ در قلعة باغ ۛ شاخ نازین سپر آویختہ از نوک سنان ۛ ز باغ لولی بجہ صدرہ یسین در بڑ
 و نواگرد سراپدہ زربفت خزان ۛ در بر شاہد آبست بشکر گون محل ۛ کوئی کو نیست ز زرد زخم
 مشکین چو گان ۛ سیب شکل زنج تیار و بعضی لب یار ۛ کز برون لعل ناست و برون شہد

نشان بہ نار بردار برآوردہ سرخون آلودہ وانکہ بیدست کشد نخب ز زمین میان بہ شکل امرو
 و رعب و دست بہم رویا دوسے بہ جانب ناسے زوان بہر نواسے دل و جان بہ دیدہ ابر در نشان
 چو عقیق لب یا بہ ساعد باغ زرا نشان چو کف شاہ جہان بہ یہ قصیدہ کچرل میں ہر ارکان اسکے
 فاعلاتن فعلاتن فعلان یا فعلن یا فعلن اللغات تیر عطار کو کہ وقت تیر
 آسمان تیغ آفتاب تر ہے میں زہ مناسب کمان شاخ زرین شعاع تیر آفتاب تراغ ابر لولی بہ
 باعتبار تلوان جند رہ پیر ہن و تہن باعتبار آب باران و تیر باعتبار سفیدی توانام پردہ مناب
 لولی شاہ آبی ہی کہ میوہ مشہور ہو شکر گمان ام زرد و نار نار سرخون آلودہ و نار تیر دخت بید
 نخبہ برگ بہ رویاروسے مقابل نامے حلق توان آواز و توشہ زرا نشان باعتبار برگ ریزی جو
 زرد و حقی المعنی یعنی اسوقت میں تیر فلک جو عطار دہر جولان و گردش میں ہوا کیسی سپر
 فلک سے تیغ کشیجے ہوے ہو کہ وہ تیغ آفتاب ہوا بر ای مخاطب یہ عجیب تیر ہو کہ جس سے کمان
 گوشہ نشین ہوئی ہو اور گوشہ نشینی کمان کی کیسی الطف ہو تیر اس تیر کے جو عطار دہر اس قلعہ
 باغ میں کہ آسمان ہوا ایسے چلے کہ سپر آفتاب کی شاخ زرین کہ مراد شعاع سے ہوا سکی نوک سنان
 سی لگی رہ گئی جیسا کہ ظاہر ہوا تراغ لولی بچہ ایر کا جو پیر ہن سفید پہنے ہوے ہو اور لولی بچہ باعتبار
 رنگ برنگ ہونے کے اسنے اپنی آواز سے خزان کے سر پر وہ کو زرا بفتہ کر دیا اسے زرد رنگ
 اور معمول ہوا خزان میں اکثر پرند خاموش ہو جاتے ہن مگر یہی کائین کائین کرتا رہتا ہوا شاہ آبی
 یعنی بھی کہ مغل شکر رنگ او زرد رنگ پہنے ہوے ہو جیسے کہ نہی زرد رنگ بھی ہوتی ہو اور اکثر کھڑکی
 بھی ہوتی ہو جو خواب مغل کے مشابہ ہو بس تو اسکو اگر دیکھے تو یہی کہے کہ یہ ایک گوئے زہر یعنی
 آفتاب جو چوگان مشکین آسمان کہ خم میں ہوا محشی نے شاہ آبی کے نیچے آفتاب لکھا ہوا معلوم
 کیا سمجھے اب تو اشعار میوں کے ذکر میں ہن جیسا کہ کہا سبب لفظ ہر زنج یا رنگی شکل ہوا و متع
 میں لب یا کہ ظاہر لعل ناہن اور باطن میں شہد نشان جو تکلم ہوا اور دخت نار نے دار پر
 جو شاخ ہوا سرخون آلودہ کہ مچل اسکا ہوا ظاہر کیا اور وہ جو بید ہوا نخبہ زرین میان سے نکالے ہوئے ہو

جو برگ زرد آسکا ہر شکل اور وہ کے چودا مکٹھے ہیں ایسی ہی کہ گویا باہم دو چودچ رہے ہیں اور جانب
ملن کے روان ہیں تادل و جان کو نوا دین یعنی خوشہ دیتے ابر کے تو ایسے در افشان ہیں جیسے
عقیق لب یار کے کہ وہ نکل ہی اور ساعد باغ کا ایسا زرافشان جیسے ہاتھ شہا جہان کا زرافشان
باغ کی برگ ریزی سے ہی جو خزان سے زرد ہو رہے ہیں

مطلع در تعریف محبوب

قولہ ای بت ماہ خد و مور خط و موے میان + چند آخر یکے موے کشی کہہ گران + سبب رنگی صنم
چادر کجی و میر + چون عروسان بصر وایہ رومی بچکان + شکن زلف ترالہ تر بر شمشاد + لعل
در پاش ترا نیچہ در آتش نہان + ذرہ ذرہ بسرتخ فنا بادا قطع + در دل بدر اگر مہر تو گیر نقصان +
خیز چون صبحی ز نیشکر خندہ و مے + پیش گو ساغر زرباز آرزو دہان + شفق مہ سوسے
پردین نرو تا کند + یک مہ چارہ باج بلال تو قرآن + کشتی زر چو بدریاسے نگوں غرق نمود
جہاں کن کہ نماید بسوسے لب جولان + ہر کہ بادہ زخمستان آتی نوشد + در خورش ساغر خورش
چو کفت شاہ جہان + حاکم روسے زمین اجردہ ہفت اقلیم + خسرو و خنجر کل مالک سلطان +
ای فریدون فزائش روش و شام حسام + آبتین آب و موید و گر شاسپ توان + اللغات
کوہ سرین لالہ تر خسار شمشاد و قہر تاجہ ترالہ مراد دندان ساغر زرافشاں شفق مہ شراب سرخ پردین
دندان تہ چارہ بدر مراد پیالہ خج بلال خج انگشت دریاسے نگوں کہ قلب می ہی در خور سزا دار آجر
مزدادون مراد و ظیفہ آرش و سام نام پہلوانان آبتین نام پدر فریدون گر شاسپ نام پدر طہاسپ
المعنی ای معشوق ماہ رخسار مور خط موے میان کب تک ایسی عجیب بات کہ ایک بالی سے
پہاڑ کو کھینچے کھسی ظہورین انگلی اور وہ کوہ سرین ہیں تو ایک سیب رنگ صلم ہی چادر برمی
اور بے ہوے جیسے غروبین بصر کی دایہ رومی بچون کی ہیں تیری شکن زلف کے واسطے لالہ تر
رخسار کا شمشاد و قہر ہی اور لعل در پاش میں تیرے جوب و سخن سے مراد ہو کچھ کہ وہ دندان ہیز
آتش لب میں پوشیدہ تعجب یہ کہ آتش اور نیچہ بدر کے دلین جو منہ کامل تیری بھری ہو اگر فوراً بھی

شفق اس میں آئے تو خدا کرے ذرہ ذرہ اُس کا تیغ فنا سے قطع ہو جائے اب صبح ہی تو بھی مانند صبح دم
 کے دم بھر تو شکر خندہ کر قبل اس سے کہ صبح ساغرِ ذرا آفتاب کا پھر اپنے منہ سے اُس کے گلے شفق ماہ کا
 جو شراب سرخ ہی پر دین دندان کی طرہ ہرگز نہیں جائیگا جب تک کہ ایک ماہ چاروہ یعنی سپاہ
 پنج ہلال انگشت سے قرآن نہ ہوگا یعنی پانچوں انگلیوں میں نہ لیا جائیگا کشتی زر جو پالہ ہی جب دریا
 نگوں میں کہ ہم کا قلب ہو غرق ہوے تو ایسی کوشش کر کہ لب کی طرہ کی سطح جولاں کرے
 کس واسطے کہ کشتی کا ڈوبار ہنا اچھا نہیں کنارہ پر جا لگنا اچھا ہی بس جو کوئی کہ شراب خمستان
 عشق اتنی سے نوش کرتا ہی اُس کے لایق ساغرِ خورشید کا ہی جیسے پادشاہ جہان کے ہاتھ کے لایق
 ساغرِ خورشید کا ہی اور وہ شاہ جہان حاکم روے زمین کا ہی جسکی وظیفہ خوار ہفت اقلیم ہو اور سارے
 بلکون سلطان کا جو اُس کے تحت تختگاہ میں ہیں سب کا پادشاہ ہو اور فریدون اور آرش رودش
 اور سام حسام آبتین سا ابرو والا مویہ دست گر شایب تو ان ہی قولہ جرج زرین گلہ و سبز قبا
 ہمہ جاہ و ہچو نے پیش سر کلک تو بر بستہ میان بد نیست از سہم سرتیغ تو جز خط و شکر و کاغذین
 جامہ کسی بر سر بازار جہان بد نیست جز کلک تو طوطی شکر منقارے بد کہ سوے روم زوریار و دان
 ہندستان بد چون کمان دید کہ دلجوے عدو شد تیرت بد ہر دم از خانہ برون میکندش از آں بد
 قرص خورشید آتش از ان تیز کند تا ہرگز بد نہ رسد دشمن بے آب ترا دست بنان بد ایکہ از عدل تو
 شیر اجم آہو برہ را بد بے زبان پروردش و در ہن خود جو زبان بد اللغات زرین کلاہ آفتاب
 بر بستہ میان یعنی از کمستان کاغذین جامہ کہ مستغنیث زمان قدیم میں پہنتے تھے روم کاغذ
 دریا کف شاہ ہندستان دوات اجم جنگل شیر ہج اسد آہو برہ آفتاب زبان و زبان بنیں
 خط المعنی یہ جرج زرین کلاہ کہ آفتاب ہی اور سبز قبا والا بابا میں ہمہ رفعت و جاہ تیرے کلک کے
 سامنے کی سطح ہر دم مکر بستہ و مستعد الخدمت ہی کہ جو اسکی زبان سے نکلے تجالاؤں اور مکر باندنا
 اسکا منطقہ البروج سے ظاہر ہر کالفظ جو بمعنی سینہ کے ہو میان اور سر کیواسطے کیسا مناسب ہی
 تیری ایسی سہم و ہیبت ہی کہ اب سوا بے خط و شکر کے جو کاغذ میں لپیٹے جاتے ہیں اور کاغذی

پیر بن پنه بن کوئی کا غدنی پیر بن نہیں ہر اور زبانہ قدیم میں دستور تھا کہ مستغنیث کا غدنی پیر بن
 ہوتے تھے غرض کوئی کسی کا فریادی نہیں ہر آواز ایسا سواسے طبعی شکوہ منقار تیرے کلاک کی کوئی
 نہیں ہر کہ ہندستان سے براہ دریا دم بھر میں روم کو جائے ہندستان و دات دریا دست ممدوح
 روم کا غد لکان جو برابر اپنے خانہ سے تیر کو نکالے جاتی ہر اس سبب سے ہر کہ اُس نے دیکھا کہ دشمن کا
 تیرے یہ دلجو ہو گیا ہر دیکھو کیسا ابلغ ہر کہ بمعنی دلجو سے اور دل داری کے بھی ہر اور بعض تلاش دل کے
 بھی کہ کہاں ہر اُس میں گسسون قرص آفتاب کا جو آگ اپنی تیز کرتا ہر یہ سبب ہر کہ دشمن بے آب
 بے آبرو کا ہر کہ بھی روٹی کو نہ ہو پختے جیسے گرم کیا کو چھو نہیں سکتے مطلب یہ ویسے تو اس بے آب کو
 روٹی خود ہی میسر نہیں ہر شاید میری ٹیکس کو تک تو یہ بھی نہ لے سکے بے آب کیا ہر خوب ہر بھٹے
 بے آبرو اور نیز جسکو پانی بھی نہ میسر ہوا ہر ممدوح تو وہ صاحب عدل ہر کہ تیرے عدل کی ہیبت
 سے شیر نیستانی آہو برہ کو اپنے منہ میں ایسا بے زبان پالتا ہر جیسے اُسکے منہ میں زبان بے زبان
 ہر کہ ممکن نہیں جو دانت اُسکو چھو جائے اگرچہ کبھی دانت زبان کو کاٹ بھی کھاتا ہر شیر برج اسد
 آہو برہ آفتاب کہ خانہ اسکا برج اسد ہر قولہ خلاف تو اگر دشمن بیدین دم زد ہر نیست گلدستہ اقبال
 ترا ہر زبان ہر کا میں ست از شر زار مجوسی یا قوت ہر فارغست از ضرر ضرر دے باغ جنان ہر
 گر بہ بیجا دہ رسد عکس نگین تو شبے ہر در کشد خرمن منہ راز رہ کا ہکشان ہر در نصاعد کندے گرد
 پر آفت سو سے چرخ ہر چشم عقب شود سے معدن نور و بران ہر ای ثنا مائے تو سر فاتح ہر زن و
 مرد ہر دے دعا مانے تو سر سیمہ ہر پیر و جوان ہر باغ فردوس مجو بزم بیارائے دبیں ہر نقل و
 شکر مطلب شعر مرگیر و جوان ہر وقت آن شد کہ ز سر ایدہ العامت ہر بدر چون صبح ہند کا ستہ زبر
 خوان ہر زر گر یہاں است درین یکشبہ عقد گہنم ہر بہر پیرا یہ مدح تو ز خاتون بیان ہر تا برین زر و خورشید
 مزین باشد ہر صہوہ زردہ پیرام زردہ و عنان ہر تا بود ذراغ ورم دار و خواصل مدقوق ہر
 چونکہ شاہین نر زاند دودہ رود در میزان ہر باد از ضرر غم پیش تو بر بستر مرگ ہر خصم بے برگ تو چون
 برگ رزان در میرقان ہر اللغات خلاف عکس و بید مجوسی آتش پرست بیجا دہ گہرا و بران

نام منزل ماہ کراہین دو ستارے بجائے چشم کے واقع ہوتے ہیں المعنی پہلے شعر دوسرے سے
 مربوط ہو لینے اگر دشمن بیدار نہ تیرے خلاف میں دم مارا تو کیا غم تیرے گلدستہ اقبال کا کچھ نقصان
 نہیں کسواسطے کہ مجوسی کی آگ سے یا قوت پختہ ہو اور صحرے کے ضرب سے باغ جنان فارغ
 و بیغم بیدار نہ ہیں لفظ بید کیسا مناسب خلاف کے ہو اگر عکس تیرے نگینہ روشن کا کسی رات بجا وہ
 پر پڑے جو برگ کاہ کو کھینچتا ہو پھر ایسا قوی ہو جائے کہ نرین ماہ کو لکستان کی راہ سے کھینچ لے
 اب خیال کرو اسکی قوت کو کہاں سوکھا تنکا گھاس کا کہاں حشر من ماہ خود ماہ اور ہالہ کو
 بھی کہتے ہیں تیرے براق کے گرد اگر بقاعد کے آسمان کی طرقت جاتی تو یہ وہ کحل البصر ہو کہ ویران
 جبکہ طلوع کے وقت جو پیدا ہوتا ہو اندھا ہوتا ہو یہ ویران اس کحل سے ایسا معدن نور ہو جاتا کہ
 چشم عقرب کو روشن کرتا کہ یہ بھی اندھا ہوتا ہو اور چشم عقرب وہ دو ستارے جو بجائے چشم عقرب
 کے واقع ہیں اور ویران پانچ ستارے ہیں اور یہ بھی ایک منزل ہے منازل ما سے آسمان صوح
 جو مردوزن کہ فاختہ پڑھتے ہیں تیری ثنا کو سرفاختہ کرتے ہیں اور دعا تیری سرسبز ہریرہ و جوان
 کے لینے ابتدا تیری ثنا و دعا سے کرتے ہیں بہ خیال قبول تو ایسا مقبول خواطر ہو تو باغ فردوس
 کو مست ٹوھوندہ اپنی ہی بزم آراستہ کر بچر دیکھ کہ باغ فردوس بھی ناچیز ہو اور نقل و شکر مت طلب کر
 میرے اشعار کو ہاتھ میں لے اور پڑھ پھر غور کر کہ نقل و شکر کوئی شے نہیں پشعر فخر ہے آئینہ کے آئینہ
 حسن طلب میں لینے اب وقت ہوا کہ تیرے سر بارہ انعام سے بدر بھی صحیح کی طرح کا سہ زر کاخان
 پر رکھے اسواسطے کہ اس یکشعبہ عقد گہر میں کہ ایک شب میں بین سفیر لڑی بنائی ہو کسی زکریا
 اور کارنی گریان میری خاتون بیان نے واسطے پیرائے مرج کے کی ہیں آئینہ دعا سے تابید ہو
 لینے جب تک کہ لپشت زردہ پیرام فلک کے جسکی عنان زرا ندودہ ہو زمین زرخور شید سے مزین
 ہوتی رہے لینے آفتاب فلک پر نمایاں ہو زردہ پیرام اسکو باعتبار زردی صبح کے جسکو ہندی
 پہلے بادل کہتے ہیں کہا ہو اور عنان زرا ندودہ باعتبار راسعہ اور جب تک کہ زراغ ورم دارا و در حوال
 بدقوق رہیں زراغ شب اور حواصل رات اور دن باعتبار سنیا ہی و سفیدی کے اور یہ عوارض لینے

درم و دق انکو جب شاہین زرا ندودہ آفتاب برج میزان میں جاتا ہی تو عارض ہوتے ہیں کہ
رات بڑھ جاتی ہوں گھٹ جاتا ہی تب تک صفر صفر غم کے جھوکوں سے تیرے سامنے دشمن بے گرب
تیرا بستر مرگ پر مانند ہرگز زراں لیئے انگوڑوں کے یرقان میں رہے ہی زرد کسو اسطے کہ
یرقان ایک بیماری ہے جس سے آنکھیں زرد ہو جاتی ہیں شاہین میں ایہام ہی پرند شکاری
اور ترازو کی ڈنڈی برگ برگ تجنیس تام

در کیفیت رفتن بقلعہ دیوگیر و اہل ساخن پادشاہ آل ہقوت

قبولہ بساں دولت شد بود عرۃ شعبان کہ سوے ملک دیوگیر شد فرمان بد خطاب کرد کہ ای بدر
اجمال ملج بد بہ نیک روز روان شو چو رستم دوران بد نصیر بادشمارا برندہ در مقصد بد حقیقت
بادشمارا خدا سے ہر دو جہان بد تو دیوگیر مخدائش کہ دولت آبادست کہ چار طاق در دست ہشت
باب جان بد ز خط ملک با اگر چہ یک نقطہ است بد ہزار ملک جم دروشدہ پنہان بد حصار اور
ز علو آن چنان غلو دار دہ کہ حلقہ در اور راست آسمان سندان بد فضاے عرصہ یک برج چار
ارکانش بد محیط نہ ربض و ہفت سبز شاہ دوران بد نواسے نعمہ اطربہ بقاشنوندہ ز طوطیان
شکر خاے بر سرستان بد فضاے اد چونخ یار پر گل و نیل بد ہواسے او چو نسیم بہار شک نشان بد
یہ قصیدہ بحر محبت میں ہی مفاعلن فعلا تن مفاعلن فعلا تن اور فعلا فعلن بھی بجائے فعلا تن
اللغات بسال دولت شدہ ای جلوس پادشاہ کہ سات سو پتائیس تھے اور عدد دولت شدہ کے
بھی ہی ہیں دیوگیر نام ایک مقام کا جو دکن میں ہی کہ ہمیشہ سے کافروں کے قبضہ میں تھا کہ شاہ نے
بدر کو وکیل کر کے بھیجا تھا و نیز نام حاکم انجانیٹ روز نام غلام دستان نام بدر رستم اسمین اصفاف
انہی ہی خط طرف پہنچ کہ طول بے عرض و عمق ہی اور نقطہ طرف خط جس میں نہ طول نہ عرض نہ عمق سندان
ہندی نہائی اور نیز وہ ٹکڑا آہنی کہ کیلون سے دروازہ پر جڑتے ہیں کہ حلقہ در کا اسپر مارنے
سے صاحب خانہ خبردار ہو جاتا ہی چار ارکان چار دیوار محیط فلک اعظم شاہ دوران خیمہ اطربہ نام
دو شجر ہی غلو دہ مبالغہ جو عقل و عادت کے خلاف ہو المعنی مصنف کہتے ہیں کہ سال دولت

شدین جسکے سات سو بیستائیس عدد ہوئے پھر اس بھری تختے اور غرہ شعبان کا کہ مجھ کو یاد شاہ کا
حکم ہوا کہ تو دیو گیکو جو ایک مقام ملک دکن سے ہو جا اور مجھے خطاب کیا کہ ایدہ راج مال ملیج نیکو
کے ساتھ مثل رستم بن دستان کے روانہ ہو محشی نے ملیج شاعر کا نام اور نیکو ورنہ غلام کا نام
لکھا ہو اور کہا کہ اس مقصد میں تمہارا لیجانے والا تمہارا رہ دیکار ہو اور خدا و دونوں عالم کا
حفاظت کنندہ غرض یہ کہ اس سفر میں خدا تمہارا حافظ ناصر ہو اب مصنف دیو گیکر کی صفت
میں کہتے ہیں کہ تو اُسکو دیو گیکر کہ بلکہ دولت آباؤ کہ اُسکے دروازہ کی چو چار محراب ہیں ہر ایک
ہشت جنت کے باب ہیں یعنی ہر ہشت جنت کی کیفیت اُسکی ہر محراب میں ہے اگر چہ ہماری
ملکات کا جو خط ہوا ہی طول و عرض و عمق اُسکا یہ ایک نقطہ ہے جہاں نہ طول نہ عرض نہ عمق نہ ہم
ہزاروں سلطنتیں جمشید کی اسمیں چھپی ہوئی ہیں حصار اُسکا علو و بلندی میں ایسا علو و کھتا
ہو جسکا بیان خلاف عقل و عادت کے ہو اور وہ یہ کہ اُسکے دروازہ کے حلقہ کا آسمان سندان
ہو جو ایک فوراسا ٹکڑا ہوتا ہے ایک ایک برج اُسکا جو اُسکی چار دیواریں ہیں اُسکے میدان کی ایسی
فضا ہے جیسے محیطہ دیوار اور افلاک و ہفت خیمہ آسمان کا کہ وہ فلک نہم ہو اور عرش اعظم اور جو
اُسکے بستان سرا یعنی پائین باغ ہیں اُنکے طوطیوں شکر خاکی آواز سے خوشخبری بقا کی سننے ہو
اتنی ہو کہ یہ جگہ بقا کی ہے یعنی جنت ہے جسکی صفت میں خالدین فیما آ یا ہو بہر حال مصنف کی
غرض جنت سے ہو فضا اُسکی مانند رخ یار کے سنبل و گل سے بھری ہوئی ہو اُسکی مثل
نسیم بہار کے مشک افشان قولہ غراب اد کہ ز چنگ عقاب برد لو ایدہ راج نامے و عروق رہا
عوشن النحان ہر ذر وے روح فیراے سراب اد بردہ ہر چو خاک در گہ ما آب چشمہ حیوان ہر
و ماہ رایت اقبال رزم ما کردہ ہر بہر چرخ سرخ کو ہماش قران ہر چو نعل دوست نبات
بین لوبستہ ہر چو آب چشم حصات قلات او مرجان ہر در آن جناب در آئید و رخ بر آب نہید ہر
و خاک بر در داراے ملک قلع خان ہر بشہر شستہ و بان از زبان ما گویند ہر کہ اید ز گوہر
طفت لب شکر خندان ہر فروغ آئینہ سینہ مبارک نست ہر شروق پر تو شمع معارف

سبحان تو ہی خلاصہ اہل قمر شہ ایجا دہ تو ہی نفاسہ اہل عراضہ انسان نہ کہت جو او تو آن قلم زم
 کھر موجستہ کہ قطرہ بود از دے محیط بے پایان نہ بیا و برب و ریاسے وصل خود مارا نہ جو بحر
 پیش بلہیا سنے خشک تشنہ مان نہ اگر تراست برا ج جلال خود میلے نہ چو آفتاب بسوئے شمالی
 کرد روان نہ اللعاسنی تو تو شہ و آواز عروبن رگہا و تار جریح حلقہ کمان و آسمان مناسب
 نیز کوہ نعل لب و دست معشوق بشد مونگا آب چشم اشک خونین و سفید مرجان مونگا حشرات
 بنگرینہ اقلات و شہما قلعہ خان حاکم قلعہ دیو گیر و قلعہ بہ متنی مبارک و بلند لفظ مبارک مناسب
 بہ قلعہ شروخ روشنہ ہما اہل دولت نفاسہ پاکیزگی عراضہ رہ آور و ممان ای مگذار المعنی عقد
 بڑا بلند و تیز پرواز نہی اور کو الہست اٹران سوہان کے کوئے ایسے بلند پرواز و تیز بہن کہ عقاب
 کے چنگل سے اُنکا تو شہ چین لیتے ہیں ایسے ہی کوئے کی کائین کائین ہر کسینکو ناگوار ہوتی ہر وہ
 ایسی کہ حلق ناسے اور تار باب کے جیسے خوش الحان بہن سراب یہاں کا ایسا روح بآروح فرا
 ہو کہ جیسے خاک چہارمی درگاہ نے آب و رونق آبجوان کی خاکسین ملا دی ہو ایسے ہی یہاں کی
 سراب نے بخود دی ہو اور جیسے کہ ہمارے جھنڈون اقبال نے جو لڑائی کے بہن سر سبز ترخ سے
 ملا دیا ہو ایسے ہی اُسکے پہاڑون کی تیغ کا سر سبزے قران ہر تیر عطار داور جیسے لب معشوق کے سرخ
 ہوتے بہن ایسے ہی وہاں کی زمین مثل مونگے کے سرخ ہو اور مانند آب چشم عاشق کے کنکریاں
 وہاں کے جھگون کی ہرنگ مرجان خواہ سفید خواہ سرخ اسلیہ کہ مرجان موتی کو بھی کہتے بہن اور
 اشک بھی سرخ سفید ہوتے بہن آب مخاطب شاعر سے مخاطب ہو جو کوئی ہو کہ اُس جناب میں جاؤ
 اور برخ آئیں ہر رکھو بیٹھے آب حاصل کرو جیسے خاک در درارے ملک قلعہ خان نے آب حاصل کی
 ہو جو حاکم اس قلعہ کا پتہ اور اول اپنے دہن کو خوب شہد سے دھو کے جو مراد شیرین کلائی
 بے ہو ہارنی زبان سے کہو کہ اہو مدوح تیرے گوہر لطف سے لب شکر کے خندان ہیں بر عایت شیرین لب
 کے شکر بہن لب کو کہنا ہو اور فروغ تیرے ہی سینہ مبارک کی روشنی پر تہ شمع معارف سبحان
 کی ہو تو ہی خلاصہ اہل دولت عالم ایجا دہ کا ہو اور تو ہی ایک نفیس شہ اہل عراضہ انسان میں ہو

انسان جو خفہ اور نفیس ہیں انکا فاسہ تو ہی تیری گنت توہ قلم گم ہو جہیں ہر جہیں بجائے آب گوہر
 کے موصین اٹھتی ہیں جسکایہ محیط بے پایان ای سمندر ایک قطرہ ہے آب شعر آئندہ خبری اور یہ
 سب اشعار حیدر جہ معترفہ یعنی آ اور لب دریا وصل پر اپنے دریا کی طرح جیسے اُسکے لب خشک
 رہتے ہیں ہکو تشنہ مت چھوڑ اگر تجھ کو اپنی اوج جاہ و جلال کی طرف کچھ رغبت ہے تو آفتاب کی طرح شمال
 کی طرف روانہ ہو رات کو آفتاب شمال کی طرف ہو کے شرق کو جاتا ہے اور کینا جاہ و جلال سے
 طالع ہوتا ہے کس واسطے کہ سب سیارات و آسمان کی حرکت شمال سے جانب جنوب کے ہے ہر آسمان
 دن رات انکا گذرتا ہے مژدویہ کہ طرف خلیفہ وقت کے روان ہو تو لب بیا و سرمہ صدفت بر بیاض
 دیدہ بال بد سوا و خلعت فرخندہ امام زمان بد بیا و چون مرزہ بر طرب بام چشم بنہ بد بیاض آیت
 منشور دالی دوران بد خلیفہ بحق احمد امام ابو العباس بد کہ آفتاب زمین ست و سایہ یزدان بد
 ز عدل دوست کہ میگردد آہوے زمین بد بہر سحر دم سمین گرگ را بد بان بد ز سرمہ خنجر اودان کہ تیر
 سوختہ دید بد میان ہفت سپر آفتاب را لرزان بد تو جہد و زور و بدر گاہ قاہرہ پیوند بد ازین
 پس بتو بخشہ بقاے جاویدان بد چو این خطاب زمایش خان فروخوانی بد بدست بوس
 دوا تش چو خامہ سجدہ کنان بد بہر خطے کہ کثر سر نہید ہجو قلم بد بہر عطا کہ دہد جاوید بر سر آن بد
 ہمیشہ تاکہ شہ انجم از ولایت شرق بد ہلک غرب بیک روز میرسد آسنان بد زمین تابش خورشید
 شرق لم یزلی بد مباد از سر خان دور سایہ سلطان بد قطرہ شکرست اینکہ بدر چاچی گفت بد
 سمیٹہ در رست اینکہ سفت فخر زمان بد چو در ہنوض شود موکب جلالت خان بد بسوے تخم
 شاہ بحر و بر سلطان بد خبر کنید جہان را کہ خواجہ آید بد چو آفتاب منشور ز سایہ یزدان بد نص
 ہزار پیادہ ہصد ہزار سوار بد ہصد ہزار سنان و ہصد ہزار کمان بد ایلخات آہوے زریں
 آفتاب دم گرگ صبح کاذب ہندی پو تیر سوختہ عطار و محرق آلم نزل ہمیشہ قطرہ تنگ ہندی
 آون سیمطہ و سیمطہ (نظمی) ہنوض کوچ کرنا موکب لشکر المعنی آ اور سرمہ کیطخ سوا و خلعت مبارک
 امام زمان کی بیاض و دیدہ بین لگا اور آ اور جیسے بلکین کنارہ بام چشم کی نہیں ایسے ہی آیت

فرمان احسان والے فرمان کی آنکھوں پر رکھ اور وہ والی امام بحق احمد ابوالعباس ہو جو آفتاب
 زمین کا اور سایہ خدا کا ہو یہ اُسکے عدل سے ہو کہ آہو زمین لینے آفتاب ہر سحر دم سینا ہی سفید
 جسکو پوکتے ہیں برگ کی جو صبح کا ذب ہو ٹھہرین پکڑتا ہو وزنگرگ و آہوئے کیا مناسب است اور
 اُسکے خنجر کی سہم و ہیبت ہو کہ عطار و محترق نے جو آفتاب کو دیکھا تو ہر چند سات سپر آسمان کے
 درمیان میں تھا تا ہم کا نیتا تھا اور جرم آفتاب کا ظاہر کا نیتا معلوم ہوتا ہو اور قرب آفتاب سے
 عطار و محترق ہو جاتا ہو پس تو کو کشش کو اور اُس درگاہ والا میں شامل ہو جا کہ پھر تجھ کو بقا و قیام
 ہمیشہ کا حاصل ہو جائیگا اور ہمارا خطاب پادشاہ کے سامنے تو پڑھ دے تو ہاتھ سے دوا
 اُسکی چوم جیسے قلم سجدہ کرتی اور چومتی ہی سجدہ کرنا اور جو منا قلم کا دوا تو کو یہی چھبکنا قلم کا
 ہو واسطے ڈوب کے مطلب یہ کہ بمقتضای ادب دوا تو چوم کے سامنے رکھ دے اور امیدوار
 جواب کا ہو پھر جو خط کہ وہ لکھے اُس پر قلم کی طرح سر رکھ دے لینے اُسکا مطیع ہو اور جو عطا کہ بخشے
 اُسکو اپنے سر پر رکھنے بنظر عزت و تعظیم اب دعا تا بید ہو لینے جب تک شاہ انجم لینے آفتاب
 ولایت شرق سے ایک دن میں آسان طور پر ملک مغرب میں پہنچتا رہے برکت چمک خورشید
 شرق لم یزلی سے سایہ سلطان زمانہ کا سر پر خان مذکور کے ہمیشہ رہے کبھی دور نہو شعر آئندہ
 نغز یہ ہو کہ یہ قصیدہ جو بدیع چاچی نے لکھا ہو ایک گون شکر کی ہو قصیدہ نہیں ہو اور ایک لڑی
 موتیوں کی فخر زنان سے ہو جو مراد اپنی ذات سے ہو اور جب لشکر بزرگی خان کا کوچ کرے
 طرہ تختگاہ سلطان بحر و بر کے تو جہان کو خبر دو کہ خواجہ آتا ہو لینے وزیر اس شان سے کہ سایہ
 یزدان کے نور سے منور ہو مثل آفتاب کے اور لاکھوں سوار اور لاکھوں پیادوں کے ساتھ
 مع لاکھوں حسان اور لاکھوں کمان کے قولہ جمال لعل و شہ خواجہ در غمار سے سیم ہونا چہ ماہ
 زو و در طریق کا بکشتان ہد رکا بدار قمر تیر حیرت کش دار ہد شرابہ رخسرا ہر چراغ زمان ہد
 بنقد نجر شود مشتری از ویر جیس ہد بہ تیرا ہد اگر در کشد کمان کمان ہد بگاہ حملہ کمان سوار
 ارخوا ہد نہ کام فیل بیکد بست بر کشد دندان ہد و گر پیادہ او بزرگین شسار دیباے ہد پیاسے

گازدین چون طبق تخت کو بان + بنیزہ این کلمہ مدد باید از سرشب + بہ بیاباک آن کمر کوہہ بر کند
 زمین + دوران چشم شدہ کم صد ہزار جم بخندم + دوران سپاہ در آئینہ فرشتہ بجان + دوران
 چشم دوشیخاست موسوسے سخند + ہمہ بحر و بدولت چو تخت شاہ جوان + خدا الیگان سلاطین
 محمد تغلق + کہ آفتاب سخا نیست در میان جہان + ہمارے چتر و راسا پہ بر سر خورشید + ہوا سے
 قدرو را پایہ بر سر کیوان + ہمیشہ تاکہ ز باد سہا آب در نہ بخیر + ہمیشہ تازہ جہا بہ سست بادور
 زندان + ہمیشہ تاکہ الف را است عین گوشہ وال + ہمیشہ تاکہ ضیا کا است چشم را وبران +
 عدو سے بار کہ شاہ بادور شب و روز + چو ماہ در ورم و دق چو مہر در یرقان + اللغات مشتری
 ستارہ و خریدار تیر راے ای راے راست یکر آن اسپ اصیل طبق ایک مرضی ہر کہ بتلون سکے
 پائون میں پیدا ہوتا ہر بیلک بیابے مہول ایک قسم بیکان تیرا تبدیل کو چاک الف علامت برج
 نور عین آفتاب گوشہ وال لام جسکے تیس عدد ہیں وبران وہی باج ستارے ماہ کی منزل المعنی
 خواجہ جو عاری میسم میں بیٹھا ہوا ہر اور چہرہ سرخ و تابان اُس سے اُسکا میدان تو ایسا معلوم ہوتا
 کہ گویا ماہ طریق کہکشان میں چلا جاتا ہر کا بدار اُسکا قمر ہر اسوا سٹے کہ قمر کو پیالہ سے تشبیہ کرتے
 ہیں اور رکاب بہ معنی پیالہ کے ہر اسی وجہ سے جسکے سپر و کار خانہ پانی کا ہوتا ہر اسکو رکاب بدار کہتے
 ہیں اور تیر چرخ اُسکا ترکش دار اور شرابدار حضرتین شراب ہر چیز پیئے کی نہ یہ شراب اور چراغ
 زمانہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُسکے راہبر راے اُسکی کہ راستہ اچھو تیر ہر اگر وہ کسی
 گمان کی گمان کھینچے یعنی کسی بات میں شک کرے تو مشتری نقد سعد سے اُسکا مشتری ہوئے
 کہ اُس شک کو بھی سجد کر دے سوار اُسکے ایسے کہ سبکے ران تلے یکران ہر اگر حملہ کیوقت چاہے
 تو ایک ہاتھ سے ہاتھی کے منہ سے دانت نکال لے اور پیادے ایسے کہ اگر زمین پر پائون جاہن
 تو گاؤں زمین کی اسقدر و بجائے کہ کوہان کی جگہ اُسکے پائون کا طبق پڑے سوار ایسے نیزہ باز
 کہ راستہ کے سر پہ کلاہ ماہ کی اتار لیں اور پیادے ایسے تیر انداز کہ ایک بیلک سے کمر کوہہ کو
 درمیان سے اوکھیر دین چشم اپسا جسکے خاومون میں لاکھوں جمید جیسے گم گئے اور سپاہ ایسی

جسمین فرشتے بجان و دل آئینہ نہیں یعنی گڑبڑ ہو رہے ہیں اور ظاہر کہ ہر شخص کے ساتھ دوزخ ہے
 کرام کا تین ہرقت موجود ہی رہتے ہیں اور اس چشم میں دو شخص مسیحا دم موسیٰ بنی امیہ و حکیم
 و شاعر و دونوں اپنی عمر و دولت میں مثل بخت شاہ کے جوان اور شاہ کون جو خدا ایگانہ سلطین
 ہے یعنی محمد بن تخلق جو درمیان جہان کے آفتاب سخا کا ہے جہان کو روشن کیے ہوئے
 جبکہ ہمارے چتر کا سایہ سرخو رشید پر ہے جس کا تحت فلک چارم ہے اور جھنڈے قدر کا پایہ کیوان
 کے سر پر جو فلک ہفتم پر ہے اب دعا تا بید ہے یعنی جب تک کہ ہوا سے آب زنجیر میں ہے زنجیر آب موج
 اور جب تک ہوا حباب سے نرندان میں ہے اسلئے کہ حباب کے اندر ہوا بھر کے یہ صورت حباب
 کی پیدا ہوئی ہے اور جب تک کہ الف کے واسطے جو علامت برج ثور کی ہے عین یعنی آفتاب گوشہ
 دال کا ہے گوشہ دال کا لام جسکے تیس عدد ہیں اور آفتاب اس برج میں تیس دن رہتا ہے اور
 جب تک کہ وبران چشم کے نور کو گھٹائے ہمیشہ ہمیشہ دشمن شاہ کا رات دن ماہ کی طرح تو درم و درم
 میں اور ہر کی طرح یرقان میں رہے کہ یہ مرض بھی مریض کو جلدی گلا گھیرا دیتا ہے و درم و درم
 بھی روزہ کا بڑھنا گھٹنا

در مدح محمد شاہ بن تخلق و خیالات و حیرت و فکریات

تو کہ بازار آتشین جناب چو مرغ صبح شد نالان و غراب شب بزم طشت گردان بیضہا پنهان و
 مگر بازار دمان طبع جام زرد پدید آمد کہ مرغ بادہ را چون کبک شد منقار خون افشان و شمع بکشیہ
 را بر درونق شعر سیلابی و کہ نار و نقشین روح تاب رنگ ریزگان و مگر با مشتری میگرد و سودا جوہری
 شب و کہ ترہرہ آن در ست زرد پدید آرد و در میزان و نہان شد مشتری از پیش و سودا از میان
 برخاست و فرو بستند نقادان علوی را در دکان و تو گر نقد و دال خواہی و لم قلبست بازار آتش و
 کہ از سودا کے زلف نیست این صفرا سے دل ای جان و ندارم و چہ رویت از شک و جہ عین
 میں انیسست و مران چون اشکم اندر وے بوجہل این نقد را بستان و مرا بر ساحل دریاز موج
 خون دل گشتہ و مزہ چون شاخ مر جانے گزیدہ ز رفتہ مر جان و تیرا پریشہ گویا نہایتے رستہ از شک و

گاؤں میں چون طبق فقہ کو ان + بہ نیزہ این کلمہ مر رہا پیدائش شب + بہ بلیک آن مکر کوہہ بر کنند
 زمین + دران چشم شدہ کہ صدمہ ہزارہ جم بخندم + دران سپاہ در آمیختہ فرشتہ بجان + دران
 چشم دوشینجاسے موسوسہ سخند + ہمہ بعر و بدولت چو تخت شاہ جوان + خدا الیگان سلاطین
 مکر فلق + کہ آفتاب سخا نیست در میان جهان + ہماے چتر و اسانہ بر سر خورشید + او اسے
 قدرو را پایہ بر سر کیوان + ہمیشہ تاکہ ز بادست آب در زنجیر + ہمیشہ تازہ حباب سست بادور
 زندان + ہمیشہ تاکہ الف راست عین گوشہ دال + ہمیشہ تاکہ ضیا کاست چشم را وبران +
 عذوئے بار کہ شاہ بادور شب و روز + چو ماہ در ورم و دن چو مہر در برقان + اللغات مشتری
 ستارہ و خریدار تیراے ای راے راست گیر آن اسپ اصیل طبق ایک مرض ہی کہ بلیون سکے
 پائون میں پیدا ہوتا ہی بلیک بیایے مجهول ایک قسم بیکان تیرا مانند بیل کو چیک الف علامت برج
 نور عین آفتاب گوشہ دال لام جسکے تیس عدد ہیں وبران وہی پانچ ستارے ماہ کی منزل العتی
 خواجہ جو عاری میسم میں بیٹھا ہوا ہی اور چہرہ سرخ و تابان اُس سے اُسکا میان تو ایسا معلوم ہوتا
 کہ گویا ماہ طریق کہکشان میں چلا جاتا ہی رگابدار اُسکا قمر ہی اسواسطے کہ قمر کو پیالہ سے تشبیہ کرتے
 ہیں اور رگاب بہ معنی پیالہ کے ہی اسی وجہ سے جسکے سپرد کار خانہ پانی کا ہوتا ہی اسکو رگابدار کہتے
 ہیں اور تیر چرخ اُسکا ترکش دار اور شرابدار خضر ہیں شراب ہر چیز نیچے کی نہیہ شراب اور چراغ
 زمانہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُسکے راہبر راے اُسکی کہ راست اچھو تیر ہی اگر وہ کسی
 گمان کی گمان کہینچے یعنی کسی بات میں شک کرے تو مشتری نقد سجد سے اُسکا مشتری ہوئے
 کہ اُس شک کو بھی سجد کر دے سوار اُسکے ایسے کہ سبکے ران تلے گیران ہی اگر حملہ کیوقت چاہے
 تو ایک ہاتھ سے ہاتھی کے منہ سے دانت نکال لے اور پیادے ایسے کہ اگر زمین پر پائون جائیں
 تو گاؤں زمین کی اسقدر و بجائے کہ کوہان کی جگہ اُسکے پائون کا طبق پڑے سوار ایسے نیزہ باز
 کہ رات کے سر پہ گلاہ ماہ کی اتار لین اور پیادے ایسے تیر انداز کہ ایک بلیک سے مکر کوہہ کو
 درمیان سے اوکھیر دین چشم ایسا جسکے خاموں میں لاکھوں جمشید جیسے گم گئے اور سپاہ ایسی

جسمین فرشتے بجان و دل آمیختہ ہیں یعنی گڈ بڈ مہور ہے ہیں اور ظاہر کہ ہر شخص کے ساتھ دوزخ
 کرام کاتبین ہرقت موجود ہیں رہتے ہیں اور اس چشم بین و شخص مسیحا دم موسیٰ سخن ہیں اور حکیم
 و شاعر و وزن اپنی عمر و دولت میں مثل بخت شاہ کے جوان اور شاہ کون جو خدا ایگانہ سلاطین
 ہی یعنی محمد بن قحطی جو درمیان جہان کے آفتاب سخا کا ہر جہان کو روشن کیا ہونے
 جیسے ہمارے چتر کا سایہ سرخ و شیریں ہر جس کا تخت فلک چہارم ہی اور جھنڈے قدر کا پایہ کیوان
 کے سر پر جو فلک ہفتم پر ہی آہ و عاتابید ہی یعنی جب تک کہ ہوا سے آب زنجیر میں ہی زنجیر آب موج
 اور جب تک ہوا حباب سے نرندان میں ہی اسلے کہ حباب کے اندر ہوا بھر کے یہ صورت حباب
 کی پیدا ہوتی ہی اور جب تک کہ الف کے واسطے جو علامت برج ثور کی ہی عین یعنی آفتاب گوشہ
 دال کا ہر گوشہ دال کا لام جسکے تیس عدد ہیں اور آفتاب اس برج میں تیس دن رہتا ہی اور
 جب تک کہ دبران چشم کے نور کو گھٹائے ہمیشہ ہمیشہ روشن شاہ کا رات دن ماہ کی طرح تو درم و وق
 میں اور ہر کی طرح یرقان میں رہے کہ یہ مرض بھی مریض کو جلدی کلا لگتا دیتا ہی درم و وق
 بھی روز کا بڑھنا گھٹنا

در مدح محمد شاہ بن قحطی و خیالات و حیرت و فکلیات

تو کہ ز باز آتشین محتسب چو مرغ صبح شد نالان ۛ غراب شب بزم طشت گردان ۛ بیضہا بہان ۛ
 گر باز از دمان صبح جام زرد پدید آمد ۛ کہ مرغ بادہ را چون کباب شد منقار خون افشان ۛ
 زابر در وقت شعر سیالی ۛ کہ ناز و نقشین روح تاب رنگ ریزگان ۛ مگر با مشتری میگرد و سودا جو ہر
 شب ۛ کہ ترہرہ آن در ستارہ زرد پدید آورد در میزان ۛ نہان شد مشتری از پیش و سودا از میان
 برخاست ۛ فرو بستند نقادان علوی را در دکان ۛ تو گر نقد روان خواہی دلم قلبست باز آتش ۛ
 کہ از سودا کے زلف نیست این صفر سے دل ای جان ۛ ندارم و چہ رو حیرت اشک و چہ عین
 میں نیست ۛ مران چون اشکم از روستہ بوجہل این نقد را بستان ۛ مرا بر ساحل دریا ز موج
 خون دل گشتہ ۛ مزہ چون شاخ مر جائے کہ دیر ز رفتہ مر جان ۛ تیرا پر پستہ گویا نیاستے رستہ از تکر ۛ

کہ باشند را با سہ اشک و لہار کند بریان + و دو حاجب برہنہ و شب سپستہ در تاب انداز غیرت +
 کہ و انم خوابکہ سازند و محراب گہستان + و بچہ چشم خود از مردم نہ بینی روئے مستی را + نہ عدل
 خسر و عالم یگانہ حاکم دوران +

مطلع ثانی

قولہ درست زہر و اسجے یافت باز از چشمہ حیوان + و زہر و سوزن شد کافور و مشک روز و شب
 یکسان + و چو ہم بالا سے ترک روز شد جد سیاہ شب + و فروئے سوئے جد آید چو در بالافتہ نقصان +
 یہ قصیدہ بحر ہزج میں ہر ارکان اسکے مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین یا مفاعیلین اللغات
 مخالب بالکسر چنگ باز آتشین مقلب آفتاب با شمع طشت آسمان بیضہا ستارہ مرغ باوہ صراحی
 تسبیح یکشبہ ہمتاب شعر سیامی جامہ سفید روشنی آفتاب نقش بندہ روح نبات رنگ ریزگان آفتاب
 سودا معاملہ و تار کی درست زہر آفتاب فاعل فرو بستند قضا و قدر نقادان علوی کو اکبائے آن جان
 و جامی قلبہ دل و ناسرہ باز آرد پس کن صفراز روی و تلخی و رنج و محنت عین چشم و زہر
 ساحل برود و با چشم زہر و مرجان اشک سرخ بستہ گوید ہن نبات خط شکرت حاجب ابرو و محراب
 ابروستان چشم درست زہر آفتاب شاہ انجم آفتاب المعنی جب باز آتشین پنجہ کو جو آفتاب ہو و بیک
 مرغ صبح نے فریاد اٹھائی زارغ شب نے جو اندھے رکھے بختے کہ وہ اندھے ستارے ہیں طشت فلک
 کے طے چھپا دیئے یعنی آفتاب طلوع ہوا ستارے غروب ہوئے شاید مہر وہاں صبح سے جام زہرین
 آفتاب کا نکلا کہ مرغ باوہ کی جو صراحی ہو مانند کبک کے منقار خون افشان ہوئی کبک کی منقار
 سرخ ہوئی ہو مرغ باوہ کی منقار اسکی ٹوٹتی اور صراحیان بصورت مرغ و کبک وغیرہ کے ہوتی ہیں
 تسبیح یکشبہ ماہ کی کہ ایک ہی شب کار بگیا تھا شعر سفید سے کہ وہ روشنی آفتاب کی ہو سیاری رونق
 کھودنی کسوا سے کہ نقش بندہ روح یعنی نباتات کا تاب و رنگ ریزگان کی نہیں لاتا ہر مطلب یہ کہ مزاج
 ماہ کا سر وہی نبات و گل کہ نازک چیز ہیں انکا نقش بندہ ماہ ہو اور مہر گرم طبیعت ظاہر و سلیقہ لعل
 و زہر و وغیرہ کہ سنگ سخت ہیں انکا رنگ ریز یہ ہو بیشک جو ہری شبنم مشتری سے رات کو سودا کرتا تھا

شرح قصاید بر قیاج

جب تو زہرہ نے اشرفی زرد کو کہ یہ بھی آفتاب ہو میزان سے ظاہر کیا حاصل یہ کہ آفتاب میزان ہو
گیا چنانچہ اب مشتری بھی اٹھ گیا اور وہ جو اسکے اور شب کے درمیان میں سودا ہو رہا تھا وہ بھی گیا
قصائد قدر نے ان نقادان علمی کو اکب کی دکان کا دروازہ ہی بند کر دیا اب خطاب معشوق
سب سے ہو کہ تو اگر نقد روان چاہتا ہو ای راج یا جان اور میرا دل قلب اور کھوٹا ہو تو جو کچھ غیر ہے
کہ ای جان یہ صفا میرے دل کا یعنی زردی ترے زلف کے سودا سے ہی مطلب یہ کہ زلف قدر دل
کا کوٹھا و زرد ترے ہی سبب سے ای بازارش میں لفظ بازار کیسا خوب ہو اور ایسے ہی سودا و صفا
میرے پاس کوئی صورت زرد کی نہیں سوائے دزدانک کے پیر غنی عین وجہ یہی ہو تو اشک کی طرح
مچھو اپنے سامنے سے مت ہانک اور وصل کے عوض میں اس نقد کو لیے میرے کنارہ دریا کے
کہ کنارہ رود دریا چشم ہو معج خون دل سے بلکین تو ایسی ہو گئیں جیسے شاخ مرجان کہ ان سے
زرد پر مرجان کرتے ہیں زرد رخسار مرجان اشک سرخ خون ترے تو پستہ گویا کی شکر پر نبات جی
پستہ دہن شکر لب نبات خط جو شوراب اشک سے دلون کو بریان کرتا ہو دو حاجب جو ابرو ہن پستہ
اس غیرت سے بل کھائے ہوئے ہیں کہ مست تیری چشم کے ہمیشہ اس محراب ابرو ہن جو جگہ
مجہدہ کی ہو سوتے ہیں بھلا استون کے سونے کی جگہ محراب کب ہو اور حال یہ ہو کہ عدل خسرو
یگانہ حاکم زمانہ سے کہیں مستی کی صورت سے اسے تیری چشم مست کے نظر نہیں آتی ایسی معدوم
ہو گئی معنی سلطان ثانی کے یعنی درست زرد کہ آفتاب ہو پھر چشمہ جیوان سے جو مراد برج میزان
سودا و رواج پایا ای معج میزان میں گیا کہ از روے وزن کے کاغذ و مشک و نزات کا کیسا ہو گیا
یعنی دوزات برگر ہو گیا جو ہم قدر ترک زرد کی زلف سیاہ شب کی ہوئی اب جتنا اُس کا تگہ ٹیگا
اہنی ہی زلف پڑھیک کی اُسکی کی اسکی افزونی ہوگی قولہ نہ از میزان عدل شاہ انجم راستی مست
اکی در جانب چین شد فروزے سوئے ہندستان + مگر خورشید را جمشید چین گفتن مجاز آمد +
تحقیق ست شاہ ہندستان ہندستان منہ تابان + خدیو مشرق و مغرب محمد شاہ بن تغلق + کہ
خورشید ست از تیغش میان نہ سپر لزدان + دوران روز یکہ از گرد سپہ ابرسیہ جوشد + نہ برقی تیغها

گزود ہوا را تیر را باران ۛ زرد کوس در ساز و بڑاے خصم خنک مرگ ۛ ہسان برق در تاز و کست شاہ
 در میدان ۛ قند و پائے گیرانش قصار اسر قدر اتن ۛ گداز و از قفٹ تیغش فلک را دل ملک را
 جان ۛ قمر بربضہ قوسش نگار و صورت ورقہ ۛ عطار و در سر تیرش سپاہ و زہر و در پیکان ۛ
 کند ناہید پیرایہ ز خود و درع شہ پیدا ۛ شود خورشید چون سایہ بزیر جہر شہ بہمان ۛ بیک حملہ خیانت ہم
 افتد اندر نہ قضاے چرخ ۛ کہ بگریزند از تیرش دو عالم سوئے چارہ ارکان ۛ و را با چارہ انو
 بزیر ران یکے گردون ۛ و را در حفظ وہ ماہی بہ بحر کف یکے نقبان ۛ و را باید خود را تیرش ز فرق
 صبح خنجر زن ۛ ستاند گزراہ محش ز دست ز ستم دستان ۛ اللغات راستی براہری حین روز
 ہندستان شب کیمیت اسب سرخ یال و دم سیاہ میدان بالفتح ظن شراب و عرصہ اسب دو
 قبضہ یک کف دست و بالضم وہ چیز کہ ہاتھ سے پکڑی جائے ورقہ بفتحین سیر و سر زہرہ چارہ ارکان
 ای چار ظرف وہ ماہی انگستان نقبان اثر دہا ای شمشیر المصنی یعنی شاہ انجم کہ آفتاب ہر
 جب میزان میں گیا تو ماہ میزان عدلی شاہ سے امیدوار راستی و براہری کا تھا اس واسطے کہ
 ایک دن بڑا رات چھوٹی تھی لہذا کی تو حین کی طرف گئی جو دن ہر اور فرونی ہندستان کی جانب
 جو رات ہر اب کہتے ہیں کہ خورشید کو جو ہمیشہ چین کا کہتے ہیں یہ تو مجاز ہر مگر ہمارا شہنشاہ حقیقی
 ماہ تابان ہندستان کا ہر کہ اُسکو روشن ہی کر رہا ہر اور وہ شہنشاہ خدیو مشرق و مغرب کا ہر یعنی
 محمد شاہ بن تغلق ہر جسکی تیغ سے خورشید باوصف اسکے کہ نہ سپر افلاک میں ہر اور لرزتا ہر جس دن
 کہ گرد سپہ سے کہ وہ روز خنک ہر ابر سیاہ جوش مارے کہ وہی گرد ابر ہر تو ہوا یعنی جوف فلک کو تین
 برق اور باران تیر ہو جائیں خنک مرگ کا تو دشمن کے واسطے موافقت نہ عد کوس کی کرتا ہر کہ جان
 رعد کوس نے آواز کی اور خنک مرگ اُسکو لے بھاگا اور اکثر ہر کہ گھوڑا کوس وغیرہ کی آواز سے
 ڈرتا بھاگتا ہر اور پادشاہ کا کیمیت بدستور میدان میں تگ و تاز کرتا ہر اور یہ حال ہر کہ کہیں تو قضا
 کا سر گھوڑے کے پاؤں میں پڑا ہوتا ہر اور کہیں قدر کاتن اور اُس تیغ کی ایسی آنچ ہر کہ فلک کا
 دل بچھلتا ہر اور ملک کی جان اور جو قضا و قدر کے کہیں ہر کو گرایا ہر کہیں تن کو یہ ہاتھ بلیغ ہے

مگر بظاہر مکر وہ معلوم ہوتا ہے اس سبب سے کہ جسکا سہرتن سے جدا ہوتا ہے قضا و قدر ہی ہے ہوتا ہے
 مصنف نے مثل زید عدل کے قضا و قدر کو کہد یا بنظر مبالغہ قمر اسکے قبضہ کمان پر صورت سپر کی بنا
 ہے بنظر مجفوفی اور خصوصیت قمر کی بلحاظ ہم ضرورتی سپر کے ہے اور عطار دُاسکے سر تیر پر بیگان مین
 زہر برکتھا ہے تا دشمن کی جان بری نہو اور تخصیص عطار دکی بنظر ہنمامی تیر کے کہ عطار د بھی تیر
 ناہید زہرہ کہ نہایت ہی روشن و تابان ہے وہ خود پیرایہ خود وزرہ بادشاہ کا بنتی ہے اور جب ایسا
 ستارہ جس شکر کی پیرایش نیگا اُسکی چمک دمک کا کمان ٹھکانا یا یہ کہ ناہید اُسکے خود وزرہ کی
 چمک سے اپنا پیرا حاصل کرتی ہے اور خورشید سایہ کی طرح اُسکے چتر کے نیچے چھپتا ہے تاب اُسکے
 چتر کی نہیں لاتا ہے باوصف ایسی تاب و درخشانی کے کہ جسکی کوئی تاب نہیں لاتا اگر ایک حملہ
 کرے تو نو قضا ہے چرخ مین ایسی سہم و ہیبت پڑ جائے کہ ایک تیر سے اُسکے دونوں عالم چار
 ارکان کی طرٹ بھاگ نکلیں یعنی چاروں طرف بتاؤ ایسا بھی کوئی بادشاہ ہے جسکا گردون زہر
 ران مع چار ماہ نوکے ہو کہ اس گردون پر تو ایک ہی ماہ نوہر گردون اسپ ماہ نو نعل اور اُسکے
 بحر کف کی حفاظت مین دس مچھلیاں ہیں اور ایک آردہا ہے مچھلیاں و سون انگلیاں اور تعبآن
 تیغ ورنہ گردون پر ایک ہی ماہی ہے برج حوت کی اور ایک ہی آردہا جسکو تین فلک کہتے ہیں
 تیر اُسکا اور کوئی تو کیا طبع خنجر زن کے سر سے خود اتار لیجائے اور نوک نیزہ کی رستم دستان
 ہاتھ سے گرز چھین لے خود صبح کا آفتاب اور خنجر باعتبار اشعہ قولہ قباے غم کشد ورنہ ز قمرش
 رنگی گریان کلا دوزر نہد بر سر زمرش رومی خندان ۴ ز رفیع رایت فتحش سر دشمن فتد در جہرہ
 بدان و جبیکہ از جہرش نیابد روز حشر اسکان ۴ برائے نصیرتش انجم ملا یک وار با موم ۴ بہ
 پیش حاجیان صفہا کشیدہ راست چون مرگان ۴ نہ ہی داوہ چہان را و دگر زگا و سار تو ۴
 کہ پشت شہر خونی گشتہ از بار خزا دان ۴ بآب تیغ شہد راست روے خاک برو جھی ۴
 کہ خم ہرگز نہ بیند چشم جز در ابروے جانان ۴ ز سہم تیغ شیر علم در بیشہ ز رمت ۴ فست و شہر
 فلک بر خاک نہچو شیر شاہ و روان ۴ فلک فیل سیاہنت را کہو و بان ۴ پر خاکست کہ افست

بر چرخش بازی از سر وندان و چنان باریست بر فرق زمین از پایہ تخت کہ ساکن گشت
 این یک گوے با تحریک نہ چوگان و الا تا در خم چوگان مشکین گوے سیمینت کہ چاہے در میان دارد
 بزرگ چشمہ حیوان و ازین چہ روے بدخواہان شد بے آبر و باد و از ان خم چون سر چوگان بر آید
 یاد سرگردان و اللغات زنگی گریان شب باعتبار انجم یا شبنم حاجبان ابروان و در بانان
 مرغان با لضم و بالکسر مفرد و جمع ہر دو گاو سرگز بشکل ہر گاو شادروان بضم وال پرده نہ چوگان
 افلاک چوگان مشکین زلف گوے سیمین رخ المعنی تہر کا ایسا ہر جسکے سبب سے زنگی گریان
 شب کا سیہ پوش ہر جو جامہ ماتم کا ہو اور روزی خندان روز کا اسکی مہر سے کلاہ زر سر پر رکھے
 ہوئے جب جھنڈا اسکی فتح کا بلند ہوتا ہو تو سردشمن کا کھنچا کھنچا پھرتا ہو اور ایسی کھنچا کھنچ
 کہ بعد چندے سکون ہو جائے بلکہ روز حشر تک بھی نہیں وہاں بھی کھنچا کھنچ اسکی رہیگی رفق
 فتح حرا سکان سب مراعات ہین اسکی نصرت و مدد کیواسطے انجم بلا یک کیطرح مردم کے ساتھ اسکے
 حاجبوں کے سامنے سیدھی صفین مرغان کے مثل باندھے کھڑے نہتے ہین مطلب یہ کہ
 انجم اور ملائک اور مردم سب اسکے مددگار ہین کیسی داد دیاں گی اسکے رزگا دسرنے دی ہو
 کہ پشت شیر کے بوجھ سے گدھے نادان کی کہ پشت پر لاوے پھرتا ہو خودی لینے زخمی ہو گئی پشت
 پر لا دنا جسکی ہندی کندھیا چڑھنا ہو پاؤ شاہ کی آب تیغ سے روئے خال لینے مردم خاک زار
 ایسے سیدھے اور راست ہو گئے کہ سوا ابرو جانان کے کہین کوئی بل اور خم نہیں رہا جسوقت
 کہ تیرے پیشہ رزم میں شیر علم کا پتہ کھیلے اسکی ہیبت سے شیر گردن کا لینے برج اسد شیر شادروان کی طرح
 زمین پر گر پڑے شادروان پر وہ کہ اسپر بھی اور بھر پڑے علم پر بھی صورت شیر کی بناتے ہین اور
 شادروان زمین تک ہوتا ہی ہو فلک تیرے پیل سیاہ کیواسطے ایک انبان سیاہ چر خاک ہو کہ اسکو چرخ
 واسطے بازی سر وندان تیرے قیل کے ڈال دیا ہو کہ وہ اس سے بازی سر وندان کی کھیلے
 واضح ہو کہ پاؤ شاہوں کے یہاں ہاتھی بھی لڑاتے ہین اور انکے سکھانے اور واکرے کیواسطے
 گائے پیل کے انبان سیاہ کر کے اور خاک اُسین بھر کے پیل کے سامنے ڈالتے ہین وہ گھبرا

دانت مارتا ہوا ایسا ہی سیاہ انباہ پر خاک فلک ہو سیاہی اسکی خود ظاہر اور پر خاک ہونا اس
 سبب سے کہ جیسا یہ نصف مری اور یہ ہوا ایسا ہی نصف مری سینچے ہو اور سچ میں اسکے کرہ
 خاک کا ہو اور چرخ پر بدینو جب کہ چرخ تو ہی ہو بس تغائر فرضی ہو اور فاعل انگنڈگی قضا و قدر
 محشی نے اس شعر میں کوئی ایسا اشارہ کچھ بھی نہیں لکھا تیسرے پایہ تحت کا فرق زمین پر ایسا
 بار ہو کہ یہ ایک گیند ہو اور فوٹو ڈون کی تحریک اس پر ہو باوجود اس تحریک کے جنبش نہیں
 کرتے ایسے ساکن ہو گئے ایک پایہ کے بوجھ سے اب دعا تابی ہو الا کلمہ تنبیہ کا ہو یعنی جب تک
 کہ خم چوگان مشکین زلف میں گیند سیمیں ہو یعنی زرخندان اور اسیمیں ایک چاہ نیچے چشمہ آب حیات
 کے ہو کہ وہ لب و لہجہ ہیں تب تک اس چاہ سے بدخواہ شاہ کے بے آبرو رہیں اس سے آب
 نہ پائیں اور اس خم سے مانند چوگان زلف یار کے سرگردان رہیں یعنی وصل سے یار و مطلوب

سے محروم رہیں

در تعریف بہار و مدح محمد شاہ بن تغلق متضمن چرخیات و تعریف محبوب

روان شد باز خشت زر چاہ زہرہ در میزان ہو کہ باک فور گرم از وزن مشک سر و شد کیسان ہو
 سپر خچر زنان چون تیر بیرون شد ز کیش تیر ہو کہ اینجا بے سہ پر ہرگز نباشد تیر را جولان ہو زو
 خود بفصل تیر ماں نو بہار سے وہ ہو کہ چون گل میدرم جیب و چو بلبل میگم افغان ہو فروغ لالہ
 خور و باغ صبح را تابی ہو تو لالہ از پیالہ خور زستان داود و بستان ہو محو کر صفوت و روش
 ہلال عید را بیٹی ہو در ایام کلخ انداز یعنی آخر شعبان ہو اگر چہ رومی خندان و راز روق ست ہنم
 گرفتار درم گشت است انیک زنگی گریان ہو بنزد صبح خورشید است جشید و یار چین ہو بنزد آخر ہفت
 شاہ ہنشاہ ہندستان ہو درین شمشاد صبح از مہ دل بہرام و ہلی زن ہو کہ ہندستان در
 افزونست و چین افتاد و بر نقصان ہو نہ ہند کس ز گرد ظلم کرو خاک یک دور ہو نہ تیغ آفتاب
 ملک یعنی سائے یزدان ہو یہ قصیدہ بھی اسی بحر و وزن صدر میں ہو اللغات خشت ز آفتاب
 چاہ زہرہ تنبیہ کہ جانہ بہوٹ زہرہ کا ہو کا فور روز مشک شب سپر آفتاب خچر آفتاب کیش تیر سبھا

خانہ عطار و فصل تیر ساون خورداد ماہ اساطر دلالہ شراب بستان بستان تجنیس ناقص چہین روز
 باعتبار سفیدی ہندستان شب بلحاظ سیاہی المعنی یعنی خشت زر کہ آفتاب ہر چاہ نہرہ
 سنبیلہ سے کہ خانہ ہبوط نہرہ کا ہر پھر میزان میں گئی کہ کافور گرم کے ساتھ جودن ہر مشک سر و کپان
 ہو جائے یعنی دن رات برابر ہو جائیں اسجگہ کافور کو گرم اور مشک کو سرد خدات طبیعت و ولون
 کے کہ بالعکس ہر بلحاظ گرمی روز و سردی شب کے کہ ہر سپر خنجر زن کہ آفتاب ہر کیش تیر یعنی برج
 سنبیلہ سے تیر کی طرح جلد و تیز نکل بھاگا کہ یہاں بے سہ پر کے ہرگز تیر کو جولان نہیں ہر آہ محبوب یہ مہینہ
 ساون کا ہر جو فصل تیر ماہ سے اشارہ ہر اور ماہان میں الف نون زائدہ اپنے وصل سے اس
 مہینہ کو فوہار کر دے کہ میں تیرے فرات میں گل کی طرح گریبان بھاڑتا ہوں اور
 بلبل کی طرح افغان کرتا ہوں فروغ لالہ خور نے باغ صبح کو کیسی رونق دی ہر تولا لہ پیالہ سے کھا
 جو شراب ہر اور بستان سے داد اپنی لے خورداد میں بھی لفظ خور اور داد و ولون موجود ہیں اور
 پیالہ میں ایسی شراب صاف ہو کہ جسکی گاد سے ہلال عید نظر آئے کہ یہ وقت آخر شعبان کلون اندازی
 کا ہر اور یہ دس روز آخر شعبان کے ہیں کہ انہیں بلحاظ آمد ماہ رمضان کے شراب بکثرت پیتے تھے
 اور بند مست ہو کے باہم کلون اندازی کرتے تھے اگرچہ رومی خندان اسوقت میں آزاد و قی میں
 مبتلا ہر یعنی دن روز بروز گھٹتا ہر اور رنگی گریان باعتبار کواکب کہ بصورت قطرات اشک کے ہیں
 ورم میں گرفتار جو مراد رات کے بڑھنے سے ہر صبح کے پاس تو خورشید ہر جو جمشید ای پادشاہ ملک چین
 روز کا ہر اور ستاروں کے پاس ماہ ہر جو ہندستان شب کا شہنشاہ ہر تو بھی ای ماہ اس چھ مہینہ
 میں نقارہ اپنا بام دہلی پہنچا جیسے صبح بام فلک پہنچاتی ہی کہ وہ آفتاب ہر اسلیے کہ در نیو لہندستان
 ترقی پر ہر اور چین نقصان میں کہ ہراد شب و روز سے ہر اور ایسا امن و چین کہ گرد ظلم سے گرد خاک
 کے کوئی ڈھونڈھے تو ذرہ بھر بھی نہ پائے ایسی ہیبت اس پادشاہ سائیز نردان کے آفتاب تیغ کی

مطلع ثانی

قولہ نہ ہی خورشید از نہرت شدہ چون ذرہ سرگردان ہو بگر و شمع رخسار ستار چو پروانہ چراغ جان

تراور لعل ترا ز خندہ مروارید با ساکن بہ برابر طشت زراز گریہ مروارید با غلطان ہ شادہ سے
لعل تو ہر دم جو شکر شاخ شاخ از غم دل بریان کہ من وارم جو پیستہ بالب خندان ہ مرا از تب زخم
ہر دم کہنویہا نماید لب ہ ترا از شادی این غم سپید ہا کند دندان ہ تنم در دیدہ مردم جو مور
زرد در جنبش ہ خطت بر لالہ چون مار سیہ بر آتش بیجان ہ چو شد دل بستہ مہر تبکش و ششہ
بکش تبشہ ہ چو ناوک در جگر دار و کمن ترکش بکن قربان ہ تو شاہ جملہ خوبانی و شام چرخ زلف
بران خورشید مینا بد چو باہ رایت سلطان ہ محمد شاہ بن تغلق کہ بر ترشہ زاقبالش ہ لو اس
آل ہر اسے ز اوج ظارم کیوان ہ یگانہ شہسوار مہفت میدان زمین شاہی ہ کہ گرد خاک
بدگویش سزد نہر گشتہ چون چوگان ہ بنی نامہ و بنی مسند ملک قدر و فلک رفعت ہ خضر علم
سکندر رسد عمر عدل و علی احسان ہ بلکت احمد مرسل بشوکت حیدر غازی ہ بصفوت عیسی
مریم ہیبت موسی عمران ہ اللغات مروارید دندان طشت زراز شاخ شاخ جو چو ترک
گذاشتن خورشید رخ تو جھنڈا خاک عبارت جسم سے المصنی آؤ محبوب تو وہ ہو کہ تیرے ہر سے
خورشید مثل ذرہ کے سرگردان ہو سرگردانی اسکی اور ذرہ کی ظاہر اور تیری شمع رضا پر مثل
پروانہ کے چرواغ جان کا قربان تیرے لعل ترین جواہر ہن خندہ میں مروارید دندان ساکن ہن
اور میرے طشت زراز چہرہ پر گریہ سے مروارید ایو اشک غلطان ہن بے وجود تیرے لب کے
شکر کی طرح دل بریان میرا چو چو رہوا اور یہ دل بریان میرا ایسا ہو کہ بظاہر مثل پیستہ کے باب
خندان ہو شاخ کا لفظ کیسا خوب ہو کہ شاخ نبات قسم مصری سے بھی ہر تیرے بسبب تب کے غم کے
مار سے ہر دم لب کہو در ہتے ہن جیسے بعض بخار والے کے ہو جاتے ہن اور تجکو میرے اس غم
کی خوشی سے ہر وقت دندان سپید ہن یعنی تبسم تن میرا موہیز رو کی طرح ویدہ مہر میں حرکت
کہ تاہو اور تیرا خط لالہ و خسار پر مثل مار سیہ کے لپٹا ہوا ہو جب دل میرا بستہ تیرے مہر و عشق
کا ہو تو غرا غیب سے دشنہ کھینچ اور تبشہ مجکو ناز و ال اور جب ناوک تیرا میرے جگر میں ہو
تو مجکو چو چو رہے مبت قربان نہی کر دے تو شاہ جملہ خوبانی کا ہو اور تیرے شام زلف کے پوچھ

خورشید پرچ و خم کھار ہی ہو اور چمکتی ہو جیسے ماہ رایت سلطان کا کہ وہ محمد شاہ بن تملق ہو جس سے آل بہرام کے اقبال کا جھنڈا اوج طارم کیوان سے بالا ہو گیا اور چرخ ہفتم سے وہ یکہ شمسوار ہفت میدان زمین ہفت اقلیم کا ہو اور ایسا شاہ کہ بدگو اسکا اس یلاق ہو کہ خاک اسکی یعنی جسم اسکا چوگان کی طرح سرگشتہ رہے اب دونوں شعر بعد کے صنعت ترصیع میں اور صاف مگر ضروری و خوبی کی بات جو ہو عرض کروں عمر و عدل نہایت ہی بلیغ ہو یعنی موافق قاعدہ نخوی کے عمر میں عدل بھی ہو کہ معدول عامر سے ہو پس عدل و معدول دونوں موجود ہیں اور عمر میں عدل دونوں طرح ویسے بھی کہ عادت کریمہ انکی تھی اور حسب قاعدہ نخوی قولہ زہی تحت بلندت را قدم بر تارک کرسی بدخنی نخل سمندت را شرف بر تاج نو شہروں بد تو آن شاہی کہ در عالم شد از خورشید روشن تر ہو کہ شمع دودہ عباس از عدل تو شد تا بان بد تو سلطان سلاطین و آن حرمت علامت راست ہو کہ مغفور از شد غفور و ترکش دار شد خاقان بد مشہ زین قباے خور ز فراشان خاص تست ہو کہ بانہ خیمہ میگرد و بگرد ہفت شاہ و روان ہو ہرے مطبخ خاص تو صبح پر نیان کسوت ہو سحر کہ خیمہ زین زند بر بام ہفت ایوان ہو بساط بارگاہ تو یکے بیدارے ہمیر حد ہو محیط پنج شاخ تو یکے در پائے بے پایاں ہو غبارے را کہ از رخسار شاہان بر دورت آمد ہو بدگیسوے سیاہ حور و بدہر سحر رضوان ہو بدہ نوعش مساحت گردن گردون حصار ت را ہو یکے خشتش فزون آمد ز سہ بعد و چہار از کان ہو ز کوہ حلم تو بر خور گرفتہ ذرہ سایہ ہو ز دور قسری و طبعی نگر و پیش سرگردان ہو بد دوران تو افزونی بخوبی پیش ماہ نو ہو در ایام تو شب و روز نیار و گرد تا بستان ہو سر کلک و ہیرت را چو کا غذا ز کسب آرند ہو قصب ہائے کند ہر شب قمر در خدمت کتان ہو اللغات کرسی سندن جہر بادشاہ پانوں رکھکے تخت پر چڑھتے ہیں اور سندل بمعنی پاپوش پنج شاخ انگشتان رضوان جازن جنت بدہ نوع مراد اس سے بار بار سہ بعد طول عرض عمیق چار از کان عناصر را برعہ خور آفتاب و در حرکت قسری بعد سطر دیگر طبعی بذات خود کسب ایک گیارہ جس سے ریشمان و کاغذ

بنائے ہیں اور نیز رہبان پرست کتان بصب نام ثوب جو کتان سے بچھا جاتا ہے اور الکسفی تخت
 تیرا ایسا بلند ہے جس کا قدم کرسی کے سر پہ ہے جو فلک بہشیم ہے اور فلک تیرے سمند کا ایسا جس کو نوشیروان
 کے تاج پر شرف ہے تو وہ بادشاہ ہے کہ جہان میں خورشید سے بھی زیادہ روشن ہے جس کو ہر کوئی
 جانتا ہے کسو اسطے شمع خاندان عباس کی تجھی سے روشن ہوئی تو وہ بادشاہ پادشاہوں
 کا ہے کہ تیرے غلام کا بوجہ جہت کے مغفور مغفور دار اور خاقان ترکش دار ہے یعنی خدمتگار
 مفتور بر عایت مادہ مغفور دار اور خاقان ترکش دار بدینو جہ کہ تیر خطا کا اچھا ہوتا ہے بادشاہ
 زرین قبا آفتاب کا تیرے خالص فراشون سے ہے کہ نون خیمے لیے ہوئے تیرے ہفت
 شادروان کے گرد پیرتا ہے کہ کسی میں نزول کرے اور فراشون ہی کا کام خیمہ کھڑا کرنے کا ہے
 تیرے مطبخ خاں کیو اسطے صبح بر نیان لباس ہر خیمہ زرین بام ہر ہفت ایوان افلاک
 پر کھڑا کرتی ہے خیمہ زرین آفتاب مطبخ کا تعین اسکے ساتھ اس سبب سے ہے کہ بہ صورت قرص
 کے بھی ہے اور گرمی و حرارت بھی مطبخ کی سی رکھتا ہے ہفت ایوان بدینظر کہ کب آفتاب چارم ایوان
 پر ہو مگر پشت اسکی اس طرف ہے اور دوسرے طرف کہ رو پشت سے دونوں طرف کو روشن رکھتا
 ہے لہذا تیزی بارگاہ کا ایک جنگل مجید ہے اور دریا بیخ شاخ تیری بیخ انگشت کا ایک محیط ہے پائیاں ہے
 جس کا فیض حساب و شمار ہے خارج بادشاہ لوگ جو تیرے دروازہ پر پیادہ پا آتے ہیں انکے سبب
 سے جو عمار اس دروازہ پر آتا ہے اسکو ہر سحر رضوان کیسویں سیاہ حور سے جھاڑتا و صاف
 کرتا ہے تیرے حصار کے نہ گردون نے دس دفعہ پیمائش کی لیکن ہر دفعہ ایک خشت اسکی
 اسکے سہ ابعاد اور چار ارکان سے زیادہ ہی ہوئی گوہر سلم سے تیرے ایک ذرہ سنا یہی آفتاب
 پر پڑ جائے کہ دور قسری سے جو بوا اسطے فلک کے ہے اور دور طبعی سے کہ اپنی ذات سے ہے
 چم و نون سے سرگردان نہو ایسا بوجہ وزن والا ہو جائے تیرے زمانہ میں کوئی افزونی کسی
 پر نہیں ڈھونڈھتا یعنی فوقیت یہاں تک کہ ماہ نو جس کو افزونی ضرور ہے تیرے عدل سے سب
 یکساں ہیں اور تیرے ایام میں تابستان شب و زدی نہیں کر سکتا کہ شب دراز سے کچھ چھوڑے

شب دزد و کسا خوب ہو اگر تیرے منشی کے قلم کیواسطے کاغذ کسب کا لائین تو قمر تمام رات خدمت
کتابان میں قصب بانی کرے کہ یہ بھی وہاں بیوی بچے اور حالانکہ قمر کتابان کو بیٹاڑ کے تار تار کر دیتا ہے
قرآن و ذکر آن مابہی زین کشید بحر کفست در بر و دروان بر روستے برت خشک ابر تر شود باران
اگر دشمن کشد گردن بخنجر خنجرش بر زن بد کہ از گردن کشی کشتست بر لب آبخان نالان و چو جنگ
از راست نمند رگ مخالفت برد زت آن یہ بد کہ از راہ نوا افتد چو پرده برد و حرمان بد کہ
کز جام احسانت ہر دآن داروے دروے بد بخاک پاسے در بانٹ کہ ہرگز نیستش در مان بد
ز رفیع قدر تو حاسد چنان در پستی افتا وہ بد کہ عیسیٰ خواند قارون را فراز خویش آن نادان بد
ز فعل بادو پاسے نسبت برگاوزمین بارے بد کہ افتاد از فشارش چون طبق در پاسے او کوہان بد
ہمیشہ تابو و در پنج شاہی معتبر این رسم بد کہ باشد خمسہ مسروقہ در سلخ ماہ آبان بد ماہ تابان
رایت بادو ائم چون ماہ رایت بد کہ گرد و خست نمشند بر دواز جنیش دوران بد اللغات مابہی
ز برین قلم برت خشک کاغذ ابر تر دوا و خنجر خنجر جنیش خطا بر لب نام ساز مشابہ بسینہ بطارک راست
نہادن اطاعت و فروتنی کرنا بخاک میں با قسمیہ طبق نام بیماری کہ ستور کے پائون میں ہوتی ہے
ہندی رسا خمسہ مسروقہ پنج روز اور چند ساعت میں ماہ شمسی و قمری سے اور طریق منجوں کا ہے
کہ اس پانچ روز اور چند ساعت کو سلخ ماہ آبان یعنی اکھن میں مقرر کرتے ہیں تا بعد چھ برس
کے کچھ کم ایک مہینہ ہو جاتا ہے ہندی میں اسکو لوند کہتے ہیں دوران اس وزن میں سکون عین
روا ہے المعنی یعنی اگر اس مابہی ز برین قلم کو بحر قمر کے کف کا بقل میں لیے فوراً برت خشک کاغذ
ا بر تر دوا سے باران ہو جائے کہ مراد تحریر سے ہے اگر دشمن سرکشی کرے خنجر سے گردن اسکی مار دو
اسو اسٹے کہ وہ بسبب سرکشی کے بقل بربط کے ہو اور بربط بھی اپنی سرکشی سے نالان ہے اگر مخالفت
جنگ کی طرح راست نہ رکھے یعنی اطاعت و عجز تیرے در پر نہ کرے ناگہان نوا یعنی تونہ سے
ایسا کر جائے جیسے پر وہ دروازہ کا اور دروازہ بھی حرمان کا جو کوئی تیرے جام احسان سے
رد دیکھو دار و ہر دہ کی ہو نہ لیگیا قسم ہے تیرے در بان کے خاکپا کی کہ ہرگز اسکی کچھ دو انہیں ہے

تیرے بلند قدر سے حاسد ایسا پستی میں پڑا ہے کہ اُس نادان نے قارون کو آپ سے بالا لایا کر عیسیٰ
 کہا اور ظاہر کرسی فلک چہارم پر بہن اور قارون زمین کے نیچے جانے لگا تک تیرے سمندر کے
 نعل کا اس قدر بوجہ گاؤ زمین پر پڑا جس سے دب بچ کے ایسی ہو گئی کہ طین اُسکا کوہاں ہو گیا اب
 دعا لے لیا ہے یعنی جب تک زنج شاہی میں یہ رسم معتبر رہے کہ جسے مسرودہ ماہ آبان کے سلج میں ہو
 ماہ تابان تیری اسے کاوشیہ ایسا روشن رہے جیسے ماہ تیرے جھنڈے کا کہ گردش کی
 اُسیر گردش زمانہ سے نہ پڑے دونوں مہرایت میں تجنیس رکب ہے

در مدح مجدد مضمون تعریف صبح و صفت محبوب

قولہ نیزہ کشید آتشین روی زرین نقاب ہو کرد بیکدم زدن جیش جیش را خراب ہو از علم آفتاب
 قہر ماہ افنا وہ پرچم شب را کشاوار نیزہ شہاب ہو چون ز خروش خروس طوطی نہ بال جرج
 بیضہ زرین کشید باز خلق غراب ہو کبک خرامان من رقص کنان چون خروس ہو مرغ صراحی
 بچنگ درتہ دامن رباب ہو در برم آمد جو جان دلبرم امان خرع ہو سوسے عشقش روان دانہ در
 خوشاب ہو از غم عتاب اورستہ دورستہ گھر ہو در خم محراب او خفتہ دوست خراب ہو گفت چنین
 زار کردیکشہ بحر توام ہو کرد و شبہ میچکہ بر زمین لعل ناب ہو گفتش ای چون جان از من بیدل
 جہان ہو پیش چو زلفین خویش رو سے زمین بر متاب ہو بر لب مال بہ جام صفت و مبد ہو
 بر رخ مارو سے نہ طرہ صفت تاب تاب ہو چہرہ کشاے صور نقش لب تابہ بست ہو بر رخ بروین
 کہ دیدار دومہ نوحاب ہو یہ قصیدہ بحر بیضا میں ہو ارکان اسکے مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
 اللغات نیزہ آتشین اشعہ روی زرین نقاب آفتاب جیش جیش ستارگان شب بیضہ زرین
 آفتاب غراب شب کبک خرامان معشوق خرع ای از غم عشق رو سے دانہ در اشک و شبہ مروک
 سیاہ و شبہ سنگ سیاہ زلفین زنجیرہ چہرہ کشاے صور مصور مراد حق تعالیٰ پر وین و دانہ دومہ
 نوب المعلنی یعنی جبکہ روی زرین نقاب آفتاب نے نیزہ آتشین شعاع کا تانا لشکر جیش کا
 خود بشمار جمع مجاہدین ستارے سب کو ایک دم میں بگاڑ کے بھگا دیا اور اشکے علم سے جو اشعہ میں

قبہ ماہ کا جو چتر شب پر رکھا ہوا تھا یہ بکٹی کر گیا اور اپنے شہاب نیزہ سے کہ وہی شعاع ہین پرچم شب
کو پراگندہ کر دیا اب کہتے ہین کہ جب یہ حال ہوا کہ شور مرغ سحر سے طوطی نہ بال جرج سے پھر بیٹہ زرین
حلق غراب سے نکلا لامیٹہ زرین آفتاب غراب شب یعنی آفتاب طلوع ہوا تو میرا کباب خرامان
تھرتکتا ہوا مثل خروس کے اور مرغ صراحی کا ہاتھ میں لیے اور دامن کی تہ میں رباب چھپا
میری بغل میں آیا لیکن احوال سے کہ غم کے مارے اُسکے غریق چہرہ چروانے درخو شتاب اشک
کے روان تکتے اور غم عتاب یعنی لب سے دو قطار گہر کی جو دندان ہین جمی ہوئیں اور حجاب
ابرو میں دوست مدہوش چشم کے سوتے ہوئے اور مجھ سے کہا کہ تیری ایک شب کی جدائی نے
مجھ کو ایسا زار و ضعیف کر دیا کہ میرے دونوں شبہ امرو دمک سے چہرہ زرو پر پھل خالص یعنی
اشک خونی ٹپکتے ہین میں نے افس سے کہا کہ امرو جان تو تو مجھ سے ایسا بھاگتا اور منتفر ہی جیسا
جہان مجھ سے منتفر ہوا اب آئینہ مثل زنجیر زلف کے منہ مجھ سے مت پھیرنا منہ پھیرنا زلف کا وہی
لوٹا ہوا ہونا اسکا بس جام کی طرح میرے لب پر لب رکھ اور طرہ کے مثل کہ تاب تاب ہی امرو خم
اپنا منہ میرے منہ پر رکھ کہ وہ بھی تاب ورتاب ہی یعنی زور بر زور مقصور قدرت نے جب تاک تیرے
لب بنائے کہنے یہ کیفیت عجب دیکھی کہ پڑوین ہوا اور دو ماہ نو سے اُسکے رخ پر حجاب پڑا ہوا
پڑوین دندان ماہ نول لب اور حجاب ہی کہ لبون کے اندر چھپے ہوتے ہین قولہ جاوے زلف
زمشک بزرگل تر خط کشیدہ مارسیہ حلقہ زوہرت آفتاب شور بیسے میکم از لب شیرین تو
پیش شہنشاہ ملک خسرو شیرین جواب عیسیٰ عرش آستان موسیٰ طور آستان آدم
مجلس جان خضر سکندرجباب

مطالعہ ثانی

قولہ اولت لک بخش تو قلم و وجہ حباب کہ درسم رخش تو آب لقا و ستر آب شہادہ محمد علم دادہ
سیرت لقب خاکم روسے زمین کردہ امامت خطاب وودہ عباس راسخ رخت دادہ نور
مسکن الیاس را بھر گفت بزدہ آب خلق تو قور تو ابین حسن وآن حسین کہ آتش شمشیر تو

آب رخ بو شراب ہے پیکر بہرام چرخ مطہرے خاص تستہ بہ میکند اس تک مدام برہ بر آتش کباب ہے
 باز کہ بر چتر تو بال کشاید بودہ کر گس نہ بال چرخ ز زیر پرش چون دیاب ہے برہ کہ در سایہ
 عدل تو پروردہ شدہ چون سرستان مکہ نوک ذناب دیاب ہے اللغات شیرین مٹھائی و نام
 معشوقہ خسرو اور شور کے ساتھ صنعت متضاد تو شراب حضرت علیؑ ذناب بالضم گس نوک بالضم
 خطا و بفتح صحیح لیکن منقار کے معنی میں بالضم بھی آیا ہے ذناب جمع ذنب و ذناب جمع ذنب گرگ المعنی
 تیری زلف کے جادو کرنے گل تر رخسار پر مشک سے خط کھینچا ہے گو یا مار سیاہ نے کنارہ آفتاب
 کے جلقہ کیا ہے میں تو تیرے لب شیرین سے خنہ شاہ کے ساتھ بہت شور کرتا ہوں کہ وہ خسرو
 ملک کا ہے اور شیرین جواب بعد کا شعر صاف ہے آدم مجلس جنان یعنی وہ آدم جسکی مجلس جنان
 ہی معنی مطلع ثانی کے تیری کف ایسی لکھ بخش ہے جسکے قلم اور دجلہ دونوں جناب ہیں یا شہیلی تیری وہ
 قلم ہے جسکا دجلہ جناب ہی محشی نے پہلے ہی معنی لکھے ہیں اُس میں ترقی کے بعد تنزل ہے کہاں قلم
 کہاں دجلہ چاہیے تھا کہ زیادہ ترقی ہوتی اور تیرے رخس کے سم کی گرد اور آب بقا دونوں ایسے
 ہیں کہ آب حیات و سراب متن مطبوعہ عد میں آب بقا و شراب لکھا ہے اور محشی نے گرد کے نیچے کاف
 بازی و عجمی اور معنی کچھ نہیں لکھے تیری دانست میں در غلط ہے بلکہ بوا و عطفت ہے یعنی آب بقا
 و سراب کیونکہ خاک و آب میں باعتبار عناصر ہونے کے مناسبت ہے اور گرد و کاف بازی اور
 و سراب کے کچھ معنی نہیں ہوتے اور گرد کو انجیات سے اوپر بھی تشبیہ دی ہے شاہ محمد علم یہ
 لقب تو خلیفہ سپہ نے دیا اور حاکم روسے زمین یہ خطاب تیرا نام نے کیا خاندان عباس کو تیری
 شمع رخ نے روشن کر دیا مسکن الیاس کا دریا اسکی آبرو تیرے بحر کف فیاض نے کھو دی شعر
 ما بعد صاف ہے پیکر بہرام چرخ یعنی چرخ کی تیرے مطہرے خاص کی ہے جواب ہمیشہ ایک برہ آگ پر
 کباب کرتا ہے برہ برج حل کہ خانہ بہرام کا ہے بار جو تیرے چتر پر باز و کھولے ہوئے ہے اس واسطے
 کہ چتر پر تصویر بازو کی بناتے ہیں وہ ایسا ہے کہ نہ کر گس نہ بال چرخ کا اُسکے بڑے نیچے ایک کھٹی
 ہے جو برہ کہ تیرے نہایت عدل کا پرورش یافتہ ہے وہ پھیڑ یوں کی دم کی نوک کو ایسا چوستا ہے

جیسے سر پستان باد رکھ ہر چند کہ برہ کیسے عمدہ بے کلفت خوراک گویا اسکے منہ میں دم کے چھپے
 لگی ہوئی ہر مگر کان نہیں ہلا سکتا نہ برہ نہ رحم عدل سے کہ خوراک اسکا ہو رہا ہو اسکے آزار سے ڈرتا ہو
 قبولہ کلام کو تا بر قمر شعر سیہ یافتہ ہر مقصوب پودہ را کرد و فرما ہت تاب ہر عفو تو دیوانہ وار گردید رک
 در شود ہر سلسلہ داران او بانہ رہند از عذاب ہر پردہ کشی میکنہ بردست زرین رباب ہر
 چنگ ہر از از قیج دست لگیر از رباب ہر چون دہن خاک یافت تو لوی مینا فروز ہر از دہن
 شیشہ ریز لعل زمر و نقاب ہر قلم آتش تنست دیو شہاب افگنست ہر پیل کتارہ ز نسبت
 یبت برق و سحاب ہر شام ستارہ فشان ابر سیاہ و مطر ہر بدر شفق در وہان بصورت جام
 شراب ہر ابر ز شعر سیہ بر سر راخمیہ زد ہر خیز تو خمیہ زن بر سر می چون حباب ہر غم نکلند دیدہ
 سوئے کسے کو دے ہر از دہن جام شہجوز بان کامیاب ہر چرخ نثار دہ تاب جان کسی را
 نہ بست ہر یک نفس از عمر خویش بر در سلطان تاب ہر ای نظر بخت تو شمع بقا راضیا ہر وے جگر خرم تو
 تیغ فنار اقرب ہر دین تو در اعتقاد پیش رو ہفت امام ہر اسے تو در اجہتا و پسر و چارم کتاب ہر
 اللغات قمر کاغذ شعر سیہ جامہ سیاہ پودہ کنہ درک طبقات ووزخ وقت زرین آفتاب رباب
 ابر سفید چنگ دست و ساز رباب ساز تو قطرات مینا سبزہ دہن شیشہ خود شیشہ لعل شراب
 زمر و نقاب باعتبار شیشہ سبز کتارہ نام سلاح قراب بفتح نیام شمشیر آفتاب از گشت المعنی ترے
 قلم نے جیسے قمر کاغذ پر شعر سیاہ بنائے خروٹ سیاہ تب سے قصب کنہ کار فرما ہت تاب کرنے لگا
 کہ مبادا کہے کہ یہ کیا تر اچھا ڈا ہوا ہر عفو ترے دیوانہ کی طرح اگر طبقات ووزخ میں گھس جائے کہ
 نہ اچھے کو دیکھنے نہ برے کو تو جو زنجیر سے وہان کے ہوں سب عذاب سے چھوٹ جائیں رباب کہتے ہیں
 ایسا وقت ہو کہ ابر سفید و زرین پر پردہ ڈال رہا ہو یعنی بادل ہو رہا ہو بس یہ وقت پیالہ
 ہاتھ سے رکھ دینے کا نہیں ہو نہ رباب ہاتھ سے چھوڑ نیکا و دونوں کا طعنت ایسے ہی وقت میں
 زیادہ ہی جب دہن خاک نے لولو مینا فروز پائے کہ وہ قطرات باران کے ہیں جیسے سبزہ رونق
 پاتا ہو تو تو بھی دہن شیشہ سے لعل زمر و نقاب یعنی شراب سرخ جو شیشہ سبز کی نقاب میں ہو

ابن دیل یہ ابریک قلم آتش تن ہو اور ایک دیو شہاب افکن ہو قلم تن باعتبار بارش اور
دیو شہاب افکن بنظر جسامت و برق اور المٹا معاملہ کہ شہاب دیو کے مارنے میں یہ دیو شہاب
مارتا ہو اور پہل کنارہ زن ہو یہ جو ہیبت برق و ابرو کی ہو ابر کی اشام ہو نظر بسیا ہی اور
ستارہ نشان بلحاظ قطرات باران اسوقت میں جام و شراب کی ایسی صورت ہو جیسے بدر
کے دھن میں شفق آبر نے تو شعر سیاہ کا خیمہ ہمارے سر پر تانا تو بھی مستعد ہو اور حباب
کی طرح خیمہ سرخو برتان یہ شراب ایسی شہی کہ جو کوئی دھن جام سے زبان کی طرح کامیا ہو
اسکی طرف غم آنکھ نہیں کھول سکتا یعنی نظر نہیں ڈال سکتا کامیاب میں کام کا لفظ کام کر رہا
ہو ایسے ہی جسے در سلطان وقت پر تاب و پناہ پائی ایک دم کو بھی اسکی جان کو چرخ کا مقدر
کیا جو چیتا ب میں ڈال سکے آج مروج تو ایسا بقا والا ہو کہ تیرے بخت کی نظر سے شمع بقا کی
روشنی ہو اور جگر تیرے خصم کا تیغ فنا کا نیام دین تیرا اپنے اعتقاد میں ایسا بخت و محکم ہو کہ پیشوا
ہفت امام کا ہو یعنی خلفائے عباسیہ کا معلوم ہوتا ہو کہ اسوقت تک سات گزرے ہوں
اور راسبے تیری اجتہاد میں پس رو چو بختی کتاب کی ہو جو قرآن شریف ہو پس اوپر کا شعر ندا ہو
اور یہ جواب ندا کا قول فکر تو وقت بیان فرق بموسے ندیدہ جذرا صم راز صفر بر سر لوح حساب
عمل سمندت کہ باد حلقہ کش گوش چرخ آب شہامت بروز افسر افراسیاب ہوا بنفاذ امور
بر سر تخت سرور ہر ہمہ شاہان عصر حکم تو مالک رقاب ہر در زمن عدل تو مرقد وہم و صہت
بچہ کرواہہ ہر پیر شیران غاب ہر موج عطاے تو دید زان و ہنش باز ماند ہم کہ کفش پر سرست
روز و شب ہر اضطراب ہر حجت قاطع نمود تیغ تو زگر و ظلم ہر روسے زمین را کفت شہنشت
سیک قطرہ آب ہر تبارہ مغفرت سالک متراض راست ہر توشہ یوم الیقین منزل ہر حقم
کتاب ہر ماہ لو اے تو با دشمن ہر اے ابد ہر روز بقاے تو با و ہفتہ یوم الحساب ہر شاید
اگر از کمی کم ز شدنش در دوسر ہر بدر چو از مہر شاہ یافت نقاب کلاب ہر الماخات ہر قد
خواب گاہ ہر مروج کش ران و باد کش غاب ہر بیشہ قطرہ آب تیغ یوم الیقین روز قیامت ہر

کتاب ختم قرآن فقاع شیشہ المعنی یعنی فکر تیری ایسی تیز و رسا ہو کہ جس نے لوح حساب پر جبر
 احم کہ کہ حقیقتاً اسکا صحیح نکلنا دشوار سو صفر تین اور اُسین بال بھر فرق نہ دیکھا گویا قلم اٹھا یا
 اور نقطہ لگا دیا دیر ہی نہیں نکل تیرے سمند کا کہ حلقہ کش گوش چرخ کا ہی یعنی چرخ کو غلام
 بنا نیرالا آب دھیری کا تاج افزا سیاب سے لگیا کہ یہ پادشاہ بڑا جابر و دیر تھا و مدوح حکم تیرا
 نافذ ہو یعنی ہر شے میں گھسنے والا ایسے نفاذ حکم کے ساتھ تو تخت سرور پر بیٹھا ہی سہ جتنے شاہان
 وقت ہیں ان پر مالک رقاب ہو یعنی انکی گردنوں کا مالک چاہے جسکو مارے چاہے جسکو
 چھوڑے اور تیرے زمانہ عدل میں پیچہ شیر وں جنگل کا بچہ زرباہ کے لیے خوابگا بھی ہو اور
 گیس دان بھی کہ آرام سے اُسکے پیچہ میں سوتا ہو اور وہ اُسکی لکس رانی اور باد کشی کر رہا ہو دریا سے
 جو موج تیری عطا کی دیکھی حیرت سے اُسکا منہ پھیلا رہ گیا چنانچہ ہیئت دریا سے یہ بات
 ظاہر ہو اور رات دن اضطراب میں ہو جسکے سبب سے جھاکھ اُسکے سر پر چھائے رہتے ہیں
 تیری بیخ نشہ کیسی حجت قاطع دکھائی یعنی کرات کہ ایک قطرہ آب تیغ سے جو بوند بنی ہوئی ہو
 گرد ظلم سے منہ زمین کا شستہ و صاف کر دیا آئینہ رعایاے تابید ہو یعنی جب تک کہ راہ مغفرت
 میں سالک محنتی ریاضت کش کو توشہ یوم یقین روز قیامت کا منزل ہفتم قرآن مجید کی چوبیس
 سے مراد ختم قرآن ہو کسواسطے کہ قرآن کے ذرائع سات منزلیں مقرر کی ہیں جسکا اشارہ مجموعہ فی
 لبشوق ہو تب تک ماہ تیرے جھنڈے کا شمع سراے ابد کا بنے اور تیری ہفتا کا ایک دن ہفتہ
 روز قیامت کا ہو اور قیامت کا دن چچاس ہزار برس کا ہو گا اب ہفتہ کو اُسکے قیاس کر دو بدو
 گی کا روز دوسرا گواہ ہو اور میں بھی بدرہوں مگر محکو تو مہر و محبت شاہ سے شیشہ پھر گلاب مل گیا
 ہو کہ شیشہ دل ہو اور گلاب محبت شاہ شاید محکو دوسرے نقصان کمی کا اب نہ پہونچے محشی نے
 پہلے شعر میں دعا کے نسخے لکھے ہیں کہ بعض نسخہ میں لباب بعض میں آیات عبارت اُنکے
 معنی کی بجائے یہ نسخہ کتاب ناک اصافیت میخوابد و در صورت ایاب معنی آن ایاب منزل
 ہفتم سے بہ قلاب ترتیب و مراد ازان اعلیٰ علیین باشند کہ یہاں توشہ یوم یقین براے

ساک مراضست و برآمد پرینسخہ لباب معنی آنکہ بہترین مقصود و سائل تو شبہ یوم الیقین منزل
ہفتہم است و آن ختم قرآن بسین یا اعلیٰ علیین انتہی توان بخشی ظاہر ہو کہ ان تینوں نسخوں کے مصنف
نے ایک ہی لکھا ہو گا مگر اچھے بُرے کا امتیاز و تفرقہ کرنا بھی تو ضرور ہو نہ یہ کہ سب کے معنی میں لگتے
لگا دیے جائیں اول تو راہ اور سفر آخرت اور شدائد سفر سے ہٹا لی پیچھے اعلیٰ علیین ہو مہذا
راہ اولہ تو شبہ اور منزل یہ سب لفظ موجود ہیں ضرور ہو کہ تو شبہ راہ کا ختم قرآن میں ہی ہو اور
ایسی رعایت سے لفظ منزل اور ہفتم بعد کتاب ایراد کیے ہیں کہ منزل ہفتم ختم قرآن ہو اور جب
تقدیر عبارت کی یوں ہو کہ منزل ہفتم کہ آن از کتاب است یعنی تاحی قرآن پھر ناک اصناف
کب ہو بلکہ ایک جملہ علاحدہ ہو بیانیہ اور اشعار سب صنائع بذائع سے مملو و مشحون مثلاً لفظ کمی
اور کم اور در و در و بدر اور تہر اور شیشہ گلاب تہرین ابہام ہو بمعنی محبت اور آفتاب کہ اکثر
حرارت و گرمی آفتاب سے در و در پیدا ہو جاتا ہو اور اُسکے لیے گلاب از بس نافع بخسلاست
بار و مزاج کہ اُسکو مضر ہو ایسے ہی بدر آسمان کی کمی بیشی آفتاب ہی کے قرب و بعد سے ہوتی رہتی
ہو اور سوا اسکے قتال

در مدح سلطان محمد شاہ بن تغلق و تعریف محبوب و حیرت خیات

تو کہ زبے ز شرم رخت بوسے مہ گرفتہ ہوتی + فگندہ زلف تو از شب بر آفتاب وہت + بغمہ
جزع تو نگرس نمودہ از بادام + بچندہ لعل تو نسیرین نشانہ از فستق + درست گشت کہ بر
چرخ رویت ای خورشید + بوقت طلعت پروین شود دو پارہ شفق + ترا از ان دو شکر و عقیق
مروارید + مرا ازین دو شبہ سوے زر روان زینق + ز پیستہ تو بعمار یکے شکر خواہم + بہ پنجہ لعل
تو کہ درو آن عمر فدا + لاسے کہ بوا وراق لالہ شد منظور + پندار نازک تست از ترشحات غرق +
شکستہ شد دل پر مہر دہر زان رونوی + کہ بر وید ز صبح تو حلقہ داغ عشق + مقید است بزنجیر زلف
تو خورشید + چو بدر بردار غام حاکم مطلق + خدایگان سلاطین محمد تغلق + ابوالمجاہد اعظم
شہنشاہ برحق + بہ قصیدہ بحر محبت میں ہو ارکان اسکے مفاہلن فعلاتن مفاہلن فعلن یا فاعلان

الانحاست بہت سیاہی و کلفت و چسب و بہت کند خنجر مہر سیاہ و سفید مشابہ چشم نرگس و بادام
نیز چشم نسیرین و دندان فسق مترب پستہ ہر دلب پروین دندان و دوبارہ شفق دلب عقیق
لب مروارید دندان شبہ مہر سیاہ زر و زیتق سیاب شکر بوسہ نخچرالافندق نام میوہ مشابہ ہر نگشت
نثار پریشان صبح رخ غسق سیاہی مراد اس سے خط المعنٰی یعنی ای محبوب تیرے رخ کی شرم سے
روے ماہ کو کیسا کلفت و سیاہی نے گھیرا ہی اور تیری زلف نے شب سے آفتاب پر کند ڈالی
ہو اور اس کندین پچا نسا ہو کہ یہ بھی ایسا اسکے چہرہ سے ہو جسکے گرد زلف ہو غمزہ تیرا ایسا جسے
تیری چشم سے نرگس و بادام ظاہر کیے اور خندہ نے نسیرین ای دندان پستہ پر چولب ہین
بکبیر سے یعنی عیان کیے آؤ معشوق تو ایک آفتاب ہو اپنے آسمان صورت تاپا اور آفتاب ہی
سے شفق پیدا ہوتا ہو تو بس جسوقت پروین طلوع کرے یعنی دندان تو اسکے اوپر درست ہو
جو دو ٹکڑے شفق سے ہوں کہ وہ دونوں لب ہین تین تیری نسبت سوا اسکے کیا کمون
کہ تیرے جو دلب شیرین در عقیق ہین انہیں تو مردار دیتا بان ہین اور میرا یہ حالی کہ میرے
جو دو شبہ ہین ای مرداک انہی زریطرت کہ روے زر ہو زریق یعنی سپاہ جو اشک سفید
رنگ ہین جاری ہین تیرے پستہ سے کہ دہن ہو اگر عمر بھر میں ایک شکر ای بوسہ مانگون تو نخچر دندان
سے لب تیرے سر انگشت کو کہ فندق ہی ہو پکڑتے ہین مطلب یہ کہ انگلی دانت تلے دپاتے ہین کہ
ہین ایسی بات زیادہ اپنے حال و رتبہ سے کہتا ہو وہ موتی شبنم کے جو گلبرگ لالہ پر بکھرتے ہو
ہین ایسے ہین جیسے تیرے رخسار نازک پر غرق ٹپکا ہوا ہوتا ہو اس شبنم لالہ کو مشبہ کیا ہو
اور رخسار محبوب کو مشبہ بہ جسکا رتبہ مشبہ سے زیادہ ہو اب بدر کیا کہ اسکا تو دل پر مہر ای
دن سے ٹوٹ گیا کہ جسد تیری صبح پر سیاہی خطا کے حلقہ کی طرح پسدا ہوئی اور خط جہاں محبوب
تو وہ ہو کہ تیری زلف کی زنجیر میں آفتاب مقید ہو کہین جا نہیں سکتا کہ وہ چہرہ ہو جیسے
در رازہ انعام شاہ پر جو حاکم مطلق ہو مقید ہو اور کسی دروانہ پر نہیں جاتا اور حاکم
مطلق خدا یگانہ سلاطین یعنی محمد بن تغلق ہو اور ابوالمجاہد اعظم اور شہنشاہ برحق حاکم مطلق

ایں سبب سے کہا کہ خلیفہ کی طرف سے مختار کل ہو

مطلع ثانی

قولہ نہادہ کا سنہ زرخور بدین کہو طبق نہ ناند سفرہ گلر نیز سبز را رونق میں قمر شام مرصع کبشاد از
ادہم و چو صبح زین زرا ندودہ بست بر ابلق و بشاہ چین عوض اطلس سیاہ و ہر و فلک
عمامہ زربفت و جبہ ازوق و خط سفید کشد صبح تا فرویزد و ہزار نقطہ زرا ز شب سیاہ
ورق و سپیدہ آئینہ نمود رخ نہان گردند و سمنبران حریم زمر دین جو سق و طلوع شمس و واد
شب و بیاض سحر و چو بیضی کہ براند از دایان عقیق و زہے ز شرم گفت روئے بحر
غرق غرق و زلہ بر جو دلباغ وجود سبز ورق و زمین ز جو دلو خود را جو آسمان دیدہ و پرانہ
درست ز سرخ روئے ہفت طبق و لوانے فتح ترا نصب آچنان گردند و کہ گیسوئے
سرغوست پرچم بیرق و اللغات کہو طبق فلک سفرہ گلر نیز شب شام ساز اسپ
مراد ستارگان ادہم اسپ سیاہ او شب شاہ چین آفتاب ابلق آسمان باعتبار روز و شب
اطلس سیاہ شب جیبہ ازرق باعتبار ستارگان خط سفید روشنی صبح سمنبران انجم زمر دین فلک
جو شق بام عقیق بالفتح زراغ و شتی کہ سیاہ و سفید ہوتا ہو ہفت طبق ہفت طبقہ زمین غول
ہو او مچول نام ستارہ کہ فلک ہشتم پر ہو بیرق نیزہ المعنی پھر صبح ہونے کا بیان ہو کہ آفتاب
نے کا سنہ زرا کہ جرم اسکا ہو بتغایر فرضی اس طبق سبز پر رکھا اب وہ سفرہ گلر نیز شب کا جو لحاظ
ستاروں کے کیسا خوب ہو رہا تھا اس پیا لہ زرسے بیرون ہو گیا ایسے ہی جب صبح نے
زمین زرا ندودہ کہ آفتاب ہو اپنے ابلق پر باندھا ابلق بدین وجہ کہ اسوقت سیاہی و سفیدی
دونوں تلی ہوئی ہوئی ہیں تو قمر نے ساز مرصع کہ ستارے تھے اپنے اسپ سیاہ شب سے
کھولڈالا اب فلک نے بشاہ چین آفتاب کو عوض اطلس سیاہ کے کہ شب تھی عمامہ زربفت
کہ جو جرم آفتاب کا ہو بتغایر اعتباری اور نیلا جبہ دیا کہ دن کو آسمان نیلگون ہو جاتا
ہو جیسا کہ معبود پر اور صبح نے خط سفید کھینچے جس سے ہزاروں نقطے زرا کے شب سیاہ

درق نے گرجاتے ہیں کہ وہ ستارے ہیں اور جہاں سپید صبح نے آئینہ اپنا دکھایا فوراً ان
 ہنسیوں نے جو بامِ زمردین فلک پر جلوہ کمانِ یقین منہ اپنا چھپا لیا یہ طلوعِ شمس کا اور سیاہی شب
 و سفیدی صبح کی ایسا ہوا جیسے زاغ دستی نے کہ سیاہ و سفید ہوتا ہو بیضہ سفید و ہن سے ڈال دیا
 ہو پھر مدح ہو یعنی اے مدوح کیسی تیری پھیلی فیاض ہو جسکی شرم سے دریا غرنِ عرق ہو رہا ہو اور
 عرق اُسکا وہی آبِ بتغایرِ فرضی اور ابر جو دتیرے سے باغ وجود کا سہرورن یعنی لہلہا رہا ہو
 زمین نے جو اپنی طرفِ نظر کی تو آپ کو مثلِ آسمان کے دیکھا ایسا جو دتیرا سپر جاری ہوا ہو کہ ہفت
 طبق اُسکے اشرفیون زرِ سرخ جید سے بھرے ہوئے ہیں تیری فتح کا جھنڈا قصداً قدر نے ایسی
 جگہ بلند پر برپا کیا ہو کہ گیسو سرِ غول فلک کے اُسکی بیرق کے پرچم ہیں قولہ جہاں رستہ رتِ رافع
 بر طریقے شدہ کہ چیخِ ریگ کبودست و رتہ خندق و دو ماہر بود بر دوزے مسیرِ مرکب جسم نہ کہ درخت
 بہ بنی گفت مخبرِ اصدق و سمنہ خوشرو خسرو بیک قدم کہ زندہ بچار ماہر و دو بر ہما خاکِ الحق و
 وجود تست کہ چرخِ زمانہ در عالم نہ مذکر سے کہ کند بر سرِ منابرِ دق و بہ بدر بدر کا زورِ خورست چندانے
 کہ از الود شود جذرِ مال و منطق و ہمیشہ تا اشرعین نور آن باشد کہ نورِ نور برداز حدِ یقین اسے
 حدق و چو کلکِ رو سے سیہ پیش از انکہ سرِ برند و سرِ زبانِ اعادی بہ تیغِ بادِ اشق و نہ چنگ
 مہر تو آنکس کہ کرد سرخِ باد و چونائے حلق گرفتہ میانِ خلق خلق و اللغاتِ مرکبِ چرخِ سلیمان
 بتی بالفنم قرآن مجید مخبرِ اصدق خدا تعالیٰ جسے حضرت سلیمان کی خبر کردی ہو عذو ہما شہر و
 رواجا شہرِ سیر صبح گاہی اُسکی ایک مہینہ راہ ہو اور سیرِ شام کی اُسکی ایک مہینہ کی راہ مذکر چند
 دہندہ دق یعنی کو فتن و گدائی و زورِ لائق جذر وہ عدد کہ اُسکو نفسِ جذر میں ضرب دین اور
 اُسکے حاصل کو مال کہتے ہیں اور مجذور اور منطق وہ ہو کہ جذر اُسکا صحیح نکلے جیسے ست کہ جذر
 کا ہو منطق مقصود حساب اہم خدا اسکے اور مقامِ مقتضی کسرِ ط کا ہو عینِ نور نامِ ستارہ کہ جو
 کوئی اسکے عمل میں پیدا ہوتا ہو اندھا ہوتا ہو نورِ بفتح غنیچہ نور و روشنی حدِ یقین باغِ خاکِ گرد و دیوار میں
 ہوں حدق جمع حدقہ یقین سلیم ہی چشمِ شوق شگافہ شدہ اعادی اعدا خلقِ جامہ کہند جس سے

مراد خواہر المعنی قصار شیر سے قدر کے ایسے طریق پر بندھی ہوئی ہر کہ جسکی وہ خندق میں
 جرخ کبود ایسا ہو جیسے ایک کبود خندق کا شعر بعد کا قطعہ بند ہو یعنی وہ خنجر اصدق پہنے ہو
 خدا تعالیٰ ہو قرآن مجید میں اپنے نبی یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو میر مرتب سلیمان سے خبر دی
 ہو کہ میر انکا ایک دن نین دو مہینہ کی راہ تھا لکھا قال عز وجل غدا وبا شہر ودا جہا شہر یعنی
 صبح کو اُسکی مہینہ کی راہ تھی اور شام کو ایک مہینہ کی راہ لیکن اس خسرو کا سمند خوشرو ایک قدم رکھنے
 میں چار ماہ کی راہ بسا خاک پر جاتا ہوا اور یہ بات سچ ہو دیکھ لو چار ماہ نو چار نعل کے ہلال ہیں اُسکے اقامت
 میں طو ہو جا تھے بن تیر سے ہی خبر دے سے ہو کہ عالم میں اب سو اسے من یعنی نعمت دینے کے اور کچھ
 نہیں ہو اُسکی ضرورت جاتی رہی کہ کوئی واعظ و ناصح منبر پر بیٹھ کے گدائی کرے مثل زمانہ
 سابق کے بدر لایں اسکے ہو کہ اُسکو بدرہ زر کے اتنے دیے جائیں کہ الوٹ سے جذر اسکے مال کا
 منطوق ہوے یعنی مال کثیر اُسکا مجذور ہو مثلاً ہزار کا مجذور دس لاکھ ہوتے ہیں اب الوٹ کا
 مجذور دیکھا جائے کہ کس قدر ہوا مطلب یہ کہ اس قدر مال مجکو دے کہ جذر میرے مال کا ہزاروں
 سے خبر دے آئندہ دعا سے تابید ہو یعنی جب تک کہ ستارہ عین الثور سے یہ اثر ہوتا رہے
 کہ جو کوئی اُسکے عمل میں پیدا ہوے نابینا ہو جائے اور وہ کلیان نور کی باغون سیاہی چشم
 سے لجانے تب تک و شفق تیرے مانند قلم کے سیاہ رو پہلے سے ہو جائیں پھر سر کاٹا جائے اور
 سر زبان کا اُنکے چھوڑی سے شوق و شکاف کیا جائے اور جو چنگ محبت سے تیری سرخم کرے
 یعنی منخرن ہو تو اُسکا کلا حلق گرفتہ در میان خلق کے ہو اور جامہ کنہ پارہ پارہ جو مراد خواہر
 و ذلیل سے ہو

بہار یہ در مدح آفتاب

تو کہ بغیر زریہ ہذا از نقطہ زریں ہر سال ہذا الفی را کہ درو عین بود گوشہ وال ہذا کا و باز از
 وہن برہ گل زر و گرت ہذا در چراگاہ پر از زر گس این سبب تلال ہذا غنچہ در خندہ جو صبح از پرتو نہت
 کہ بہت ہذا سیر و غنچہ بہر از زر بطلانا مال ہذا دفتر سبب مجلد کہ گلشن جامع شد ہذا بہت

شیرازہ اور زرد و در قہا ہمہ آل لالہ را خرقہ بخون غرق و بنفشہ ز غمش چون مصیبت زدہ کر
 کردن و نیلی سروال و شب یکے رنگی پستہ کہ بود آبلہ روے و روز رومی در آن کہ بود او کمال
 روز بانج زرد و شب بقباے گل نیز و شب و روزند غلامان شہ خوب خصال و یہ اشعار بحر
 رمل میں ہیں فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان اللغات صفر علامت برج حل نقطہ زرین
 آفتاب الف علامت ثور عین آفتاب گوشہ دال لام جسکے تیتل عدد ہیں تلال مشتہا گابرج
 ثور برہ برج حل گل زرد آفتاب نرگس انجم و قمر سنبلہ آسمان آل سرخ سرپال نوعی پیر ہیں آبلہ
 روے شب ستارہ تاج زرد آفتاب گلہ نیز بکواکب المعنی یعنی ہر سال یہ بات معہود ہے کہ نقطہ
 زرین آفتاب سے صفر یعنی برج حل الف کو جو برج ثور ہے زیور دیتا ہے یعنی آفتاب برج حل سے
 جوا ہوتا ہے بہا ہے برج ثور میں جاتا ہے اور جب اس میں آتا ہے تو آفتاب گوشہ دال کا ہو جاتا ہے
 اور گوشہ دال کا لام ہے جسکے تیتل عدد ہیں مطلب یہ کہ تیتل دن اس میں رہتا ہے سو یہ ہوا کہ
 گاہ نے جو برج ثور ہے پھر برہ کے منہ سے کہ برج حل ہو گی زرد آفتاب کا لیکیا اس چرا گاہ سنبلہ
 تلال میں جوا آسمان ہو کہ نرگس سے بھری ہوئی ہو کہ وہ ستارے ہیں بصورت دیدہ حیران آب
 صبح اور غنچہ مارے خوشی کے دونوں خندہ زن ہیں اسوا سٹے کہ دونوں کی جیب زرد طلا ہو کہ دن
 سے لالہ مال ہو صبح کے زرد آفتاب سے اور غنچہ کے زرد روے یہ و قمر مجلد آسمان کا کہ گل آسکا جامع
 ہوا اور آفتاب اس سبب سے شیرازہ اسکا تار شعاع سے زرد ہے اور ورق اُسکے سرخ باعتبار شفت
 نسخہ مطبوعہ میں ہست کو ہشت غلط لکھا ہے اب لالہ کا خرقہ جو خون میں غرق ہو گیا جیسا کہ گل
 آسکا سرخ غرق بخون نہوتا ہے اور اُسکے شکستے بنفشہ نے مصیبت زدوں کی طرح گردن ٹیڑھی کر لی
 اور پیرا میں سیاہ بچن لیا چنانچہ ایسی ہی صورت اُسکی ہوتی ہے رات اسوقت میں ایک رنگی
 پستہ قد آبلہ روے بلحاظ ستاروں کے اور دن ایک رومی دراز ہے جیسا کہ کمال دراز ہوتا ہے یعنی
 اسوقت میں رات کو تارہ اور دن دراز ہے دن چنانچہ زرد سر پر رکھے ہوئے ہے جو آفتاب ہے اور
 رات قبا گلہ نیز پہنے ہوئے اور رات دن دونوں غلام بادشاہ خوب خصال کے ہیں

مطلع ثانی

قولہ او عقیق شکر آلودہ تو پستہ مثال بہ شور بخت این ذل بریان کہ ندید از تو وصال بہ روبرو
 مطلع الزوار سراپردہ حسن بہ زلف تو جمع ولہاسے پریشان احوال بہ نرو وندین دوشبہ بالش
 خون گردیدہ بہ نقش زیبایہ رویت کہ کشیدست خیال بہ در خم ماہ نوت سوخت دل فردم را
 حرکتہاے ستارہ بجنوب و بشمال بہ دہشت وید و گرفت بے بیج سخن بہ سیمینست کہ بر نقطہ فرد
 آلودہ دال بہ چرخ پرودہ چو برنگس تو چشم انداخت بہ گفت صاویست کہ در حلقہ نون یافت
 مجال بہ زلف تو سایہ چو برگوشہ خورشید افکند بہ کشت چون حیرت منشاہ جہان میمون فال
 آن مجد علم و نجم چشم و عیسی دم بہ و آن قصار اسے و قدر را بیت و خورشید نوال اللغات شکر کباب
 شبہ مروک ماہ نوا بر ستارہ مروک نقادہ بن اور نقطہ فرد جزو لا تجزی نیز وہن دال ولالت
 کنندہ مجال جاسے جولان علم جہنم اور نام نوال بخشش المصی یعنی امی محبوب تیرے لب
 عقیق بھی ہیں اور شکر آلودہ اور پستہ مثال بھی مگر میرا دل بریان کیسا شور بخت ہو کہ اسنے
 تجھے کبھی وصال نہ دیکھا صورت تیری سراپردہ حسن کے مطلع الزوار ہی زلف تیری مجمع ہی دلوں
 پریشان احوال کی یعنی سارے دل پریشان احوال وہیں جمع ہوتے ہیں آلودہ ہر چہ میرے
 مروک جنکو دوشبہ کہا ہر وقت خون الکا تکیہ ہی یعنی ہر دم خون اسنے روان مگر تیری صورت کے
 دیباچہ کا نقش جو میرے خیال نے کھینچ رکھا ہی ہرگز نہ میٹا تیرے ماہ نوا برد کا عجب ہی خم ہو کہ
 کہ اس خم میں مردم کو پھانسی کے ایسے ستاروں کی حرکتوں سے جو ادھر ادھر جنوبا شمالا کرتے
 ہیں سوختہ اور بریان کر رکھا ہی ستارہ مراد مردم چشم معشوق سے اور ستاروں کی حرکت جنوب
 سے شمال کو ہی وہیں چیرا وہ کہ خوردنے دیکھتے ہی کہدیا کہ یہ ستریم ہو کہ نقطہ فرد جزو لا تجزی ہی
 کہ تقسیم نہیں ہو سکتا ولالت کرتا ہو مطلب یہ کہ نقطہ ہی اور نقطہ بھی لا تجزی اور سر سیم عربی کا
 بدور لکھا جاتا ہی چرخ خود بد سے بنیما رکھتا ہی اسنے جو تیرے رنگس چشم پر نظر دالی نور اکا کہ
 یہ ایک صاویہ جو خلقہ نون میں جولان کر رہا ہی اس حلقہ میں اسکا مجال جو اور نون ابرو زلف

نے تیری ایسا سایہ گوشہ خورشید پر جو چہرہ ہی ڈالا ہو جیسے چتر شہنشاہ ہمایون فال نے کہ
وہ بھی اُسکی صورت خورشید مثال پر سایہ ڈالے ہوئے ہی اور وہ شہنشاہ بصفات مذکورہ
بعد کے موصوف ہو تو کہ شاہ بہرام نسب آنکہ نمایاں جو بین ہر روز کین در نظرش خنجر سر صد
رستم زال ہر سرکشی کو قلم ہر چو حسودت زانروے کہ نگوئسار چو زلفست و سیدروسے چو خال
اگر گفت بچ محیطے کہ بیک قطرہ آب ہر شستہ از روئے زمین گرد و بد حال ہر خصم بد کیش
ترا خنجر تو قربان کرد ہر تیرا از پُر آن وصل کمان گشت و بال ہر اندران روز کہ از نعرہ
مردان نبرد ہر در دل کوہ چو سیاب در افتد ز لزل ہر آسمان یک مگس سبز نماید و ر حشمت ہر
چون ہماے سر چتر تو کشا دید و بال ہر فرق کرسی قدم پیل تو باشد آندم ہر روح قدسی بزرگ
خیل تو گرد آن حال ہر روح تو ماروے حامل اودہ ماہی ہر خنک تو چرخ دے خال او
چار ہلال ہر نیلست از سر زلزل گرد و سناٹ ویدہ ہر عظم و اندام عدو را چو سبوس و غزال ہر
اللغات سبچ محیط بچ انگشتان قطرہ آب تیغ ز لزل لرزہ آندم آنحال و وقت جنگ بزرگ
مردم چو کی روح قدسی ملایک وہ ماہ وہ انگشتان خنک اسب چار ہلال چار نعل عظم استخوان حال
نام آسمان المصنی یہ پادشاہ بہرام نسب ہر جو بڑا عادل و باذل و شجاع گذراہی اور خود بھی ایسا شجاع
کہ لڑائی کے دن خنجر سیکڑون رستم بن زال کے اُسکی نظر میں چو بین ای بیکار معلوم ہوتا ہر کر شیعہ قلم
مثل تیرے حسود کے تجھے سرکشی کی ہو جب تو مثل زلف کے نگوئسار اور مثل خال کے سیدروسے
اگر مدوح تیری گفت کیا ہو وہ بچ محیط ہین باعتبار بچ انگشتان کہ جسکے ایک قطرہ آب سے کہ وہ
تیغ ہر تہامی روئے زمین کو دشمن بد حال کے گردے دہو کے پاک صاف کر دیا عجب حال ہر کر شیعہ
خصم بد کیش کو تیرے خنجر نے کشتہ کیا اس رنج سے کہ میں نے نہ مارا تیر کو وصل کمان کا و بال
ہو گیا ہر کہ اس میں ٹھہر تا ہی نہیں اور لطف یہ کہ قوس خانہ عطارو کے و بال کا ہو بعد کا شعر قطع ہر
ہر کہ اُس دن کہ نعرہ مردان نبرد سے پہاڑ کے دلیں بھی سیلاب کی طرح لرزہ پڑ جائے ایک جگہ
ٹھہر ہی نہیں سکتا اس حال میں جس وقت کہ ہا تیرے چتر کا بال و پر کھوئے اور اُن کان میں آئے بغال

اسکے آسمان ایسا حقیر و ناچیز معلوم ہوئے جیسے ایک سبز کھجی اُس وقت میں فزق کرسی کا جو ٹھک
ہشتم ہر تیرے پیل کا ایک قدم ہو گا اور ملا ایک اس حال میں تیرے لشکر کے مردم چونکہ بنیں گے
نیزہ تیرا مار ہو لیکن ایسا مار جسکی حامل دس مچھلیاں ہوں یعنی دس انگلیاں اور گھوڑا تیرا
جسامت و تیز رو سے میں جرح لیکن اسکے حامل چار ہلال ہوں کہ وہ چاروں نعل ہوں حامل
لفظ جو نام آسمان کا بھی ہو کیا ہی خوب ہو پیل نے جو قصد پامالی تیرے دشمن کا کیا تو دیکھا کہ
اُس میں گزشت و استخوان کچھ بھی باقی نہیں ہڈیاں تو اُسکی ضرب گرز سے مثل بھوسے کے
ہو گئیں اور گوشت جسم کا طعن سنان سے مثل غربال کے سوراخ سوراخ ہو بس اس شعر
میں صنعت لفظ و تشبہ مرثبہ ہو قولہ جان اعداے تو در آئینہ تیغ اندم ۴ صورت لاسے
سیاہی بود از آب زلال ۴ صورت صورت براریت تو آیت فتح ۴ کرمیت دشمن مال و غضبت
دشمن مال ۴ ان کتابیست شہامیج تو کو تقریرش ۴ طوطی نا طبقہ باہفت زبان گرد لال ۴
کفر کف ترا دید ترا زو سے فلک ۴ نقد ہر دو جہان یافت در آن یک متقال ۴ پائے تخت تو
پیرایہ ہشتم ایوان ۴ سایہ تخت تو برگنبد ہفتم طربال ۴ تابشام از مد و جنبش چارم ایوان ۴
گوے زہر ہر میدان افق آرد حال ۴ زخم چو گان اجل بر سر بدگوئی تو باد ۴ خاصہ ہر نگام
و غہ و صفت میدان قتال ۴ اللغات ہر بالکسر فرمان برداری ماور و پدر و نیکی و
لوکاری دشمن مال بلا اضافت کفہ پلہ ترا زو و متقال بالکسر سطر ۴ چار ماشے ہشتم ایوان
فلک کرسی طربال بالکسر ہناسے بلند گوئی زہر آفتاب افق کنارہ آسمان حال وہ لکڑی کہ
میدان میں سیندھی کھڑی کرتے ہیں جو کوئی اُس سے گیند لیجا تا ہی بازی جیت جاتا ہی
المعنی جان تیرے دشمن کی تیرے آئینہ تیغ میں ایسی ہو جیسے صورت کالی کینچنی آب زلال
بے نمایان ہوتی ہو صورت تیری بھی صورت کھوئی و نیکی کی ہو اور رایت تیرا آیت فتح
کی کرم تیرا دشمن مال کا بسبب بدل و سخا کے اور غضب تیرا دشمن کو مالش دینے والا آیت
نیزہ تیری صبح کی کتاب ایسی ہو جسکے بیان سے طوطی نا طبقہ کی باوصف ہفت زبان ہو

گوئی هر تیرے کف عطا کے کف کو جو تراز و فلک نے دیکھا تو دو نو جهان کے نقد کو ایک شقال پایا
 پایہ تیرے تخت کا پیرایہ فلک ششم کا ہر اور سایہ تیرے تخت کا گنبد ہفتم پر ایک بنا سے بلند ہر آب
 و غارتا بیا ہو یعنی جب تک کہ شام کو مدد جنبش چرخ چارم سے گوی زرینے آفتاب میدان افق
 کے سرے پر حمال لائے یعنی تمام کو پہونچے زخم چوگان اجل کا تیرے بدگو کے سر پر پہونچے خاص
 لڑائی کے وقت میدان قتال میں

مدح محمد شاہ و تعریف خط محبوب و چرخیات

قولہ نبات سبز چو بر شکر تو پیدا شدہ عقیق سادہ تو در پناہ مینا شدہ + بحر دہان تو در عین آفتاب
 کہ دیدہ کہ ذرہ ز شفق مطلع ثریا شدہ + وہ دو ہفتہ شود از کنار شب پیدا + شبست ز گوشہ ماہ
 دو ہفتہ پیدا شدہ + ہلال راست تراز فرق بود پیوستہ + بگوئی کہ چو ابر و نجم چہ معنی شدہ +
 ز مهر زلف درخت کردہ عزم بیداری + شب در از ترا دیدہ ماہ و دو تا شدہ + دو ترک مست
 کما نہا کشیدہ تاپس گوش + کہ گرد چین سپہ زنگ آشکارا شدہ + ز سہم شان دل سرگشتہ و
 پریشانم + بزم مشک زہ شکل ماہ فرسا شدہ + رخت گلست کہ در بوستان جا نہا رست + بہت
 ملیست کہ دار وے در دوا شدہ + دہان تست کہ موے ز ذرہ فرقت نیست + میان تست
 کہ کوہے ہوئے و روا شدہ + بر نیت ابر و چشم بجا مر و اید + ترا چو بر طوف لالہ سبزہ پیدا شدہ +
 تنم ز ضعف چنان شدہ کہ ہر شبے تار و زہد گرفتہ + امن آہم بطاق خضر اشدہ + دم ہوئے بہت
 آتشیت در دہنم + کہ ہر زبانی او افسر زبانا شدہ + کہ اے لعل تو بودم ولیک بے منت +
 ز نقد عین خودم و جہ زرمہیا شدہ + یہ قصیدہ بحر محبت میں ہوا ز کان اسکے مفاعلن فعلا عن
 مفاعلن فعلن بسکون عین الایحیات نبات خط شکر لب عقیق لب مینا خط ذرہ دہن
 شفق لب ثریا دندان فرق مانگ پیوستہ مدام چہ معنی ای از چہ معنی شبست زلف کمان
 ابرو ذرہ شکل صفت مشک کہ زلف ہو کوہ سرین بجا دریا مالاکہ رخ طاق خضر افکار
 ہوئے امید زبانا بالضم نام ایک منزل کا منازل قمر سے نقد عین اشک المعنی یعنی ابرو محبوب

تیرے لب شیریں شکر پر جو نہات سنبھو خط کی پیرا ہوئی تو یہ ایسا ہوا جیسے عقیق سادہ سرخ
کو مینا سبز کے ساتھ لگا یا جاسے کہ کیسا خوشنما ہوگا تیرے دہن کے سوا کسی نے عین آفتاب
میں کب دیکھا ہو کہ ایک ذرہ شفقت سے جو لب ہین مطلع ثریا کا ظاہر ہوا ہو یعنی ذرا لب کھولنے
میں ثریا عیان ہوئی ہو کہ وہ دندان ہین اور عجب یہ کہ عین آفتاب میں شفقت و رزق طلوع و غروب
کی وقت شفقت ہوتا ہو اور معمول یہ ہو کہ ماہ دو ہفتہ کنار شب سے پیدا ہوتا ہو اور تیری شب کہ
زلزلہ ہو عجب شب ہو کہ گوشہ ماہ دو ہفتہ سے جو چہرہ ہی پیدا ہوئی ہو یہ ہلال ہمیشہ تیرے ابرو کے
ساتھ تیری مانگ سے زیادہ تر سیدھا رہتا تھا اور یہ سیدھا وہ ہی جسکو سلیم المزاج کہتے
ہیں نہ مقابل کج بکے مگر میں کہتا ہوں کہ اب جو ابرو کی طرح خمیدہ ہو گیا یہ کیا بات ہو ماہ کو جو محبت
و عشق تیری زلف و رخ کا ہو اسنے چاہا کہ ان دونوں کے عشق میں شب بیداری کر دن تو
محبت رخ کی محنت کو تو جھیل گیا اور جب غیب و راز زلف کی محنت پیش آئی تو اسکے بار سے
کھڑا ہو گیا اسکو نہ اٹھا سکا وہ دو ترک چشم مست جو کان تک کمانین چڑھاے ہوئے
ہیں یعنی ابرو سے راز ایسے ہین جسکو کہیں کہ چین کے گردین سپاہ زنگ کی ظاہر ہوئی
ہو چین چہرہ میں تیرے مشک زرہ شکل سے جو زلف بیچ و بیچ ہو اور نیز ماہ فرسا کہ چہرہ پر بڑی
ہوئی ہو اسکے خون سے نہایت ہی سرگشتہ دل اور پریشان خاطر ہوں کہ کیسے ماہ کو گھس لے ہی
ہو رخ تیرا وہ گل ہی جسکا مثبت جان ہو اور لب تیرے ایک شراب ہین کہ دار و در و دلوں
کے ہین دہن تیرا ایسا کہ آسمین اور ذرہ میں سرسوزن نہیں مگر تیری ایسی کہ گوہر ہوسے در ظاہر
ہوئی ہو بیٹھے ایک بال میں دو پہاڑ کہ سر میں ہین در آسمین تفسیر باموئے کی ہو میری دونوں آنکھیں
دو لہریں انہوں نے دیوتیوں کے بہائے اس غم سے کہ تیرے لالہ کے کنارے سنبھو پیدا ہوا لالہ خساہرہ خطان
میرا ہرے ضعف کے لینا زار و نزار ہو گیا کہ میری آہ کا دامن پکڑ کے ہر رات دن ہونے تک طاق سبز
نفلت پر گیا اب خیال کرو آہ کو کہ وہ کیا ہو اور اسکا دامن ہو کیا اور پھر اسکا تن اور ایما یہ بھی ہو
کہ آہ میری فلک پر پونختی ہو تیرے لب کی امید میں دم میرا میرے دہن میں ایسا ایک آتش

ہو رہا ہے کہ ہر زبانہ یعنی شعلہ اسکاتاج سرزبانہ کا ہے کہ یہ ستارہ فلک ہشتم پر چو منازل ماہ سے
 میں تو گداتیرے لعل لب کا تھا لیکن بے منت و احسان نقد چشم سے جو اشک ہین میری صورت
 زند کی موجود و عیا ہو گئی وجہ کے معنی صورت کے بھی ہین اور وجہ گزران کے بھی حاصل یہ
 کہ روتے روتے جو پیلا پڑ گیا ہوں یہی زردی وجہ زری کی ہے اگر جہان ہمہ تن زرد شود
 بجز خرد و چو ہر مفلس در گاہ حق تقاے شد و بر اسے عزت و دنیا و دولت عقبی و توحش
 نجباب خدیو دنیا شد و خوب جان لا بد و دشمن ہو کہ اگر جہان ہمہ تن زرد ہو جائے تو ایک جو
 کو بھی غم نہ لے اس لیے کہ فقیر در گاہ حق تقاے گا ہے اور جو خدیو دنیا کی طرے رجوع ہے یہ تو توحش کی
 اس واسطے ہے کہ عزت دنیا کی اور دولت عقبی کی اُسکو حاصل ہو کہ یہ دو وزن امر بھی ضروری
 ہین اور یہاں دو وزن موجود

مطلع ثانی

قولہ چو شاہ شرف پیش سر یہ جزا شد و سپر بہ پیش کمان رفت و ترکش آرا شد و نمیرسد
 بگرہ بانش دست زنگی شب و کہ ترک روز بغایت بلند بالا شد و چہ ساغر نیست ز راندہ و دہ خور
 کہ ازلت او و چہ بادہ جملہ تن آب آتش اجزا شد و چہ دوستیت با جام بادہ را کہ مدام و
 ز دست میرود آئناست کہ بیا شد و بیار بلبہ کان رویت خون آشام و کہ سجدہ باش
 ہمہ پیش پاسے تر سا شد و تو جام می زخمستان لایزال نش و کہ خاک جبر عہ او جان جلا شیا شد
 تاب خود و بجناب خدا سنگان می ساز و کہ کار و بار دو عالم بد و تو انا شد و میان دائرہ حلقہ
 و را و عرش و بشکل نقطہ مہم نانا یا شد و چو قصر حلم وے افگند سایہ برگردون و خوراز
 ترک قسرت خود مبراشد و توئی کہ آزد از کف تو انگر شد و توئی کہ بدورت ایام چیرہ ناز شد
 الاخت است شاہ شرف آفتاب اور یہ جب جزا میں آتا ہے دن بڑھ جاتا ہے سپر ماہ و آفتاب
 نیز پیش کمان رفتن سے مراد مقابل ہونا یا اُس کے اندر جانا اس لیے کہ برج قوس و جزا
 و دونوں مقابل ہین ترکش اس اعتبار سے کہ جزا خانہ تیر کا ہے ترک روز دن بلند بالا

اس لحاظ سے کہ دن احوال میں دراز اور رات کوتاہ ہوتی ہے آتش اجزا یعنی آب و ریگ گرم ہوا
ندام ہمیشہ و شراب مآب مراد شراب سے نا نمایا اسی نمان حرکت قسری کہ بواسطہ خلک لافلاک
کے ہر ہر تاجرانہ المعنی جب شاہ شرق آفتاب کا سامنے تخت جزا کے گیا کہ اس وقت میں
دن دراز و شب کوتاہ ہوتی ہے تو ایسا ہوا کہ سیر سامنے کمان کے گئی اور ترکش آرا ہوتی
سیر دہی آفتاب اور کمان برج قوس کہ جزا اور یہ دو وزن مقابل ہیں اور بیان بھی مقابل
ہی مقصود یہ نہ اندر کمان کے جانا اور جزا کو ترکش کہنا اس مناسبت سے ہے کہ وہ خانہ تیر کا
ہو اور آفتاب اسکی شعاع آب رنگی شب کا ہاتھ ترک روز کے گریبان تک تین پہنچ سکتا اسوا
کہ وہ بہت بلند بالا ہو گیا اسی دراز میں حیرت میں ہوں کہ اس سا خزر زار و وہ آفتاب کو
کیا ہوا جسکی گرمی سے شراب کی طرح جلہ ترن آب کا آتش اجزا ہو گیا یعنی پانی گرم ہو گئے جیسا کہ
گرمی میں ہوتا ہے اور جام بادہ کو ہمارے ساتھ عجب قسم کی دوستی ہے کہ جب جینا ہوتا ہے تو
ہمیشہ از دست رفتہ ہو جاتا ہے فقط میر و دو بیامین عجب ہی لطیف ہے یعنی جب جینا ہوتا ہے مراد
جدا ہونے سے ہے تو از دست رفتہ ہو جاتا ہے اور نیز یہ کہ جب شراب سے جو مراد ماسے ہو خالی
ہو جاتا ہے تو ہمارے ہاتھ سے چلا جاتا ہے اور کے ہاتھ میں لا بلبلہ اسی صراحی کہ وہ ایک رومی
سفید رنگ خون آشام ہے باعتبار شراب صرخ بھری ہوئی کہ اسکے سجدے بالکل ترسناکے
پائون پر ہوتے رہے ہیں ترسناک یا لہ سجدہ جھکنا بلبلہ کا وقت اٹھیلے جانے شراب کے اور
جب اسکے سجدے پائے ترسناک ہوئے ہیں تو اسکو چھوڑ اور جام مہ کا خمستان لا نیوالی سے
نوش کر کے جسکے جرعه کی خاک جان جلا شیا کی ہوئی اور باز گشت اپنا جناب خدا نگاہ
کو بنا جسکے سبب سے کار و بار و دن جہان کو قوت و توانائی ہو گئی اور وہ خدا نگاہ کہ جسکے
دروازہ کے حلقہ کا جو دائرہ ہو عرش اسمین ایسا ہے جیسے ایک نقطہ مہموم کہ نمایا نہیں
ہوتا عظیم ایسا کہ جب ہے اسکے قصر حلم نے اپنا سایہ گردون پر ڈالا آفتاب حرکت قسری
سے جو ابتاع حرکت خلک الافلاک کی تھی اس سے پاک و مبرا ہو گیا اسواسطے کہ خود خلک

بارہا یہ علم سے ایسا بوجھل ہو گیا کہ ہل نہیں سکتا پھر آفتاب کیسے حرکت کر سکے تو لگے گرفتہ دست
 برادر ہر یون گر بخت اجل نہ آئان دیا کہ عدل تو کار فرما شد ہوا سے قدر تو سرز استان چنان
 بزرگ رہے کہ افراق دینی از میان جوڑا شد ہوا سے جو دامن علمت رقص کردہ بر سر غول ہوا
 چو رقصش دہن مار چرخ ماو اشد ہوا رسول عزم تو چون بر براق قدر نشست ہوا بخت
 کام کہ بر روز اوج ادنی شد ہوا علو قصر جلالت چنان غلو داروید کہ آستان درش جفت طاق
 بالا شد ہوا دست برد تو آندم کہ کلک زرد اندام ہوا سیاہ روئے ونگو نسار ہوا اعدا شد ہوا
 روا سے ز زبنت بر فلک یک ہندو ہوا ز رنگبار سوئے چین پراہ دریا شد ہوا کہ در میان نہ
 فتنہ کیسے سیہ بادام ہوا دویدہ بر طبق ماہ مست و شیدا شد ہوا اگر چہ دوم اوراد و آری کی
 گم شد ہوا یکیش آخر مجذور دوش مہدا شد ہوا چنان شکوہ تو نہ دخیہ بر سر عالم ہوا کہ ماہتاب
 نیار و بگردو بیابا شد ہوا ہمیشہ تاشہ انجم ز اوج رفعت خود ہوا بفرد خانہ سر دوزیر تنہا شد ہوا
 رواق قلعہ مرفوع قدرت ایمن باد ہوا نہ کہ سر ہاکہ در ایوان قصر کسرے شد ہوا اللغات
 برادر اجل خواب بموجب النوم اخ الموت افراق جدائی غول ستارہ رقص ستارہ نزدیک فلک
 غلو از حد در گذشتہ طاق بالا فلک الافلاک ہند و قلم سیاہ ز رنگبار و دوات چین کاغذ
 در یاد دست ممدوح سیہ بادام قلم کہ چوب بادام سے بناتے ہیں طبق ماہ کاغذ خانہ سر
 سلطان فرد خانہ تھانہ وزیر ماہ شاہ انجم آفتاب رواق سقف و محل کسر شکستن کسرے نوشیروان
 الملعنی یعنی امی ممدوح جس شہر میں کہ عدل تیرا کار فرما ہوا اجل اپنے بھائی خواب کا ہاتھ پکڑا کہ
 وہاں سے نکل گئی خوف ہوا خذہ سے کہ بقیہ تصور کیوں مارٹھا لیتے ہیں اور بھائی کو اس لیے
 لیکٹی کہ تو بھی بنو نہ میری کیفیت کا ہو ایسا نہو تجھے بھی ہوا جندہ کرے میری قدر کے جھنڈے
 نے تیرے آستانہ سے ایسا سر بلند کیا کہ فرق دوئی کا جزا سے جو دو پیکر ہو جاتا رہا دونوں
 ایک ہو گئے معمول ہو کہ جھنڈے پر بھی صورت دو پیکر کی بناتے ہیں جیسے شیر وار دہا کی
 بناتے ہیں اور جب یہ جھنڈا شاہی اپنے علو سے دو پیکر تک پہنچا اور اس سے مل گیا تو پھر

اس دو بیکر اور جس دو بیکر کا کچھ فرق نہ رہا ایک ہو گئے اور جب تیرے علم کے دامن سے نکل
 بر جو ایک ستارہ فلک ہشتم پر ہی رقص کیا اور رقص اسکا جنبش کرنا پھریرہ کا ہوا سے تو راقص
 کہ یہ بھی ایک ستارہ دہن تین فلک میں ہی اب جو دامن اس علم کا پان راقص ہوا تو اس
 راقص کا بھی ہی دامن مسکن و ماوا ہوا مراد علو علم سے ہی رسول تیرے عزم کا جو براق قدر پر
 سوار ہوا تو پہلے ہی قدم میں بلندی ادنیٰ سے نکلیا ادنیٰ سے اشارہ اس آیت سے ہی
 کان قاب تو سین اد ادنیٰ سے اور قصر اسکی بزرگی و جلال کا ایسی بلندی حد درجہ کو پہنچا
 ہو کہ آستانہ اسکے دروازہ کا باقی بالائے فلک الافلاک کا جفت ہو گیا اشعار ما بعد با ہم مربوط ہیں
 یعنی اسوقت میں کہ ملک زرد اندام تیرے دست برد سے سیاہ رو اور نگو سنار مثل اعدا کے
 ہوئی تو دوسے زرد کندھوں پر ڈال کے ایک ہندو ای قلم سیاہ رنگبار و دات سے براہ دریا
 کہ وہ انگلیان مدوح کی ہن چین کو گیا اور چین کا غد کو یا در میان تین فنون کے کہ سرگشت ہیں
 محل گرفت قلم ایک بادام سیاہ تھا یعنی وہی قلم سود و ڈر کر طبق ماہ پر جو کا غد ہو گیا اور مست
 و شید ہوا کہ دم دم اُدھر ہی کو دوڑتا ہی شعر بعد معا قلم کا ہو کہ اگرچہ اسکے حرف دوم سے جو حرف
 لام ہو جسکے تیس عدد ہیں دو جسکے دس عدد ہوئے یکے کے اسکے چالیس ہوتے ہیں کم ہوئے
 موجب چالیس سے دس کم ہونگے تیس رہ جائینگے لام حاصل ہوگا اور یکے اسکے آخرین ہونے سے
 میم حاصل ہوگا اور دو جو دس ہو اسکے ضرب سے سو حاصل ہونگے اور سو عدد وقاف کے
 ہیں بس جب قاف بعد لام و میم کا ہوگا قلم ہو جائیگا ایسا خیمہ تیرے شکوہ و بد بد نے سر عالم
 پر بکھڑا کیا ہو کہ ماہتاب کتان کے مارے ڈر کے دیبا کے پاس نہیں بٹھکتا کہ مبادا کتان
 ہو جسکے بچٹ جانے سے ماخوذ ہوؤں اب دعا تانا بید ہوئے ہمیشہ جب تک شاہ انجم آفتاب
 فر و خانہ وزیرین کہ پہنچ سلطان ہو تنہا جاے سر و بر عایت اسکے کہ آبی ہو اور فر و خانہ بدین لقا
 کہ ماہ کا ہی ایک خانہ اوج کا ہو غلات دیگر سیارہ کہ دو دو بھی ہیں تب تک محل قلعة بلند تیرے
 مستر کا شکستہ ہوئے ہے جبے کہ قصر کسری کو پہنچی یقین محفوظ و مضمون رہے اور قصر کسری کو

بروز تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی شکست پہنچی تھی واسطے اظہار شان و شوکت
آنحضرت کے کہ یہ اسوقت میں پادشاہ تھا

در مدح محمد شاہ تغلق و تعریف محبوب و چرخیات

قولہ علت از خندہ شکر از در تبر گیر و چرخ از گریہ در زیر طبق زر گیر و چرخ سر زلف تو بر عارضت
ایچو سرشت ملک فروس کہ دیدست کہ کاگیر و طاق ابرو سے تو پوچستہ یک جفت کمان
بر سر چشمتہ نور آہو سے عہر گیر و دلبر از گس شیخ تو بچشم فروم ترک مستیست کہ ہند و چینہ در
بر گیر و چین زلف تو بہر حلقہ کہ مشک افشانند ز آتش غم جگر سوختگان بر گیر و ایچو بچہ
کہ بہر بوسے وصال لالہ بر سر آتش تر داہ غنبر گیر و گوشہ ماہ فلک را چو خیم طرہ تو بہر چیم رایت
سلطان مظفر گیر و مرغ چون رقص کنان باز تو را بر گیر و لب پر از خندہ کند صبح و وقت
زر گیر و تا گردل شد گانرا ہوا آرد باز و دہن بلبہ ہر دم لب ساغر گیر و آسمان سفرہ گلرین
چو بردار و صبح در دہان خندہ زمان قرص مرعفر گیر و یہ قصیدہ بحر بل ہین ہر فاعلان
فعلاتن فعلاتن فعلن اللغات شکر لب در دندان جمع مہرہ سیاہ و سفید مراد مردک در شک
طبق زر رخسار یک جفت کمان و دایرہ آہو عہر مردک ہند و بچہ مردک حلقہ مجلس آتش تر
سرخ لالہ داہ غنبر داغ و قن زر آفتاب بلبہ صراحی سفرہ گلرین شب باغدار ستارگان قرص مرعفر
آفتاب الملعنی یعنی ای محبوب لب تیرے جسوقت خندہ کرتے ہین تو در تر یعنی دندان سے
شکر اٹھاتے ہین اور میری چیزے ای آنکھ گریہ سے موتی طبق زر پر جو رخسار زر و دہن ظاہر کرتی
ہو ایچو سرشت سوانے تیری زلف کے جو عارض بر پڑی ہو کوئی تباے تو کہ فرونس کو کسی کافر
نے لیلیا ہوا ابرو تیرے کہ اپنی خوبی میں طاق و ہمیشہ ایچو بچہ کمان سے چشمتہ نور
پر جو چہرہ ہو آہو عہر کو گھیرے ہوئے ہو عہر مردک ای دلبر تیرے نرگس شیخ کو جو لوگ دیکھتے
ہین تو یہی کہتے ہین کہ ایک ترک مست ہو جو ہند و بچہ کو برہن لیے ہوئے ہو ہند و بچہ مردک
زلف تیری ایسی کہ جس حلقہ مجلس میں اپنی چین سے مشک افشانی کرے تو آتش غم سے

جگر سوختہ لوگوں کا گھیرنے اتر مجھ کو بے توفہ پر پھر ہر کہ تیری امید وصال پر لالہ آتش تر پر جو
 سرخی اُسکی ہو داد عنبر کا رکھتا ہے لیکن باوجود سرخ زردی تیرے داغ کھائے ہوئے ہو اور جیسے
 تیرے طرہ کا خم گوشہ ماہ کو جو چہرہ پر گھیرے ہوئے ہے ایسے ہی ماہ فلک کو پرچم جھنڈے شاہ مظفر
 کے گھیرے ہوئے ہے مرغ جو مراد مرغ صبح سے ہی جس وقت ناچتا ہوا آواز بلند کرتا ہے صبح بھی خندہ
 ہو کے دہ زار کا ہاتھ میں لیتی ہو دہ زار آفتاب اس وقت میں دہن صراحی کا جو ہر دم
 لب ساغر کو پکڑتا ہے جیسا کہ شراب اُنڈیلنے کی وقت ہوتا ہے شاید یہ غرض ہے کہ جو لوگ دل شدہ
 ہیں اور خاموش اُنکو آواز و توانا میں لائے اور سرور کرے روزمرہ جب آسمان سفرہ گلرین
 اپنا کہ شب ہے بلحاظ ستاروں کے اٹھا لیتا ہے تو صبح خندہ زنان ایک قرص مزعفر دہن میں
 لیتی ہے کہ وہ آفتاب ہے قولہ رومی زرد سپر چرخ سید جوشن را بد بسر نیزہ کلاہ قمر از سر گیر دہ آسمان
 پیشکش خسرو آفاق کند دہ زین زرد صبح جو بر صہوہ اشقر گیر دہ جامی مرکزہ دائرہ مولی الخلفاء
 آنکہ بر خلق خدا خلق پیغمبر گیر دہ ذات اوحی آثار بنی عباس است دہ لیک در صفت و غایت جو حیدر
 گیر دہ ایک طاق دربارت کہ محیط فلک است دہ و تر قوس جلال از خط محور گیر دہ بر خط محور اگر
 حرز عزیمت خواند دہ سی و یک مہرہ زردین زیک از دہ گیر دہ بست و یک پیکر نورند در ایوان شمال
 ہمہ را رائے تو از خاک فروتر گیر دہ گر بشارت طلبد نور حقش پیش آید دہ و ولایت طلب
 ملک سکند ر گیر دہ اللغات رومی زرد سپر آفتاب سر نیزہ باعتبار خطوط شعاع زمین
 زرد آفتاب صہوہ پشت اشقر اسپ مراد روز دربارت باضافت و ترجمہ محور وہ خطہ در میان
 دونوں قطب کے ہے عزیمت وہ جو بیمار پر بامید شفا کے پڑ ہیں سہی و یک مہرہ ستارے
 جسے شکل از دہ کی قائم کی ہے کہ محور کے قریب ہے فروتر ای بترا المعنی یعنی یہ رومی زرد سپر
 چرخ سپہ جوشن کا کہ آفتاب ہے سر نیزہ سے تاج قمر کا اُسکے سر سے اتار لیتا ہے جیسے کہ صبح کو روشنی
 قمر کی کہ وہی تاج ہو جانی رہتی ہے آسمان دہ زین زرد جو صبح اپنے اشقر پہنچے ہوئے تھی اُس
 زمین کو خسرو آفاق مگر نذر میں پیش کرتا ہے زمین زرد آفتاب اشقر روز آور وہ خسرو جامی مرکز

نہ دائرہ کا ہو کہ تمام دنیا ہو جو نہ دائرہ افلاک میں بمنزلہ نقطہ کے ہو اور سب خلیفوں کا مولیٰ
 و صاحب ہو اور ایسا کہ خلق خدا کے ساتھ خلق سمیر سے پیش آتا ہو ذات تو اسکی زندہ کرنوالی
 آثار نبی عباس کی ہو لیکن صفت جنگ میں تیغ حیدر کی طرح پکڑتا ہو ایزد مدوح تو وہ ہو کہ طاق
 محراب نیرے دروازہ کا کہ وہ دروازہ محیط فلک ہو اس کے جلال کی کمان چلہ خط محور سے
 یعنی ہو اور اگر مثل عزیمت خوانوں کے خط محور پر عزیمت پڑھے تو اکتیس مہرے پہننے
 اتر در فلک آراستہ ہوا ہو سب اس کے لیے ورنہ عزیمت خوانوں کو ایک مہرہ بھی مار سے لینا
 دشوار ہو جسکو ہندی میں من کہتے ہیں اور یہ اتر در قریب خط محور کے ہو اور نیز عزیمت خوان گرد
 اپنے یا سامنے اپنے خط کھینچ لیتے ہیں اور یہ جو اکیس شکلین نورانی شمال میں ہیں اسکی راسے
 روشن کے سامنے خاک سے بھی کمتر ہیں اگر عالم بالا سے طالب بشارت کا ہو فوراً نور حق اس کے
 سامنے آجائے اور جو طالب ولایت کا ہو ملک سکندر کا موجود ہو وہ لیے الغرض دین و دنیا
 دونوں کی نعمتیں موجود ہیں قولہ شاہ سلطنت خیمہ رنگاری راہ در عروس بقا کلمہ چادر گیر و بہ
 بسر تیغ تو کا نہ صرف میدان خلاف و خصم بیدین تو بیدست کہ خنجر گیر و بہ سر نہد خصم تو بر پائے
 تو از روے نیاز و تیغ تو لطف کند ز دوش سرش بر گیر و بہ آن غزالی کہ در اگرگ سحر پیشروست و خانہ
 در عمد تو در کام غضنفر گیر و بہ باز جبر تو سپرد از چو پر باز کند و آشیان بر سر نہ قہ اخضر گیر و بہ قف
 بالائے گل افشان اولی اجنہ راہ در خم سایہ یک گوشہ شخیر گیر و بہ بدر بر شاہ زمین سمط لائے
 افشا نہ تاج شاہ فلکش در زوزیور گیر و بہ پایہ تخت مربع وش شہ باو فلک و تاخیر داعی دل
 اشکال نہ ور گیر و بہ خصم تو باد سیہ روے پریشان احوال و تا شب از روے سر زلف سحر بر گیر و بہ
 اللغات شاہ سلطنت خیمہ رنگاری آفتاب و آسمان بسر تیغ میں با قسمیہ ہو خلاف بید
 و دشمنی غزال آفتاب اگرگ سحر صبح کا ذب غضنفر شیر نہ قہ اخضر فلک الافلاک سقوف
 گل افشان فلک ہشتم اولی اجنہ ملا یک سمط بالکسر موتی کی لڑی شاہ فلک آفتاب المعنی
 یعنی شاہ سلطنت کا میرے اس خیمہ رنگاری آسمان کو کہ بقا اسکی جائے کہ جسے کب تک ہو مگر

جیسے اسکی شادی بقا سے ہوئی ہو اسکی بقا کو مقابل اپنے بقا کے نکتہ چادر کی طرح سمجھنا فرض کرتا ہو
 تیری سلطنت کی ایسی بقا ہو تیرے سر تیغ کی قسم کھاتا ہوں کہ صوبہ میدان لڑائی میں اگر
 دشمن میدان تیرے خیر ہاتھ میں لے تو بیکار اسلحہ کے دشمن تو خود بید ہو بسبب لڑنے کا اپنے بے
 اور خیر برگ بید جو بصورت خیر کے ہوتا ہو بیدست نہایت لطف ہو کہ اس میں لطف دست بھی
 موجود ہو اور میدان میں بھی بید موجود جب دشمن تیرے پاؤں پر سر عجز و نیاز سے رکھتا ہو تو
 تیغ تیری لطف کے جلدی سے سر اسکا اٹھا لیتی ہو اس شعر میں بھی برگیر نہایت خوب ہو کہ
 اٹھانے سے مراد سر اٹارنے سے بھی ہو وہ غزال جسکے آگے آگے گرگ سحر چلتا ہو کہ غزال
 آفتاب ہو اور گرگ مخرج کاذب تیرے عہد میں شیر کے منہ میں اپنا گھر بناتا ہو جو برج اسکا
 خانہ اور برج محل اسکا بیت الشرف ہو جو غزال ہو باز تیرے حشر کا جو پردانہ کے لیے پر کھینچے
 تو ذوال قبہ جو اس قبہ احضر کا ہو اُسپر جا کے آشیانہ رکھے یعنی فلک الافلاک پر اور بازی
 عادت ہو کہ نہایت بلندی پر آشیانہ رکھتا ہو اور سقفت بالا گل افشان کہ فلک ہستم ہو جسپر جملہ
 ثوابت ہیں اور اکثر سیار بھی مقام ملائیک کا اُسکو ایک گوشہ خم شہسپ میں دبا لے آب تغاثر و فضا
 کہتے ہیں کہ بدر نے جو بادشاہ سر زمین کے سر پر لڑی موتیوں کی تبارکی ہو یہی اسید رکھتا ہو
 کہ مثل شاہ فلک کے اُسکو زور و زور میں منڈھ دے یعنی جیسے آفتاب ہر کسی کو زور میں منڈھ
 دیتا ہو اپنی شعاع ڈال کر ایسے ہی شاہ زمین کا اسی مدوح مجبور میں منڈھ دے یا جیسے شاہ
 فلک یا یعنی خورشید کو زور سے منڈھ کے آراستہ کر دیا ہو ایسا ہی تجکو بھی کر دے کہ زور ہی زور
 ہو جاؤں آئندہ دعا تا مید ہو یعنی فلک تحت مرجع دش کا اُسکے ایک پایہ ہو جب تک کہ خرو
 اعدل اوی گواہ ثابتہ اشکال اُسکے مدور فرض کرے چنانچہ حکماء کے نزدیک زمین آسمان دونوں
 گول کر دی شکل ہیں آد تیرا دشمن سیر و پریشان احوال ہے جب تک کہ نہ لطف کو شب وے سحر سے اٹھاؤ

در مدح محمد شاہ و خیالات و کیر

قولہ چو یار پارہ شعب را بر آفتاب نهد از مشک حل شدہ بر روے ماہ تاب نهد ہر شمع

بروئے ثریا روان شود آندم کہ ماہ بر لب خود ساغر شراب نهد و زہی نہی کہ شکر خندہ
 تو بر دین راہ میاں دو بال از شفق نقاب نهد و بکوسے مصطفیہ رویش از انکہ دست محراب
 طفاوہ بردر طریال ہفت باب نهد و زہر آئینہ لولی زن سپیدہ فروش و فرقی خود نصب
 زرد ماہ تاب نهد و شود خروس خروشان چو چرخ طوطی رنگ و ہزار بیضہ بزیر بر عقاب
 نهد و تو خون دختر زرخور کہ بے تو دور فلک و پیالہ بر گشت ایام بچساب نهد و اگر ز گوشہ ماہ
 تو شب و در روزے و چہ داغما کہ غمت بردل خراب نهد و شب فراق تو چشم جز این چکار کند
 کہ گردشہ زر کا سہاے آب نهد و بجز دو ہندوے سین قباعے من نبود و کستیکہ بر طبع
 زرد خوشاب نهد و چو بدر از لب تو کام خود ندید آن بہ کہ رو بسونے در شاہ کامیاب
 نهد و خدا ننگان جہان فخر آل بہرے و کہ مشتری لقبش شاہ ماہ جناب نهد و یہ قصیدہ
 بحر محبت میں ہوا رکاب اس کے متفاعلن فعلاتن متفاعلن فعلن بکسر عین اللغات یا رہ شب
 زلف آفتاب و شفق شراب ثریا دندان ماہ یار پروین دندان ہلال لب مصطفیہ میخانہ
 طفاوہ دائرہ آفتاب طریال بکسر بلندی و صومعہ تہر و دستی آئینہ آفتاب ہزار بیضہ تارے
 عقاب آفتاب بچساب بے موقع شب خط سفرہ زر و زر و بہرامی ای بہرام گور المعنی
 یعنی جب یار پارہ شب یعنی زلف کو آفتاب چہرہ پر رکھے تو ایسا معلوم ہو کہ مشک کو حل کر کے
 ماہ پر خم و چ بنا دیے ہیں اور جو کہ آفتاب ہر اسد اسم ہی بس تاب کے ساتھ ایطاسے کچھ خلل نہیں ہے
 ماہ میرالب پر ساغر شراب رکھے تو اسوقت میں ایسا معلوم ہو کہ شفق ثریا پر روان ہو شفق شراب سرخ
 ثریا دندان ای محبوب تو عجب ایک ماہ ہو کہ شکر خندہ تیرا پروین کو در میان دو ہلال از شفق کے کہ
 وہ لب سرخ ہیں نقاب میں رکھتا ہو کہ بدقت شکر خندہ کے پروین دندان کے اندر تو ہلال از شفق میں
 چھپے رہتے ہیں جس گلی میں بٹھسی ہو قبل اس سے کہ ہاتھ پھر کا دائرہ آفتاب کو دروازہ پر اس عالی بنا ہفت
 اب کے رکھے یعنی آفتاب طلوع ہوئے اس گلی میں جا اور غنوشی کر اور قبل اس کے محبت آئینہ سے جو آفتاب
 ہو لولی زن سپیدہ فروش کو ہوئے لولی زن زہرہ کہ لولی فلک ہو او سپیدہ مخموش بدنیو کہ

قریب طلوع آفتاب کے رنگ اسکا سفید ہو جاتا ہے اور ماہتاب جو قصب زرد ہے ہر تر سے
 اتار ڈالے جیسا کہ چاندنی صبح کو پہلے زرد ہو جاتی ہے پھر سفید اور اس سے پہلے کہ خروں
 صبح کا شورا اٹھائے جب کہ جبرخ طوطی رنگ ہزاروں بیٹھنے پر عقاب کے تلے رکھ دے عقاب
 آفتاب بیٹھنے ستارے جو اس کے تحت شعاع میں آجاسے بہن بس ایسے وقت میں جسکی کیفیت
 بکوبے مصطفیٰ سے یہاں شاکت مذکور ہوئی خون دختر زرد کا کہ شراب ہر پی اسوا سٹے کہ تو نہیں ہوگا
 اور دور فلک کا جیسا ب پیا لے زمانہ کے ہاتھ میں دیگا پیالے مہر و ماہ آب و دوسری بات ہے
 کہ اگر تیرے ماہ کے گوشہ سے کسی دن شب پیدا ہوے کہ مراد صورت و خط سے ہو تو وہ کیسے کیسے
 غم میرے دل خراب کو دیگا میں ہوں اور تیری شب فراق کی اب آنکھیں میری سوا اسکے اور
 کیا کام کریں کہ گز سفر زرد رخ کے پیالے پانی سے بھرے آنکھیں بیٹھے روے زرد پر آنسو بہا
 رہیں بھلا میرے ان دونوں ہندو ستین قبا کے سوا اور کون ہے کہ طبق زرد پر درخشاں رکھے
 ہندو مرد کا باعتبار سیاہی اصلی اور سین قبا اس سبب سے کہ روتے روتے سفید ہو جائیں
 دوسرے مصرعہ میں زردی رخ کا بیان ہے جیسے آنسو و صفاک رہے ہیں اب بتلایں فرضی کہتے ہیں
 کہ مدت ہوئی اور بد تیرے لب سے کچھ کامیاب ہوا لہذا بہتر یہ ہو کہ فریادی ہو کے شاہ کامیاب
 کئے دربار میں جائے آید وہ شاہ جو خدا یگانہ جان کا ہے اور فخر آل بہرام کا جسکا مشتری نے
 جو قاضی فلک ہے شاہ ماہ جناب لقب رکھا ہے قولہ رواج روحت صرا بلیش باشہ و عذوبت
 ضربے در فروغ صاب ہند و بکج دست شدہ آن زرد رنگ افعی چیست و یکے ہلال کہ بدہ شب
 خضاب ہند و قوی کہ منقل سین بر آتش خور و زہر بزم تو قلب اسد کیا ہند و صمن ز خط
 تو تو خید بر زبان راند و ستم ز خاندہ تو شیخ و زقرا ہند و زلطت مخترعات روایت تو سر و ش
 و سابس و حی سوئے پنجین کتاب ہند و بخاک پاسے تو کان آتشے کہ آبی شدہ و سر است پیش تو ز
 روتے بر تراب ہند و زہر بزم تو در پیشگاہ خیمہ سبز و سپہر کسی زہرین ز آفتاب ہند و شربک
 حلم تو جز قات کہیں نہ نشان نہ بد و و شیک عزم تو در قطب انقلاب ہند و بدو رعیش تو در عیش عیار

ارا از ارحمن بدتر و عدل تو بر ہامہ عقاب نہند و میض خنجر آواز خواہد آجیاست ہزار قصیدہ در لہ
 سرب نہند ہمیشہ تا طبق سبز کا سر ز راہ دنیا نہ چہ ناہید وقت آب نہند ہوا سے قدر تر آنچنان
 جلالت باد کہ بر کنار راہ نہ گزشتہ طناب نہند اللغات رواج ہوا سے خوشن و بارانہا سے
 شب روغات خم شہد ہاضماری نسوید بضر ب معنی شہد سفید ایسی ہی ضربے صاب و رخت
 تلخ افغی قلم ماہ کا غد خضاب مدا و باثر امیہ اثر منقل ہندی انگلیٹھی خط حکم مکتوب قراب بالکسر میا
 قلب ول مختصرات ای مختصات آتشی ابلیس آبی منکر و شیک بمعنی سرعت کنندہ و یکا تیز رفتار
 مرعش بالضم و فتح عین ایک قسم کبوتر معاق زن کہ ہوا پر معلق زنی کہے حمامہ کبوتر ہونہ کا سہ سرد
 پیشانی و میض و رخسیدن برق ہے اسکے کہ پر اگندہ ہو تعبیر آراستگی چہ ناہید برج مغبلہ کہ خانہ مہر
 زہرہ کا ہوناہید زہرہ آب بزبان رومی کنوار المعنی یعنی سینہ اسکی خود شہو یون شیرین کے
 اپنے اثر میں ایسے ہیں کہ شیرین نے شہد سفید ضرب کی صاب کی شاخون میں جو ایک و رخت
 نہایت تلخ ہو پھیلا دیتے ہیں اور بالکل اثر نموکا مینہ ہی سے ہوتا ہو گوشتہ دست شاہ میں یہ زور
 افغی کیا ہو ایک ہلال ہو کہ ماہ پر جو کا غد ہو شب مدا و سے خضاب لگاتا ہو کہ مراد تحریر حروف سے ہو
 افغی قلم امیہ مدوح وہ تو ہو جسکی بزم کے واسطے انگلیٹھی سہین ماہ کی آتش آفتاب پر قلب اسد سے
 کباب لگاتی ہو اسد نام برج خانہ آفتاب کا اور قلب اسکا ایک منزل ہو منازل ماہ سے بہت پرست
 کیا چیز ہو خودت اگر حکم مکتوب تیرا اسکو پہونچے تو توحید اُس سے جاری ہو جائے اور ستم نے تیرے
 خامہ کے خوف سے کہ نہ معلوم کیا میرے حق میں لکھ دے تیج اپنے میان میں کر لی تیری جو نکالی
 ہوئی باتیں ہیں کہ ابھی مخصوص تیرے ہی ساتھ ہیں انکا لطف جو سر و ش غیب ہے پایا ہو
 عجب نہیں کہ اس وحی کی بنیاد قرآن پنجم کیطرت ڈالے قسم تیرے خالکپاکی کہ وہ آتشی یعنی ابلیس
 جو آدم کے سجدہ سے یہ کہہ کر تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہو جو جوہر علوی ہو اور آدم کو خاک تیرے سے
 جو عنصر سفلی ہو آبی ہوا انکا رکندہ مگر تیرے سامنے جو سر خاک پر رکھ دے تو سزاوارہ و لائق ہو
 کسو اسٹے کہ تو تو آب و گل ہی سے نہیں ہو نور ہی نور ہو پھر پھر بھی بڑا مجلسی ہو تو تو بزم افروزی

کرتا ہے مگر تیری نرم کا ایسا عاشق ہے کہ پیش کاو خیمہ سبز نرم میں کر سی زرین اپنی بھی آفتاب سے لگا دیتا ہے
 حاتم تیرا ایسا جگہ شریک کوئی سوائے قات کے کہیں کو نہیں بتاتا اور ہر چند مشہور ہے کہ قطب از جہاں
 لیکن بیک تیرہ فنار تیرے عزم کا ضرور ہے اس میں بھی انقلاب ڈال دے تیرا چوترا ایسے امن و عیش
 کا ہے کہ تندر و تیرے عدل کو امن کی جگہ سمجھ کے مرعش کبوتر کو سر پر عقاب کے رکھتی ہے تا اور کوئی پرند
 شکار ہی نہ تباہے پاسے حالانکہ عقاب خود دشمن کبوتر کا ہے تیرے خبر کی آب کو بحقیقت ایسی نہیں
 جس سے کوئی سیراب ہو اور آب حیات کے بسیوں خاصے ہیں اور سراب ایسی چیز ہے کہ محض
 ریگ خشک صرف ایک چمک ہے چمک ریگ کی شعاع آفتاب سے مگر تیرے خبر کی آب و تاب ایسی
 ہے کہ اگر سراب پر پڑنے تو ہزاروں خوبیاں خواص آب حیات کی سراب میں پیدا کر دے سراب آب حیات
 سے بڑھکے ہو جائے آب دعا سے تابید ہو یعنی جب تک کہ یہ طبق سبز آسمان کا کاسہ زرین
 آفتاب کو وقت آب یعنی ماہ کنوار میں درمیان چاہنا ہید کے رکھے کہ وہ برج منبلہ خانہ ہیو
 زہرہ کا ہے اور کنوار میں آفتاب اس برج میں ہوتا ہے تیری قدر کے جھنڈے کی ایسی بزرگی
 و بلندی ہو کہ کنارہ ماہ سے گوشہ اس کے طناب کا جا لگے

فرید محمد شاہ بن تغلق و بہارستان و تعریف محبوبان

قولہ بیاہیمہ کہ در گلبن لڑاے مرغ زار افتادہ ز افغان دل بلبل صد اور مرغزار افتادہ بہو
 مجر لالہ دل مرغ نوا خوان راہ و دہرا ز سبزہ ارامی چین کو سایہ وار افتادہ نکلداں ز راز ماہی بسو
 برہ مائل شبدہ چہ شور شہا کہ در بازار گرم نو بہار افتادہ چو دل گل دیدار شادی و درون باغ
 جان بشکفت مد چو گل زور دیدار خندہ ستان بر روے خار افتادہ میان شاہان باغ امی
 سرو سہی انیک بہ بنفشہ خادم کز گردن نیلی شعار افتادہ تراغچہ انسر نیست بزرگ سمن سنبل
 ازین غم لالہ راز بادور بنینہ عباہ فتادہ خروس صبح گراز لعل تاجی دار واد بر سر پہ خروس لالہ راز
 مشک خالی بر غدار افتادہ بعد چون سرد آزدادی در آغوش از ان گرم ہد کہ این بندہ راہ
 بوسہ دایم بر کناد افتادہ چمن را از گل و بلبل چو شند برگ و نوا حاصل ہد چمن اورا نہو اسے ہج

شاہ کامگار افتاد یہ قصیدہ بحر ہزج میں ہے مقاعیلین مقاعیلین مقاعیلان اللغات
 مرغزار سبز و زار و باغ زار تجنیس ناقص مرکب مفروق نکران آفتاب ماہی برج حوت برج
 حمل ستان ہندی جیت شادان باغ گل و سبزہ غنیمت دہن تسمرین دندان برگ سمن خسار سنبھل
 زلف لعل آفتاب المعنی یعنی ای ماہ بہار آئی اور گلشن میں مرغ ازبیس نوازن ہو رہے ہیں
 اور دل بلبل ہے ایسا شور مچا رکھا ہے کہ مرغزار بھی صد کر رہا ہے یعنی جو بلبل کہتی ہے اُسکو مرغزار بھی
 لورٹ کے کہتا ہے بس ایسے وقت میں تیرا ہونا ضرور ہے لہذا تو بھی آ آس شجرین میں گلبن کی جگہ
 گلشن کو اچھا جانتا ہوں اور گلبن کے ساتھ در کیوں برہونا چاہیے جائے محشی اس طرف
 متوجہ نہوے اور ایسا ہی زار کے نیچے لاغر لکھد یا ہے یہ معنی بھی ٹھیک نہیں بل بمعنی بسیار دوسرے
 شجرین دہد کا فاعل چین ہے اور کو کی ضمیر راجع بسوے سبزہ معنی یہ کہ مرغ نواخوان جو اپنی خوش
 نوازی سے مست و بیخود ہو رہا ہے چین اسکے دل کو تو بوجھ لالہ شکفتہ سے قوت دیتا ہے اور جو اگر مست
 و بیخود کر بھی پڑتے ہیں اسلئے اسکے آرام کو سبزہ ہے جو سایہ کی طرح بچھا ہوا ہے لفظ قوت کو میں نے
 بدو مجھ سے نکالا ہے کہ مفعول ثانی دہد کا ہے اور محذوف اور حذف مفعول کا جائز اب محشی کے
 معنی بجنسہ لکھوں بوا مید مجھ کیسے آنکہ بوجے خوش دران سوزند آرام تسکین حاصل معنی
 بدو نوع است کیے آنکہ چین سایہ وار دل مرغ نواخوان را بامید مجھ لالہ از سبزہ تسکین میدہے یعنی
 میگوید کہ سبزہ امیدہ است لالہ ہم خواہد شکفت درین صورت آوردن مجھ بمناسبت بوا باشد
 و بسایہ و افتاد بیان چین دوم آنکہ مراد از سایہ و از سایہ زدہ و جن گرفتہ باشد و ان بیان مرغ
 باقی بدستور ۱۲ ہا و یعلی انتھی میں نے اپنے معنی بھی لکھ دیے اور محشی صاحب کے بھی حرمت
 بحر اب ناظرین کو رد و قبول کا اختیار ہے چاہے جسکو جس نظر سے دیکھیں نکران تدرج
 آفتاب ہے برج ماہی سے جو حوت ہے برہ کی طرف کہ یہ برج حمل ہے زبان آمد بہار میں مائل ہوا اسکے
 مائل ہونے سے کیسی کیسی شورشین بازار گرم نو بہار میں پڑیں اب جو دل نے کل کو دیکھا
 باغ جان میں خوشی کے مارے کھل گیا اور گل نے جو زور کو دیکھا مارے ہنس رہی کہ خار پر چت پڑ گیا

ایک سہ دنہی تمامی شاہان باغ میں جو گل و سنبل ہر سب میں بنفشہ کا یہ حال ہو جیسے حسام
 کج گردن نیلی لباس پہنتے ہیں اور گلی بنفشہ سیاہ اسی صورت کا ہوتا ہو لالہ اگرچہ سرخ رنگ
 رکھتا ہو لیکن کہاں تو کہاں لالہ تیرے غنچہ دہن میں تو نسرین دندان کے ہیں اور برگہ سن سے
 رخسار پر نیل ہو زلف بس اسی غم کے مارے اسکے سینہ میں غبار پڑا ہو جو ہر ادغ سے ہو خروش
 صبح کے سر پہ اگر تاج لعلی کا جو آفتاب ہو کہ صبح کو سرخ ہوتا ہو رکھا ہو تو غروب لالہ کے رخسار پر بھی
 ایک خال سیاہ پڑا ہو اور کیسا خوشنما تو اپنے قدمین ایک سرو آزاد ہو اور میں ایک بندہ بوجہ سے
 ہمیشہ درکنار افتادہ ہو محروم بس بسبب اسی محرومی کے تجکو آغوش میں لیتا ہوں کہ کامیاب ہوؤں
 چمن کو جب گل و بلبل سے برگ و نو حاصل ہوا تو میری طرح اُسکو بھی شوق مہج بادشاہ کا مکار کا پیدا ہوا

مطلع ثانی

قوله چودوش ہا ز سقفت مینارنگ طشت زرنگار افتادہ فلک را کا سہاے فقرہ در دریا سے قار
 افتادہ دل دریا سے لب برکہ باز آن کشتی زرین بد ز موج تیرہ دریا سے پر در بر کنار افتادہ
 بنجست خم عمارت کن سواد قلعة دل را بد کہ خشت زر سرخ از برج این نیلی حصار افتادہ گل سیمین
 رہ بشگفت چون زابر سیاہ شب بد ہزاران قطرہ سیمین برین نہ سبزہ زار افتادہ قمر در کہکشان
 مرغیست کف در آشیان شب بد بگردن زرین اور از زن زریشمار افتادہ ازین خضر سے پر
 عہر چ شیر چرخ سر بر کردہ فلک مینا سے برگو ہر جو تیغ شہر یار افتادہ محمد شاہ بن تغلق کہ
 در منشور امام اوراد لقب سلطان اعظم خواندہ جاسد و لغکار افتادہ

مطلع دیگر

قوله زدستش مرغ زرین را چو در منقار قار افتادہ سر زلف سیاہ شب ہمہ بر تار تار افتادہ
 اللغات سقفت مینارنگ فلک طشت زرنگار آفتاب کا سہاے فقرہ ستارگان قمار
 سیاہی ای شب خشت زر سرخ آفتاب نیلی حصار آسمان قطرہ سیمین کو اکب از زن زریشمار
 خضر آسمان چہرہ ز گیس مراد ستاروں سے مرغ زرین قلم قار سیاہی تار تار ریزہ ریزہ المعنی رات

جب خفت فلک مینارنگ سے طشت زرنگار آفتاب کا گر اپنے آفتاب غروب ہوا تو کاسے نقرۂ فلک
 کے جو ستارے ہیں دریاے سیاہی میں پڑے بس اُسوقت میں دل دریا کا کہ دریا مراد مہم کاہر
 اور قلب مہم کا مہم اسکو لب پر لچا کہ اب پھر وہ کشتی زرین آفتاب کی موج تیرہ دریاے پر دُور سے کنارہ
 آگے موج تیرہ شیب و خیم کے ستارے حاصل یہ کہ آفتاب پھر طلوع ہوا تو اپنے سوا دل کے قلعہ کی
 عمارت خشت خم سے بنا کسوا سٹل کہ خشت زر سرخ آفتاب کی تو اس سبز جھار سے گر گئی یعنی شب
 ہوئی گل سین میں سفید رنگ ماہ کا ابر سیاہ شب سے شگفتہ ہوا اور ہزاروں قطرے سین میں اس نہ
 سبزہ زار فلک پر ظاہر ہوئے یعنی ستارے نمود ہوئے قمر اسوقت کہ کشان میں ایسا ہی جیسے
 ایک مرغ ہو کہ اسکے آشیانہ میں جو شب ہی خرمن کے گرد کہ مالہ ہی جسمین از زن بشمار پڑا ہوا ہوا زن
 غلامہ باجرہ و چینہ مراد ستارگان خرد سے خرمن ماہ مالہ اس خضر پر زر گس پیسے کہ وہ ستارے ہیں
 بصورت چشم حیران کے شیر چرخ یعنی برج اسد نے سر نکالا اسی طلوع ہوا فلک مثل تیغ شہریار کے
 ایک مینا پر گوہر معلوم ہوا تیغ پادشاہ پر گوہر باعتبار تر صبیح اور سحر باعتبار اصالت آہن شہر بعد کا
 صفت اور نام اور لقب پادشاہ میں ہو اور صفات جسوقت مہر و ج کے ہاتھ سے مرغ زرین قلم
 کے منقارہ میں قار یعنی سیاہی پڑی تو سر زلف سیاہ شب کا اس کی خوبی سے پارہ پارہ اور تار تار
 ہو گیا جیسے کہ تحریر میں سیاہی ریزہ ریزہ ہو کے کاغذ پر پڑتی ہو تو لہ ز تو قیاس مشام روح ساز
 الخانہ آن دم کہ بر نقرہ ز شاخ زعفران مشک تبار افتادہ باین مطلع کہ در قشبیہ کلکش در خط
 آور دم بہ برابناے زانم تا قیامت اعتبار افتادہ حسود با دیپالیش کہ چون میخوار شرع آمد
 چو آتش خاک بستر شد چو آتش چوب خوار افتادہ نیاز جیب چاکے ز دوچو دامن بوسہ بر پالیش
 طرا ز آستین دارش ز دست شہ یسار افتادہ ہزار ضرب ساطاعے درم ریزان فلکش باہ
 نقدش سکہ نامش شہ دار و مدار افتادہ سیاوشے کہ صدا فراسیا بش حلقہ در گوشہ شست بہ فلک
 بخشنے کہ از لاک بخشش صد رنگ و عار افتادہ نہ ہی آرش کمان رستم کہ ستم تیزاد چون دید بہ زمین
 سپر و پاسے اسپش نعل و ار افتادہ خدیو تاج داوایے و آن کو ہجو تیغ اندہ و مہر وے کو در لک

سراوتاج دار افتادہ بنائے قلعہ قدرت چکر ثابت ارکان شد بدھناے مشرب عیش است چو زمزم
 خوشگوار افتادہ بلخاستیہ نقرہ کاغذ شاخ زعفران قلم مشک بدو جیب مفلس یسار نوا نگہ
 باد پیاہودہ دم بران سکہ زنان دآر مدار مالک لغو منی فلک بخش وہ جو مقدار فلک کے بخشش
 کیسے دآر سولی املعنی اسکی ترقیع سے جسکی تحریر میں نقرہ کاغذ پر شاخ زعفران قلم سے مشک
 تیار پڑتا ہے یعنی سیاہی تو اسوقت مشام روح کا اپنے تفریح و افاقہ کے لیے اُسکا لکھنا جانا ہونے
 روح اُسکو بجان و دل ناخقی ہو مصنف کہتے ہیں یہ مطلع جو میں نے اُسکی تشبیہ ملک میں لکھا
 اسبہ ابنا نے زمانہ پر قیامت تک میرا اعتبار ہو گیا کہ مان یہ بھی کچھ جانتا ہو حاسد باد پیا تیرا کھنل
 میخوار شرع کے ذلیل و خوار ہے آب کی طرح بستر تو اسکا خاک ہے اور آگ کی طرح چوب خوار ہے لطفت
 یہ کہ چوب خوار ڈنڈے کھانے واسے کو بھی کہتے ہیں نیاز جیب خاک مفلس نے جب دامن
 کے مثل پائون اُسکے چوے طراز استین کے مانند پادشاہ کے ہاتھ سے اُسکو تو نگری حاصل
 ہوئی دآر الضرب سلطان میں جسکی ہندی ٹکسال ہو سکہ لگانے والوں کو نقش اُسکے نام
 کے شاہ دار مدار ہے بھتی معلوم ہوئی تیرے سیاوش ہے کہ سیکڑوں افراسیاب اسکے غلام ہیں
 زندہ سیاوش داماد افراسیاب کا جسکو اُسنے مار ڈالا تھا اور فلک بخش ہے یعنی مقدار فلک کے
 بخشا ہے یعنی اور لکھ بخش ہے تو اُسکو بڑی ننگ دعار آتی ہے یہ عجب ارش کمان رستم ہے کہ جسکے
 تیر کی بہم دہیت سے ماہ سپین سپر اُسکے گھوڑے کے پائون میں نعل کی طرح گرامہ سپین سپر میں
 تغار فرضی تو خدیو تاج داروں کا ہے اور وہ شخص جسے تیری تیج کی طرح تیرے ملک میں دوروی
 کی سر اسکا تاج دار کا ہوا بنا تیرے قلعہ قدر کی مانند کہ کے جو مرا و کعبہ سے ہے ثابت ارکان ہے
 جسکو تزلزل نہیں اور بدھا تیرے مشرب عیش کی زمزم کی طرح خوشگوار ہے کہ کبھی مرہ اُسکا
 تفسیر نہیں ہے بقولہ جو یک برج ہزار استون توحید بیستون آمد بدھ بندگان در او کوہ را دعوی
 چکا برا قتادہ بہ پیش آستان او بخت اقلیم در رفعت بدھ جو مفہم چرخ کس نامد کہ با او در و چار
 افتادہ فلک شب با قمر میگفت سلطان ز رفعتا نے کہ وہ مراد جیب و دامن درست

ز ہزار افتادہ ازان گل زرا طلس نہ تہ برون آو در زردہ کہ بازش در دل از سودا ہے بزم مست
 خار خار افتادہ الا تاز لب بکشا ید نگار و عاشقان گو یند کہ بر روی قمر زنجیر ہائے مشکبار افتادہ
 چو تیغ آفتاب عدل عالمگیر در رے بخش کہ بر فرق سرست پیوستہ ظل کردگار افتادہ سراسے
 کبریا یت راز گرد وین حلقہ در باد کہ بنیاد طرب آباد ملک استوار افتادہ سمنہا ہے مراد گوش
 آرا یم خسرو عالم کہ رین عقد گہر و اندہ شیرین گوشتوار افتادہ الممات ہزار ستون نام بارگاہ
 بیستون نام کوہ سندان تنگہ آہنی کہ کیلون سے دروازہ پر لگاتے ہیں تا اسکو بچا سنے سے
 صاحب خانہ کو اپنے آنے سے آگاہ کرے چکار پوچ و ناچیز و دچار مقابل جو بخش امر استمراری ہو
 ویتارہ المعنی تیری بارگاہ جو ہزار ستون ہو اسکے ایک برج کی رفعت اور بیستون جیسے سو کی رفعت
 پھر اسکے سندان در سے اور کوہ کا دعویٰ محض سچ پوچ ہو اور اس کے آستانہ کی رفعت کے مقابل
 ہفت آقلیم میں کوئی آستانہ ایسا نہیں جو مقابل ہوتا جیسے چرخ ہفتم مقابل نوار آت آسمان قمر
 سے کہتا تھا کہ پادشاہ نے ایسی سخاوت و زرافشانی کی کہ میرے بھی جیب و دامن کو ہزاروں اشرفیا
 زر کی حاصل ہوئیں کہ وہ ستارے ہیں گل اپنے اطلس نہ تہ سے کہ وہ برگ گل ہیں اس سبب سے
 زردہ وہ ای خالص نکالتا ہو کہ پھر اسکے دل میں سودا تیری بزم میں پہونچے کا خار خار ہو گیا ہو
 چب رہا ہو کہ اس بزم میں کسی طرح پہونچوں آگے شکار و عانیہ قطعہ بند ہیں یعنی خبردار ہو اسوقت
 تاک کہ معشوق اپنی زلف کھولے اور عاشق اس پر بھتی کہیں کہ رو سے قمر پر زنجیریں مشکبار پڑی ہیں
 تو اپنی تیغ آفتاب مثل عدل سے عالمگیر بھی اور زرخشی بھی کرتا رہے اسلیے کہ تیرے سر پر ہاشم
 سایہ کردگار کا ہو اور مجلس تیری بزرگی کی ایسی بلند و بزرگ ہو کہ گردون بانیمہ وسعت و فصاحت
 اسکے دروازہ کا حلقہ ہوا سوا سٹے کہ بنیاد تیرے ملک طرب آباد کی بڑی مضبوط پڑی ہو یہ ملک ہونیوالی
 نہیں ہو میری ای خسرو عالم یہ خواہش ہو کہ تو میرے سخن کو خوب گوش دل سے سن کہ یہ جو لڑی گہری ہو اسکا ہوا
 شیرین گوشتوار بن پڑا ہو اور لایق گوش کے ہو

در مدح سلطان محمد شاہ ہند و تعریف و توصیف محبوب و عشق خود

قولہ چند بگرہ در بگ گل حلقہ مشک تر نہی پچند آتش غم داغ برین جگر نہی بد اشک شفق مثال سن
 زین دو ستارہ میرود پچہ شب دراز را براتی سحر نہی پ از طبقات جہنم من ریخت عقیق تربسی پ
 چند دو پارہ لعل را بر زیر گہر نہی بد لعل ترا نبات تر رستہ چنانکہ گویا پازہ مشک سودہ را بر زیر شکر نہی پ
 صورت خال تو بیخ ہست ز روئے امتحان پد کہ شب تیرہ نقطہ بر ورق سحر نہی پد زنگی خال روئے
 تو مردم دیدہ نیست پد آئینہ ز یاد آتش شود روئے بر دیم ار نہی پد ہر کس زہر تو نوع دگر فغان کنم پد ہر نفس
 بر غم من قاعدہ دگر نہی پد عربدہ جو دے پرست تیغ بدست و سخت مست پد آمدہ کہ سر بر سر سر پ
 دسرنہی پد مہر تو مہرے ہند ہر دل بدر روشنت پد انیکہ بقا کجا دہنش کہ بر شر نہی پد پشت کجا کند
 فلک سوئے تو کہ تو روئے خود پد سوئے جناب حضرت خسرو بکر نہی پد شاہ محمد آن پد عینہ خلیفہ زبان پ
 آنکہ کف و القب قلم پرور نہی پد حاکم طول و عرض ارض آنکہ ز عدلش از جہان پد ظلم سیاہ خانہ راخت
 سفید نہی پد آنکہ ز خوان جودا و پیش رسول آرزو پد خشاک و تر دو کون را سفرہ حاضر نہی پد دانکہ
 نسیم خلق پو چون بمشام جان رسد پد عنبر گاہ بکر را ہم نفس بخر نہی پد کشتی قالب ترا ز آب روان جدا
 کند پد کریم باز گو نہ را بلبل خود گرنہی پد تہ قصیدہ بکر جز بین ہر ارکان اسکے مفتعلن مفتعلن
 مفتعلن اللغات برگ گل رخسار مشک زلف شفق سرخ دو ستارہ دو چشم شب زلف تھر رخسار جہنم
 دیدہ عقیق ترا شک سرخ لعل دو پارہ لب گہر و ندان آب رونق رنم بر عکس تجسہ بد بوئے وہان
 روان جان تیم قلب اسکا و المعنی یعنی ای محبوب کبتک گدو برگ گل رخسار کے حلقہ مشک تر زلف کا
 رکھیکا او کبتک آتش غم سے داغ اس میرے جگر پر رکھیکا میرے اشک میری دونوں آنکھوں کے
 تارون سے سرخ سرخ برنگ شفق جاری ہیں تو کب تک شب و روز زلف کو افق سحر پر جو چہرہ ہر رکھیکا میرے
 دیدہ کے طبقوں سے عقیق ترا ز لبس پکے تو ان دو پارہ لعل لب کو گہر و ندان پر کبتک رکھیکا تیرے لعل لب
 پر نبات خدائے کے مجھے لہذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پارہ مشک سودہ کا تونے شکر پر چوبین رکھایا ہو
 تیرے چہرہ پر جو خال ہے اسکی صورت ان ز روئے امتحان کے ایسی ہے کہ شب تیرہ سنے نقطے ورق

آخر چہرہ پرست ہونے لگی خال تیری صورت کا میرے دیدہ کا مردم تو ہوں اگر تو نہ آجنا میرے ہو
 پھر کہنے سے تو نہ رو رہی کہ اسکی آب و رونق اور زیادہ بڑھ جائے تب صبح ہوئی ہو تو تیرے ہو
 موت سے شئی قسم کا انجان کرتا ہوں اور تو برعکس میری ہر دم شئی قسم کا قاعدہ وضع کرتا ہو وہ
 شوق کی پرست اور سرمدہ جو سخت مست تیغ باغ میں لیے آیا تاکہ میرا سز کاٹے سو میرا تو لے
 نیاں بایکا بلکہ شرمندہ ہو کے سر جو کاویکا میرے عجز و انکسار سے ہر تیرے فل بدر پر ہو
 اگاتی ہو لیسکن یہ بات بھی خوب روشن ہو کہ جو نقش شرم پر رکھا جاتا ہو اسکو تبا کیا ہوتی ہو ایسے ہی
 میرا دل بھی آگ ہو یہ تیرے ہر کی کیسے رہیگی آخر یہ حصو کا پھوٹے جیگا اب گریز پر کہتے ہیں کہ اگر نور و تابا
 طرب و بنا ب شاہ بکر و بر کے کرے تو پھر فلک کی حجاب ہو جو تیری طرف پشت کرے اور تجھے
 روگردان ہو سے آدروہ شاہ شاہ مجر و لعل خلیفہ زمانہ کا ہو تو اگر اسکی کھٹ چو او دیکھے تو
 بدیا منتہی بھی کہے کہ یہ قلام چرور رہی کہ مناسب اسکے ہی لقب ہو اور ایسا شاہ کہ حاکم طول و عرض
 زمین کا ہو جسکا عدل دیکھ کر جہان نے ظلم سید خانہ کا رخت سفر گھر سے نکالے باہر بھینک دیا
 ہو کہ سید با چلا جانور اور ہر مست شہزادہ اسید اسٹھے گھر بھی جلا دیا ہو اگر اس کے پاس رسول آرد
 کا آئے اور اس کے سامنے تو خشک و تر و دونوں جان کا رکھ دے تو گویا اسکے خوان جو دے
 سفرہ کا مسافر ہو اور اصل جو تو اسکا کچھ اور ہی ہو خلق اسکا ایسا کہ اگر نسیم آسکے مشام
 جان میں ہو پہنچے تو غنبر کا بھری کی بو کو تو ایسا جانے جیسے بوے بدگندہ دہن کی اور بقل
 بعض غنبر فضلہ یعنی گوبر کا دھجے کا ہو اور بھی ششع ایسا کہ اگر تویم مقلوب کو جو ہو لب پر اپنے
 دو بلند نہ رکھے تو تیرے کشتی قالب کو اب روان جان سے جدا کر دے قولہ پشت بتر چو گردان
 سنگ بزرگ بشکندہ کہ تو ہر شئی رتن پیش بہ پشت خرنی ہو رایت فتح تباہ شد نصیب چنانکہ
 پیش او ہو رفیع سرو و قامت را از حرکات جرنی ہو ز اشک و رخ حسود و فرق کجا کہ غمزدہ
 کہ تو بجز ملہ اسے دیر بر خشت زر نہی ہو او شد آسمان بقا وے نہ مشتری لقا ہو ایک محرم جی رہا
 زہر قدم چو خرنی ہو آیت احتشام را بر علم بقا کشتی تباہیت احرام را بر کشت طغری نہی ہو

و خاک از سر پرچم رایت ظفر بہ تسلیم ہائے عنبرین بر سر سپہ جوہر نہی مہ کا وزمین دوتہ شد و پاسے چو بر
 زمین نہی بہ شیر فلک نہان شود ہم چو پروتر نہی بہ سینہ ماہ شق شود شیر چو بر یکمان نہی بہ تیغ زلفت
 خورفتہ دست چو بر سپر نہی بہ طفل مرادت ار کند قلب مراتب جہان بہ ماور خاک را مکان بر سر
 پذیر نہی بہ قصر جلالت ار کند قیسر را آسمان بہ مطلع آفتاب را بر خط باختر نہی بہ رفعت کہہ علم تو بر ور
 عرش تیغ نو فہ شاید اگر مجرہ را در عرض کمر نہی بہ چون لب یا روزمان شاخ شکر نشان شود و بہ
 اگر گفت پاسے خویش را بر رخسار سپر نہی بہ بخت امامت من از تخت تو سرفراز شد بہ نام مرا چہ کردار
 سبکہ تا جو زنی بہ آتش طبع من برد آب رخ سخنوران بہ برہمہ شاید مرا قدر رفیع تر نہی بہ اللغات
 بر نشینی رسن تارا بر شیم خرز طنبور ہندی گہ خمیہ رفع بلندی قاف نام کوہ جگر کشش طولیہا کے در
 موتیوں کی لڑیاں تو بہر مخفف خواہر جیسے خوبہ مخفف خواہد سہ خہر تن ستارے نبات انش کے
 جو نیچے لکش کے ہین و تر چلہ کمان کا ماور خاک زمین نہ پیرا فلاک قیسر بزرگ کشیدن باختر مغرب و زہر
 مشرق مجرہ کمشان المعضی پیر اسکے تشریح کی صفت ہو کہ اگر تو بعد اسکے تارا بر نشینی پشت خمر چو ہوی
 گہ چہ جنگ کی ہو چڑھائے بقصد بجائے کے تو جو اپنے زہ کے تیری پشت کو گردن چنگ کی طرح کہ خمیدہ ہوتی
 ہو توڑ دے جہنم اسکی فتح کا اسطورہ بظرب و استادہ ہوا ہو کہ رفع ای بلندی حروف قاف کی کہ خود
 قاف ہی ہو حرکات جرے تو جانے اور سمجھے جو زیر ہو مطلب یہ کہ کوہ قاف اسکی بلندی کے مقابل زیر و
 بیست ہو اگر تو لڑیاں موتیوں کی کسی طشت زرین رکھے تو خرد اسکو دیکھو یہی کیگی کہ طشت زر و منہ سخن
 کا ہو اور موتیوں کی لڑیاں اسکے تالا شک و رافق ذکر کی اشعار آئندہ قطع ہند ہین کہ امی پادشاہ
 آسمان بقا اور ای مشتری ماہ صورت اور امی آفتاب کی طرح تحت چرخ پر قدم رکھنے والے اور تو وہ ہو کہ آیت اپنے
 احتشام کی علم تقابیر لکھتا ہو اور جہنم کے احترام کے دوش ظفر پر رکھتا ہو یعنی ظفر تیرا جہنم
 کنہ سے پر رکھکے آگے آگے جلتی ہو جب تو بروز جنگ رایت ظفر کے پرچم سے زنجیرین عنبرین
 ای زلف بہر سپہ خواہر نبات انش کی بنائے لینے وہاں تک جھنڈا ہو نجاب کہ مرا بلندی
 سے ہو جس پہ سب اشعار بطور جملہ معرکہ کے ہین اور نیز شرطیہ اب اشعار بعد کے جسند آتو

اس وقت ہن یہ کیفیت ہوئے کہ جب تو زمین پر قدم رکھے تو گاو زمین دیکے دم ہری ہو جائے اور
 جب تیر چلہ میں پہنچے تب شیر فلک جو برج اسد ہو ڈر کے مارے چھپ جائے اور جب تیر کمان میں
 رکھے تو سینہ ماہ کا پھٹ کے دو ٹکڑے ہو جائے جیسا کہ ایک دفعہ ہو بھی چکا ہو اور جو وقت
 با تیر سپر پڑا لے تیج خورشید کے ہاتھ سے چھٹ پڑے اگر طفل تیری مراد کا چاہے کہ مراتب جہان
 کے جو مراد عناصر سے ہو بدل دون جیسے کہ اب ہن کہ سب سے اوپر کرہ نار کا ہو پھر ہوا پھر پانی
 پھر خاک کا تو مادر خاک کا مکان جو سب سے نیچے ہو سر پر نہ پدر افلاک کے بنائے جو کرہ نار سے
 بنی بالاتر ہو قصر تیری بزرگی کا اگر بزدلدار آسمان کو جس پر وہ پھر تا ہو کھینچے تو ایسا کھینچ لے
 کہ مطلع آفتاب کو جو شرق ہو خط باختر ہو غرب پر رکھے حاصل یہ کہ تیری بزرگی ایسی ہو کہ آفتاب
 جیسے جاہ و جلال دالے کی جلالت کو لوٹ پوٹ کر دے اور کوہ علم تیرا ایسا بلند جسے درخش
 پر تیج ظاہر کی ہو اور تیج کوہ بندی کوہ جسکی ہندی پہاڑ کی جوٹی ہو لہذا الایح و زیبا ہو کہ مجرہ
 کو تو جو حوض کمر کے ٹھہرے کمر چکا اور پر پاڑی جوٹی کہ دونوں ہو سکتے ہن محشی نے کمر اور
 مجرہ کے معنے جو مشہور ہن لکھ دیے اور بر در عرش تیج زو کو کچھ نہ لکھا جو قابل تبصریح تھا کہ
 بظاہر لفظ اسو ادب سے خالی نہیں اور اگر تو اپنے کتب پاکو کسی خس پر جو پڑ سپر ہوتی ہو ایسی
 پامال رکھ دے تو فوراً کب یار کی طرح شاخ شکر افشان ہو جائے شاخ شکر ایسا ہو جیسا شاخ
 نہات کہ لکڑیوں پر جاتے ہن تیری امامت کا بخت تو تیرے تخت سے سرفراز ہو گیا اب اگر نام
 میرا تو جو بندہ تاجور رکھ دے تو تیرا کیا بگڑ جائیگا آتش میری طبیعت کی آبرو و رونق بخور
 کی لیلیٰ تو لاین ہو کہ میری قدر بھی سب سے رفیع و بلند ہو جیسے کرہ نار کا سب عناصر سے بلند ہو

در روح سلطان محمد شاہ تغلق مستمل بر خیاالات و شبہ حیرات

قولہ ناز شام کہ سلطان ہند یعنی ماہ گرفتہ عرصہ اقلیم ہند را بسپاہ و بداد چرخ بند و قبا
 مروارید و کہ تا جلال پیوشید ترک زر و کلاہ و نمودہ جوہرے شب بشتیری سودا و زہر و زکو
 درست زرش و ہند بگاہ و زمان ضامن شد و در سود شب زیبانی نیست و کہ بر درست زرش

صبح صادق ست گواہ ہو گزشتہ روزے زمین سراقی گلریز چو خیر سنا یہ حق آفتاب عرش پناہ
 ابوالمجاہد اعظم دے عہد امام ہو خدا یگان سلاطین دین محمد شاہ ہو محیط نقطہ عالم جہان عدل
 و کرم ہو مدار شرع محمد اسباب دین آکہ ہو قضا توان و قدر و رقتے کہ بر در آدہ ہوشی گداہے
 شود و در زمان گداہے شاہ ہو حصار جاہ تو آن آب یافت و رفعت ہو کہ چرخ یک گہوے
 نمودش از یک جاہ ہو چو دیدہ انجم ازان برسند پیوستہ ہو کہ پیش تخت تو چون خاجان نند جاہ ہو
 یہ قصیدہ بحر محبت میں ہو مفاعلن فاعلان مفاعلن فعلان یا فعلن یا فعلن اللغات
 نماز بنام اہم وقت نماز شام ہفتاد شب سپاہ ستارگان قبا سے مروارید ستارگان ترک زرد
 کلاہ آفتاب کہ شام کو زرد ہوتا ہو جوہری باعتبار انجم سودا خرید و فروخت درخت اشرفی مراد
 آفتاب فاعل دہند کے قضا و قدر زمان زمانہ ضامن صامن سراقی پردہ مراد شب جہاں جمع
 جہہ المعنی یعنی وقت نماز شام کے جو سلطان ہند ماہ نے اقلیم ہند کو مع سپاہ کے لیلیا
 ہند سے دونوں جگہ شب مراد ہو اور سپاہ ستارے چرخ نے ہند دے شب کو ایک قبا
 موتیوں کی دی کہ وہ ستارے ہیں جس سے اسنے جمال ترک زرد کلاہ آفتاب کا چھپا لیا
 تا بحال میں لفظ تاج کا بھی رعایت کلاہ کے موجود ہو جوہری شب نے کہ شب ہی ہو اور جوہری
 باعتبار ستاروں کے مشتری سے سودا کیا اور خرید و فروخت بدین خیال کہ قضا و قدر صبح اسکو
 ایک اشرفی زر کی دینگے اشرفی آفتاب اور لطف یہ کہ مشتری و آفتاب دونوں کا قریب قریب
 ہی طلوع ہوتا ہو زمانہ اس خرید و فروخت میں ضامن ہو کہ سود شب میں کچھ نقصان نہیں ہو
 اسلیئے کہ اسکی اشرفی زر کی صبح صادق گواہ ہو ضرور ملیگی پس اس پردہ گلریز شب نے تمام
 روزے زمین کو گھیر لیا جیسے خیر سایہ حق آفتاب عرش پناہ نے گھیر لیا ہو اور وہ کون ہو
 ابوالمجاہد اعظم و لعیہد امام کا اور سلاطین دین پناہ کا خدا یگان یعنی محمد شاہ اور محیط نقطہ
 عالم کا اور جہان عدل و کرم کا موقوف علیہ شرع محمد کا اور ہنپا دوین الکی کا قضا توان و قدر
 کبھی قضا و قدر کے لفظ سے گردش فلکی بھی مراد ہوتی ہو جسکے دروازہ پر دم بہرمن شاہ

آگاہ ہو جاتا ہو اور گداشاد حسب اقتضا سے ہر دھرتیر سے مرتبہ کے قلعہ کے بلند می بین ایسی رونق
 و درخشندگی پائی ہو کہ یہ چرخ آسمان ایک رنگ بنو و قعر چاہ سے معلوم ہوتا ہو جیسے کہ چاہ میں دیکھنے سے
 بھی کیفیت اسکے قعر چاہ میں نظر آتی ہو مانند ویدہ کے انجم اس سبب سے سر پر چھپے ہوئے ہیں کہ
 حاجیوں کے مانند تیرے تحت کے بنائے پیشانی رکھیں قولہ غبار خیل تو با خط و لبران ماند نہ کہ
 ہر دو گوشہ خورشید می کنند سیاہ ہر پہلے کمان ترا تیر آسمان صلیو ہر اسے چرخ زمرہ مشتری
 شدہ ہر ماہ ہر قضا چو خواست کہ ہم تک بود نفاذات را ہر قدر بطعنه بگفتش زہے و ماغ تباہ ہر
 زہر ہر بزم تو بر چار طاق زنگاری ہر زہر زرخ عمودہ بحر زندہ خرگاہ ہر حجاب و دست تو ہر جا کہ گشت
 و تہ یاران ہر نبات رستہ شود چون شکر بجائے گیا ہر سنان عدل تو در ضرع و ار قہار بری ہر بشیر
 داوہ دہان بند از دم رو باہ ہر چو چنگ جملہ رنگہاش بر کنند ز پوست ہر برون پر وہ شرع ارزند
 مخالف راہ ہر صریر کلک تو ز اسرار آسمان واقع ہر ضمیر و شست از راز اختران آگاہ ہر کم از
 ستارہ بنودہ بر آستان درت ہر شکوہ قلعہ قلعے عمارت نہ تاہ ہر ہمیشہ تاسر زنجیر زلف یار بود ہر چو
 ہندوی کہ بود ہر نگون ز گوشہ ماہ ہر زرشک روے اعدای زروے محنت باد ہر چو برگ لالہ
 کہ ہر لحظہ میفتد بر گاہ ہر خدا معطی آمال تست عزوجل ہر آلف حافظ آمال باد عم آلاہ اللغات
 نفا و رساے حکم چار طاق خیمہ زرخ آفتاب عمودہ اشعہ خرگاہ خیمہ نبات گیاہ و مصری مخالف
 دشمن تہ تاہ نہ عدد و عم عام آلاہ نعمتہا المعنی غبار تیرے لشکر کا مشابہ خط معشوقون کے ہر کہ و دلون
 گوشہ آفتاب کو سیاہ کرتے ہیں آفتاب سے مراد یہ آفتاب کہ غبار سے تاریک ہو جاتا ہو اور چہرہ
 محبوب کا بھی کہ غبار خط سے سیاہ ہوتا ہو اور خط غبار ایک قسم خط سے بھی ہو تیر آسمان جو عطار و
 منشی فلک ہو کیسا تیری کمان بنانے کے در پر ہو کہ اسکے چرخ کیواسطے جسکو ہندی میں ڈول کہتے
 ہیں ماہ سے ہر مہینہ میں مشتری ہوتا ہو اور خریدار اور ماہ سے خریدار زہر نیوجہ کہ اول میں حصہ ماہ
 کی روشنی کے سوا دو تین دن ایک حلقہ بے نور معلوم ہوتا ہو تیرا حکم تیرا ایسا نافذ ہو کہ قضا
 نے چاہا کہ نفاذ میں اسکے ہر مقدم نبون قدر نے طعنه سے کہا کہ تیرے و تلغ میں عجب ہی فساد

پڑا ہو بیٹھا اچھا خطبہ جگا ہو تو اس کے مقدم کیسے ہو سکتی ہو عمرو دحمر کو ایسا شوق تیرے بزم کا ہو کہ روزمرہ
اس خیمہ رنگاری پر زرخیز سے ایک بڑا خیمہ کھڑا کرتی ہو کہ شاید اس میں کسیدن بزم آرا ہوئے
خرگاہ زرخیز آفتاب کہ صبح کو سرخ ہوتا ہو یا تھکتیرا ایک ابرو درباران ہو جس سے بجائے گپاہ کے
نبات چون شکر جہتی ہو اور نبات مصری کو بھی کہتے ہیں اور نیشکر بھی نبات ہی ہو ستان تیرے
عدل کی جو مرغزار قمار میں چمک رہی ہو اسنے دم رو باہ سے شیر کے منہ کا ہمیرہ بنایا ہو جیسے
بیل کبری وغیرہ کے لگا دیتے ہیں تاناج لکھا سنے پائے یا دودہ نہ پینے پائے محشی نے وہاں بند
بمعنی تعویذ کے لکھا ہو اور بند کنندہ زبان اور نہ معلوم دم کو کیا سمجھے تشرع کا اسکے یہ حال اگر
کوئی پردہ تشرع کے خلاف مخالفت راہ چلے تو جنگ کی طرح ساری رگین اسکی اسکے پوست
سے کھینچ لیں پردہ مخالفت راہ سب مناسب جنگ اس میں بھی محشی نے مخالفت بمعنی دشمن کے
لکھا ہو آواز تیرے کلک کی اسرار آسمان سے واقف اور ضمیر روشن تیرا راز ستاروں سے
آگاہ تیرے دروازہ کا آستانہ ایسا بلند رفیع ہو کہ شکوہ اس قلعہ قلعے عمارت نونہ کی کہ نہ افلاک
ہوئے اس آستانہ پر تار اسی چمکتی معلوم ہوتی ہو آب آمینہ دعا تا بید ہو یعنی جب تک کہ سر بخیر
زلعت یار کا ایسا ہو جیسے کوئی ہند و گوشہ ماہ سے سرنگوں ہو رہا ہو رشک سے منحہ دشمنوں کا
مارے محنت کے مثل برگ لالہ کے ہوئے جو ہر لحظہ برگ کاہ پر گرتا رہتا ہو خدا ہمیشہ معطی تیرے
اعمال کا ہوئے یعنی عمل کا بدلہ دے اور اللہ تیرے امیدوں کا حافظ ہو اور انعمتوں کا

در تعریف قلعہ دہلی

قولہ شکوہ قلعہ قلعے عمارت نہ نہ نہ نمونہ ایست ز برج حصار قلعہ شہد محیط ہفت فلک راز نقطہ
کم یافت نہ میان وائرہ حلقہ دورا و منہ نہ نہ ہر حصار کہ در قوسے چہ بنا کرد نہ فلک چو رنگ
کعبہ دے نہ و درنگ چہ نہ ز شرم خواست فرو رفتن آسمان زمین نہ و لیک از سر ہر آفتاب
گفتش مدد نہ نہانہ ایست غروب آفتاب را ہر شام نہ صریح با تو بگویم کہ نیست شک و شبہ نہ ہوا آسمان
بسوے قصر شاہ و مکر و نظر نہ ہر نقش زمر آسمان فتاد کلمہ خدا یگان سلاطین دین محمد شاہ

شہی کہ روح امین را بوج اوست شمرہ پر آستان جلالش بسے غلامانند بد کہ از شرف سوے
 خاقان نمیکند نگہ زہے ز جو دو پنجہ گرفت صورت شصت بدخی بفکر تو نہ گشتہ از یکے تا وہ
 یہ قصیدہ بھی بحر قصیدہ بالا میں ہے واللغات تمہ بفتح مکن شمرہ غالب ہو نا حصر کا المعنی یہ جو
 قلعہ قلعے عمارت نو تہ کا ہے یعنی آسمان اُس برج سے جو حصار قلعہ پادشاہ کا ہے ایک نمونہ ہوا
 نے جو مقابل دائرہ حلقہ دروازہ اس قلعہ کے محیط ہفت فلک کو دیکھا تو ایک نقطہ برابر نہیں پایا
 کم ہی نظر آیا یہ عجیب حصار ہے کہ اس میں ایک چاہ بنایا ہے جس کا عمق ایسا ہے جسکے قعر میں آسمان ایک
 ریگ کیو دسا معلوم ہوتا ہے آری شرم کے آسمان نے چاہا کہ میں زمین میں دھس جاؤں لیکن
 بمقتضائے مہر و محبت آفتاب نے اُسکو منع کیا کہ ایسا متکرمہ کا لفظ کیسا خوب ہے اُسکے قطعہ ہے
 یہ جو ہر شام کو آفتاب غروب ہوتا ہے یہ ایک یہاں ہے میں تجھے ایک ایسی بات کہوں جس میں کچھ
 شک و شبہ نہیں ہے یعنی آسمان نے قصر شاہ کی طرف نظر کی ہے اُس قصر کی رفعت و بلند می کے
 سبب سے اسکے سرے کلاہ گر جاتی ہے اور وہ شاہ خدایگان سلاطین دین کا محمد شاہ ہے اور
 ایسا شاہ کہ روح امین جیسے مقرب کو اُسکی مدح کی حرص ہے اور وہ شاہ جسکے آستانہ بزرگی بہت
 غلام ایسے ہیں کہ خاقان پر اپنا شرف جانکر آنکھ اٹھا کے اُسکو نہیں دیکھتے اور عجب پادشاہ ہے
 جسکے جو سے پنجہ نے صورت شصت پکڑی ہے یعنی پنجہ لفظ میں تو پچاس ہے اور بنظر عدد و ساط
 مطلب یہ کہ تھوڑا بھی اُسکا بہت سے خالی نہیں اور ایک سے دس تک نہ ہو جاتے ہیں جسکے
 چھین عدد ہیں مثلاً ایک اسکے بعد ۲ ہو کہ یہ ملے ۳ ہوے پھر ۴ ہو کہ تین اور تین چھ ہوے پھر
 ۵ ہو کہ چھ اور چار دس ہوے ایسے ہی دس تک جمع کرنے سے ۵۵ ہو جائینگے جو عدد حق ہے میں
 قولہ سراسن حایت اگر دراز کنی ہو شود ز دامن کہ دست کمر با کو تہ ہو تر ہر آنکہ نہد روے
 برسم خنک و بشکل نعل شود مہ بر آسمان ہر مہ ہو غبار کلاک تو با خط و لہزان ماند کہ ہر دو چہرہ
 خورشید میکند سیہ ہو زمین بسا اکت پائے نشست زانہ و نشد بد چو ہفت فرشتہ مخفر میان
 نہ خر کہ ہو و تیشہ جو در بیشہ خلافت زد و نہاد بر سر خود دست خویش تھوچون پر مہ ہو کسیکہ

از دربار تو اجتناب کند و ازین تبرجہ بود لا الہ الا اللہ ہمیشہ تاکہ بود طالبان عقیبی را
 بارگاہ عبودیت الہ ولہ ہستادہ باد بتائید نصرت یزدان ہم بگرد قلعہ جاہ تو صد ہزار سپہ
 ہمان تو تا باید در جہان کہ تازہ ترست و جناب سدرہ مآب تو از جہان صذرہ اللغات
 برتر نام اگر دور و در گران تو شیفتگی صدرہ صمد بار المعنی اگر تیری حمایت اپنی آستین بڑھائے
 تو کیا مقدر کہ با کاکہ دامن کاہ کو ہاتھ تو لگائے ماہ کو ایسا عشق تیرے خنک کے سم پر منہ رکھنے
 کا ہو کہ ہر مہینہ بشکل نفل کے بنتا ہو تیرے قلم کا خط غبار اور خط دلبروں کا دونوں ایک ہی سے
 ہیں کہ دونوں چہرہ خورشید کو نیاہ کرتے ہیں زمین جنس تیری کھٹ پاڑتی ہو اسوجہ سے ایسی
 ہو رہی ہو جیسے ہفت فرش زرد رنگ باعتبار زر بخشی کے کہ نہ خیمہ فلک میں بچھے ہوئے ہیں
 جس حسود نے کہ تیشہ تیرے بیشہ خلاف میں مارا یعنی تجھے مخالفت کی انجام اُسکا بس
 یہی ہوا کہ بر مہ کی طخ اپنا ہاتھ اپنے ہی سر پر رکھا یعنی سر پر ہاتھ رکھ رکھنے رو یا اور ظاہر کہ
 بر مہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں جس کسی نے تیرے دروازہ بارگاہ سے اجتناب کیا میں قسم سے
 کتا ہوں کہ اس سے تیرا ور کیا ہوگا اب دعا تا بید ہو کہ جب تک کہ طالبان عقیبی کو بارگاہ عبودیت
 الہ پر شیفتگی و دیوانگی یعنی عبودیت و بندگی میں اُسکے شیفتہ اور دیوانے رہیں ہمیشہ تیرے
 قلعہ جاہ کے گرد لاکھوں سپاہ تائید نصرت یزدان سے گھڑی رہیں اور تو ابد تک جہان میں
 رہے کسوا سٹے کہ جناب سدرہ مآب تیری سو درجہ جنت سے تازہ و سرسبز ہو

در مدح محمد شاہ بن تغلق

قولہ یازد کلچہ تر شد حبیب صبح پارہ و شعر سیہ بد کرد و چرخ کبود خازہ و شب بد کہ بود حاصل
 شیرش روان شد از نصیر و خاتون روزش آوری و از لعل گاہوارہ و بگرخت اشک رنگ
 از جد چین جو گرفت و تیغ بر ہنہ ذکر گفت آن طفل شیر خوارہ و بر روی شاہد خور کوہر
 شاہ دار و دیو گوی کہ شب سپیدہ تو میکند دوبارہ و سلطان ہفت اقلیم داراے چالیت و
 ای از جہاں چاہست نہ قلعہ نیم پارہ و در گلستان جاہست از بسکہ زر کشی کرو و شد نوع و وس

اکل را دامن ہزار پارہ بند در گلستان بخت یک برگ ہشت روز و شب بر آسمان بخت نہ چرخ
 یک ستارہ ہستیم رواق گردون در طاق کبریایت ہد زین ہزار شمعست در یک چراغ وارہ ہ
 از خلق نافہ بویت فردوس یک شامہ ہد از تیغ روضہ رنگت دوزخ یک شہارہ ہد خرد و بزرگ
 عصر نہ در خلعت توانیک ہد کہ در زوایہ زرین کہ در قبایہ خارہ ہد کہ در میان نہ بند دشمن
 مگر بخدمت ہد خورشید بچو کوش بر سر زندگتارہ ہد تیر و جاکشاد م شب ہر دوام عمرت ہد چون
 ناوک سحر کرد از نہ سپر گذارہ ہد تا ہفت جلد مصحف با ہفت آیت زر ہد نہ زاہ تیغ قہر ہر کہ کند
 سپارہ ہد در طول و عرض ملک با و چنانکہ باشد ہد زان چار گوشہ بخت عالم یکے کنارہ ہد
 انجم راست طبعان ہر جا کہ حلقہ باشد ہد در گوش سروران با وزین دانہ گوشتوارہ ہد قصیدہ
 بحر مضارع بین ہر ارکان اسکے مقول فاعلاتن مقول فاعلاتن اللغات کلیچہ ز آفتاب
 شعر نوعی از پارچہ و خار سنگ و نوعی از پارچہ شیر سفیدی صبح لعل سرخی شفق رنگ شب چین
 روز طفل شیر خوارہ آفتاب باعتبار شعل و پارہ مراد از صبح کاذب و صبح صادق بارہ دیوار
 چراغوارہ قندیل و چراغدان شامہ خوشبو روضہ رنگ سبر رنگ کتارہ نام ہلج معروف
 ہفت جلد مصحف ہفت آسمان آیہ سبع سپارہ ای سپارہ المعنی پھر کلیچہ زر یعنی آفتاب
 سے گریبان صبح کا پارہ ہوا اور شعر سیاہ چرخ کبوتر خوارہ نے اوتار ڈالا یعنی لباس سیاہ
 شب کا جو پہنے تھا نکال ڈالا شب کہ حاملہ تھی آفتاب سے مارے محبت کے
 شیر اس سے بنے لگا جو سپیدی صبح کی ہو اور خاتون روز کی یعنی آفتاب کہ اسم پر اطلاق
 تائید کا ہے لعل سے کہ مراد آفتاب سے ہے کہ صبح کو سرخ ہوتا ہے جھول لالی بس خاتون روز
 اور لعل اور آفتاب سب میں تغایر فرضی ہیں اور جہوقت کہ وہ طفل شیر خوارہ ننگی تلوار ہاتھ
 میں لیے نکلا لشکر رنگ کا حد چین تک بہاگ گیا چین مراد روز سے ہے اور حد اسکی شام شاہ
 آفتاب کا جو ہر محبت بادشاہ کی رکھتا ہے لہذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شب نے اس کے منہ پر
 دوبارہ سپیدہ نیا لگایا ایک دفعہ تو سپیدی صبح کاذب سے ایک دفعہ صبح صادق سے

اور وہ پادشاہ ہفت اقلیم اور پادشاہ چار ملت امی حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہر جیکے حصہ
 مرتبہ کے یہ نو نقطے ایسے ہیں جیسے کوئی آدمی ذریعہ زہور بخش ایسا کہ تو عروس گل کا دامن جو
 ہزار پارہ ہو رہا ہے اسنے ہر کسی کے گلستان جاہ سے زرکشی کی ہے تیرے تخت کا گلستان ایسا
 شگفتہ ہے جسکے مقابل ہنریت جنت ایک برگ ہیں اور تخت تیرا ایسا علیہ رکھتا ہے جسکے آسمان پر
 نہ چرخ ایک ستارہ ہے آنکھوں محل فلک ہشتم جسپر سارے ثوابت ہیں اور اکثر سیارے مقابل
 تیرے طاق کبریا کی کے ایسے ہیں جیسے ہزاروں شمعیں زرین ایک قندیل یا ایک چراغدان
 میں رکھی نہوئی ہیں گویا اُنس طاق کا ایک قندیل یا ایک چراغدان ہے ایسے صفات کے
 ساتھ اور وہ ان ایسے جانے کتنے ہیں خلق ناغہ ہو تیرا ایسا کہ فردوس اُسکا ایک شامہ ہے
 شامہ وہ غلولہ خوشبودن مرکب کا جو پادشاہ لوگ سونگھتے ہیں اور تیغ سبز رنگ تیری ایسی
 آتشبار کہ دوزخ اُسکا ایک شرارہ ہے سبز رنگ باعتبار اصالت آہن سارے خرد و ہزرگ
 زمانہ کے تیرا ہی خلعت پہنے ہیں کبھی ردائے زرین میں ہیں اور کبھی قبائے خارہ میں جو
 ایک قسم کا کپڑا ہے سب تیرا ہی عطیہ ہے دشمن اگر تیری بندگی کا ٹپکا کمر بزنہ باندھے تو آفتاب
 اُسکا دشمن ہو جائے نکلتے ہی کوہ کی طرح کنارہ اُسکے سر پر مارے کوہ کی تشبیہ اس سبب
 ہے کہ پہلے شعاع آفتاب کی اسی پر پڑتی ہے رات میں نے تیرے دعا تیرے دوام عمر کا چھوڑا تھا
 سہوش ناوک سحر کے نہ سپر افلاک سے پار ہو کے محل اجابت پر پہونچ گیا اب دعا تانا بید ہے
 یعنی جب تک کہ یہ ہفت جلد مصحف یعنی ہفت آسمان ساتھ ہفت آیت زر کے کہ وہ سیارے
 سیدہ ہرچ باہ کو تیری تیغ قبر سے ہر مہینہ میں سپارہ کر دین اور سپارہ با اعتبار تیس دن مہینہ
 کے تب تک طول و عرض میں تیرا ملک ایسا ہو کہ تیرے تخت چار گوشہ کا عالم ایک کنارہ ہو
 اور ذات طہیون کی مجلس کا نہان کہیں حلقہ ہو سب سرورون کے گوش میں میرے ان اشعار سے گوشاں

دربارِ سلطانی و لغزِ خبر نرہ

قولہ یہ چیز ست آنکہ چون گرد و دو پارہ + فروریز و از عقد ستارہ + بود ہر پارہ بدر سے بکر

کو اکب + ہلالش را محاق افتد ہمارہ + کمانے را کر و سازی بخنجر ز سہ پیداشود از ہر کنارہ
 بطفلے تاج او از زردہ وہ + بہ پیرے کسوتش ز ربفت خارہ + چو او بچکان رومی کس
 نداد + نہان در جوت زرین گا ہوارہ + چہ کردست آخراین شیرین کہ خسرو + نہ ہر
 پہلوے اودہ کنارہ + شہنشاہ زمان سلطان محمد + کہ از تیغش بود خوریک شرارہ +
 امی تا در زراعت گاہ دنیا + بود چون خربزہ گردون دو پارہ + بستمشیر بہنہ شاہ ہنوارہ + برون
 آید ز مشرق یکسوارہ + عدو چون خربزہ از تیغ قہرش + دنیہ بادو آنکہ بارہ پارہ + ہی
 تا از مہ نوبت نماید + چو خاتون حبش بروست بارہ + ہی تا صبح دم برخوان گلر نیہ + ہند از
 جرم خور زرین عصارہ + ہی تا از لب دندان مہر + بخندہ از شفق تا بدستارہ + طاب
 خیمہ اقبال شد باد + فراز قلعہ این ہفت بارہ + یہ اشعار بحر ہزج مین مین مفاعیلین
 مفاعیلین فتوکن اللغات عقد ستارہ تخم کو اکب دندان ہلال قاش محاق بہر سہ
 حرکت سہ شب آخر ہر ماہ ہمارہ مخففت ہموارہ کمان قاش زہ چلہ لطفلی ای خامی خنجر بسیار
 زربفت نام بار چہ بچکان رومی تخم زرین گا ہوارہ اندام خربزہ کنارہ کارخوان گلر نرنگ
 بانجم المعنی نسخہ مطبوعہ مین پہلے شعر کو چہ چرخست کہ ساتھ مصدر کیا ہی اور بخشی نے اسکے
 نیچے معنی خربزہ کے لکھے ہیں اور لغت مین چرخ بمعنی خربزہ کے نہیں نکلا البتہ شو کرد و مدور
 کے معنی لکھے ہیں مگر اسکے ساتھ قی گردان با شہر کی ہی اور قاعدہ لغز و جستان کا ایسا کہنے
 مین آیا کہ اُسکو چہ چیزست یا جستان ان لفظون سے مصدر کرتے ہیں اس لحاظ سے
 مین نے چہ چرخ کی جگہ چہ چیز بنا دیا ہی اور جب پہلے سے خود اسکا نام لکھ دیا تو پھر وہ جستان
 ہی کیا ہوئی معنی یہ کہ وہ کیا چیز ہی کہ جب دو ٹکڑے ہوتی ہی تو اس سے بڑی ستاروں کی
 بشتی ہی اور لڑائی ستاروں کی اسکے چچ جو بچون کے گودے مین پروئے ہوئے سے ہوتے
 ہیں اور جب دو پارہ ہوتی ہی تو ہر پارہ اسکا ایک بدر بہوتا ہی جسکا ہلال کہ وہ قاش ہی
 ہمیشہ محاق دندان مردم مین رہتا ہی وہ کمان کہ یہ بھی فرد قاش سے ہی جسے تو خنجر سے بنا

آسمین ایک زہ ہو کنا رو سے پیدا ہوتی ہو یعنی وہ جو لکیر میں جزبزہ پر سبز بصورت کمان کے ہوتی ہیں اور ادھر ادھر سے جو بسبب برشِ خضر کے لکیر پڑتی ہو وہی اُس کمان کی زہ جزبزہ وہ طفل ہو جسکی ہندی بتیہ ہو تو اُس کے سر پر تاج زرِ خالص کا ہوتا ہو یعنی گلی زر کہ بعد بتیہ اور تر آئیکے بھی دو ایک دن لگا رہتا ہو اور پیری میں جز زمان پختگی ہو لباس اُس کا خاوارِ رلفت سبے ہوتا ہو زر رلفت باعقبِ بار زر درنگے اور خاوارِ بلحاظ کھڑے پن کے محشی بنے طفلی کو خامی لکھا ہو کہ خامی تو بہت دلوں رہتی ہو اور تاج زر جو پھول ہو نہیں رہتا پھر کیسے صحیح ہوگا مثل اُس کے اپنے چون زرین گا ہوارہ میں کوئی اتنے رومی بچے کہ وہ خم ہن چھپائے نہیں رکھتا ہو جیسے یہ چھپائے رکھتی ہو اب میں حیران ہوں کہ یہ تو ایک شیریں ہو پھر اسے کیا کیا جو خبر دے اُس کے پہلو پر دس کنارے مارے قید و س کی بدینو جو کہ خبر بزہ میں دس ستاشون کی دس لکیر میں ہوتی ہیں اور وہ خسرو کوں ہو شہنشاہ زمان سلطان محمد جسکی تیغ آتش افشان کا آفتاب ایک شرارہ ہو آئینہ دعا سے تابید ہو یعنی جب تاک کہ زراعت گاہ دنیا میں مانہ خبر بزہ کے گردون دو پارہ رہے جیسا کہ ہر باعتبار کہ کاشان کے اور جب تاک کہ تنگی تلوار لیے شاہ مشرق کا مشرق سے تنہا اکیلا بنکے نظر تب تاک دشمن تیری تیغ قمر سے خبر بزہ کے مثل دو پارہ ہوئے اور پھر پارہ پارہ پھر کہتے ہیں کہ جب تاک خاتون جیش کی طرح شب ماہ نو سے زرین کنگن اپنے ہاتھ میں رکھائے اور جب تاک کہ صبحی دم خوان لکریز شب پر جرم آفتاب سے زرین ہر پوش رکھے اور جب تاک کہ لب و دندان ماہر سے وقت خنجر کے شفق سے ستارہ چکے ڈوری

خیمہ اقبال شاہ کی ان ساتون دیوار وں کے قلعہ سے اہر ہے

قلعہ در تاریخ اتمام کتاب

قبولہ سال تاریخِ عرب و ملتِ مشرق بود یعقوب کا سال عقدہ شہنشاہے مراد و نظام ہو ہر سیکے دانہ آئین و شبِ افروز و خفیم ہو زر پختہ است بزیر شہ بر فقرہ جام ہو زلف ہو یا سقد کہ بر عار زنجیر ہو زراع گویا بہت کہ بر بال جو اصل شد دام ہو ہمہ در عین سود و دھو جو نور و دیدہ ہو

شریا لند کشیدہ در لام ہمہ بر روس سحر سائہ خورشید فروز ہمہ در وقت انظر یکہ مشکین اندام ہمہ
 ہمہ پیرایہ گوشتہ در انواع سخن ہمہ گویا سہموشند در اقسام کلام ہمہ لبتہ را آلت منطق شکر
 آلودہ شود بہ آن زمانیکہ در انظر سحر آر و بادام ہمہ در عرصہ چین شاہد ہند و صورت ہمہ
 ہر یکہ را شدہ شیرین لقب و موزون نام ہمہ ہر یکہ ہجہ کلفت یافتہ بر روس قمر ہمہ ہر یکہ ہجہ صدف
 یافتہ در بحر مقام ہمہ ہر یکہ سرکش از بحر بلب آر و روس ہمہ کام را تلخ کند چون دہن جام مدام ہمہ در سبک
 بدن معنی ہر ایک تابان ہر راست چون نور چراغ قمر از دودہ شام ہمہ لالائے سیاہند بلبلو
 مملو ہمہ زانکہ در مدحت شاہند جمیع ایام ہمہ حاکم شرح نبی شاہ مجید کہ بحق ہمہ حاکم روسہ زمین ست
 بخشور مام ہمہ یہ قطعہ بحرزل میں ہے ارکان اسکے فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن یا فعلن یا فعلن
 یا فعلن الالفاظ است تاریخ عرب یعنی ہجری بخشم ای در دیدن شبہ سیاہی نقرہ کا غنڈ زلف طور
 عارض مہ کا غنڈ زاغ گویا حروف سیاہ حواصل نام طائر سفید رنگ مراد کا غنڈ لام زہرہ مشکین اندام
 باعتبار سیاہی لبتہ دہن آلت منطق لب و زبان بادام چشم ہند و صورت سیاہ قمر کا غنڈ بحر وزن
 شعر تلخ بسبب مشقت گفتن لا الالفاظ سیاہ حبشی جمیع ایام ای ہمہ روز ہا المعنی یعنی جسوقت میں
 کہ سال ہجری مطابق عدد و دولت شہ کے تھے جو سات سو پینالیشت ہوئے آسمان نے میرے سخن کی
 لڑی پر دئی یعنی یہ کتاب میری تمام ہوئی کہ ہر ایک دانہ اس در شجرانخ کا نظرمین زربختہ ہوئی
 خالص جو سیاہی کے نیچے نقرہ خالص پر ہو کہ وہ کا غنڈ ہو یہ ایک زلف خوشبو ہو جو مراد طور سے
 ہو رخسار ماہ کی رنجیر یعنی کا غنڈ کی اور باعتبار سیاہی کے زاغ گویا ہو کہ جو اصل کے بازو کا دام
 جو اصل کا غنڈ دام حروف سب مثل نور ویدہ کے عین سیاہی میں ہیں اور سب بحر پر خیالی ہیں
 زہرہ پہنے ہوئے زہرہ دو امرد حلقہا حروف سب روس سحر کا غنڈ پر مثل سناہ کے سیاہ
 لیکن خورشید چمکائو اے کہ وہ معنی ہیں اور دیکھنے میں سب ایک پیکر مشکین اندام انواع سخن میں
 سب آبلش گوش کے ہیں مثل گوشواروں کے اور اقسام کلام میں سب گویا ہیں اور خوش لبتہ
 یعنی دہن کی آلت منطق کہ لب و زبان ہر شکر آلودہ ہوئی ہو جسوقت کہ آنکہ اسکے کو نظر میں لاتی ہو

یعنی جب دیکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں سب میدان چین کا غنیمت ہیں۔ و صورت امی سیاہ اور
ہر ایک کا لقب شیرین و موزون نام ہر ایک مثل کلف کے روئے ماہ پر دوڑے ہوئے ماہ
کا قد اور ہر ایک مانند صدف پر در کے بحر میں ٹھکانا پائے ہوئے ہر ایک بحر سے سر نکالتے
ہیں اور لب پر مٹھ رکھ دیتے ہیں اور منہ کو مانند دہن جام مدام کے تلخ کرتے ہیں یعنی بڑی
محبت سے پیدا ہوتے ہیں اگرچہ سیاہی میں ہیں لیکن بدن ہر ایک کے معنی کا سیاہی سے چمک
راہی اور یہ بات راستہ ہو دیکھو نور چراغ قمر کا کیسا شام کے کاجل سے چمکتا ہو سب غلام حبشی
ہیں باعتبار سیاہی حروف بگرموتیوں سے بھرے ہوئے اس سبب سے کہ ہمیشہ مدحت شاہ
میں رہتے ہیں اور شاہ کیسا کہ حاکم شرع نبی کا یعنی شاہ محمد کے حق کے ساتھ حاکم روئے زمین
کا ہو موافق حکم انام کے قولہ ہر کجا تا جو رہے اور ایستہ مکرہ ہر کجا نامورے حکم در گشتہ غلام
ای محیط گز افشان کہ ز بی آبی خویش و دشمنست میر و دوز دست بہر دم چون جام و کوہ را گرج
نہر بگذر و آب تیغش و خصم را بگذر و از گردن او آب حسام و اگر بیک قطرہ در بحر بیازد گشت
بحر جزر و زشب افز و زنیار و ز غمام و سایہ چتر سیاہت بنود جز خورشید و سائس لشکر جاہت فزود
جز بہرام و شمع خورشید ندیدست و نخواہد دیدن و بہ انین مشعلہ در و دودہ آل بہرام و تادایوان
فلک شمسیرہ میبافند و ز رویشان سزا پردہ این سبز خیام و باد و ہوج ملک ارچہ عدد خیرہ
شود و ہم شاہد عمرت فلک آئینہ فام و تابہر شب کہ کشد میل ز راند و دہ شہاب و چشم
خورشید سیہ میشود از کحل غلام و باد و خاک سم بیکر ان شہ از روئے جلال و سرمہ مردک چشم
سلاطین غلام و شہتہ کرد از اثر مدحت شہ نام مرا و صدر و لیوان قصا بر سر منشور و دام و خبر
فخر زبان خواند و سہ ہست مرا و لقب آن ماہ کہ در نیمہ ماہست تمام و اللغات سائس
نگہبان و نگہبان اسبب خیرہ متجدد عاجز ماہ بدر نیمہ ماہ پانزدہ روز المصنی یعنی جہان کہین
کوئی تاجور ہو اسکے حکم کا مطیع ہو اور جہان کہین کوئی نامور ہو اسکے حکم کا غلام ہو تو ای مہوج
ایک محیط گز افشان ہو اور دشمن تیرا جو بہر دم جام کی طرح باغ سے جانا ہو یہ سبب اسکی بے آبی کا ہو

کہ جام بے آب ہو یا تہ بے جاتا ہو آب تیری تیغ کا ایسا طوفان انگیز ہو کہ پہاڑ کے سر سے اتر جائے
لیکن دشمن کی گردن ہی ناک گذرنا ہو کہ اس موقع پر اسکا بھی موقع ہو اگر تیری کشت سے بحر
ایک قطرہ بھی نہ بچے تو بحر سواے روز شب افروز کے ابر سے اور کچھ نہ نکالے جب ظاہر ہو
ہو ظاہر ہو اس سبب سے کہ کشت تیری تو از بس روشن ہو اور اس سے بھرے مدد پائی جسکے
بخارات سے ابر پیدا ہوا پس اس قطرہ بھرے تیری کشت روشن کے یہ خاصیت اس میں پیدا کر دی
کہ جب پیدا ہو روز ہی پیدا ہوئے دوسرے مصرعہ میں بحر موافق صنعت وضع منظر بخاے
مضمون کے ہو مگر اس شعر میں قول مولوی ہادی علی صاحب محشی کا پہلے مصرعہ میں بہت ٹھیک ہو
جیسا کہ فرمایا ہو عریض گریک قطرہ بیا بد و از بحر کشت ۱۰ کہ آسمین منظر مضمون کا کچھ جھگڑا نہیں ہو
سایہ تیرے چتر سیاہ کا سواے خورشید کے اور کیا ہو اور سائیں تیرے شکر جاہ کا سوا
بہرام بیٹے مرغ کے اور کون ہو سکتا ہو یہ کام اسی کو زیبا ہو کہ ترک فلک ہو خاندان اولاد
بہرام میں جیسا تو ایک مشعل پر فروغ ہو ایسا مشعل شمع خورشید نے نہایت کوئی دیکھا ہو نہ آئندہ
کو دیکھے آپ دعا تا بید ہو جب تک کہ ایوان فلک میں شعر سیاہ بنتے رہیں زرد پوش ان بہر
خیون کے کہ وہ شعر سیاہ شب ہو اور زرد پوش ستارے تب تک ہو وچ ملک میں فلک
آئینہ فام تیرے شاہد عمر کا ہدم بنے چاہے دشمن اسکو دیکھ کر حیران ہو چاہے دیوانہ
آور جب تک کہ ہر شب شہاب میل زرا ندودہ باعتبار اسکی شعاع کے آنکھ میں لگے اور چشم
خورشید کی کل تاریکی سے سیاہ ہو تب تک خاک سم گھوڑے پادشاہ کی بمقتضاے جاہ
وجلال چشم سلطان عظام کی سرمہ بنے میری سچ نے جو پادشاہ کی صفت میں میں نے
کی ہو ایسا اثر کیا ہو کہ صدر دیوان قصا نے نام میرا فرماں دوام پر کیا ہو کہ ہمیشہ قائم رہے گا اور سر نہ
جھکے فخر زمان کہا ہو لیکن یہ مر القب ہو اور جو مراد تخلص سے ہو وہ ماہ ہو اور ماہ بھی وہ جو نہ رہے روز
میں تمام اور پورا ہو تا ہی سیتے بدر

قطعه در فخر خویش

قوله ای رانده بر زبان مبارک ہزار بار کہ کاموز آنچو فخر زمان در جهان کجاست بہ منکشی زمین
 ندارد و بر روستے آسمان بہ جز و رشب چہار دہ اور نشان کجاست بہ بدست باز و در خوردہ
 ہزار بار کہ کاندز زمان مجوہ زبان در نشان کجاست بہ چون بحر کا مست بہر فن بچے فصل بہ
 از لفظ او لطیف تر آب روان کجاست بہ در اہتمام شرع مجر بغیر او بہ مفتی با صلہ بیت وحید بیان
 کجاست بہ جز وے کہ از محاسن خود خاک این جناب بہ در ہر صبح و شام برو بہ جان کجاست بہ
 جز وے کہ میگمان کمان بگذر و بصبح بہ تیر و عاش بر سپر آسمان کجاست بہ جز وے کہ فخر نام وے
 از خاک این در سنت بہ یک نکتہ دان دین طلب شرع دان کجاست بہ آنرا کہ پادشاہ خطابش
 چنین کند بہ سنگ باشد از خویش برسد کہ جان کجاست بہ یہ قطعہ بحر مضارع میں ہی ارکان
 اسکے مقبول فاعلات مفاعیل فاعلان یا فاعلن اللغات کامل نام بحر نیز محاسن پیش المعنی
 او مخاطب ہزارون دفعہ پادشاہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اسوقت میں فخر زمان کی طرح
 جو قلب مصنف کا ہو کمان جہان میں ہی مثل اسکا تو زمین پر کوئی نہیں ہو اور روستے آسمان
 پر سوا اسے جو دھوین شب اسکا اور نشان کمان ہو تو رہی ہو لایت بدرہ کے ہزار دفعہ سوا اسے
 کہ جہان میں اس جیسا در نشان زبان کمان ہو وہ ہر فن میں ایک بحر کامل ہی اسلئے جیسا کہ جو
 فصل میں اسکے لفظ کا آب لطیف روان ہو اس سے زیادہ اور کمان ہو اور سوا اس فن کے
 اہتمام شرع محمدی میں ایسا کہ اس جیسا مفتی زور والہ بیان کمان ہو اگر ہو تو وہی ہو اور سوا
 اسکے وہ شخص کہ شام صبح جان و دل سے خاکروبی اس جناب کی اپنے محاسن سے کرے اور
 کون ہو او وہ کہ چنگا تیر و عا بیگمان کمان کے کہ کمان کئے کمان میں بھی نہ گذرے اور صبح کو
 سیر آسمان پر پہنچے سوا اسکے اور کوئی کمان ہو اور اسکے سوا کہ اس دروازہ کی خاک نے فخر نام اسکا
 کیا ہو کوئی نکتہ دان دین طلب شرع دان کمان ہو آب کہتے ہیں کہ جسکو پادشاہ ایسی صفات کے
 ساتھ خطاب کرتے اور وہ اپنی جان اسکے فیاد و حوالہ نہ کرے اور جستجو کرے کہ میری جان کمان ہو

تودہ انسان کب ہو بلکہ کٹا ہو

در تحریر ہلال متضمن تہنیت ماہ رمضان

قبولہ آن ابرو سے تہنیت ہلال رمضانست ہوا غنغب سیمین بہت تنگہ بانست ہوا یا بارہ سیمین
 کہ بر ساعذ نگہست ہوا یا ماہی سیمی بہت کہ در نیل روانست ہوا یا بارہ الماس سرخچہ بر قست ہوا
 یا آئینہ از زہ کا ہکشا نست ہوا یا زہ قوارہ است کہ بر جیب کبودست ہوا یا بر سپر سبز بجاوہ کمانست ہوا
 یا ابرو زالیست کہ بر شہر غنقاست ہوا یا بیشک سیریل شہنشاہ جہانست ہوا یا حلقہ گوش شاہ اقلیم
 عراقست ہوا یا نخل سم مرکب سلطان زمانست ہوا یا بر خوان فلک در نظر مردم صائم ہو کہ تیرہ ص
 درستست و گئے غم نہ ناست ہوا یا مشوا ز ماہ صیام ای دل بیمار ہو کہ در قبح قالب شربت ناست
 معرض مشوا نہ مصحف سید پارہ روزہ ہو کہ بر ورق جہم تو طغرا سے امانست ہوا یا شفقہ مشویش
 ز گیسو نگاران ہو کان مار سیاہست کہ در لالہ ستانست ہوا یا اشعار بحر سرج مین ہین ارکان
 اسکے مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل یا فعلن اللغات یا رہ کنگن زنگی شب آئینہ ای چار
 آئینہ کہ زہ کے نیچے پہنتے ہین قوارہ ہر وزن شرارہ نیزہ و پارہ بجاوہ کہ با غنقا شہریشک ندان پل
 آبی انکار کنندہ معرض روگردانندہ آشفقہ عاشق المعنی منصف حیرت سے کہتے ہین کہ بر ابرو
 سیمین ہلال رمضان کی ہو یا غنغب سیمین کسی معشوق تنگ و ہین کا ہو یا کنگن سیمین ہو کہ
 زنگی شب پہنے ہوے ہو یا ماہی سیمی ہو کہ نیل مین تیرہی ہو نیل آسمان یا طوطا الماس یعنی
 ہیرے کی کنی سرخچہ برق کی ہو یا چارہ آئینہ زہ کا ہکشان کا ہو یا زہ روٹکڑہ ہو کہ گریبان کبود ہو
 جو آسمان ہو یا سپر سبز بکمر یا سے کمان ہو یا ابرو زال پیر رستم کی ہو کہ شہر غنقا پر رکھے ہوے ہو
 یا ندان سیریل شہنشاہ جہان کا ہو یا حلقہ گوش شاہ اقلیم عراق کا ہو جو تابع شہنشاہ کا ہو یا نخل سم
 مرکب سلطان زمانہ کا ہو یا خوان فلک پر جو رکھا ہوا ہو تو صائمون کی نظر مین کبھی پوری ٹکیہ ہو کبھی
 آدھی روٹی اکثر لوگ رمضان مین بیمار بنجاتے ہین تا روزہ سے بچے رہین ابتدا کہتے ہین کہ ای
 دل بیمار ماہ صیام سے منکومت ہوا سیلے کہ تیرے قالب کے قبح مین شربت جان کا ہو ای بچاچ

آورد یہ ماہ رمضان ایک صحت سیپارہ ہو اس سے روگردانی شکر تیرے ورق جرم پر طغرائان کا ہی
چنانچہ حدیث ہے الصوم جنۃ من النار یعنی روزہ سیرگ کی ہو اب آگے گو گیسو لگا کر سے دیوانہ
مت بن کہ یہ ایک ماریاہ لالہ ستان میں ہے قولہ بردار دل از خال سیاہ رخ جانان ہکان ذرہ
دو دیت کہ سوزندہ جاہانت ہو از نرگس خوبان مطلب دور و دہما ہکان جاوہریت کہ باتیغ
و سناشت ہو در چنگ منہ چنگ کہ مورخیت زالیست ہو کر گردن و یکپاے کہ گیسو کشاںست ہو
دش کوش دریدہ کہ بعد زخم طباخچہ ہو در چوب کشدش کہ ہم از راہ زناںست ہو مے آتش سحرست
خرد سوز میارش ہو کر وے ہمنے بے آبی و صد رخ و زیانست ہو بادہ زخمی خواہ کہ در سیکرہ او ہو
بے مشرب و سناغ و سننے کام و زبانشت ہو مطرب ز سر ابرہہ سلطان ازل خواہ ہو کہ نعمت و جان
و خرد و دور و زانست ہو خدمت بدر بار کہ پادشہی کن ہو کا نجا ہمنہ عدل و کرم و امن و دانست ہو
سلطان سلاطین جهان شاہ محمد ہو کامروز کین بندہ افخر زانست ہو بر ماندہ عمر و را خواخیز
خورشید ہو صد سال و اگر صامن ماہ رمضان ست ہو اللغات چنگ چنگ تجنیں تا گم گیسو تا ہو
المعنی اور خال سیاہ جو رخ جانان پر انیس مرغوب ہو اس سے بھی دل اٹھا اور جان لے
کہ گو یہ ایک ذرہ دود ہو مگر جان کا جلانے والا ہو ایسی آگ اسہین بھری ہو آویسے ہی نرگس چشم
معشوق کا ہو اس سے بھی دوا در دونوں کی مت و صوندہ ہر چند نرگس دوا میں کام آتا ہو
لیکن یہ نرگس چشم ایک جادوگر مت ہو اور نیز تیغ و سنان ہاتھ میں لیے کہ وہ نگاہ ہو اور چنگ
جو سامان سرور عیش سے ہو اسکو بھی ہاتھ میں مت لے کہ یہ ایک مورخیت زال ہو مورخیت زال
اس سبب ہے کہ چنگ کپڑا ہوتا ہو اور زیادہ عمر ہونے سے بال سر کے گر جاتے ہیں چنانچہ اسکا
سر بھی صاف ہوتا ہو اور گردن بھی ٹیڑھی اور ایک پا کر گیسو کھینچے ہو کہ وہ تارہن پس
سبب بیان و مذمت اسکی ہیئت و صورت کی ہو علی ہذا و فکوش دریدہ کیسے زخم طباخچوں کے
کھاتا ہو اور کیسا انکو خوب میں کھینچتے ہیں مثل راہ زنون کے دریدہ گوش بند نیو جہر اسکے دائرہ
میں سوراخ طوقین ہوتے ہیں انہیں جمانچہ ڈالتے ہیں اور چورون کے بھی کان بھاڑ دیتے ہیں

تا ہر وقت میں ہر کوئی پہچان لے اور در چوب کشندیہ کہ ذلت بھی چوب پر کہ واسرہ چوب میں اسکا
 ہر منٹا ہوتا ہو اور راسخون کے پانون میں چوب جسکی ہندی کاٹھ ہو ڈالتے ہیں اور شراب
 اگرچہ بایہ کیف و سرور ہو لیکن یہ ایک ایسی آگ سرور ہو کہ خرد کو جلا دیتی ہو اسکو بھی باسست
 آنے دے کہ اس سے بالکل سب آبروئی اور سکیڑوں رنج و نقصان ہیں تبس تو اس خم کے
 شراب کا خواہاں ہو جسکے میکدہ میں نہ کوئی پینے کی چیز ہو نہ ساغر ہو نہ اوس کے واسطے کام
 و زبان کہ یہ اسکے قرہ سے خبر ہوں اور اگر طالب مطرب کا ہو تو سراپدہ ازل سے ٹھونڈ
 جسکے لغتہ سے در و درون یعنی عاشقوں کی جان و خرو ہو اور لغتہ ازل کا استہ بر بکم چنانچہ
 حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہو کہ ہکو آواز است کے پور بی راگنی میں آئی
 تھی اور جو چاکری و خدمت کرنا چاہتا ہو تو کسی ایسے پادشاہ کے دروازہ بارگاہ پر کر کہ جہاں
 بالکل عدل و کرم اور امن و امان ہو تو وہ بارگاہ سلطان سلاطین شاہ محمد کی ہو جسکا کمتر
 سبہ آج فخر زمان ہو فخر زمان کیسا لطف ہو کہ لقب مصنف کا بھی ہو اسکے مائدہ عمر پر خواجہ
 خورشید کا سو برس اور گارہے اسکا ضامن ماہ رمضان ہو محشری نے اس شعر میں کچھ نہیں لکھا
 میری دانست میں رمضان کو ضامن اس سبب سے کہا ہو کہ اسکے اول آخر سے من جمل ہوتا ہو
 اور زمینیاں میں ضا ہو جو ضامن ہو ابس قول شاعر کا خالی خوبی سے نہیں ہو جسکو محشری نے سادہ
 سیدھا سمجھ کے چھوڑ دیا ہو رہے رار رمضان کے اسکا ایا عمر و راہین ہو اور عمر کے آخر بھی ہو را اور
 نیز صد سال و گرتے یہ بھی سمجھا جاتا ہو کہ یہ رمضان جو ہوا ہو اسکی بھی سو برس اور اسکے سو برس
 اور کہ دو سو ہوئیں اور بھی دو سو عدد و را کے ہیں اب ایسے حاشیہ پر اگر نیز بھی کار آمد ہوتی
 ہیں یہ نہ خیال کیا کہ رمضان کی ضمانت کیسی

در تعریف ہلال عید متضمن بر بحر بدو قافیہ

قولہ افضل کیران شہنشاہ بود یارب یا ہلال یا بزمیر شہر سمرغ سبز ابروئے زلال یا کمان
 کہر باکون بزم فرد گون سپر یا زہ سیمین کہ دوز و زنگیے برجیب آل ہر کہ دوزخون شفق پیا نشی

شاخ گوزن + درغراب شام کے پہان شدی زرین غزال + آہ آن زمان کز آسمان چوگان
سیمن شد پدید + گوے زرین بر سر میدان چرخ آنور و حال + دختران اختران انداختہ
انبر بر عید + ہجر گریز برابر فرق خاتون ہلال + لولو سے اند و وزیر بام فلک شست کبودہ غالبہ
میشود بر روست زرین باد شمال + در چنان ساعت بسوسے جرمہ نوزبان نیاز + ہاتھی آواز
داواز نمستان لایزال + گاہے مناجاتے چو جام از ہجر روزہ خون گرمی + دے خرابا تے چوے بر طیل
عشرت زن دوال + ہر کہ گوید سے حراست خون اور اوان حرام + ہر کہ گوید سے حلاست خون
اور اوان جلال + ہر کہ ترابا ہوست میلے از ہوا فلک الف + ورترا با باست میلے لام را فلک زمال +
ما کشیدہ سر چو سوزن از دل آزار سے خلق + نقش تحریر جلالت کے درآید در خیال + ہر چاہی
گرا زین پس وصف خال و رخ کند + سرنگون بادا چو زلف و روسیہ بادا چو خال + یہ اشعار بھی
بحر رمل میں ہیں ارکان اسکے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
زمال نام پدر رستم کو موسفید پند اہوا تھا اسید واسطے زمال اسکا نام ہوا اور سرخ نے اسکو پرورش
کیا تھا رنگی شب جیت آل شفق حال میل کہ بخت چوگان باز کیے دونوں کناروں
پر میدان کے بنائے ہیں اصل یہ لفظ بہاے ہوز ہو فارسی دالے کبھی ہاے ہوز کو جاے
حکلی سے بدل لیتے ہیں کہ باگون زرد سپر زردگون فلک زرین غزال آفتاب چوگان سیمن ہلال
گوی زرین آفتاب حال بمعنی غلطیدن دختران اختران نبات النعش معجز بالکسر ہندی اور معنی
لو انجم المعنی مصنف بقصص استعجاب کہتے ہیں کہ عرب میرے یہ عید کا ہلال تھا یا غفل
اسپ شاہنشاہ کا یا شہر سیمرخ سبر کے نیچے ابرو زال کی یا لکان زرد رنگ سپر زردگون پر کہ
فلک ہو یا چاندی کی وہ جیسے رنگی اپنے گریبان سرخ پر سیٹے ہیں تین جانا ہوں کہ خون شفق
میں شاخ گوزن ظاہر ہوئی ہو ہلال نہیں ہو ورنہ زرین غزال کہ آفتاب ہو غراب شام میں کیوں
چھپ جاتا اسی شاخ گوزن کے خوف سے چھپ گیا ہو گوزن ہندی اسکی بارہ ٹکٹا کہ اسکے سینک
نہ بہت شاخیں نہ ہوتی ہیں اور غراب اگرچہ بمعنی زراغ کے ہو لیکن چھوٹی کشتی کو بھی کہتے ہیں

جو یہاں مناسب ہو والا زلغ میں غزال کیا چسپ سکتا ہو جس وقت کہ آسمان پر چوگان سیمین ظاہر
 ہوا جو ہلال ہو باعتبار اسکے کہ دونوں کا سر کج ہوتا ہو گیند زرین کو کہ مراد آفتاب سے ہر میدان
 چرخ پر حال آیا کہ وہ لوٹ گیا مطلب یہ کہ آفتاب غروب ہو گیا دختران اختر نے کہ وہ نبات کُنش
 برین لٹا خاکسکے کہ عید ہو اور دھنی گلر یستاروں کی خاتون ہلال کے سر پر ڈالی اور اس خوشی
 میں کہ عید ہو بام فلک پر چرخ کہو تو تو لو سے رخشان لیے پھرتا تھا رو سے زمین پر باد شمال
 عالیہ رگڑتی تھی جو شب ہو اور شب کو اکثر ہوا میں خوشبو بھی آتی ہن ایسے وقت میں
 ہاتھ نے خمستان لائزل سے جبرہ نوشون نیاز کو جو اہل فقر و کمال ہن آواز دی کہ آہ منا جاتے
 تو نوروزہ کی جدائی سے مانند جام کے خون روئے جیسا کہ اب جام خون روتا ہو کہ شراب
 اُس سے اُنڈیل کے پی جاتی ہو اور امی خرابا تے تو شراب کی طرح طبل عشرت کا بجا جیسا کہ روزہ
 نہونے سے شراب کا ڈنگا بچ رہا ہو اب جو کوئی کہے شراب حرام ہو اسکا خون حرام ہو اور جو کوئی
 کہے حلال ہو اسکا خون حلال ہو اگر تجھ کو ہو کی طرف رغبت ہو تو اسے ہوا کے الف کو گرا دے خود
 ہو جائیگا اور اگر تجھ کو جیسے مضمی آب ہن اور مراد اس سے شراب جیسے کہ عالم آب نشہ شراب
 لوکتے ہن اسکی طرف میل ہو تو مال سے لام کو گرا دے یعنی جملہ مال برباد کر اسورسطے کہ قلب
 لام کا مال ہو محشی نے اسمن فقط ہو کے معنی او تعالیٰ اور ہوا کے معنی خواہش لکھ دیے ہن
 اور کچھ نہیں لکھا اور جسے کہ دل آزاری خلق میں سرینا سوزن کی طرح اٹھایا ہو کہ جب موقع پایا ہو
 و ہجرم ایذا ہو بچا دی اور اس سے باز نہ ما اسکے خیال میں وہ نقش جو تحریر اسکے جلال کی ہن
 لب آئینکے اکثر سوزن سے بھی خاکہ بنا کر پھر اون نقشوں کو رنگ سے قایم کرتے ہن اب بتھا
 رضی کہتے ہن کہ بدر چاچی بھی اگر بعد اسکے وصف خال و رخ کا کرے تو اسکا سر زلف کی طرح
 لگون ہونے اور خال کی طرح مٹھ اسکا سیاہ ہونے کو یا تو تبر کرتے ہن

در تعریف قلعہ خرم آباد و تاریخ او

قولہ ای فلک ہیات و ملک منارہ و زلف کعبہ جنان آثارہ محضت زرین آستانہ تومہ

قلعہ زرد نہ کہو و حصار نہ عرصہ نہ رواق و ہفت اقلیم چار رکن تراسیہ دیوار نہ کہو روح الامیں
و خور العین نہ دروسقت ترا بدست نگار نہ نقش ایوان تو گذر کہ دل نہ صورت سندان تو در
در آرزو مفتیان از دیرون بگفت و گو نہ عالمان از بیرون بگیر و بار نہ بیرون بام تو کمر بستہ
چون عطار و ہزار خدمتگار نہ سے بر انداز کہ از ہاے خطا نہ آبرو نہ نمودن ہاے بہار نہ
میکشد از کتابہاے درت نہ نظم مدح خلیفہ را نگار نہ آن سلیمان کہ تحت اور با و نہ تا بدترین
بخت قرار نہ وان امام حق کہ گرد و بطوغ نہ شاہ عالم نہ بند گیش اترا نہ خرم آباد نام گردش شاہ
چون ظہیر الجیوش شد معمار بہ بندہ خاص خسرو عالم نہ صفہ ردین یگانہ ابرار نہ شد تمام این
عمارت خرم نہ در محرم نہ فصد و چل و چار نہ یکشہ است این دیکہ بدیش مسفت نہ در خور گوش و دان
دیوار نہ یہ اشعار بخیر خیف میں ہن ارکان اسکے قاعلا تن مفاعلن فعلا ن یا فعلا ن یا فعلا ن یا فعلا ن
اللغات رواق کبسر و بضم وہ مکان جو ایک ستون پر بنایا ہو و مسفت خانہ بہار نام تجانہ
چین سلیمان ممدوح آتام حق خلیفہ امیر الجیوش نام امیر معمار یکشہ ایکرات کا کہا ہوا المعنی
خطاب ہی طرف قلعہ کے کہ ای فلک ہیات ملک معمار نظر تو تجھ کو کعبہ جہانتی ہی کہ ہر وقت اودھرتی
کو پھرتی ہی اور تو جنت اتار ہی یعنی سب علامت و نشان تجھ میں جنت کے ہیں تیرے آستانہ
کی ایک خشت زردین قلعہ زرد اس نو حصار کہو و کا ہی اور قلعہ زرد و آفتاب میدان نہ رواق
ای نہ فلک اور ہفت اقلیم کا تیرے چار ستون کے مقابل ایک ہی دیوار ہی تیرے در اور مسفت
میں جو کچھ نقش و نگار ہیں سب روح الامیں و خور العین کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں جنہوں نے
جنت کے نقش و نگار دیکھے ہیں تیرے ایوان میں جس قدر نقوش ہیں سب دل کے گندہ گاہ
ہیں کہ ولین پھرتے رہتے ہیں بھولتے نہیں اور تیرے سندان کی آواز ہر دم ہی ہو کہ آتما شاہان
کا دیکھ اور دیکھ یہاں داخل کر مفتی لوگ تو اسکے اندر گفتگو و بحث و تکرار میں ہیں باہر حال لوگ
گیر و دار ہیں اسکے در و بام پر ہزاروں خدمتگار عطار و جیسے ہر وقت مسفت و کمر بستہ رہتے
ہیں جن جن مقاموں میں تیرے کہ نوٹہ کاریاں ہیں وہ بہار کے نمونوں کی آبر و کھوسے دیتے ہیں

بہار نام ایک تہخانہ چین کا ہے اور تیس دروازہ کی جو کتابی ہیں اسنے لوگ مدح خلیفہ کی بار
 پائے پڑتے ہیں اور وہ خلیفہ وقت کا سلیمان ہے کہ خدا اسے تخت کا ابد تک پیشانی بخت پر
 قرار رکھے اور وہ تمام حق ہے جسکی بندگی کا اقرار شاہ عالم نے بخوشی کیا ہے جب ظہیر الجیوش معمار
 اسکا ممتاز ہوا تو شاہ نے خرم آباد اسکا نام رکھا اور یہ معمار بندہ خاص خسرو عالم کا ہے اور صفیر
 دین اور لیگانہ ہر بار کا اور یہ عمارت خرم محرم سال رات سو سو الینس میں تمام ہوئی اب
 مصنف کہتے ہیں کہ یہ دیر میرے ایکرات کے پروئے ہوئے ہیں یعنی ایکرات میں کئے ہیں کہ
 لاین گو شوارہ سروران دیار کے ہیں اس شعر میں بغائر فرضی ہے

قطعه دیگر اسی قلعہ کی تعلیف میں

قولہ برین عمارت خرم برین جہستہ سراے ہزار دیدہ کشادست چرخ آئینہ وار ہر مناش
 نقش طراز نگار خانہ خلد ہواش غالیہ ساسے نسیم باد بہار ہر فناسے عرصہ یکسر ستون
 بگھس ہر محیط نہ ربض ہفت قلعہ دوار ہر چار بازو ارکان او بہشتی بخت ہر ذرے لطف
 سرعش را گرفتہ کنار ہر برون اوزر لما پر خروش جوش جیوش ہر ورون اوزر صفا جاسے ذکر
 واستغفار ہر رئیس مدرسہ او معلم اوریس ہر امام مسجد او طوطی شکر گفتار ہر صفائے باطن او
 دادہ در مسامح اش ہر طنین پر بگس را نوازے موسیقار ہر نظارہ سقفش کشادہ شد
 ہر شام ہر دیر چہاے ز راند و داین کیو و حصار ہر ورا حصار و خواش و راسر اسراے ہر
 کہ در لقا و بقا کعبہ ایست خلد آثار ہر شدہ بنام خلیفہ ہر خسرو عہد ہر برین عمارت خرم ظہیر دین
 معمار ہر آئین امر عام کہ عمرش افزون باد ہر براے تقویت دین احمد مختار ہر تمام شبت تا صبح
 او خلد افیما ہر کشادہ باتو بگویم کہ ہر قصد و چل و چار ہر مرا کہ فخر زمان خواند شاہ اسلام ہر لقب
 بگوئے بجز طوطی شکر گفتار ہر یہ قطعہ بحر محبت میں ہر ارکان اس کے مفاصلن فاعلان مفعولین
 فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان یا فاعلان
 خانہ وزین کشاد یکسر ستون نام بارگاہ ربض چار دیوار گردا گرد و مسامع گوشت ہر طنین آواز تو

آواز موسیقار نام ساز و قریحہ سے زراںد و داختم ظہیر دین نام شخص آمر حاکم عام آباد کنندہ المعنی
ہر چند کہ چرخ آئینہ کی طرح صاف شفاف ہو مگر اس عمارت خرم اور اس خجستہ سرا سے پرہیز و رن
آنکھیں کھولے ہوئے ہو اور مکتا ہو فنا ہو سکی نقاش نگار خانہ خلد کی ہوا اسکی غالبہ بنائی ہو
نسیم باد بہار کی وہ جو آسمین ایک بار گاہ کیسے ستون ہو اسکے میدان کی نضا اس ہفت
قلعہ دوار کے جو نو چار دیواریں ہیں سب پر محیط ہو کہ جلہ اس فضا میں گھرے ہوئے ہیں
چار بازو جو اسکے ستون کے ہیں انھوں نے اپنے نصیب کی قوت سے اڑوے لطف
کے سر عرش کا اپنی گود میں لیا ہو جیسے بچوں کو محبت سے گود میں لیتے ہیں باہر اسکا ملا
پر ہو او وہ خر و ش جو ششکون کا ہو اور درون اسکا صفا سے جگہ ذکر و استغفار کا اور
وہ جو در نہ اسکا ہو اسکا رئیس معلم حضرت ادریس کا ہو ہر چند یہ معلم حور و غلمان اور نجوم
کے ہیں نقل ہو کہ حضرت ادریس نے حضرت عزرائیل سے کہا کہ مجھ کو تلخی مرگ کی چکھنا اور
تا کیفیت اسکی معلوم کروں چنانچہ بعد فوت جب جنت میں پہنچے پھر جسم میں آنے سے انکار
کیا اور عزرائیل سے جنت کی عزرائیل نے حال انکار بصرہ کے حضور میں عرض کیا
حکم ہو کیون نہیں پھر جسم میں جاتا کہ اے خداوند تو مجھ کو جنت سے نکالتا ہو اور فرمایا ہو خالیز
فیہا ابد حکم ہو او خول جنت کا بعد موت کے ہو کہا میں تو مر بھی لیا دو و دفعہ مرنا بھی تو نہیں
ہو حکم ہوا رہنے دو اور تعلیم حور و غلمان پر مامور ہوئے انتھی اور امام جو اسکی مسجد کا ہو وہ
ایک طوطی شکر گفتار ہو باطن میں اسکے ایسی صفا ہو کہ کبھی کے بیرون کی آواز لوگوں کے
کانون کو مثل آواز موسیقار کے معلوم ہوتی ہو جسے بُری آواز اسکے گونج سے بھلی ہو جاتی ہو
بستق اسکی ایسی خوشنما ہو کہ ہر شام کو اسکے نظارہ کیو پاسٹے اس کیو و حصار کی کھڑکیاں
زراںد و دکھو بی خجستی ہیں کھڑکیاں مرا و ستاروں سے تو اسکو حصار مت کہ نہ اسی کو سر کہ
اسلے کہ بقا و بقا میں وہ ایک کعبہ خلد آتا ہو یہ عمارت خلیفہ کے نام خرم و وقت کے حکم سے
بنائی گئی اور ظہیر دین اس عمارت خرم کا معمار ہوا پر کت حاکم آباد کنندہ سے کہ خدا اسکی عمر بڑھا

داسطے تقویت دین احمد مختار کے ہوا سوا سطلے کہ یہ مدرسہ ہی اور یہ عمارت تاریخ وادخلوا فیہا
 میں تمام ہوئی یہی اسکی تاریخ ہے پھر کہتے ہیں کہ کھلے نہ تجھنے کہ دن کہ سن سات سو چالیس
 ہجری یعنی اب کہتے ہیں کہ مجھ کو خطاب تو شاہ اسلام نے فخر زمان کا دیا ہے اور طوطی شکر گفتار
 میر القتب بس ای مخاطب تو بھی مجھ کو ایسے ہی کہ

قطبہ

مدحہ

قولہ شاہ اقلیم ستان خسرو بہرام نسب ہے ای پر تیر سحر زراغ کمانت را بال ہے آفتاب ہے شب ماہ
 جنبت در سیر و آسمانست و را چار ماہ نو بجال ہے بسایہ لطف خدا ہے دہائے حیرت ہے چرخ را
 یافتہ زیر پر خود و بیضہ مثال ہے ساخت مشاطہ بخت از فلک اطلس پوش ہے شاہد بخت ترا تکر
 جیب سربال ہے قلمت تیر زحل رو ہے کہ از شب سیرند ہے ہر زمانیش گرفتہ سوئے کج ہلال ہے
 زہرہ در آرزو مجلس خدا آتارت ہے ہر شب آراستہ در ہوج گلرین جال ہے تا صبح عاشق دل
 خستہ خود را شب وصل ہے و مہم ز آتش یا قوت و ہر آب زلال ہے ہر کہ در ملک تو چون زلف
 پریشانی جست ہے باد اندہ خیر سیر تو سیر رو ہے چو خال ہے یہ قطعہ بحر زل میں ہر ارکان اسکے
 فاعلاتن فعلاتن فعلن یا فعلان یا فعلان یا فعلن اللغات پر تیر سحر اشعہ آفتاب
 و عطار و کہ صبح کو نکلتا ہے چار ماہ نو نفل سربال پیرا ہن ہر دوج گلرین فلک المعنی یعنی ای شاہ
 اقلیم ستان اور ای خسرو بہرام نسب پر تیر سحر کے کہ وہ شعاع آفتاب ہے یا تیر عطار و کہ یہ بھی
 صبح کو نکلتا ہے اسکی شعاع تیرے زراغ کمان کے باز و ہن اور خیال کر کہ جب اسکے زراغ سیاہ
 کمان کے ایسے باز و روغن ہن تو کمان والا کیسا ہوگا تو ایک آفتاب ہے اور شب ماہ ہن گھوڑا
 ہنگام سیر تیر ایک ایسا آسمان ہے کہ جسکے چار ہلال ہر جمال ہن ورنہ آسمان کا تو ایک ہی
 ہلال ہے ہلال ہر چار نفل اسکے تو سایہ لطف خدا کا ہے اور تیرے چہر کا جو ہما ہے جسکے سایہ میں تو ہے
 وہ ایسا عظیم الشان ہے جسے آسمان کو اپنے باز و تلے ایسا پایا جیسے ایک انداز تیرے بخت بلند کی
 مشاطہ نے تیرے شاہد بخت کیواسطے تکر جیب تیرا ہن کا فلک اطلس پوش سے بنایا جو فلک

نیم هر جسک جوت بین جمله افلاک بین ایسا بخت تیرا عالی هر قسم تیری تیر زحل رواج سیاه روی
 ایست که زحل کارنگ سیاه هر شب سه جودات هر پنج بلال ای پنج انگشت اطراف ماه یعنی کاغذ که لیجا
 بین زهره هر شب تیر سه بزم خلد آتار کی آرزو بین هر دو چ گریز فلک بین پنا بنا و سنگسار
 کرتی هر لیکن نلایق این بزم که هر نه بازیاب هوتی هر آئیده دعا تا بید هر یعنی جب تک که شتر
 اپنے عاشق دغسته کو و نه بدیم آتش یا قوت سے جوب بین آب زلال وے ای پوسه جو کوئی سیر
 ملک بین زلف کسی پریشانی کا خواهان وجوایان هوترے شجر سیر سے سیر و شل خال کے رہے

قطعه در لغز ابر

قوله پیل گل کار تیر شبر وے که گریان گریان در روز و شب تنها از ساحل دریا کشد آب پد آنگ
 اگر عکس شود قوت حرامست بشرع و دانکه گریز قوت وند آرزو رباب پد طشت
 ز سر بر رخ خود پرده خودی بند و مروک و آرا از شیه بار و مژتاب پد چون خط و دست
 کند بر روی می پرده پد چون بر زلف نه بر رخ خورش نقاب پد شیر و زنده که بر شیر فلک
 آرزو و وے پد و دیو غمزه که از جنبش او جست شهاب پد عالم خرد و بزرگ آب از و میا سینه پد
 او هم از گریه پر ساخته خور و رابے آب پد پیل مست سیر تیغ زن سلطانست پد که بیک جمله
 جهان را کند از اشک خراب پد یہ قطعه بھی بحر ساین میں ہر گھر پہلے شعر کے دو سرے مصرعہ
 میں تشعیت ہر یعنی دوسرا رکن مفعولن ہر اللغات گل کار پد نیو جہ کہ گل بوتایا ہر شرو
 باعتبار چین گریان بلحاظ قطرات عکس ابر کا ربا ہر بمعنی سو جو حرام ہر حکم اعلیٰ افکار البیع
 و حرم الارواح صوت آواز و رباب ساز و ابر سفی طشت ز آفتاب پرده خودی ای سیاه
 مژتاب بالان و جست معشوق شیر فلک برج اسد شهاب جسکو تارہ ٹوٹا کہتے ہیں المعنی قطعه
 ابر کی پھیلی میں ہر چنانچہ نشان اسکے مذکور فرمائے کہ ایک پیل گل بوئیو الا تر شرو باعتبار چین
 سنکے کہ گریان گریان رات دن تنہا کنارہ سمندر سے پانی کھینچتا ہر اگر اسکو قلب کریں تو وہ
 ایک قوت خرام ہر یعنی ابر کا قلب ربا ہوتا ہر بمعنی سو کہ شعر عا حرام ہر اور اگر قص کرے تو آواز

ہی باب سے نکالے پشت زلف آفتاب کے منہ پر پردہ سیاہ تا شاہی مروکس کی طرح جھوٹ
 کہ شب سے کہ وہی مروکس ہی جو تاب برسا ہے اور باران اور جیسے خطا دوست کا ورق ماہ
 پر پردہ کرتا ہو چو کہے رخسار ہن ایسے ہی سر زلف کی طرح چہرہ خورشید پر یہ نقاب مالتا ہو
 یہ ایک شیر و بندہ ہے کہ شیر فلک پر غالب ہو جیسا کہ اس سے وہ بھی چھپ جاتا ہو اور وہ
 غمزدہ ہے کہ اس کی جنبش سے شہاب اوجھلتا ہو سا راجہاں خرد و بزرگ اس سے آب پاتے
 ہن اور اس نے بھی گریہ بسیار سے آگے بڑھے آب کر دیا وہ ایک پیل مست سیاہ تیغ زن سلطان
 کا ہو کہ ایک حملہ میں اپنے اشک سے جہاں کو خراب کر دیتا ہو تیغ زن باعتبار برق انگنی

در صبح محمد

مہر الہی

قولہ او قامت لواسے ترا سدرہ منہا ہو چرخ کر باکے تو گردون کم از سہا ہو یکرانہ در لفظ
 عین فاحش ست ہو اگر مشتری بقدر دو عالم کن کہا ہو حرز حریمت اسو گردون دسم او دو ہو
 باہی چرخ بر خط محور چو اثر وہا نہ لاسا ب ست گویا ہر ہرام با شرف ہو زان نقاب تست منبر
 اسلام را ہما ہو خنکیت من ترا کہ ز شرفش چو ہا کنی ہو تا غیب و ورود بر سیدہ العن ہما ہو ملک
 بقات را چو ازل نیست العلاب ہو بحر عطیات را چو ابد نیست انہما ہو دعوی مثل کر و عدد
 مثل آئینہ ہو از بند آہنی نتواند شدن رہا ہو آن مالہا کہ خصم ز دیوان رزق خویش ہو با ہما
 گرفت علیہا و با ہما ہو طباح ملک دشمن پر آذر ابدید ہو چون آذر ناشتا ز سر خوان اشتہا ہو بچار
 ہزار سال بیام زحل رسد ہو گر با سبان ز قصر تو خشتی کن رہا ہو حامد بے مقطع این قطعہ نہاد ہو
 زمین خوبتر نیست مقطع شہنشاہ یہ قطعہ بحر مضارع ہن ہو مقبول قاعلات مقابیل قاعلن
 یا فعلان المعضی او مجموع جہنڈا تیرا ایسا بلند ہو جسکی بلندی انتہا سندہ ہو جو ہفت آسمان پر
 ہو اور تیری بزرگی کا آسمان ایسا عالی کہ یہ گردن اسپر شیل سہا کے ہو جو شمارہ با یک کو کہتے
 ہن تیرے لفظ ایک ایک در یکدہ ہن اگر مشتری اسکے ایکدہ کی قیمت ہن نقد و وزن جہاں کا
 دے تو اس دانہ ہی کو نقصان فاحش ہو اور مشتری کو نفع اگر حرز اپنے افسون کا تو آسمان کی طرح

بھونکے تو ماہی حیرت کے خطا محور پر جو دونوں قطبین کے درمیان میں ہوا تو وہاں کی سطح دوڑنے اور یہ اثر وہاں قریب محور ہی اور باہی بھی ایک شکل ہوا آسمان پر اور اثر وہاں چلی کو کھٹا تھا ہوا اب تیری عزت سے وہ بلا خوف دوڑے دوڑے پھر تیری نسبت سے جو چنگو بہرام کے نسب سے ہی بہرام کے نسب کو شرف ہی اور تیرے القاب سے منبر اسلام کو روشنی گھوڑا تیرا وہ ہی کہ اگر شرق میں تو اسکو لنگار کے ہاکے تو وہ شرب کو دوڑ جائے اور حال یہ کہ حرف ہفت تک نہ پہنچنے پائے یعنی پورا لفظ مانہ کہنے پائے اور وہ غرب کو پہنچ جائے تیرے بقا کا چمک ہو اسکو ازل کی طرح انقلاب نہیں جیسے جو کچھ ازل میں ٹھہر گیا ہو وہی ہوتا جاتا ہو اور وریا و عطا کا تیری بمثل ابد کے کنارہ نہیں دشمن نے تیرے مثل آئینہ کے آکھو مثل تیرا سمجھا اور دعویٰ مساوات کا کیا تو اب ضرور ہو کہ مثل آئینہ کے بند آہنی میں بچھنسا ہی رہے جیسے آئینہ کا جو کھسٹا آہن سے ہر طرف جڑا ہوتا ہو اور آئینہ آہن میں بچھنسا ہوا وہ مال جو تیرے دشمن نے اپنے دیوان زرق سے برسوں میں حاصل کئے تھے وہ اسکی گردن کے وبال ہو گئے طباق ملک نے تیرے دشمن پر آؤ کو مثل حرص بھونکے کے سرخوان اشتہا سے دیکھا کہ یہ بھونکا ہی رہے قصر تیرا ایسا بلند و عالی ہو کہ پاسبان نے اس قصر سے ایک خشت چھوڑی بعد ہزار برس کے بام زحل پر پہنچی ہر حین یہ سب سیاروں سے اچھا ہفتہ فلک پر ہو حاسد نے اس قطعہ کے مقطع کید اسلئے سر رکھ دیا پس امیر شہنشاہ اس سے زیادہ اچھا مقطع اور کیا ہوگا

قطعہ دیگر

قولہ مرغ سحر پر نشانہ میثاق زرشاد پدید مرغ کلین سر نشانہ خون ترا دے و میدہ جان قدح نہ انتظار دید کہ آدنبہ صبح بیکم زدن سنا غور زور کشیدہ از غلبات ضیاء چرخ قبا چاک زودہ و زحرکات صبا غنچہ گریبان در پدہ نشتر از نسیزہ رنجیت سنبل شب بستہ شدہ لالہ زرین شگفت باد سحر کہ وزیدہ خیز کہ برپاے خامست جام بکنت یہ چو فٹ بلبل ہم ہجو چنگ بر سر زانو خمیدہ جام بیک تا ختن دہ ویر وین شفق بہ خنگ بیک نسا خفتن وہ مہ زبا زیدہ پر بیا عیسیٰ نفس خور وہ بسے گوشت مالہ تاخر گھا کشیدہ بزمکش آرمیدہ تا بسے چغہ زین الف بر سر بیک میم لعل کہ سرودہ خون سیم نغمہ بر آرد شدیدہ راہ زنی میکن گوش در پدہ ازان

پہلے بہارِ نثر و زخمِ طمانچہ چشید بلجامِ چہرِ آفتاب شد شاہِ کہ زمان رساند ہر سجدہ نیار و درگِ شیشہ سینہ
 پلید ہوا از شر عدلِ شاہِ بذرِ بجز چشیم دوست ہر دھم محرابِ ہمارم مستی ندید ہر پتہ قطعہ بحرِ بیضا میں ہر ارکان
 اسکے منتقل فاعلان مفتعلن فاعلان یا فاعلن اللغات پر نشاندا ہر ظاہر شد ہر بیضہ ز آفتاب مرغِ گلین
 صراحیِ خونِ تر شرابِ ساغر ز آفتاب نشترِ ستارے سترہ آسمان سنبلِ شبِ بستہ شاہِ شبِ گذشت
 لالہ زریں آفتاب بلبہ صراحیِ پروین دندانِ شفقِ شرابِ وہ نہ نواہ ناخنِ خمر ہندی گھر چہ تہم دہن
 وہ نونِ سیم وہ سورجِ بانسلی یادہ انگشتِ گوش دریدہ دھن محرابِ ابرو و قدمِ مرداک المعنی یعنی مرغِ صحر
 بنے جو صحر ہی ہر پر جھاڑے جیسے عادتِ مرغ کی ہر تو بیضہ ز کا ظاہر ہوا جو مراد طلوعِ آفتاب سے ہر اور
 مرغِ گلین نے کہ صراحی ہر سر ہلایا تو خونِ تربیدا ہوا یعنی شرابِ صبح نے جو دیکھا کہ جانِ قحج کی انتظار سے
 لبِ پرائی اور کوئی اسکے منہ میں اب شرابِ نہیں ڈالتا اس واسطے اُسے اپنا ساغرِ زریں دم بھر میں
 سامنے رکھ دیا اسکے پیالہ زریں سے ایسے غلبے روشنی کے ہوئے کہ چرخ نے اپنی قبا جو شب کی پہنے
 ہوئے تھا بھاڑ ڈالی اور صبا نے ایسی حرکتیں پرتاز کیں کہ غنچہ نے اپنا گریبان چاک کیا سترہ یعنی آسمان
 پر جو نشترِ کہ ستارے ہیں بکھرے ہوئے تھے سب گر گئے سنبلِ شب کا جو پریشان ہو رہا تھا بستہ ہو گیا
 یعنی ستارے ڈوب گئے رات گزر گئی لالہ زریں کہ آفتاب ہر کھلا اور باو سحر چلی اب جو دھن جامِ کف اٹھاتا
 ہر جامِ دہی دائرہ و دھن کا حسبِ تقاضا فرضی یعنی دھن کیجئے لگا تو تو بھی اٹھا اور صراحی بھلی چنگ کے زانو پر
 جھک گئی جیسے کہ شراب اُٹھیلنے کے وقت جھک جاتی ہر جام نے ایک تاخت میں پروین کو جو دندان
 ہن شفق یعنی شرابِ سرخ سے سرخ کر دیا اور چنگ نے فوراً موافقت میں دوسون ماہ نو یعنی انگلیوں کو
 جو ناخن اُنکے ہلال ہیں کاٹا جیسا کہ چنگت بجانے کے وقت دوسون انگلیاں کام میں رہتی ہیں بڑا بڑا کہ وہ
 عیسیٰ نفس ہر مردہ کو زندہ کرنے والا اُس نے بھی بہت گوشمالیاں کھا لی ہیں جب خمر نے رگین اسکی شکم پر
 کھینچیں تب اسکو جین پڑا لکڑی کھور چکی جس میں سب تار باندھے ہیں رگین تاکہ اسکے شکم پر کشیدہ
 ہوتی ہیں تو جو مثلِ زریں الفت کی سیدھی ہو اور وہ ایک سر پہ سیم لعل کے کہ وہ دھن جو رکھی جاتی ہو اسے
 ابھی دس نون سیم سے کہ وہ دس انگلیاں خمیدہ ہیں جو بجانے کے وقت جھکی ہوئی ہوئی ہوئی ہیں

ان سے نغمہ شد یہ لکالگو کش درید و دت کہ یہ بڑی رفہزنی کرتا ہوا اسی سبب سے اس نے بہت سیلیاں بن
کھائیں اور طپاچون کے برے حکیمے لکے کہ اب کہ حکم شاد کا واسطے منع شراب کے ہو چکا اہذا جام بے آب
و بے عروت ہو گیا اور جام ہی کیا ہے اب ہو گیا شیشہ سینہ پلیدی اب سجدہ نہیں کر سکتا جیسا کہ شراب اونٹنی نے بین
جام کو سجدہ کرنا تھا اب ایسا اثر عدل شاہ نے کیا کہ بزرے سوا خیم مشوق کے کسی محراب کے خم میں کسی مست درم کو نہ کھیا

در بیان سحرگرہ و خیالات چرخیات و آخر رجوع بہ ممدوح

قوله چون نسیم سحری رو بصر اور وہ نہ ماورخ و ترقع عنبر سارا اور وہ نہ مہد شش روزہ چو یک طفل زرا ندودہ
نمودہ شب زوستان سحر شیر مصفا اور وہ نہ بود شب چون دل فرعون سیاہ و بے مہر و صبح زان رود
چو موسیٰ یہ بیضا اور وہ نہ صبح برکت یهودانہ زہد پارہ زرد و دم جان بخش چو انفاس مسیحا اور وہ نہ پر شود
یوسف زہرین رس از چاہ برون مہ لبیکہ نہ کرو عذارا شکستہ زلیخا اور وہ نہ قرصہ کاہر باخورد تباشر سحر
وقع سودا ش شد و علت صفا اور وہ نہ شد سودا خطا شب چو صبح از زر سرخ و نقطہ بر حاشیہ
صفیہ مینا اور وہ نہ دوش بر بود شب از دست فلک تنگہ زرد و باز رخ بر طبق لولالہ اور وہ نہ زان سہب سحر
کشان ہندوئے شب را گردون ہا و ر بار کہ عالم دنیا اور وہ نہ یہ اشعار بھی بحر بل میں ہیں ارکان اسکے
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن یا فاعلاتن فاعلاتن یا فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
آسمان کہ چھ دن میں پیدا ہوا ہی ہو دی رسم ہو کہ دوش پر ایک ٹکڑہ زرد و سیٹے ہیں تاجانا جائے کہ یہ ہو
تنگہ زرخم و مراد آفتاب ہندی شب زحل کہ با سبان فلک ہو المعنی یعنی جب سحر ہندی اور نیم سحری
متوجہ سحر کی ہوئی یعنی صحرا میں چلنے لگی راہ نے عنبر خالص کے پردہ میں جو آسمان سیاہ ہو منہ چھپا لیا
اب ایسا بھی ہوتا ہے کہ اخیر تاریخون میں صبح کو راہ رہ بھی جاتا ہے پھر منہ چھپا لینا کیسا مگر مطلب شاعر کا اسی راہ
نے ہے جو روشن نقابہ اسن قالبہ ماہ سے اور اس مہد شش روزہ نے کہ آسمان ہی ایسا ایک طفل زرا ندودہ
جو آفتاب ہو نمود کیا کہ شب نے اسکے واسطے پستان سحر سے کہ بتغایم فرضی یہ بھی آفتاب ہو شیر مصفا ظاہر کیا
کہ وہ دہارین شعاع کی مہین رات ایسی تھی جیسے دل فرعون کا سیاہ و بے مہر اس سبب سے صبح نے موسیٰ
کی طرح پر بیضا سکود کھیا یا صبح یهودین کے مثل تو اپنے دوش پر ایک پارہ زرد لگا لی ہو جو آفتاب ہو

اور عجب یہ کہ انفاس اسکے دم جان بخش مثل شمع اسکے ہن چنانچہ رات کے مروجے صبح کو سب زندہ بھی ہو جائے
ہن اور نیزی ہونہ ہو جو منکر حضرت عیسیٰ کے ہن مگر نفاس عیسیٰ کیسے رکھتی ہی ماہ زینبا کے مانند اشک
گرد خسار کے بہا رہا تھا اشک اسکے ستار سے تالیوسف زین رسن چاہ سے نکلے یوسف آفتاب زین رسن
رسن باعتبار شعاع تاباں سر نہ کہ سفیدی اسکی ہو ایک قرص کہ بانی کما یا جو آفتاب ہو کہ صبح کو زرد ہوتا ہو
لہذا سودا تو اسکا کہ شب تھی وقع ہو گیا مگر علت صفر کی پیدا ہوئی کہ وہ دھوپ زرد ہو سو خطا شب کی
محو ہو گئی جسوقت کہ صبح نے لفظہ زر کا صفحہ مینا کے حاشیہ پر رکھا لفظہ زر کا آفتاب صفحہ مینا آسمان رات
شب نے فلک کے ہاتھ سے تنکہ زر کا چھین لیا تھا اور پھر متوجہ طبق لولو سے لالا کی ہوئی اس سبب
سے ہندو سے شب کو کہ ہندو یعنی چور کے بھی ہو گردون جھوٹے پلڑے کے کھینچتا ہوا خاکم دنیا کے
وردانہ بارگاہ پر لایا ہو چنانچہ شب وہاں موجود بھی ہو تنکہ زر آفتاب کو لولا لانجم اور دونوں شعر قطعہ بند

در ترغیب عشق مجازی و ترغیب عشق حقیقی

قولہ امی مست بادہ عشق در مجلس مجازی بدتا کے کنی بغفلت باز رفت یار بازی بد چند از قد و عذارش
شمسداد ولالہ جینی بد چند از دہان و شیش بادام و پستہ سازی بد زان حشمت گیر عبرت کا در خم و مخراب باد و باد
حضرت آبیت بے نازی بد زان رفت گیر بندی کا دل شکستہ سر شد بد و انگاہ گرد از حسن بابا ہن زری
رویش فشان روزست اما بر آن کنارہ پوشفته و درازست شبہاںش باد زازی بد تا یک کلیچہ زر زری
بدست آرسے بد شہا ہر وے گردون بادید با چہ بازی بد امر و گیر عبرت زان پادشاہ عادل بد
سلطان تخت غزنی محمود شاہ غازی بد آندم کہ صورت قریش ناسے عراق ساز و بد دست نگیر و ابدل
زلف بت طرازی بد کو چہ راہ شالیش کو لشکر جہان گیر بد کو تیغمانے ہندی کو مکر بان بازی بد کر سر کشا
لروی صندوق مرقدش را بد در شک شوے و گوے محمود یا یا زری بد یہ اشعار بحر مضارع مین ہن
ارکان اسکے مققول فاعلان مققول فاعلان بعض جگہ فاعلان بھی ہو اللغات آبئی الکا کنندہ
و منسوب باب شکستہ سرا اعتبار شکن ماہ رخسار کہ اشرف ہن زلف سیاہ کہ کہینہ ہو شہا زلف دیداکا کتب
پیشانی باز تاسے عراق بہت بلند آواز ہوئی ہو طرا نام شہر حسن خیر المعنی آمو وہ شخص کہ اس مجلس مجازی ہن

عشق کی شراب سے بہت زہور ہو کر کپ تک اس غفلت میں رہ گیا اور زلف یار سے عشق بازی
 کر گیا حقیقت کی طرف کیوں نہیں رجوع ہوا کہما تک قدور خسار معشوق مجازی سے شمشاد و لالہ جیگا یعنی
 شمشاد و لالہ سمجھے گا اور کہاں تک وہاں وحش کو اُسکے پیستہ و بادام بنائے گا بلکہ اُسکی آنکھوں سے عبرت
 حاصل کر اور جان لے کہ یہ دونوں اندرون محرابوں کے خم میں دو مرد مست کے ساتھ کافر بے نیاز ہیں اور
 زلف سے یہ چند گرہ میں باندھ کہ اول تو خود سر شکستہ ہو ای پر شکن ہو اور سیاہ و کتر اور پھر اُسے ماہ رخسار کے
 ساتھ جو اعشہ رب و اعلیٰ ہو سرفرازی اختیار کی ہو صورت تو اُس ماہ کی نشان روز کی ہو یعنی روشن
 ہنچو آفتاب لیکن کنارہ پر بڑی لہنی راتیں باد رازی پر بلا ہیں اور اس خیال سے کہ کسی دن کوئی کلچہ رکھا
 گردن کی طرح تیرے ہاتھ آجاسے راتوں میں اسی فکر سے کیوں بخواب اور آسمان کی آنکھوں سے آنکھیں
 لڑائے رہتا ہو محشی کے منے چنانکہ روئے گردن بادید ہا کہ ستارگان باشند میبازد و ہنگام صبح یک کلچہ زر گرہاں
 و آفتاب ست بہت سے آرد تو چہ میکنی انتہی آج عبرت حاصل کر اُس بادشاہ عادل کے حال سے جو سلطان
 غرہنی کا تھا یعنی شاہ محمود غازی جس دن کہ صور اُسکی قہر کا یعنی خداوند جل جلالہ کا ناسے عراق ای بلن آواز
 کر گیا تو یہ زلف بت طرازی جیسے آج تو دیوانہ ہو ہرگز تیری دستگیر نہو گی میری راسے میں یہ شعر اوپر کے شعر سے
 اوپر ہونا چاہیے کہ یہاں اجنب و غیر مربوط ہو لیکن کیا گردن منہ میں نہیں لکھا ہو محشی نے کچھ اسکا خیال کیا اب
 بتاؤ محمود شاہ کا چہ ترہ فرسا کہاں ہو اور لشکر کہاں گیر کہاں اور کہاں وہ تلواریں ہندی اور کہاں وہ گھوڑے
 تازی اتبویہ حال ہو کہ اگر صندوق مرقد کا اُسکے تو سر کھولے تو یہ نہیں جاسے گا کہ یہ محمود ہو یا ایاز ہو قولہ در بارگاہ
 شاہی خدمت گردین کرا عرش و موران کنند مارے چند ان کنند بازی و در سکہ قبولش زر خلاص کردی و کر نقد
 قلب خود را و ز نار غم گذازی و ہوا سطر کن حق ہر صبح این خطابت و کاسے تشنہ بوسے ما آوے مردہ دل
 بازی و نہ زانو ز کافیت گرد سیاہ غم خور و تابیش مشیت میدان پر عرش اسپ تازی و گر موج شہ سرائی
 شہباز و بدر چاچی و اطراف و بقا رہر صبح دم نوازی و داراے دہر کو راست کینیت ابوالحاجہ و سلطان محمد
 خوان چون فرسنگ چنانی و گرد و جو گل وجودت کہ جہتیش بہ بینی و صد ملک و ہر بجدت گر سوے ال تازی
 آن تن کہ کیسے مولان خط شہ کش بر و صبا شاخ باد فرقت چون شاہناہے رازی و ای متاع را بذانی اکف و نوع

اتوا بدو دفتر مصداور ہذا منم تو ہندی اللغات بارگاہ شاہی بارگاہ خدا تعالیٰ آری و بازی دونوں میں
یا فعلیت کی ہر ایک کار مار و کار بار و خلاص خالص قلب و دل سبھی ترکی میں بمعنی آب کے ہر و ناعربی میں بہشت
میدان بہشت بہشت جزو بہ نام ساز رازی شہر سے کہ شانہ وہاں کا خوب ہوتا ہے اکفا مختلف ہونا قافیہ کا
حروف میں بشرط قید منہج جیسے سپاہ و صباح و اتوا اختلاف حرکت کا قبل زوی کے جیسے گل کسرو گل یعنی کہ عیوب قوافی
سے ہر ہذا اشارہ واحدہ کر و ہندی اشارہ بواحد موث الملحنی تو اس شاہ کی بارگاہ میں خدمت گوین ہو جان کے
مور کام مار کا کرتے ہیں اور چند کام باز کا اگر تو اپنے نقد دل کو اسکی نادر غم بن گلاے پگھلائے گا تو سکہ قبول میں اس کے
زیر خالص ہو جائیگا ہر صبح تجکو بیوا سطر حق سے خطاب ہو گا کہ امی تشنہ ہماری طرف آ اور امی مردہ دل ہم میں
زندگی کر اور اسدن کا غم کما جسدن کہ آفتاب تیرا سیاہ ہو جائے کہ وہ روز مرگ ہو تا بہشت بہشت کے
میدان کے سامنے عرش پر گھوڑا دوڑا ہے اور اگر ریح سرائی بادشاہ کی راتوں کو بدر چاچی کی طرح کرے
تو ساز اس کے بقا کا یعنی دعا اس کے بقا کی ہر صبح دم کیا کر اور وہ بادشاہ زمانہ کا ہر جسکی کنیت ابوالجہا ہے ہر اور نام اسکا
محمد جیسا کہ نام آنحضرت مرسل جازی کا تھا تو اگر اسکی پیشانی کو دیکھے تو تیرا وجود گل بسا شگفتہ ہو جائے پھر
اسکی پیشانی کی شگفتگی کو غور کر اور اگر تیرا دل مال کی طرف دوڑے تو جو دالا ایسا کہ دم بھر میں سولا کھ دیدے
جو شخص کہ ایک سرمو اس کے خط فرمان سے سرکشی کرے تو خدا کرے اسکا سر شانہ ری کے مثل سو شاخ ہوے ری نام
نٹھکا کہ شانہ وہاں کا خوب ہوتا ہے اور رازی منسوب برے شعر بعد میں بہ حسن ادا اولیٰ عذر اکفا کا ہے یعنی ہر شاہ
اگر تو اکفا و اتوا کو نہیں جانتا ہے کہ اقسام قافیہ سے ہیں تو دفتر مصداور پر کہ اکفا و اتوا بھی مصدر بہن میں ہذا ہوں
چونکہ ہر اشارہ کیا جاتا ہے اور تو ہندی جو اشارہ موث کے واسطے ہے اور شعر میں اکفایہ ہے کہ بنا قافیہ کی راہی معجم
پر ہے اور اس شعر میں ذال معجم ہے لیکن مخبرج دونوں کا ایک ہو لہذا جائز

در مدح سلطان محمد شاہ بن تغلق و مخبرجہ خویش

قولہ ای حلقہ در گاہت سردارہ عالم و در یک تنق ملک صد عرصہ ملک جم و ای پایہ تخت زاکر سے فلک بہشت
و سے دامن چہرت را سایہ فلک الاعظم و سطحی کہ وفات راست ہر نقطہ ز خط او و کوہی سست کہ در خرفش صد قاف
بود و غم ہذا آن خیمہ کہ جاہت زو و دامن او دیدند و خشک و تر عالم را از یک سر سوزن کم و آن بوجہ کہ بدست دست

کہ دیکھا جو وہ بر سرِ خط و سب و ریاضے فلک یک نہ ہو روزِ کبریا رایت افروخت مرادیت بدو از سر زلف خود بر بست بر و پر نیم بد
 اگر قہر تو گردانند تا شیرِ خاصیت بدو ز آتش نہر اسد شیر و زمرے ہر گز نہ دغم بدو آن جمیع کہ از نامت نقشبندی بنو و خشیہ و تکبیر
 امامت باد با صورت قیامت ضم بدو یہ اشعار خبر ہر مزج میں ہر ارکان اسکے مقبول مفاعیلین مقبولی مفاعیلین اللغات
 حرف کنارہ خط کنارہ رایت چھٹا اگر و اندر یعنی بدل دے المعنی یعنی ای ممدوح تیری در گاہ کی دو کا جو
 حلقہ ہر وہ انجام دائرہ عالم کا ہر او و ایک پردہ میں تیرے ملک کے سیکڑوں میدان ملک حضرت سلیمان یا سکندر
 کے جیسے ہیں تیرے پایہ تخت کی کرسی فلک ہشتم ہو اور کرسی چھوٹی چوکی جبر پانوں رککے تخت پر جبر ہستہ میں
 اور چتر تیرا ایسا وسیع و بلند ہے جس کا سایہ فلک الاعظم ہو ای فلک نہم جو عرش اعظم ہو تیرے وقار کا ایسا سطح ہو
 کہ اسکے خط کا ہر نقطہ ایک ایسا کواہ ہے جسکے کنارہ میں سیکڑوں قاف گھسے ہوئے ہیں جسے جاہ سے جو خیمہ استادہ
 کیا ہو اسکے دامن میں خشک و تر عالم کو سر سوزن سے بھی کم پایا ہو تر و خشک بحر و بر تیرا عقدہ دریا گہر بار ہو کہ
 وقت جو کہ اسکے کنارہ کا جو سینہ ہو یہ دریا سے فلک اسکا ایک نم ہو جس دن کہ تیری رائے ماہ منیر نے
 ماہ رایت کا جس کو ماہیچہ کہتے ہیں اور جھنڈے کے سر پہ ہوتا ہو برا فروخت کیا تو خور نے اپنے سر زلف سے اسپر
 پر چم باندھے ایسا اسکو کرم معظم جانا اگر قہر تیرا خاشعیوں کی تاثیر بدل دے کہ یہ محال ہو تو آگ سے شیر نڈرے
 اور شراب سے غم نہ بھاگے وہ جمعہ کہ خطبہ میں اسکے تیرا نام نہ ہو تو تکبیر امامت کی صورت قیامت سے ضم ہو جائے
 یعنی وہ امامت ہو مر جائے اور تکبیر امامت تکبیر جنازہ سے لجاے قولہ باگو ہر نظم من بھر سخن عرشی بدو آئے
 نہ ہر گز در بزم شد عالم بدکین برگ گلست آن خارا میں لعل خوشاب آن سنگ بدوین در ترست آن خاک
 این شہد و گلاب آن سم بدو این شاخ نبا نیست آن شور آب سر شک غم بدو این آبجیات ست آن آب دین ارم
 این قہقہہ روح نیست آن قہقہہ کاغذ بدو این زمزمہ داؤدی ان ویدمہ اردم بدو ہر جا دین مومن از فاختہ
 فاتح شد بدو تر سائے جنب پاشت اردم زند از اردم بدو شیر کہ ز زردار و درشارہ و اخولت بدو تارک شیر چرخ
 ستر خجہ بزم ہر دم بدو تا بز طبق تا بہست بلیک دوزبان راسر بدو شمشیر و درویت باد با جان عدو ہر دم بدو اللغات
 عرشی تمام شاعر رقع جبریل قہقہہ آواز اوم نام سورہ بابے بزرگ از زند و پانزد فاختہ سورہ الحمد فاتح کشانیدہ
 تر سائے حضرت عیسیٰ جنب ناپاک ستارہ چیرہ جامہ رنگین و اخول بولہ و جہول در گاہ پادشاہان تارک

ہندی مانگ المعنی یعنی مقابل میرے گو ہر نظم کے بحر سخن عرشی کا ہرگز بزم شاہ میں در آب و رونق ندیکا
 کسوا سٹے کہ یہ تو برگ گل ہو اور وہ خار یہ لعل خوش آب ہو اور وہ سنگ یہ در تر ہو وہ خاک یہ شہد و گلاب
 وہ زہر یہ شاخ نیلا وہ آب شور سرشک غم کا یہ آب حیات اور وہ آب دہن مارا رقم کا یہ تھقہ جبریل کا اور وہ
 آواز کا غد کی یہ زمزمہ داؤدی وہ ایک کرا دم سے جو ایک سورۃ ثند و پاژند کتاب زرد دست مجوسی سے ہو
 اسلئے کہ جہان کہیں دہن مومن کا فاختہ سے کشادہ ہو اگر کوئی اردم سے دہان دم بھونکے تو ترسانا پاک سی ہر گاہ
 وہ شیر زر کہ داخل تیر کسی جامہ رنگین میں رکھتا ہو ہر چند جہان ہو لیکن شیر جرج پر ہر دم پیچہ چلاتا ہو اور پیچہ چلاتا
 اسکا جنبش پھر مرہ سے پس میں بھی تو اسی داخل کے بیٹھنے والوں سے ہوں اور شیر جاندار پھر کیسے پیچہ کسی
 نہ چلاؤں اگر عرشی ہو تو کیا ہو داخل در گاہ دو الان کہ سلاطین کے دروازہ پر واسطہ نشست مروم کے بناتے
 ہیں اور ایک عام پردہ جو قریب سر پردہ خاص بادشاہ کے اسنادہ کرتے ہیں اور اسکے دروازہ پر ایک علم بھی
 برپا کرتے ہیں تا اس میں کوئی سوار نہ جانے پاسے اور علم پر نیز در تصویر زرد و شیر وغیرہ شہر مہیب کی ہوتی ہو شیر
 داخل ہو شعر البعد و عایہ جب تک کہ طبق ماہ پر جو کا غد ہو ملک دوزبان کا سر رہے شمشیر دور و یہ تیری بیان
 اعدا سے ہدم رہے

در تہذیب عشق مجازی

قولہ تاکے ای ماہ شفق پردہ پروین سازی ہد شام را بر طوف زوم پران چین سازی ہد خسروان را کہ بجان شیفتہ
 وصل تواند ہزاران و بیجا وہ تر قلمہ شیرین سازی ہد تاکے ای عاشق سرگشتہ بود ہم خطا شان ہد ازہ و رخسار ہ
 خود صفہ زرین سازی ہد لب یار است عقیقی بدو سے مراد دید ہ حقہ ویدہ چرا دیج و آگین سازی ہد زلف
 یار است یکے حلقہ زدہ مار سیاہ ہد چند پیوستہ زغم ابرو سے پر چین سازی ہد عین خربان بود و نرم نون جزو
 سر صا و ہد الف قامت خود چند سر چین سازی ہد غمرہ دوست سنا نیست بزم پر آلودہ ہد لال خود را ز سبب
 خستہ زوین سازی ہد یہ اشعار بھی بحر ل میں ہیں ارکان اسکے فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان یا فاعلان
 یا فاعلان یا فاعلان اللغات ماہ معشوق شفق لب شام زلف ہد دم رخسار چین شکن زلف و بیجا وہ
 لب قلمہ شیرین ہد سہ زرین زرد عین چشم نون ابرو سر چین ای کج تو بین لہو و نیزہ کو پیک المعنی پہلے و پھر

خطاب مستوف میں بین یعنی احوال تک شفق لبون سے پردہ پروین دنیا انکا جناں گاہ اور لب لب لب ہو سکے
 خاموش رہیگا اور شام زلف کو روم زخار کی طرف چرنگ کرے گا بڑے بڑے خسرو شیفہ تیرے وصل کے
 بین تا تو اس بیجا وہ رنگ لب ترے انکا قلم شیریں جو مراد بوسہ سے ہو بنائے آب آئینہ اشعار خطا میرا شاعر
 بین یعنی احوال عاشق تو کب تک آئینہ خطا کے وہم میں سرگشتہ رہیگا اور دو وزن زخار کو اپنے صفحہ زین اور
 بنائے گاہ لب پیار کے ایک عقیق ہیں حسین تیس مراد یہ ہیں تو اپنے دیدہ کے ڈوب کو کیوں در آگین یعنی پراشک
 کرتا ہی زلف یار کو ایسا سمجھ کہ یہ ایک مار سیاہ حلقہ زن ہو تو کیوں ہمیشہ اس کے غم سے اپنی ابرو کو پر چین کرتا ہی
 معشوق کی آنکھ دو وزن ابرو کے خم میں سوا سے سرحد کے اور کچھ نہیں ہو پس اسی کو سمجھ لے پھر اپنے القاب
 قامت را سب کو کیوں سرسین کی طرح کج بنایا ہو غمزه اسکا ایک سنان زہر آلودہ ہو جسکے سبب سے تو اپنے دکانچی
 بر چہی کا کرتا ہو قولہ شہسوار سے تو چون صبح کی دم باشد نہ تاکے از رو طلا غاشیہ زین سازی نہ کوڑہ بادہ شفا
 پر از آتش زہر سینہ خویش چر مشرب غسلین سازی نہ ملک داری تو چون مہر کیے روز بود نہ تہہ چند سراپردہ
 رنگین سازی نہ جاسے آتش و عفتن نہ تواند بود نہ جز دران خانہ کہ یک لحظہ پیشین سازی نہ زین ہمہ
 مال کہ داری بتو ناسے نہ ہند نہ جز وہ کہ پاس کی خشت کہ بالین سازی نہ باہم تلخی فکر زہی ہر خسرو چند فراہ
 صفت قصہ شیرین سازی نہ بدر چاچی چینی بزم خواقین جہان نہ مجالس آن بہ کہ درو ماندہ دین سازی نہ ایک
 سر حلقہ اور ادلا یک گردو نہ درختے کز پی سلطان سلاطین سازی نہ جہاں آن کن کہ ز خاک در گردون سایش نہ
 سرمہ و یک چشم جہان بین سازی نہ آستان درش آن روز تو اسے بوسید نہ کہ قدماسے خود از تارک پروین
 سازی نہ ملک ای شاہ جہان باد کہ تا صبح نشور نہ ہجو خود رشید بہر روز تو آئین سازی نہ اللغات غاشیہ وین
 پوش آتش زہر شراب غسلین وہ پانی جو دوزخیوں کے بدن سے بھیگا بہ پیشین سازی نہ عاقبت ازیشی کنی کو پاس
 گزی وغیرہ غمزا کپڑہ المعنی تیری شہسوار سے تو صبح کے مانند ایک دم کو تو پھر تو یہ زین پوش کب تک کسکے لیے
 زہر و ہلاکی بناتا ہی یہ کوڑہ شراب کا ایک سفال ناچیز جو حسین آتش انگور اپنے شراب بھری ہو تو اسکو پیسکے
 اپنے سینہ کو مشرب غسلین کیوں بناتا ہی یعنی وہ جگہ جو غعلین آب دوزخیوں کے آب بننے کی ہو ملک داری تویری
 آفتاب کی طرح دن بند کی ہو تو ایسے سراپردے رنگین تہہ کیوں بناتا ہی کہیں جگہ آرام سے سوئے کی نہیں ملیگی

سوائے اس گھر کے جو ایک لفظ بھی تو بیش اندیشی کر لیا گیا یہ جو کچھ مال و منال تیرے پاس ہے سب تضاد و جھین
 لینے ایک روٹی بھی تو جھگڑے کے البتہ دو گڑ گڑا اور ایک خشت تکیہ کے لیے یہ جھگڑو ملے گی اب مصنف کتنے میں خیال
 تو کہ شعرا شعرا کے فکر میں کیسی تلخی محنت کی چکھنا پڑتی ہے پھر کسی خسرو کے خاطر سے فرما دیکھ طبع کیوں قصے
 شیریں بناتا ہے فردا کی تشبیہ عشق شعرا شعرا سے ہے اور قصے مدحت بس امی بد چلاچی تو جہان کے پادشاہوں
 کی بزم کو اس ہوس سے کہ وہاں خاؤں اور اشعار اُن کے مدحت کے پڑھوں اسکو کیا کر لیا گیا کیا کارآمد ہے مجلس وہ
 اچھی کہ نہیں دین کا وہ درست ہو جو کام آئے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو مدح کہ اس سلطان سلاطین کی درست
 کر لیا وہ البتہ سرحلقہ اور سردار و املا ایک کی ہوگی لا جرم ایسے جہد و کوشش کر کہ خاک اُسکے دروازہ گردوں
 سناکی تیرے چشم جہان بین کی مرداب کو سرمہ ہو جائے اور تیری آنکھیں روشن کوئے گزنیہ آستان ہوسی اسکے دروازہ
 کی آس دن نصیب ہوگی کہ پہلے تو قدم اپنے پروین کے سر سے جو فلک بستم پر ہو بنالے اب دعا ہے کہ امی شاہ یہ جہان
 تیرے ملک میں ہمیشہ رہے تا تو صبح قیامت تک خورشید کی طرح ہر روز نو آئین بزم آراستہ کرتا رہے

نظم دیگر

فولہ امی مرغ صبح بال و پر افشان کہ چان کہ اخت بد کہ چنگ نالہ باز ہر دل بیک نواخت بد بر رخ چو وٹ بلایا
 اعدا کے خورد بد آن کہ تفتانواز و با چنگ غم بسا خت بد طو کن بساط تیرہ کہ بانو عروس صبح بد ہرز کہ دشت
 او ہمہ در راہ مہر باخت بد از آہ آتشین بحر بک چرخ را بد ہر عقد عنبر نیہ کہ بودش ہمہ کہ اخت بد سلطان کیسوارہ
 چین ہم چنگ رنگ بد برقرہ خنگ نیزہ زرین گرفت و تاخت بد پیش جہش بکتم عدم منہزم شدند بد آدم کہ آسان
 علم روم بر فراخت بد صبح از پر جنبیت خاص شہنشاہ بد این سبز خنگ را از زرنج ساخت ساخت بد سلطان شرق
 و غیب کہ ہر سالش آورند بد از حضرت امام زمان خلعت نواخت بد غم دوسے و کشید چو جام طرب گرفت بد ظلم از جہان کہ نیت چشمہ
 عدل نواخت بد دوشینہ مرگ بر سر بالین خستم رفت بد عنیش خستہ یافت کہ کس را نمی شناخت بد تیرہ اشعار بحر مضارع میں ہیں
 ارکان اسکے مقول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلان اللغات احداث کو دکھان کہ چرخ زہرہ عقد عنبر نیہ بد ستارہ
 سلطان کیسوارہ آفتاب چین روز رنگ شب ساخت سازاں تو بیش بیاسے مجبول المعنی مرغ سحر ہو یا آفتاب جسکی طرف طو
 ہیں کہ قبول و پر کیوں نہیں چھاڑتا اور بولتا کہ یہ شب میرے غم کی تمام ہوئی اسوائے کہ اس غم میں تو میری جان گل گئی تا تیری

آواز سے میری جان جنگ نالہ احمد دست نالہ سے چھوٹ جاے وہ شخص دھن کی طرح چلائے لڑکوں کے منہ پر کیوں کھایا جسے قتل لینے انجام کار سے نوازنے کی اور اس کے غم سے موافق ہوا اور اس کا سامان درست کیا محضی نے لکھا ہوا نواز لڑکے گردنے خوردن سرور شد ۱۲ شاید یہ منہ مربوط ہوئے ہوں تو اس بہادیر و فیکو لپیٹ ڈال اور اصلا اس سے امید رکھ یہاں کچھ نہیں ہو اس لیے کہ بانو سے عروس صبح کے پاس جو رہتا وہ تو اسے رادہ مرین ہار دیا پھر اب کیا ہو جس کا تو متوقع ہو تو ہر کے لفظ میں کیسا خوب ایہام ہو اور سحر نے ایک آتشیں ایسی ماری کہ بکری خج کے پاس جو رہا ہو ایک عقد عنبر نیہ تھی کہ مراد سیاہی شب اور ستاروں سے ہو اس آہ آتشیں سے بالکل گل گئی آہ آتشیں آفتاب سلطان یکہ سوار حسین کا لینے آفتاب واسطے جنگ رنگ کے چو شب ہو فقرہ تنگ روز پر نیزہ زرین شعاع کا لیکر حملہ آور ہوا تمام لشکر جش کہ عبارت شب سے ہو بھاگ کر کتم عدم کو گئے جس وقت کہ آسمان نے چٹا اروم کا اٹھا یا صبح نے واسطے اس کو تل خاص شاہنشاہ کے اس سبز خنگ کو ساز زر سرخ سے آراستہ کیا سبز خنگ آسمان زر سرخ آفتاب آورہ شاہنشاہ سلطان شرق و غرب کا ہو جس کے لیے ہر سال امام وقت کے حضور سے خلعت نوازش کا آتا ہو جس اسکے آنے سے جس وقت اسے جام طرب کا ہاتھ میں لیا غم نے اپنا منہ چھپا لیا اور جب تلوار عدل کی اس نے تلی ظلم جان سے بھاگ گیا اب تقاول ہو رات دشمن کی سر بالین پر مرگ گیا تو اس کو دیا بیمار و خستہ پایا کہ کسی کو نہیں پہچانتا تقابلس مہی حال میں چھوڑ دیا کہ مرنے سے اسکے لیے ہی اچھا ہو

قطعه در ترغیب عشق حضرت لائزالی

قولہ اول تبتہ ساغر غم کش ہذا ساغر غم بر دے خرم کش ہذا رخ بے رگاہ لائزالی آر ہذا خطرو بر جہین عالم کش ہذا صبریت تیغ عشق ہر دم خور ہذا شربت جام غم و ناوم کش ہذا نہ خم لا جور و گردون را ہذا در صبح فنا یکدم کش ہذا چون ز جام وصال مست شوے ہذا خیمہ برفرق ہفت طارم کش ہذا خاک پایاں محمد آر کف ہذا تو تیا در دچشم آدم کش ہذا در با جام ارجف منومی ہذا بر سر طوط عشق دم و دم کش ہذا آن کلیم از کلیم بازستان ہذا در سر تمام ہلیم کش ہذا جو را از قصور بیرون آر ہذا روح را از استین فریم کش ہذا در کش از خیم عیسوی بیوزن ہذا شران برا طویلہ در ہم کش ہذا نہایت رحمت خدا نے را ہذا در سر آتش جہنم کش ہذا صبح بسیار میزند خندہ ہذا جیب او گیر و سوس

ما تم کش نہ جل ز برین خنک چارم را نہ نیم شب در سرین ادہم کش نہ شاہد در در عروسے کن نہ میل رو بر عذا ار
 مہم کش نہ گردنے بستہ عرش سرکش را نہ بر در پادشاہ عالم کش نہ ہر در بے را کہ بدر چاچی سفت نہ رشتہ جان
 بیارہ در ہم کش نہ یہ نقطہ بحر خفیت میں ہر ارکان اسکے فاعلاتن مفاعلاتن فعلن یا فعلن یا فعلن یا فعلن
 ساغر آفرینی غم صبح شراب بامداد دم برعہ جرعہ بلغم نام اولیا کا جسکی دعا سے حضرت موسیٰ تیرہمین گرفتار ہوئے
 اور موسیٰ کی دعا سے وہ مردود ہوا سایہ رحمت خدا سے سلطنت ادہم اسپ سیاہ مراد از شب بجل ز برین اشتہ مہر
 المعنی آکر دل اگر توشہ آب وصال کا اسکے ہر تو آب زلال پر مژہ مت ڈھونڈو ساغر غم کا پی اور ساغر حرم کا جو روی
 خرم ہن ای لذت در عشق سے محروم اسکے منہ سے مار دے تو متوجہ در گاہ لایزال کی کا ہو اور سارے جہان کی پیشانی
 پر خط رو کا کینچ دے ہر دم ضرب تیغ عشق کی کھا اور شربت جام غم و مدام برابر پیے جایہ گردون کے جوہر خم سبز ہن
 سب کو فنا کی صبحی میں ایک دم سے بجا یعنی سب کو فنا کر دے اور جب تو جام وصال سے مست ہو جائے تو پھر کیا
 پھر توجہ ساتوین آسمان کے سر پر کھڑا کر جو مقام جبریل کا ہو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا حاصل کر
 اور دونوں آدم یعنی مردم کی چشم میں سرمہ لگا دے جام شوق کا موسیٰ کے ہاتھ سے جو بار بار رب ارنی کہتے تھے
 چھین لے اور طور عشق کی چوٹی پر بیٹھیکہ مزہ لے لیکر گھونٹ گھونٹ کر کے پی وہ کلیم جس سے بلغم با عور مردود ہوا حضرت
 موسیٰ سے لیے اور بلغم کے اہتمام میں اسکو تان تا پھر مقبول ہو جائے کیا ساقرب تھا جسکی دعا سے موسیٰ سے نبی
 جالیس برس تیہ نبی اسرائیل میں گرفتار رہے اور پھر انکی دعا سے وہ مردود ہوا ضرور قابل رحم کے ہر حور کو لذت
 در عشق سے آشنا کر کہ وہ چین سے جنت میں بیٹھی ہو تا اس لذت کو معلوم کر کے قصور جنت سے نکل بھاگے اور ہم
 کی آستین سے روح کو نکال لے کہ وہ حضرت عیسیٰ ہن جنکے دم سے مردے زندہ ہوتے تھے کہ وہ اس درو کے لطف سے
 آگاہ ہوتے ہی خود بخود ایسی عمدہ شکر کو آستین سے نکال دینگے اور بجائے اسکے اسکو بے اختیار اختیار کر لینگے یہ سان
 دنیا الہی شکر کہ حضرت عیسیٰ جب فلک چارم پر پہنچے آگے جانے سے یہی انکا مان ہوا کہ ایک سوزن ہم نگاہی
 انکی جیب میں سے نکل آئی پھر آگے بجائے پاس تو اس سوزن کو جو مان ہوئی اسے عیسیٰ کی جیب سے نکال لے
 جو اسباب دنیا ہو اور فلک کو لینی رسی میں باندھ کے فوٹون کی سی قطار علیحدہ کھڑا کر دے تا کوئی مان نہ ہوئے ہر تنگ
 جی چاہیے اور پہنچے جائیں یہ سلطنت سایہ رحمت خدا کا کمال لاتی ہو اور پادشاہ سایہ خدا کا دنیا میں عدل و داد

کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھ کر قیامت میں آتش جہنم بڑی سخت جگہ ہو اسی کے خیال و غموت میں یہ تہنی رہے اور
 سرین عدل سے متجاوز نہ ہو یہ صبح بہت ہنسنا کرتی ہو اور ٹھٹھے بارتی ہو نور اسکا گریبان پکڑ کے ماتم میں تو ڈال
 دے کہ سارے غم سے بھول جاتے یہ جنول زرین جو جرجخ چاند کی ہو لینے آفتاب کہ غم شب سے اسکا
 طلوع اعتبار کیا گیا ہو اسکو اپنے اوہم شب کی سرین پر ڈال کے اُسپر سوار ہوتا آفتاب سوار ہو جائے جو خیر کو کہتے
 ہیں کہ وہ وقت اجابت کا ہو اور سرین پر ڈالنے سے ارادہ صبح خیزی کا ہو اور اوہم کنا یہ شب یعنی نوہ
 صبح کا ذب سے جیسا کہ قرآن مجید میں ہو اقم الصلوٰۃ لعلوک الشمس قائم کرنا کو وقت رکھنے آفتاب کے
 معشوقہ در پہنکے ساتھ شادی کر اور اُسکا ہیکل سارہو ر خسار مرہم پر خط نیل کھینچ دے اور رد کر دے اور
 عرش جو بڑی بلند اور بزرگشیدہ ہو اُسکی گردن باندھ کے پادشاہ عالم کے دروازہ پر لا آویہ در جو بدر چاچی سے
 پر دے ہین تو اپنی جان کا رشتہ لا اور ہر ایک کو اُس میں پر دے کہ نہایت ہی پُر بہا بیش بہا ہین ۔

قطعه در مدح سلطان محمد بن تغلق

قولہ حاکم زوے زمین سلطان محمد شاہ دین و ایمانت برہمہ آفاق والی ساختہ و کبریاے تخت تونہ طایر
شش روزہ را و گوشتہ دلہیز دار الملک دہلی ساختہ و میل کردہ بر عمارت را کے توجہ آفتاب و عرض
بنیادش تمامی میل کل ساختہ و بر سر یک گوشتہ خوان عطایت ویدجم و ہر نوے کرد عاے رب ہبلی ساختہ
وستان چون جنگ یک زالوسر انگشت زبان و خصم را چون دف قفا از زخم سیلے ساختہ و آسمان پر پشت
پایت خم شد و تا سر نہد و روے اورا پشت و ستیت چہرہ نیلی ساختہ و سدہ قصر ہما یونٹ چو الوان فلک و
باہر از این خشت ز برین طاق عالی ساختہ و در شمار خاک پائیت ہر شبی خاتون ماہ و نہ زمر و گون لگن را پر لالی
ساختہ و تا پوج و جزوے قضا یاب کہ با شد مطہ و یادگار ملک و دین از تو کھلی ساختہ و یہ قطعہ بحر رمل بین ہر ارکان
اسکے فاعلان فاعلان فاعلان یا فاعلان الالغات میل کل بعد میان معدل النہار و منطقہ کہ ۲۳
درجہ ۳۰ و قیغے و غے انا نبیہ کا بھکہ یہ نہایت دوری شمس کی معدل النہار سے جو جم حضرت سلیمان رب ہبلی
مالا لا یثینی لاحد من بعد نے یہ حضرت سلیمان نے دعا کی تھی یعنی ای پروردگار میرے ایداع ملک مجھ کو عطا کر کے
میرے کیسے نمرود و ہمنویک را تو بالکل نہ لگن زمر و گون نہ فلک لالی انجم قضیہ کلیہ حیثیت کل الشہان حیوان کہ

اسمین کل افراد انسان پر حکم کیا جاتا ہے اور جزئیہ جیسے بعض الحیوان انسان کہ اسمین بعض افراد پر حکم کیا جاتا ہے اور قضیہ منطکہ جیسے بعض الانسان فی خسرا اس قضیہ کا جزئیہ ہونا لازم ہے کہ حکم کیا جاتا ہے اسمین افراد غیر معین موضوع پر جو مبتدا ہے المعنی ای مروج تو کہ حاکم روے زمین اور سلطان محمد شاہ دین ہے اور امام وقت نے تجکوالی سارے جہان کا کیا تیرے تخت کی عظمت و بزرگی نے اس نہ طارم فلک کو جو چہرہ زمین پیدا ہوا ہے دار الملک دہلی کی دہلیز کا ایک گوشہ بنایا دہلی اور دہلیزمین کیسا لطیفہ ہے جس شعر اول ثدا ہے دو سر احباب ندا آفتاب ہمیشہ آبادان کا رہ جان کا ہے اور تیری راسے بھی مثل آفتاب کے آبادان کا رجب اسنے میل عمارت جہان کا کیا تو ایسا عرض اسکی بنیادین رکھا کہ آفتاب کو اس سے میل کلی ہو گیا یعنی دوری و درجوں اور یقین اور ثانیوں کی جو مراد مہینوں اور روزوں اور پلوں سے ہے مطلب یہ کہ تیری راسے آبادان کا رہی میں ہر قدر آفتاب سے بڑھلگی حضرت سلیمان نے جو اس بادشاہ کے خوان عطا کو دیکھا کہ کیسا رب الغریت نے اسکو پیش کیا اور اسنے ملک کو جو رب ہب لی ملک کی نواد دعا سے پایا تھا غور کیا تو اسکے خوان عطا کے ایک گوشہ پر اسکو رکھا پایا دوست تیرے مثل جنگ کے بالکل سر انگشت زبان ہین یعنی موافق جیسے سب انگلیوں کے سر یک زبان ہو جاتے ہین تب نغمہ راستہ درست ہوتا ہے ایسے ہی وہ سب ہلہلین ملے ہوئے گرد شمنوں کی دن کی طرح زخم سبلی سے قفانیکوں ہو رہی ہے آسمان جو خم ہو رہا ہے اسنے چاہا تھا کہ جبکہ اسکے بانوں پر سر رکھ دوں لیکن قبرے ہاتھ نے ایسی پشت اسکے منہ پر باری کہ چہرہ اسکا نیلا ہو گیا تیرے قصر ہایوں کے آستانہ نے ایسا جیسا کہ یہ ایوان فلک ہے ہزاروں خشت زرین سے ایک محل بنایا ہو گیا یہ ایوان فلک اس قصر کا آستانہ ہے خاتون ماہ نے اس خیال سے کہ تیری خاک پا کا شمار کروں نہ لکن زمرہ گوں ای نہ فلک لالی مثال سے پھر رکھین ہین کہ وہ انجم ہین اب دعاے تابیدہ ہو یعنی جب تک کہ حسب قوانین منطق کے قضایاے منملہ جزئیہ ہو اگر ہین کہ بیان اسکا اور لغات ہین مع مثالوں کے لکھا ہے کام ملک دین کا تیرے پیٹے کی ساختہ پرواختہ رہے جزوی اور قضایا اور محلہ اور کلی سب مراعات منطق ہین

قطبہ در مروج ممدوح

تھو کہ ایک در فحوا سے مشہور امام المومنین + مبارک القاب تو سلطان اعظم آمدہ + نام خاصہ بہر زبان خاصہ

شرق و غرب : از پسر سلطان دین خان دو عالم آمدہ : پیش بھر پنج شاخ و در نشان دست تو بد ہفت و دریا کہ تیر کشتہ
 شہنم آمدہ : گوشتہ دلیز دار الملک دہلی این زبان : حاوے ہشتم روان ہفت طارم آمدہ : تا گردن فور میان
 ز رشید چون نگین : ہر کہ پیش پست حلقہ ہجہ خاتم آمدہ : ہضم بے ہمت جو صبح کاوبہ و جام میست : چون
 حباب انیک بقاے ہر سہ یکدم آمدہ : صبح را از بہر آن ناخود بر احوالی ہمیشہ : گوشتہ دستا ز سیم مغلم آمدہ :
 بزم تو باغ چنانست وعدہ و سہ : گھر و سنگ آسا ہیزم نار جنم آمدہ : تا بزر ہفت شوہر چار زن و چہ شہزادہ
 کا فرم کر مثل تو از نسل آدم آمدہ : یہ قطعہ بھی وزن و بحر صدر میں ہوا المغات خان بادشاہ پنج شاخ انگشت
 گوشتہ دستا پاشعہ آفتاب معلوم نقش کا فرم یہ قسم ہر المعنی اوی مروج تودہ ہر کہ مضمون فرمان امام المومنین میں
 ابتداء البقا تیرا سلطان اعظم ہوا و نام خاص تیرا زبان خاص و عام پر چہنے کہ شرق و غرب میں ہیں بعد
 سلطان دین کے خاندہ دو عالم ہوا اوی بادشاہ دو عالم تیرا ہر ایک دریا و نشان ہر یعنی عطا اسکی در اور اسکی جو
 با پنج شاخین ہیں جیسے دریا کی شاخین ہوتی ہیں کہ مراد پنج انگشت سے ہوا کہ سانسے ہفت دریا ایک قطرہ ہضم
 سے بھی کمتر ہیں جیسا کہ ساق سمندر مشہور ہیں تیرے سبب سے گوشتہ دلیز دار الملک دہلی کا اسوقت میں ایسا
 وسیع و وسیع ہو گیا کہ یہ ہفت طارم جو فلک ہشتم کے جوت میں ہیں فلک ہشتم کا حاوی ہو گیا اور اسکو گھیر لیا جو کوئی
 تیرا مطیع ہوا اور تیرے سانسے عجز و انکسار سے خمیدہ ہو کر مثل حلقہ انگوٹھی کے آیا گردن تک نگینہ کی طرح زرین
 بیٹھا دشمن بے ہمت تیرا ایسا ہر جیسے صبح کاوبہ اور جام می اور حباب کہ آن تینوں کی بقا یکدم ہو کیسا دم تینوں میں
 ثابت کیا ہو کہ شد و راقائل صبح جو یہ پگڑی سیمین سفید پوشہ دار کہ وہ آفتاب ہو اور گوشتہ زرین جو شعاع
 آفتاب ہو یا بند سے ہوے ہو اس تمنا میں ہو کہ اپنے کسی ہلج صبح نفس کو فحشے حوالہ کر دے بزم تیری با پنج
 ہو اور دشمن بد گرا سیمین ایسا جیسے پھر ہیزم نار جنم کی بھجواے آہ کر میہ و قود ہا انسان و الحجارہ چھٹھیاں
 دوزخ کی آدمی اور پھر ہیں اب دوسرے طور پر بتا ہو یعنی جیسے کہ نیچے ان ہفت شوہر فلک کے چار زن جنش
 میں ہیں کہ یہ اربع عناصر ہیں میں قسم کھانا ہوں کہ نسل آدم سے کوئی مثل تیرا نہ آیا نہ پیدا ہوا

قطعہ دیگر

قولہ خدا یگانہ سلاطین و بن محمد شاہ : ہند ہے ضمیر تو از روح قدس نقش بندیرہ : کینہہ جا کر تو شاہ صد ہزار سپاہ :
 ہند ہے ضمیر تو از روح قدس نقش بندیرہ : کینہہ جا کر تو شاہ صد ہزار سپاہ :

گهینه بنده تو خان صد هزار امیر و امام خوانده ترا پادشاه هفت اقلیم سپهر کرده ترا آفتاب ماه وزیر بر آستین
 به املت بسوزن خورشید به خیال نقش بقا را فلک کن تحریر به کمالش از پی آن میکند ز خانه برون که روزی در
 دلجو سے دشمنان شد تیر به چو مهر نه پدر از خصم طفل طبع گر خست به که سر ز گردش افتاد و جان نمود نفیر به بقدر کاش
 چنان کشید بریزد که ماند از غم ایام در بساط مرید به شب بقا سے تو باد اقرین آن صبح به که چتر ز بزند چرخ لاجورد
 بریزد به قطعه بحر محبت سین ہی مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن یا فاعلان یا فاعلن یا فاعلن **الغایت** به پدر
 افلاک کمان قوس قریر تلخ المیحه ای که ایگان سلاطین دین کے یعنی محراب عجب تیر اول صافی ہو کہ روح المقدس
 سے نقش پذیر ہو یعنی جرات شریک و لے لکھی ہو گویا القاروح القدس ہی کا ہے ادنی چاکر تیرا وہ ہی جو پادشاه
 لاکھ سپاہ کا ہو اور کمتر بنده تیرا پادشاه لاکھ امیر کا امام ہے تو جنگ پادشاه هفت اقلیم کا کنا سپهر نے ہیرا خطاب کیا
 آفتاب جسکا ماہ وزیر ہو تیری آستین بزرگی پر فلک سوزن خورشید سے خیال نقش بقا لاکھتا ہو کہ یہ پیشہ معلوم
 ہوئی ہو اسکو فنا نہیں ہو قید آستین کی بدینوجہ کہ اکثر آستین پر ترنج وغیرہ بناتے ہیں کمان اسکی جو تیر کو اپنے
 گھر سے نکال دیتی ہو یہ سبب ہو کہ یہ دلجو کے دشمن کا ہو کہ جا اخصی کی دلجوئی کر دے کہ کیسا الطیف ہو جب محبت
 نہ پدر افلاک کی تیرے خصم طفل طبع نادان سے سبب تیری خصومت بہاگی سر تو اسکا اسکی گردن سے گر گیا اور
 جان نے اس سے نفرت کی تو پھر اور خاک سے اسکو اپنے نیچے ایسا دیا یا کہ غم ایام سے بساط یعنی زمین میں بھی
 تلخ ہی را وہاں بھی چین نہایا اب دعا ہی تا بید ہو یعنی خدا کرے کہ شب تیرے بقا کی مصاحب اس صبح کی ہو
 کہ جس صبح چرخ لاجورد اپنا چہرہ نہ زمین پر چھینک دے کہ یہ حال صبح قیامت میں ہوگا

قطعه دیگر

تو ابرام فریدون فراز آنکہ بروز رزم به چتر بہت سایہ بر فرق خود اندازد و در حق نفع بجا تیر تو اسازد و
 پیل تو چرخ آید تیغ تو سر اندازد و دان غازی واکرا چون چرخ زمان گرد و بالاسے سرش عیسیٰ ہوتا زند اندازد و
 از بہت تیغ تو خورشید سپر گرد و وز سہم کمان تو جبریل برا اندازد و از برق نشان تو شاہنشہ شرق از کھٹ به باد سپر
 مینا شمشیر را اندازد و کہ چرخ نہ انبان را پر خاک کنی با سر به پلایت بسروندان بر عرش بر اندازد و در حلقہ بزم شد
 تا گوش نہند جانہا به بحر خوش این قطعه در پاس ترا اندازد و یہ قطعه بحر بزمین ہی مفعول مفعول مفعول مفعول

یا مفاعیلان اللغات خائفه جاس عبادت فراق بجا جنگ لڑا اور تو شہ شمشیر زرا آفتاب الممکنی تھیں اے
 بہرام فریدون فرودہ ہو کہ لڑائی کے دن چتر سیاہ تیرا آفتاب کے سر پر سایہ ڈالتا ہے بیٹے چھپا لیتا ہے خالق اللہ لڑائی
 میں تیرے تیرا گاتا ہے راگ تیر کا سا تکی آواز جو اس سے نکلتی ہے وہیل تیرا مست ہو کے ناچتا ہے اور تیغ تیری
 سرکراتی ہے لڑائی کو خالق اللہ اس سبب سے کہ اگر خالق اللہ میں نوازے اور رقص و وجد اور سر اندازی جو صورت
 مراقبہ کی ہے یہ سب ہو سکتے ہیں بس سر اندازی میں کیسا لطف ہے اور غازی ناکر اس لڑائی کا کہ اللہ اکبر کہنے
 ملو اور لگا تا ہے اسی سبب سے ڈاگر کہا ہے کہ حیثیت وہ وجد میں اگر چرخ زن ہو تو حضرت عیسیٰ کمال اغرا و دستار
 زہری جو آفتاب ہے اس کے سر پر رکھ دین ایسا چرخ اُس کا انکو پسند آئے کہ میرا چرخ قابل اس دستار کے نہیں
 ہے یہ چرخ البتہ ہے تیری تیغ کی وہ ہیبت ہے کہ خورشید جو تیغ شعل کی لئے ہوئے ہے اور ایسی کہ جسکی آج کوئی اٹھا
 نہیں سکتا سپر لگانا کیا معنی خود سپر ہو جائے اور تیرے خوف تیر سے جبریل پر چھوٹ دین ایسا تیر تیری کمان کا ہے
 جسوقت چمک تیرے سان کی دیکھے تو باوصف نہ سپر بن فلک کے شہنشاہ شرق آفتاب کے ہاتھ سے شمشیر زد کی
 اگر جاسے زرا باعتبار زرا کار می نیام وغیرہ کی اگر چرخ اپنے نہ انبان کو خاک سے سرتک پڑ کرے جیسا کہ ہفتی کے
 خوف نکالنے اور دلیر ہونے کو خشکیوں میں خاک بھر کے اُس کے سامنے ڈالتے ہیں تو بیل تیرا اُٹھنے ہرگز نہ کھیرے
 اور دانت کے سر سے اُس کو اٹھا کے عرش پر پھینک دے اب مصنف کہتے ہیں کہ یہ قطعہ میں نے اس بحر خوش بین
 اس واسطے لکھا ہے کہ بزم شاہ کے حلقہ میں لوگوں کی جانیں کان لگائیں اور یہ آپر گوہر تر ہوئے اور خوش آب و

قطعہ دیگر

قولہ ابو محمد فروجید رول و عباس شکوہ بہ آبتین آب مویدید و جیشید لواء اے زحکم تو برا فرودہ ہمہ شرع رسول +
 دے ز عدل تو برا سودہ ہمہ خلق خدا ہے ہج دریا کہ درو سب نہنگی باشد کہفت و شمشیر بر آب تو بود و تو دعا پڑش
 ابر کفت تو عجز خم باران بہ باز ناند سب ازان روے دہان دریا بہ خادمہ صاحب دیوان تو در نظم امور بہ شب
 پروز آریا لے پشہ انگشت ناہ گرد بر گردینے زنگی ز رلفت سلب بہ رومیان سر بسر آردہ ہمہ ماہ قفا بہ زرد
 مارینت سیہ سر کہ چو بر کفت آید بہ بر بخ ماہ نشانند دہن مور چاہ بہ بادنا چرخ کن از سپر ماہ کمان بہ نعل کیران
 تو تاج سرخاقان غنا بہ رخنست انیکہ چو خورشید نگر و دھیرہ بہ آفتاب فلک ملک تو تار در جزا بہ یہ قطعہ بحر

دل میں ہر فاعلاتن فعاتن یا فعلن یا فعلن اللغات آئین نام پر فریدون مہر پر فرشتہ
 دیوان کچہری شب مد اور روز کا غد ہلال قلم انگشت نامشہور چرخ آسمان و حلقہ کمان سپر بر کمان ہلال کران
 بہتہ المعنی اوی مدوح تو محمد فرخید رسول عباس شکوہ آبتین آب موبید پر جھیلو اہی آوری مدوح تیرے حکم
 سے شریع رسول کو ترقی ہو اور ظن خدا کی تیرے عدل سے آسودہ کوئی دریا ایسا کسی نے نہ کیا ہو گا حسین ہنگ
 سبز ہو بجز ہنگ سیاہ کے مگر تیرا ہاتھ اور آستین شمشیر پر آب روز دعا کے کہی دریا اور ہنگ سبز ہو سبزی تیغ باعتبار احسا
 آہن تیری کھن وہ ابر ہو جس سے زبردستا ہو بجائے آب باران کے اسی سبب سے حیرت کے مارے دریا نہ بھلا
 کے رہ گیا ہو قلم تیرے صاحب دیوان کا نظم اور میں ایک ہلال ہو کہ شب یعنی مداد کو روزی کا غد پر لا سے نہیں
 مشہور و انگشت ناہی اور زنگی بھی قلم سیاہ نہ زلفت سلب نقوش زرد کے جو آسپر ہیں کہ رومی جو انگلیاں ہیں انگو
 نیلے ہیں اور وہ رومی سر بسر سب ماہ و رفتا ہیں کہ وہ ناخن ہیں اور ایک زرد مار سیہ مشہور باعتبار مداد کہ جوت
 ہاتھ میں آتا ہو تو ماہ کے رخ پر دہن سے مورچے بٹو ناہی ماہ کا غد مورچے حروف اب دھائے تاب ہی یعنی جب تک
 کہ چرخ ماہ کو سپر سے کمان بنائے یعنی بدر سے ہلال کرے نفل تیرے گھوڑے کا تاج سرخاقان خٹاکا ہوئے
 اور یہ بھی خوب روشن و ظاہر ہو کہ آفتاب تیرے ملک کے فلک کا مثل آفتاب اس فلک کے کہ روز جزا کو تیرو
 ہو جائیگا انہیں ہو وہ ایسی ہی روشن رہیگا ہرگز تیرو ہوگا

قطعہ دیگر

تو کہ در چار شوق ملک صد ملک سلیمان باد صد آصف جم بہت در ہر صف دیوان باد چون چتر سیاہت را
 کہ گشت ہائے زرد پیرا ہن جاہت را خود کوے گریبان باد چون غاشیہ زینت بند روح اسین را بال باد از بارو
 حور العین نعل سم کیان باد بیکذره عطا سے تو صد حاصل کہ نین ست باد چون بخشش تو عورت چرباد و فواوان باد
 کلکیت بیکے غمرہ گرفت ہمہ عالم باد از روستے زمین تادمہ چون طرہ جانان باد و شاہان خضر دل را خاک در تو بر لب
 چون نعل ترد لب صد شہید حیوان باد و کلک تو چو ذوالقرنین تعلیم وہ خضر ست باد سرخیل غلامت فرماندہ خاقان باد
 خصمت کہ چرنگ کم یافت از خاک و بہت آبی باد چون برہ گردون در آفتاب سوزان باد و یہ قطعہ بحر ہزج میں ہو
 ارکان اسکے مقفول مقاعیلن مقفول مقاعیلان اللغات شوق طرف آصف نام وزیر حضرت سلیمان غاشیہ

پوشندہ و سد حاصل صد چنغ غزہ رفتار خضر دل امز زندہ دل المعنی خدا کرے کہ چارون طرفہ تیرے ملک کے سو ملک
 سلیمان کیسے ہوں ایسا وسیع ہوا اور سیکڑوں آصف جمہیت تیری کچھری کی ہر صفت میں ہوں تن میں آصفت و جم
 برادر عطف لکھا ہر میری دانستہ میں عطف بہتر ہو بخشی و صبح نے نہ معلوم کیوں رہنے دی جب چتر سیاہ کا تیرے باہ
 ہمارے زربنا جیسے ہر مناسب سایہ ہا یوں ہمارے ہا کی تصویر چتر پر بناتے ہیں لہذا تیری جلاؤ کے سپر اہن کا آفتاب
 لکھنے آور جب غاشیہ تیرے زمین کا بال روح الامین کا ہوا تو ابر و حور عین کی نعل سم کر ان کے ہوئے ایک ذرہ
 عطا تیرے حاصل کو نین سے صد چنغ ہر پس جیسے تیری بخشش ہو ایسے ہی عمر بھی تیری بہت اور فردا ان ہوئے
 ملک نے تیرے ایک رفتار میں سارے عالم کو لیلیا بس روئے زمین سے ماہ تک مانند طرہ جانان کے ہو جیسے
 طرہ جانان کا زمین سے اسکے ماہ رخسار تک ہوتا ہو جو بادشاہ کہ زندہ دل ہیں انکے لب پر خاک تیرے دروازہ
 کی جو خاک بوسنی سے پڑی ہوئی ہو وہ انکو ایسی شیرین ہو جیسے لب تر معشوق کے کہ سیکڑوں چشمہ حیوان کے
 برابر ہو ملک تو تیری مانند ذوالقرنین کے معلم خضر کی ہو اور جو سردار تیرے غلاموں کا ہو وہ حاکم خاقان کا
 ہوئے ملک کو ذوالقرنین اس رعایت سے کہا کہ اسکے سر پر دو شاخوں کا ہونا مشہور ہو اور ملک بھی دو زبان
 ہوتی ہو اور معلم خضر بدیع وجہ کہ سکندر نے ہنگام تلاش آب حیات کے خضر کو ایک مہرہ دیکر مع حضرت الیاس ایک
 طرف بھیجا تھا کہ جب یہ مہرہ چکنے لگے تو جان لینا کہ وہ چشمہ بہت قریب ہو اور جب بلجائے تو بجگو خبر کر دینا قسم تیرا کہ
 مثل سنگ کے ہو اسنے تیرے در سے کچھ آبرو نہیں پائی تھی بھی کہ جتنی سنگ آستان کی ہو بس ہمیشہ مثل برہ گردوں
 کے آتش غم میں جلتا بھٹتا ہی رہے برہ گردوں بیج حل کہ آتشی ہو

قطعہ دیگر

تو کہ زہے گزشتہ سراطم ہا یوت بہ نرطان امین بزر اندودہ ہفت مقصورہ بد لیکانہ دو جہانے در اسے تو افروخت
 ہزار شمع برین چار و پنج قارورہ بد جو بدر اسے ترا مگر گفت ماہش گفت بد کہ ای سر فضلارے دیار معمرہ بد ہر
 اوچر زندہ آفتاب از مردی بد کہ زیر چادر زربین زینت مستورہ بد زہے بظہف مسحا بکرمت غار بد زہے بگاہ
 سلیمان و جبرج زنبورہ بد فروغ گوہر از گاہ حرمت تست بد درست زر کہ بر آید ز تاب نہ کورہ بد ملک ز داور
 قدرت تست یک نقطہ بد جہان ز مصحف اقبال تست یک سورہ بد بر مجلس آوچہ رونق بود خورق را بد چو شاخ سنبل

سیراب کے بود شورہ + تفاوت ست آجیات تا غسلین + تباین ست ز شاخ نبات تا تورہ + بیسے دوید صبا گرد باغ
سلطانی + لطیف تر و وجودت نیافت با کورہ + نزدیک دست ساقی دولت می بقایا می نوش + حرلیت خام طبع می فشار
+ کو خورہ + یہ قطعہ بحر جہت میں ہے مفاعیلن فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان
تہ طرام گنبد محل زرد آندودہ باعتبار ستارگان مقصورہ حجرہ چار و پنج تو ہوئے قاترہ شورہ شیشہ زندامی مشابہ زن
باعتبار انکے کہ شمس موٹ سماعی ہو عازرہ شخص جو حضرت عیسیٰ کی دعا سے زندہ ہوا تھا گاہ تخت زنبورہ ایک قسم
سادگس سیاہ درست اشرفی نگورہ شفلک خورنق نام محل بہرام شورہ وزخت کنیر اور خاک کہ اس سے باروت
بناتے ہیں دگیاہ زمین شور تورہ نام گیاہ با کورہ میوہ نور سیدہ بینش امر استمراری بخورہ انگور بجام کہ ترش ہو تیار
المعنی آئی مروج عجب قصر عالی شان تیرا ہی جسکا گنبد ہایون ابن سات حجرہ زرد آندودہ کے طاق سے ہندی میں اوپر
نیک گلیا ہ تو دو وزن جہان میں یکتا ہ اور تیری راے روشن ایسی جسے ہزار دن شمع ان نور اور وزن میں کہ نر فلک
ہیں اور شمع ستارے روشن کر دیے ہیں جیسے آفتاب یکتا ہ اور اس سے تمام انجم و ہر شے نور پاتی ہے آئینہ قطعہ ہی
کہ جب بدرستہ تیری راے کو مہر ٹھہرایا تو ماہ نے کہا کہ ای فلان تو تو سرور افضل سے دیا رعمورہ کا ہے جو مراد و پسکون
سے ہو تو اسکی راے کو مہر کیسے کہتا ہے مہر بہلا مودی و مروت میں اسکی راے سے کیا شبابست رکھتا ہے کہ یہ ایک
زین مستورہ زیر چادر زین جو شعاع ہے کہ کوئی دیکھ نہیں پاتا اور آفتاب موٹ سماعی ہے بدلیل قولہ نقالے
والشمس و منھما کہ اضیہ یومئذ کی ہے راجع شمس پھر اسمین اس میں کیا مانا بہت تیرے لطف کو دیکھ کر تو یہی کہا
جاتا ہے کہ تو عجب ایک میحاسن وقت ہے اور علی ہذا کرمیت میں عازر اور تخت پر سلیمان اور تخت ایسا جسکے مقابل
آسمان ایک سیاہ کبھی جسکی ہندی بھونیا ہے اشرفی زرگی کہ آفتاب ہوا ان بی بیٹوں افلاک میں جو ناؤ کھا کے نمود
ہوتی ہے اس کے فروغ اصلی اسی سے ہے کہ تو نے کلاہ حرمت کی اسکے سر چڑھ کر دینی ہے تو ایسا بلند قدر ہے کہ فلک با انہما
وسعت و علو اس کے مقابل ایک نقطہ ہے اور تیرے اقبال کا جو مصحف ہے اس مصحف سے جہان ایک سورہ ہے کہ ان
تیری مجالس آراستہ و لخواستہ ان خورنق جو محل بہرام گو رک تھا جیسے شاخ سنبل سیراب کے مقابل شاخ کنیر کی شبنم
ہو سکتی چہرہ دوسری نظیر ہو ظاہر ہے کہ آجیات اور آب بریم میں بڑے فرق ہیں اور شاخ نبات اور تورہ جن کے یہ
بہی ایک گیاہ ہے نہایت ہی مغایرت آپ کہتے ہیں کہ صبا باغ سلطانی میں جس سے سب سلطان سلطان چوب

ہیں بہت دور سے دو ٹپ پھرے لیکن تیرے وجود و باجو سے لطیف ترکوئی میوہ پورسیدہ اُسے نہیں پایا آئندہ دعا کہ تو رسائی دولت کے ہاتھ سے ہمیشہ شرابِ بقا کی پیاکرا اور حریفِ خام طبع سے کہہ سکے کہ تو انکو رِخامِ بخود ٹا کر لینے ترغبی و بد مزگی اُسپر حیدر دے

قطعہ دیگر

قولہ بایہ حق کہ شاہِ اختران ہم بندہ را سے تو گشت و درخورست و چرخ اگر از تخت تو در تاب شد و بحر ہم از دست تو کف بر سرست و دست آن بحر سے کہ در گرد مصاف و قطرہ آبی مدامش در برست و تخت آن چرخ سے کہ در یک برج او نہ فلک بکتر ز جرم اخترست و زیورش القابِ سلطانی بست و ہر کجا در مصر جامع منبرست و حیدر او در زیر بار جو دست و ہر کجا گردن کشی در کشورست و نہ محیط چرخ با آن چشمہا و آتش تیغ ترا خاکسترست و یہ قطعہ بحرِ رمل میں ہوا رکاب اس کے فاعلاتن فاعلاتن فاعلان یا فاعلن اللغات شاہِ اختران آفتابِ تاب چکر منبر سے کہ برداشت چشمہا مراد از کوکب المعنی احوال و روح تو سایہ حق کا ہو کسواسطے کہ شاہِ انجم آفتابِ تیری رہے روشن کا مطیع و بندہ ہو کہ یہی اُس کے لایق تھا چرخ تو تیرے تخت کو دیکھا چکر میں ہو اور بحر بھی دستِ فیض سے کف بر سر ہو یعنی حیرانِ سر پر کف رکے ہو سے ہاتھ تیرا وہ دیا کہ گرد مصاف میں کہ اندھا دھندہ ہوتا ہو ایک قطرہ آب جو مراد تیغ سے ہو کہ فطرتِ آب سے بوند ہو رہی ہو یہ ہمیشہ اُسکی بغل میں رہتی ہو تخت تیرا ایسا چرخ ہو و تیغ و تیغ ہو جسکے ایک برج میں یہ نہ فلک ایسے معلوم ہوئے ہیں جیسے فلک پر کوئی تارہ اور جن شہر میں مسجد اور منبر ہو اُس منبر کی آرائش القابِ سلطانی جو اُسپر بڑھا جاتا ہو کافی ہو اور آرائش کی حاجت نہیں ہو محشی نے مصر جامع کو بمعنی شہرِ فراہم سازندہ مردم ہر قسم کے لکھا ہو اور میں جامع کو بمعنی مسجد کے جانا ہون جیسے جامعِ بعلبک و جامع و مشق اور جامع و منبر میں عطفت تقدیر سے اور جہان کہیں کہیں کشور میں کوئی گردن کش ہو اُسکی گردن تیرے بار جو دیکے تلے ایسی وہی ہوئی ہو کہ وہ گردن اٹھا ہی نہیں سکتا نہ محیط چرخ کے باوصف اسقدر چشمہاں کے جو ستارے ہیں تیری آتش تیغ کے سامنے بے خاک و خاکستر ہیں چشمہ کچھ اُسوقت میں کار آمد نہ ہونگے

قطعه دیگر

قوله توان شاهی که تگشت بر رخ ماه به ز قمر پنج و بر یاعنیر انداخت به بر وز عید شیر شهر یار سے به بیزدان گر کسی
 زین بهتر انداخت به به بخت چون کمان را بر کشیدی به ز سمت کر گس گردون پر انداخت به چنان بشکست
 تیرت هر کدورا به که زره زره بر دوسه خور انداخت به دران میدان مروی بار دیگر به چو عزمت خواست تیر دیگر
 انداخت به کدوسه زرنکار صبحدم را به فلک از بام میناگون بر انداخت به چنان از هیبت گردون بلرزید به که
 بهرام از کف خود خنجر انداخت به اگر شمشیر شته خویش صوفی به بر زم اندر چرا چندین سر انداخت به سواد چشم
 خصمت زنگی دان به که مرورید بر پشت از پر انداخت به در اطراف جهان معارجودت به بنای نامرادی را
 بر انداخت به ز دخت در دهان اهل معانی به زبان بدر چاچی شکر انداخت به به قطعیم بحر هزج مین هر ارکان آیکه
 مفاعیلین مفاعیلین یا تفولن اللغات کر گس گردون سر طائر و سر واقع به دو کر گس مین بیان
 مراد دوسرے سے ہوا المعنی آؤ مدح تو وہ بادشاہ ہے کہ تیرے قلم نے دوسے ماہ پر جو کاغذ پر قمر پنج دریا پر
 پنج انگشت سے عنبر ڈالا کہ وہ یاد ہو عید کے دن جو تیرا اندازی ہوئی تھی مین قسم کھاتا ہوں کہ کسی شہر یار نے
 تجھے بہتر تیر لگایا ہوئے تو نے عبرت کے ساتھ جسوقت کمان کھینچی تو تیری ہیبت کے مارے کر گس گردون
 او سر واقع نے جو ایک شکل بصورت گدھ کے ہے پر چھوڑ دیے محشی نے عبرت کی جگہ غیرت لکھا ہے نہ معلوم غیرت
 کس بات کی آورہ کدو کہ نشانہ کیواسطے رکھی گئی تھی ہر کدو کو تیرے تیر نے ایسا اڑایا کہ زورہ اورہ اسکا دوسے
 آفتاب تک پہنچا اس مین مبالغہ اڑانے کا ہے آئندہ قطعہ ہے کہ اس میدان مروانگی مین دوسری دفعہ جو تیرے
 عزم نے چاہا کہ اور تیر لگاؤں تو فلک نے بام میناگون سبز رنگ سے کدو زرنکار صبحدم کا تیرے نشانہ کیواسطے
 ڈال دیا تیری ہیبت سے گردون ایسا کانپ گیا کہ بہرام لینے مین نے جو جلا و فلک ہو اپنے ہاتھ سے خنجر بھینک
 دیا مین جاٹا ہوں کہ شمشیر شاہ کی صوفی صفت ہے اگر نہیں ہے تو روانی مین اسنے سر کیسے ڈال دینے بزم
 وجد و سماع مین صوفی اپنی توجہ سے لوگوں کے سر ڈال دیتے ہیں سواد چشم دشمن کو ایسا جان کہ گویا ایک
 رنگی ہے جو مراد شب سے ہے اسکیواسطے تو وہ مرورید بر پشت زرنکار پر ہورہی ہے طشت آسمان زرنکار پر ہورہی ہے
 ستاروں کے جو اصل مین مراد اشک و رخ زرو سے ہے حاصل یہ کہ دشمن کی آنکھیں ہمیشہ گریان ہی رہتی ہیں

مین جو تیرا ایسا جیسے اطراف جہان سے بنیاد نامرادی کی گھوڑ کر بھینک وہی اب کہتے ہیں زبان بد رستے
تیری مچ کسیاں بلکہ اہل معنی کے دہن شکر سے بھر دیے

قطعہ دیگر

قوله جم بہرام اصل حاکم یک ہو کہ بہرام چرخ چاکر تست ہو آفتاب سے کہ چرخ ماہ نوش ہو سوسنے پر دین پرند
سایہ تست ہو آسمانیکہ چار ماہ نوش ہو بر حبش میکش اشقر تست ہو آتش افروز قطرہ آبی ہو کہ دل خیم
سوخت خیر تست ہو مشتری را آسمان جلال ہو نور خورشید ظل افسر تست ہو سورہ فتح مصحف اقبال ہو آیت ہدایت
مظفر تست ہو سلطنت ہر گاہ کہ بزم آراست ہو ساغر آفتاب در خور تست ہو یہ قطعہ بحر خفیف مین ہر ارکان کے
نولاشن یا فاعلان مفاعیلن فاعلان یا فعلن یا فعلن اللغات بہرام مین کہ جلاؤ فلک ہو اشقر اسپ
سرخ حبش مراد شب المعنی یعنی ہو جم بہرام اصل حاکم ملک کے تودہ عالی قدر ہو کہ بہرام چرخ جو مین ترک فلک
ہو تیرا چاکر و مطیع ہو جم سے حضرت سلیمان دسکندر و جمشید ہو سکتے ہیں وہ آفتاب کہ چرخ ماہ یعنی پانچ انگلیاں
اسکو پروین یعنی دندان کیطون لجا مین تیرا ساغر ہو یہ شعر جواب ندا کا ہو اور وہ آسمان کہ چار ماہ نو اسکو چو چاروں
نعل ہن حبش کیطون یعنی شب کی طرف کھینچن تیرا گھوڑا ہو گھوڑے کو آسمان بسبب تیرا فراری و جسامت کے
کہا ہو تخصیص حبش لجاؤ ذرا کہے ہو کہ حبش اس سے متعلق ہو اور وہ قطرہ آب جو آگ بھڑکانے والا ہو کہ
جس سے دل دشمن کا جلیگیا تیرا خیر ہو مشتری قاضی فلک کہ آسمان جلال پر ہو کہ سعد الکر اور نہایت نورانی
ہو اسکے واسطے تیرے افسر کا سایہ نور خورشید ہو کہ اس سایہ سے وہ ایسا نورانی ہو جیسے نور خورشید سے ستارے
نورانی ہو جاتے ہیں تیری رایت مظفر پر جو آیت فتح کی لکھی ہو جو نصر من اللہ و فتح قریب ہو یہی مصحف اقبال کے
یہ سورہ فتح کی ہو یعنی ظفر و اقبال ہر وقت تیرے رایت منظور کے ہمراہ ہو سلطنت نے جہان کہ مین
بزم آراستہ کی وہاں ساغر آفتاب کا تیرے ہی لاین ٹھہرا یعنی جہان سلطنت ہو وہ تیرے لاین ہو حبش پانچ
آفتاب جو طلاء الگیر ہو تیرے لئے پیالہ بننے کے لاین

قطعہ دیگر در جو ناصر الدین شاعر

قوله ناصر الدین کہ وہ غلو غلو ہو مرقد خویش ساخت فرقد را کہ گفت قاین نظم ز جادہ اللہ و فضل بر نیک نہد

بدرا بے نیک یا شد اگر دلش رنجیدہ بد اگر گفت نیکی سے صہدرا ہو نیک نام ست آئندہ در مجلس ہو کندہ کس زن لقب نہ خورد
 چون سالت را ہنجا تو اند گفت ہدفشے گو نداند ایچرا بد بولوب در اسب از ان افتادہ کہ زخو دید کم محمد را پدا خاک
 بر فرق آن کہ از سر جہل ہدف فرق نہ کند در روئے عجب را پسنگ در چشم آن کہ نشناسد ہدف از مس سوختہ غر جدر را ہدف ان
 بران را صدف کہ زیر حوض فیض ہدف رقتے داد بعد العبد را بدگر بخور شید لاف ز دختاش ہدف روشنت این معاملہ
 بدرا ہدف آب کینہ باب کینہ خویش ہدف تیرہ نہ کند رخ زمرور ہدف خاصہ در بزم بادشاہ جہان ہدف آن سزا ملکک بخور را
 یہ قطعہ بھی بحر صمدین ہوا اللغات ناصر الدین نام شاعر دشمن مصنف فرقہ نام ستارہ او یہ دوہین جملہ فرقہ ان کہتے
 ہین کہ در ذات گرد قطب کے پھرتے ہین جارا شد نام علامہ زرخشتری کہندہ کس زن بمعنی فرج زن کہندہ است
 کہ یہ دشنام ہوا ہجو بولوب نام کا فرمئے اسکے صاحب شعلہ آتش روسے کان سے عجب زندہ رہ جہا یک قسم سنگ
 قیمتی افت افسوس را صدف منجم رقم دادن نوشتن بعد ابعہ مسافت عرش بدرا بمعنی او بدرا بالعت زایدہ سیسے
 خاقانیا سلطانیا میں زمرہ مضمتین و بضم اول و فتح میم در نام جو ہر قسمی تکرار ہمیشہ بمعنی یعنی ناصر الدین نے
 جو نہایت مبالغہ اور غلو اپنے حلو سے فرقہ کو کہ ہشتم فلک پر ہوا پنا مرقد بنانا ہو اسنے کہا کہ میں جارا شد علامہ زرخشتری
 پر فائق ہوں یہ قول اسکا ایسا ہو کہ گویا نیک پر بد کو فضیلت دیتا ہو کہ صریح نفوذ عین جہالت ہوا اس صورت میں
 بہت ہی اچھا ہو چو دل اسکا پنج میں پڑے کہ سو آدمیوں کی نیکی کو وہ بد بتانا ہو گویا جارا شد میں سزا آدمیوں کی
 نیکیاں بھری ہین بلکہ صدم سے مراد کثرت ہوا بعد دمعین نیک نام وہی ہوا جو مجلس میں اپنا لقب کندہ کس زن کہتے
 یعنی ہر کوئی اسکو اسطور سے کہے مطلب یہ کہ ایسا شخص ہی ہوا وہ خلعت لینے بچھا آدمی اگلے ہو گو کون کی جو گد گدے
 باوصف اسکے کہ خود اجد نہیں جانتا کیسے ہو کہہ سکتا ہو دیکھو بولوب اسی خود بینی کی بدولت کہ آپ سے محمد کو کم
 دیکھا آگ میں پڑا خاک آس جاہل کے سر پر جو جہالت سے کاشے اور سو نے میں فرق نہ کرے اور پھر پڑے
 اس آئندہ میں جو جملہ ہوے تانبے کو کہ وہ رنگار ہوا زور بر جہ کو نہ پہچاننے اور پڑے افسوس کی بات ہوا اس منہم
 کہ حوض کی بستی کو جو بستی در پست ہوا بعد ابعہ عرش معلی اوج براہی پر لکھدے اگر خفاش خورشید نبر لاف
 زنی کرے تو ای بد یہ خورد و شن ہوا حاجت تیرے بیان کی نہیں آگینہ لینے کا بچ آگاہ گینہ بنے چہرہ زمرور
 کو بگاڑنا چاہئے تو کب بگاڑ سکتی ہو اور خاص کر بزم شاہ جہان میں کہ وہ سزا دار ملکک پہنکی کا ہو بھلا ایسے

علو و غلو کب پیش جاسکتے ہیں تو لہ وانکہ چون صبح میزندمردم و بر سر اوج مهرست راہ آنکہ برفق آفتاب زندہ تو را و خنجر مہند را نہ
سر کلکش چویدہ دو پارہ کند نہ ورق زرد نہ جلد راہ نیز اعرش از فلک صبح چو کلک دفتر مسودہ را نہ تا بر وز و شب
مناسبت است بہ ہندوسے پیر و ترک امر و راہ تاکہ شاعر بزر سنبل زلف کا لالہ تر لقب نہ خدا راہ با دنیا چرخ و وزندہ و بر تہ
خدا کے سر در راہ اللغات صحت زرد آفتاب نہ جلد نہ افلاک مسود سیاہ المستی آور وہ پادشاہ جو مانند صبح کے چمن
اوج مہر پر لگانا ہوا و پادشاہ لگا کر قہر میں آجائے تو قہر کا خنجر ہندی آفتاب کے سر پر ہے ہندی اس ہنسک کہ فولاد
ہندی مشہور ہے سر کلک کا اسکے مثل ماہ کے ورق زرد کو جو آفتاب ہی اس نہ جلد میں کہ نہ فلک ہیں دو پارہ کر و
ماہ کی تشبیہ دو پارہ ہوئے میں اسوجہ سے ہو کہ یہ ایک وقت میں دو پارہ ہو چکا ہی اور آفتاب کا حلقہ بھی نصف
اس زمین مری پر رہتا ہی اور نصف غیر مری پر فلک جو اپنا دفتر سیاہ کہ شب ہر رات میں پھیلا تا ہی تادن میں آگیا
اپنے جاری کہ پیر و انکے حکم کا ہو کہ کنایہ آفتاب سے ہی صبح اسکے دفتر کو لپیٹ ڈالتا ہو کہ حکم اسکے جاری
ہوئے جسکے حکم و نکامین پیر و ہوں محشی نے دفتر مسود کے نیچے لوح محفوظ لکھ دیا ہو نہ معلوم مٹنے شعر کے کیا سمجھے
ہیں میری سمجھ میں جو گذرے وہ میں نے لکھ دیے اب دعا تا بید ہی یعنی جب تک کہ دن اور رات سے ہندوسے
پیر و ترک امر کو مناسبت ہی ہند و نیز روز باعتبار سفیدی مو و ترک امر و شب باعتبار سیاہی مو و جب تک
شاعر رخسار بزر سنبل زلف کا لالہ تر لقب کر دین خیاط چرخ کا قد شاہ پر قبائے ہمیشگی کی سیٹار سے

قطعہ دیگر

آج لہ ای تیرہ خاطر ہے کہ زچاہ ضلالت خویش و بر روے آفتاب فلک راسے میزنی و ای آنکہ از شکوہ جلاش
بروز و غلط و آن زہر و نیست کہ دم از ناسے میزنی و در عہ اگر شنیدی میگو و زبانگ چنگ و چندین زنج چہ شد
کہ بہر جاے میزنی و چنگ و در باب و ناسے حرامست نزد شرع و اکنون ہر روز جمعہ تو خود ناسے میزنی و ہن
بست پیشہ مردم و تو نیم پیشہ زن و دے نیم پیشہ تیشہ چہ بر پاسے میزنی و رویت سیاہ با و ج کلک زبان بید و
زمین پس اگر بستر نشی راسے میزنی و عمرت و ونیمہ باد کہ خود را چو فرق کلک و بر تیغ ابدار گہر راسے میزنی و
از زانغ ترا ز خاب فرونی و با فطن و بر بطوطی شریف شکر خاے میزنی و دست بریدہ باد و سر ت قطع کر تری و
با بر سر صبح دہل افزائے میزنی و چون دست دشمنان کہ ندار و بجز عصا و شمشیر کہیں برستم و راستہ میزنی و

تیرے کہ تو سب جملہ رانجمنہ ہر ہر روئے آہنیں سپر آراے میزنی ہر اندیشہ کن کہ سنگ خرو پادشاہ راہ
 بر خاک آستان فلک ساسے میزنی ہر شیر خشتہ کہ تغافل زرے نشت ہر چون شغال ناوہ صفت ہرے میزنی ہر
 یہ قطعہ بر مضارع میں ہر کان اسکے مقفول قائلات متاعیل قاعلان یا قاعن اللغات نزع زدن لام
 و طعنہ مارنا بہت پیشہ بہت سے ہر جانیا لاہندی بس کرنا ہمیشہ کم مایہ تیشہ ہر پائے زدن کی ہندی اپنے
 پاؤں پر بسولہ مارنا جریا ہر بریدہ المعنی مصنف اس قطعہ میں ہر کسی اپنے دشمن کی کرتے ہیں کہ اسی فلان تو تیرہ
 خاطر ہو اور چاہ گمراہی میں گرفتار تو آفتاب فلک کے سامنے کیا اپنی راے جتا تاہر کہ میں آفتاب ہوں اور اسی
 فلان بدر کے جلال کی وہ شکوہ ہو کہ ہر روز و عظمتیرا زہرہ نہیں ہو کہ اپنے نامے گلو سے ایسے شکوہ واسے
 کے سامنے دم مار سکے عمر بہرین اگر تو نے ایک دفعہ آواز چنگ کی سن لی تو اسنے لات و طعن کا بھلا کیا موقع ہر جو
 تو ہر جگہ پر کرتا پھرتا ہو چنگ و رباب و ناے شرع میں سب حرام ہیں پھر تو کیسے جمعہ کے دن اپنی ناہے بجاتا ہو
 ناے میں کیسا لطف ایہام ہو کہ معنی گلو کے بھی ہر اور زنی کے بھی تو جگو نہیں جانا کہ میں بیس پیشہ والا ہوں
 اور مرد تو نیم پیشہ ہر اور زن پھر مجھے اُلجھکے اپنے پاؤں پر کیوں بسولہ مارتا ہو خداتیرا کلک زبان بریدہ کی طرح
 کالا منہ کرے اگر اب آئندہ تو فوراً سرزنش و لامست تجویز کرے عمر تیری دو ٹکڑے ہو جائے کہ تو آپکو مثل فرق قلم
 کے مجھے تیغ ابدار گہر زار پگراتا اور سامنے کرتا ہو تو تو نزع تراخ سے بہت بڑھ کے ہو اور پھر اس تراخائی
 کے ساتھ طعن تشنیع کرنا اور وہ بھی طوطی شریف شکر خاں پر ہاتھ تیرے کٹ جائیں سر تیرا بریدہ ہو کہ لوگ نہ بن
 سے مسیح دل افزا کے سر پر پاؤں رکھتا ہو اور ٹھکراتا ہو تو تو مانند ہاتھ دشمنوں کے ہو کہ سوائے عصا کے
 کچھ نہیں رکھتا اندھا مفلس محض اور تلوار کینہ کی رستم سے دارا یسے پادشاہ پر چلاتا ہو وہ تیر کہ جولاہ کی کمان
 کو ٹیڑھا کر سکے اُسکو اُس شخص کے منہ پر جو سپر آہنی لگائے ہوے ہو کیا لگاتا ہو فوراً سوچ تو یا ڈروہ خاک کہ
 آستانہ فلک فرسا پادشاہ خرد کی ہو جو مرد اپنی ذات سے ہو اور پادشاہ خرد پادشاہ اُسکے پتھر مارتا ہو تمشی کے
 منے ہر سنگ بسکون کاٹ فارسی و خرد پادشاہ مقلوب پادشاہ خرد کہ طراز مصنف است یا کنگ خرد کہ با صفائی و پادشاہ
 اشارہ بذات خود بہر تقدیر معنی آن باشد کہ ہر کردن و بد دانستن تو مراد بختا بہر ایست کہ پادشاہ را سنگ میزنی
 و بر آستان فلک فرسایش مے افتاز مولوی ہادی علی انھنی سجان اللہ لا توفی شہر کو خفتہ

جان لیا حالانکہ وہ تیری را سے خافل نہیں ہے جب تو مثل گیلڑ کے مادہ صفتا اسپر آواز ہائی مارتا ہے لیکن
لکارتا دیشہ و ادائے آپ سے ہے

قطعہ دیگر

قولہ بکر دگار کہ ارواح اور بد پر مہمہ و مہاجس و عالم بہ بندگی داوند بہ فروغ شرع در آخر زمان کہ وہ بہ بندہ ہزار ہا
از خود مرفر ستاوند بہ بانکہ بر ہزارین بار کہ ہزار ہزار بہ ابو حنیفہ و یعقوب و شافعی زادند بہ کشان زیر کلاہ ہند بر دشت
امروز بہ کہ بوعلی را ایندم بعلم استادند بہ کہ ماندہ در ہمہ آفاق از صدہ در بدور بہ کہ ہر دوش عوض بندگان نہ
استاوند بہ مدرسان طلبی جامعان اموالند بہ جو مفتیان طلبی مشرفان با داوند بہ شہان ترک و خراسان
و شام و روم و عراق بہ برین درند و باین بندگی ہمہ شادند بہ یہ قطعہ بحر محبت میں ہوا کہ ان اسکے مقلان
فعلاتن مقلان فعلن یا فعلان اللغات بکر دگار میں با قسمیہ ہے یعقوب امی ابو یوسف صدر
جمع صدر بہ و جمع بدر المعنی مصنف کہتے ہیں کہ قسم کرد گار کی کہ میرے ماباپ کی ارواح نے مجکو خسرو عالم کی
بندگی میں حوالہ کر دیا ہے اسلئے کہ انھوں نے فروغ شرع کی اتنی آخر زمانہ میں دیکھی تھی لہذا خود تو اس
نیاز مندی سے کامیاب نہو سکے مجکو اپنی طرف بنا براد اُس نیاز مندی کے بھیجا کہ تو جا کے بجالا باوصفت
اسکے کہ میری یہاں کیا ضرورت تھی اس دروازہ پر تو ہزار ہزار خواہ مراد کثرت سے خواہ عدد ہزار ہزار سے
ابو حنیفہ اور یعقوب اور شافعی زاد موجود ہیں یعقوب امام ابو یوسف کو کہا ہے اسواسلئے کہ وزن شعریں گنجائش
ابو یوسف کی نہ تھی اور معنی یعقوب اور ابو یوسف ایک ہی ہیں امی پدر یوسف کہ وہ یعقوب ہی ہیں ایسے لوگ
کلاہ پوش آج اسکے دروازہ پر موجود ہیں کہ علم و فن میں بوعلی جیسے کے استاد ہیں اسوقت اسکے پڑھائیں اس
شعر کے دوہرے مصرعہ میں زحافت ہے یعنی این دم میں فعلاتن کے بجائے مقلولن ہے سارے جہان میں
جس قدر کہ صدر پہچو بدر ہیں کو سارہ گیا جو اسکے دروازہ پر عوض بندوں کے نہ کھڑا ہو نہ رسوں کا اگر تو
طالب ہو تو جامع اموال ہیں امی محافظ خزانہ اور جو مفتیوں کو ڈھونڈے تو مشرف با داد ہیں مشرف دار وند
اور پادشاہوں پر ترک و خراسان و شام و روم و عراق کا یہ حال کہ سب اس دروازہ پر حاضر ہیں اور بندے
آداس بندگی میں شاد و خرم نہ کاہ نہ مجبور

قطعه دیگر

قولہ بندہ را بشاہ بر سر خوان خواندہ آنکہ اصلش ز نسل حبشیہ است کہ گفتش احتمال بیماریت بد گفت و در صحت تو امید است بد قرص با خورد کہ بر شدہ بد است بد در قرص ز قرص خورشید است بد یہ قطعہ بحر خفیف میں ہر ارکان اسکے فاعلاتہ حسن فعلان یا فعلن اللغات تبتدہ کنایہ اپنی ذات سے قرص گردہ ان المعنی مصنف کہتے ہیں مجبور بادشاہ نے کھانا کھانے کو بلوایا جسکی اصل نسل حبشیہ سے ہو میں نے کہا میں نہیں کھا سکتا ہوں اس سبب سے کہ احتمال بیماری کا ہو کہا نہیں کہا امید تیرے صحت کی ہو تو قرص بیمار کھا کہ اچھا ہو جائیگا اسلیکے کہ تو بد رہی اور ہم خورشید اور کچھ شک نہیں کہ بد قرص خورشید ہی سے قرص ہوتا ہو اور مشہور ہی نور القمر مستفاد من الشمس یعنی قمر کا نور خورشید ہی سے فائدہ پاتا ہو

قطعه دیگر

قولہ ای صفت راز غالبہ زنجیر آفتاب بذریعہ پردہ تیرہ آخر شب رہ حسینے سار پو صبیحہ پردہ رہا دے گیرہ مایہ وقت طلوع نور دہ پیش بر حبس آفتاب ضمیر سپر زہرہ نیرہ چون برسد پردہ راست گیرے ناخیز چاشنگہ در عراق ساز آہنگ تاشوی بر سر عیش امیر راست گویم رہ مخالف را در زوال ای صنف مدار حقیر بوسلیکے نواز بعد زوال ای ضمیر تو آفتاب منیر ہر دے گلگون خور جو زر و شود ساز شاز و پند من ہیزیر وقت خفتن مخالفک بنواز تا نکور رفتہ باشد شبگیر درع از پردہ صفا ہاں ساز چون شہاب انگذ آتش تیرہ ساز ہنگام نیم شب ای ماہ در نہاوند از قلیل و کثیرہ و نگجے ہچو جنگ بردشاہ بنوازش در اوج شکر و شیرہ آنچنان کہ بر لطیفش را کہ کہ بنفشہ بیرون دہز حریرہ لعل سیاب ریزش ار جوید بوسے در سفتہ تو میرہ کوش تاغیرہ تو شیر کہ از سر خوان استخوان تاخیرہ را کہہ بر لوح چرخ مہطور است شاہ دین آفتاب عرش سریرہ شاہ عالم محمد تغلق آنکہ اورا راست کرو گاہ نصیر یہ قطعہ بھی بحر و وزن قطعہ صہ بین ہر اللغات تہ رخسار غالبہ زلف آفتاب چہرہ قیر ایک روغن ہوتا ہو سیاہ کنایہ زلف سے مایہ نام پردہ بار پردہ موسیقی سے وقت طلوع ای برآمد مہر نور دہ ای لطف دہ المعنی یہ قطعہ مصنف نے بیان وہ از وہ مقام موسیقی میں جسکو بزبان ہندی راگ کہتے ہیں مع اسکے اوقات کے لکھا ہو اگرچہ مصنف نے نام پر وزن مقامات اور انکے

اور قات خود سب لکھیں لیکن شرح بھی انکی لکھ دوں تا زیادہ وضاحت ہو جائے کہتے ہیں اور مطربہ ترے رسا
 ماہ مانہ پر زنجیر زلف سی ہوا در تیری آفتاب سی صورت پر پردہ زلف سیاہ کا دیدن صفت تو موصوفت ہی
 اب جواب نکالا کہ ہر کہ آخر شب بین تو راہ حسیں کی کہ نام پردہ کا ہر درست کر اور صبح ہوتے ہی راہ وی کو اختیار
 اگر یہ بھی پردہ ہو اور جب وقت طلوع آفتاب کا ہو تو مایہ کو چھوڑنا لطف حاصل ہر جہیں آفتاب ضمیر یعنی
 پادشاہ کو اور جب سب زری کی چیز پر پونچے یعنی آفتاب نیرہ بھر اونچا ہو جائے تو پردہ راست کو اختیار کر بعد
 جانشین کے وقت عراق سے آہنگ ملانا تو تخت عیش کا پادشاہ ہو جائے اور زوال کے وقت بین تجھے
 راست راست کہے دیتا ہوں کہ مخالفت کی راہ لے اسکو اور صنم حقیر مت جائے پھر بعد زوال کے بوسلیک بجا اور
 فلان کہ ضمیر تیرا آفتاب منیر ہو اور جب آفتاب کا روئے گلگون زرد ہو جائے تو میری نصیحت مان اور عشاق کو
 درست کر اور جو چاہے کہ میری رات اچھی طرح گزرے تو سونیکے وقت مخالفت بجا اور جب شہاب اپنی آگ
 سے تیر لگائے ننگے یعنی تیر شہاب گرنے لگیں تو زرد سپا مان کی بنا اور جس وقت نصف شب ہو تو ایماہ نہاد
 سے موافقت کر قلیل کشمیر جو کچھ ہوا اور اس نہاد کو خوب ساز و موافق کر یہ سب خطاب اسی مطربہ ماہ خالیہ
 زنجیر کی طرف تھے اب پھر اسی سے مخاطب ہیں کہ من بعد چنگ کی طرح خمیدہ ہو مودب پادشاہ کے در پر شکر شیر کے
 مانند گاتی بجاتی داخل ہوا اور ایسا اس کے سینہ لطیف کو کاٹ کہ حریر سے بنفشہ جم اوٹھے یعنی جسم سفید نیلا
 ہو جائے اگر قتل سیماہ رینا اسکا کہ لعل آلت تناسل سے عبادت ہو اور سیماہ آب منی شیر گاہ اینجی تیرے در
 سفتہ کی طرف ڈھونڈھے تو کوشش کرتا غیچہ تیرا اس شیر کو چوسے ہر خوان سے جسکی تاثیر استخوان کیسی ہے
 اور بغایت سخت کہ اس سے بھی کناہیہ عضو تناسل سے ہو اس سبب سے کہ تجھے چرخ پر لقب اسکا شاہ دین آفتاب
 عرش سر پر لکھا ہوا ہو اور نام اسکا شاہ عالم محمد بن تغلق جسکا معین و نصیر کر دگا ہو

قطعه دیگر

قولہ ایکہ در لغھا ہے ابریشیم ہر پردہ فندق ہلال ناست ہر اصل پردہ بجز دوازہ نیست ہر راست وایہ
 و مخالفت راست ہر اعراف و حسینی و عشاق ہر بوسلیک و مخالفت و نواست ہر تو نہادند در صفا ہان زن ہر
 و نور باوی جناب جو در راست ہر سلب این نظم کہ چہ شیرین مست ہر زبور رش خاکپا بے خسرو مست ہر

یہ قطعہ بھی بحر و وزن قطعہ بالامین ہی اللغات قندق انگشتان ہلال ناخن المعنی آئودہ کہ نغمون ایش
 میں جنگا خطاب شے ہیں سر ترے دس انگلیوں کا ہلال ناہی جو دس ناخن ہیں اصل موسیقی پر دون کی بارہ
 مے سوا نہیں ہوا دیوہ یہ ہیں راست و مایہ اور مخالف اور عراق حسیثی و عشاق دہر سلیک و مخالفک اور
 لڑا ہی اس شعر میں بنواست تن میں لکھا ہو جو مجملہ عبارت تن سے سمجھا جاتا ہو نہ پر وہ علیہ میں نے اسکو
 دلو بنا دیا ہو ورنہ کیا ہی پردے تھے محشی و صحیح کسی نے اسکو غور نہ کیا پھر نہاوندہ جفا ہاں در ہادی ہیں اسب تو
 حساب اپنا ٹھیک کر لے دیکھ تو بارہ ہو گئے پھر کہتے ہیں سلک اس نظم کی اگرچہ شیریں ہو لیکن زینت و زیب
 دینے والا اسکا وہ ہو جو خاک پا ہمارے خسرو کا ہو کہ آیا اپنی ذات سے ہو بتغایر فرضی

قطعہ دیگر

قبولہ اگر تو پر وہ شناسی و مرترا باید کہ اصل شعبہ شناسی جو یار بسر آید ہن زندہ دل تنگور جانور غوراک ہدولیک
 از لک و ہان دسر ارش زاید ہدراست خیز و نیرنگے مخالف راست ہد پھر یکہ کہ نغمہ روح افزاید ہد زمریت
 دوم این قطعہ گراہی ہد کہ در کشف ضمیمہ تراہیار آید ہد تو حرف اول ہر شعبہ گیر از پس آن ہد
 و حرف آخر ہر اصل تا بروں آید ہد ہرزم شاہ جہان در بیان این قطعہ ہد امیر مجلس مادمہ
 شکر خایہ ہد یہ قطعہ بحر محض میں ہوارکان اس کے مفاعلتن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن
 یا فعلن یا فعلن المعنی اس قطعہ میں بیان شعبوں کا ہو جو بارہ مقاموں سے کہ اوپر مذکور ہوئے ہد و
 پیدا ہوتے ہیں کہ سب چوبیس ہوئے چنانچہ غیاث اللغات میں مفصل لکھے ہیں اگر شوق دریافت کا ہو تو
 دیکھ لے اور اسکے ناموں میں اختلاف ہو اندا اچھی طرح بیان نہیں ہو سکتے اسواسطے محشی نے بھی اسکو
 بے معنی چھوڑ دیا ہو میں نے بھی چھوڑ دیا

قطعہ در فخر خود

قولہ ناگرچہ دریم قدم از قطرہ کثریم ہد ملک دو کون راہ یکے جو میخیریم ہد در بر کشیم قہرہ قہر از میان حکم ہد
 چون تیغ مہر شکم چرخ ہر دریم ہد از نوک رخ حلقہ رباعی مہ تویم ہد وز نعل اسب خلقہ کش گوش قیصر نہا ہد
 کہ عرض مرتبہ خسروان دہند ہد دارا بے تخت مرتبہ سند سکندریم ہد در ہر ہر و گاہ کہ کونیں ہاں ہد ہد ہر جن

عروسے بداندیش خنجریم + چون ہر اگر چہ سایہ حیر سیاہ ماست + پیرایہ بند شش جہت و مہفت کشوریم + چون
 ماہ گرچہ نعل سم باد پاس ماست + بر فرق سرداران ہمہ عالم افنسریم + نزال زمانہ گرچہ بدستان رستم + سیمرخ
 را تمیمہ باز دست شہ سپریم + ہر مشتری غلام در ماست لا لقم + و آفتاب جام کف ماست در خوریم + آنجا کہ بحر
 فضل تلاطم زندہ وریم + و آنجا کہ شہر علم عمارت شود دریم + بر یاد شاہ حرم آباد لایزال + چون صبح جام
 مہر بوقت سحر خوریم + در انقیاد و طایع امر خلیفہ ایم + در اعتقاد تابع شرع پیمریم + در انتقال امر عبودیت الہ +
 موقوف چہ نوبت اللہ اکبریم + وقت نماز خستہ گر یان و بخودیم + گاہ نیاز مفلس و محروم مضطربیم + بر آستان باگہ
 ذوالجلال او + ہستے زما جوے کہ از نیست کتریم + یہ قطعہ بحر مضایع میں ہر ارکان اسکے مقول و اعلات مقائل
 فاعلان یا فاعلین اللغات بحر گلدستان فریب و بدر رستم سمرخ کہ پروندہ بدر رستم کا ہر تمیمہ تعویذ موقوف ایستادہ المعنی
 ہم اگرچہ دریائے قدیم میں ایک قطرہ سے بھی کتر ہیں لیکن ملک و دون جہان کو عوض ایک جوے نہ خریدیں ہیں ایسے
 مستغنی اور جو ہم خنجر قہر کا میان حکم سے کھینچیں مثل تیغ آفتاب کے تو نون چرخ کا شکم بھاڑ ڈالیں تشبیہ آفتاب
 سے بدینوجہ کہ چارم آسمان پر ہر ادھر کے آسمان پہاڑ کے ادھر نور دیتا ہر ادھر کے آسمان پہاڑ کے ادھر روشن
 کرتا ہر اور ایسے ہیں اگر چاہیں تو نوک نیزہ سے قطعہ ماہ نوکا چھین لیں اور نعل اسب سے قطعہ گوش قید صرین
 ڈالیں جس جگہ کہ قضا و قدر مرتبہ بادشاہوں کا جائزہ لیں تو ہم دارا تخت مرتبہ اور سد سکندر بہن جس موقع
 لڑائی میں کہ نقارہ بلا کا بجائیں تو ہم دشمن بداندیش کے گلے کے خنجر سیاہ ہمارے چتر کا گو سیاہ ہر لیکن مہر کی طرح
 پیرایہ بند یعنی زیب و زینت دینے والے شش جہت اور مہفت کشور کے ہیں اور مانند ماہ کے اگرچہ نعل سم ہمارے
 باد پاک ہر گوجہ سرداران جہان کے سر پر تاج ہیں نزال زمانہ کی اگرچہ مکر و فریب میں بڑی فریب دینے والی رستم
 کی تو مگر ہم تو تعویذ باز و شہ سپر سمرخ کے ہیں اگر مشتری غلام ہمارے دروازہ کا ہر تو ہم اسکے لایق ہیں بیجا نہیں ہر
 اور اگر آفتاب جام ہمارے ہاتھ کا ہر تو شایان اور درخور ہمارے ہر جس جگہ دریا فضل و علم کا موج زن ہو وہاں ہم
 در ہیں اور جس جگہ شہر علم کا بسے اسکے دروازہ ہیں اس شعر میں تلخیص ہر بہ حدیث شریف انا بذینہ العلم و علی
 بابہا ہم مثل صبح کے ہیں جیسے وہ جام مہر کا پیتی ہر دیکھتے ہی ہم بھی صبح ہی صبح یاد شاہ حرم آیا و ذوالجلال
 پر جام نوش کرتے ہیں تا بعد ازری و انقیاد میں راغب طرف امر خلیفہ کے ہیں اور اعتقاد میں تابع شرع پیمریم کے

ایں بحکم اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول وادلی الامر منکم یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور حکم حاکم وقت کی اور فرمانبرداری امر بندگی معبود دین ایسے کہ پانچویں وقت کہ کب اللہ اکبر مودوں کے منتظر کھڑے ہیں اور وقت نماز کے خستہ اور گریبان اور سچ دہن اور وقت تیار زوار کے مجلس و محروم و مضطر ہیں اور اس ذوالجلال کی بارگاہ میں جو هست و قدیم ہی ہماری یہ ہستی کچھ چیز نہیں ہی نیست ہے شکستہ ہیں

ایضاد و تفسیر

قولہ ہنزق ماہ دامن سبز و اسے ماست + در حیب صبح تکہ زہر و قبائے ماست + انجام زہر کہ جہر طاس زہر و سوز و زرد گرد و ہفت دائرہ گردان ہر اسے ماست + نہ حلقہ مدور قلعے نہاد چرخ + سندان حلقہ در خلوت ہر اسے ماست + چرخ برین کہ عرش مجید است نام او + دندانہ کلید در کبریاے ماست + آن مشتری کہ لفظ بقار است مشتری + فراش خاکپاے فضائے فناے ماست + در صفت آن زہر کہ مردان خورد و درد + شکل ہلال فعل سم باد پاے ماست + در شاہراہ شرع کہ پایاں پذیر نیست + تیر کمان چرخ سنان عضاے ماست + آن ہند و سیاہ کہ مدہ در کنار اوست + زلف و عذار شاہ زہرہ نقاشے ماست + لعلان دہر آبدار کہ بر پشت زہر نہاد + عین سرشک دیدہ وریا نامے ماست + ہر ناوک بلا کہ کمان قضا کشاد + ہمیش بسوس سیدہ غم آزماے ماست + نہ سقفت پر جلاجل مینا نامے چرخ + برگردن جازہ نصرت وراے ماست + گفتیم ز چشم مامزای آب و دیدہ پیش + گفتا خیال ہن لب دریا چہ جاے ماست + چاچی کہ لفظ او شکر نشان تراز نیست + دریاغ موج طوطی نغمہ سرا ماست + یہ اشعار بھی بحر و وزن سابق میں ہیں اللغات تکہ زہر و آفتاب جام زہر آفتاب ج طاس زہر و آسمان نہ حلقہ مدور آسمان قلعے نہاد باعتبار رنگ مشتری نام ستارہ و خریدار قبا بکسر میدان طشت زہر و سوز زہر و پر جلاجل باعتبار مہر و ماہ جازہ شتر مادہ راے گفتہ لب دریا چشم طوطی ہندی تہا المعنی مصنف کہتے ہیں کہ ماہ کے سر پہ ہماری ہی چادر سبز کا پلو پڑا ہوا ہے جو ایسا روشن ہو رہا ہے اور گریبان صبح پر تکہ زہر کہ آفتاب ہی جارنی ہی قبا لگا ہوا ہے جو یہ جہم روشن اسکا ہے سر کی قید بنظر اسکے کہ رنگ ماہ کا سنہرہ ہی لچا ظاسکی تدویر کے وہ جام زہر آفتاب کہ سر طاس زہر و فلک پر رکھا ہوا اور ہفت دائرہ گردون میں کیونہی ہی بسوینہ جام ہمارے ہی واسطے ہی آوریہ نہ حلقہ مدور قلعے نہاد فلک کے ادنی سندان حلقہ در ہماری خلوت ہر اس کے ہن سندان

وہی لڑنے کا نگر جو دروازہ پر دستک دینے کے واسطے لگاتے ہیں چرخ برین جسکا نام عرش مجیدی ہمارا
 دربار کی جگہ کی ہو اسکی ایک دھندلہ ہو وہ مشتری کہ نقد بقا کا خریدار ہے اسلیے کہ نہ معلوم کب سے ہو اور کب
 تک رہے ایک ادنیٰ فراش میرے میدان فنا کا خاک پا جھاڑنے والا ہو جس سے یہ رتبہ پایا ہو وہ صحت مرکب
 کہ جسکے رخ و در دہننے والے مردان مرد ہیں اسین نعل سم ہمارے ہی گھوڑے کا تشیل ہلال انگشت نما و
 مشہور ہو یعنی ہم عاشقوں میں بھی مشہور و ممتاز ہیں اور شاہراہ شرع میں جسکی انتہا نہیں تیر کمان چرخ کا
 سان ہمارے عصا کی ہو یعنی ہمارے عصا کو کمان چرخ نے اپنا تیر بنایا ہو کمان چرخ خواہ چرخ ہو کہ خمیدہ
 بصورت کمان کے ہو یا بوجہ توں کہ فلک ہشتیم پر ہو مطلب یہ کہ تشرع ہمارا صرف اس عالم ہی میں نہیں بلکہ
 ہشتیم فلک تک پہنچا ہو اور عالم کے معاملات کی تو فلک ہشتیم ہی تک رسائی ہو اور اکثر عالم و مسلخ عصا
 رکھتے ہیں اور عصا میں انکے پوری بھی ہوتی ہو اور تیر میں بھی اسید واسطے سان کہا ہو اور نیز ہر جگہ
 تیر اور وہ ہندو سیاہ جسکی نعل میں ماہ ہو وہ ہمارے شاہد زہرہ لقاکے زلف و رخسار ہیں اور وہ در آمدار
 جو طشت زہر پر کہ چہرہ ہو رکھتے ہیں وہ خاص اشک ہمارے دیدہ دریا نما کے ہیں جو رو سے زہر پر بہ رہا
 ہیں اور ہم ایسے بلا انگیز ہیں اور نشانہ بلا کے کہ جوناوک بلا کا کمان قضا سے نکلا اسکا ٹھکانا ہمارے ہی
 سینہ غم آزا میں ہوا ہو نہ سقت ای نہ فلک جو پر جلاجل باعتبار مہر و ماہ و کو اکب کے ہیں یہ سب ہمارے جواز
 نصرت و رای کی گردن پر رکھے ہوئے ہیں ہم ہی انکے حال میں ورنہ بے عمد کیسے قائم رہتے ہیں نے اپنے
 آئینہ سے کہنا کہ میری آنکھ سے نکل کے آگے مت جا کہنا ذرا تو اپنے خیال ناقص کو غور کر کیا لب و دیا ہماری جگہ
 ہو جس اس صورت میں آنکھیں دریا ہوئیں آپ کہتے ہیں بتغایر فرضی کہ بدر چاچی جسکے لفظ شیریں نکل و نشان
 زیادہ شراب سے ہیں متولع مع میں طوطی نغمہ سرا ہمارا ہو یعنی وہ ہم ہی ہیں

قطعہ دیگر

قولہ قلم بدست دبیر خدایگان جہان + عطار و لیست زحل سر کہ شب برد سوے ماہ + ہر زنگبار برد عقد ہا
 مردارید + بسوبے چین زندہ بحر ہوش سہ ماہ + بر لبائے زرین کشیدہ آب کشیت + زبان شکافۃ و سر
 بریدہ روے نسیا + ہرچ ماہ نواید ز شام تا سائو + چو صبح آئندہ ماہ را سیاہ باہ + سخن بہر کہ بود جز تیغ

گندارو و از انچہ باشد اندر از سینہ آگاہ و بر اے نصرت شاہ محمدی ہروم و بگردوم کشد از دیار ہند پیاہ
 باین قلم چو مہ نولال شدن بدر و گواہ صادق اور و سب ز رویش دوتاہ و ولی چو خامہ سیدروسے
 باداگر یکدم و چو خامہ سر کشد از خط حکم شاہنشاہ و یہ قبطہ بحر مجتہدین ہر اکان اسکے مفاعلن مفاعلن
 فعلان یا فعلن اللغات رنگبار و دوات زحل سر باعتبار سیاہی شب و دواہ کا غلبہ چاہ
 پنج ماہ پنج گشت شام دوات صبح کا غدا المعنی تینے وہ قلم جو ہر تہمین دبیر خدایگان جہان کے ہر خود ایک عطار و
 ہر جو دبیر فلک کلاتا اور زحل سر ہے کہ رنگ زحل کا سیاہ ہی باعتبار اسکی تدویر کے کہ سیاہ رنگ ہی اور شب کو کہ
 سیاہی ہی ماہ کی طرف بجاتا ہے کہ وہ کاغذ ہی رنگبار دوات سے لڑیاں مروارید سطور و حروف کی چین کی طرف کہ او
 کاغذ سے ہی دریا کی راہ جو ہر تہمین ہر لہجہ جاتی ہے اور تین ماہ نو اسکے سر پہ ہوتے ہیں کہ وہ تین انگلیان خمیدہ شکل
 بلان میں اور لباس زر پہنے ہوئے کہ اکثر قلم پادشاہوں کے منقش ہر ہوتے ہیں ایک اکبش ہی باعتبار سیاہی
 کھینچنے کے اور چنان و چین کہ زبان شگافتہ سر بریدہ سیاہ رو کہ ایسا اکبش کسی نے نہ کیا ہوگا اور یہ سب
 کیفیتیں قلم میں موجود پانچ ماہ نو کی مدد سے کہ پانچ انگلیان خمیدہ ہیں شام سے جو دوات ہی آتا ہی تا آئینہ
 ماہ کہ جو مثل صبح کے ہو کہ وہ کاغذ ہی انہی آہ سے سیاہ کرے آہ حروف و سطور اور ایسا راز دار کہ جب تک تیغ
 اسکے سر پہ نہ چلے کیسی بات نہ کہے اس سبب سے کہ یہ سینوں کے بھید سے آگاہ ہو اور واسطے مدد شاہ محمدی
 ہر وقت گرد و روم کے دیار ہند سے سپاہ لاتا ہی روم کاغذ دیار ہند دوات سیاہ وہی تحریر اب مصنف بخارہ
 اپنا حال کہتے ہیں کہ میں اسی قلم کی قسم کھاتا ہوں کہ تن بدر کا مانند ماہ نو کے کھٹ اسکے ہلال ہو گیا ہو اور اس بات
 پر روم سے زرد اسکا اور پشت دوتاہ و گواہ صادق ہیں لیکن ہی یہ کہ خامہ کے مثل خدا اسکا رو سیاہ کرے
 اگر یکدم بھی وہ خط حکم شاہ سے کشی کرے

قطعہ دیگر بامیرا صطیل بادشاہ

تو کہ یگانہ دو جہان پائے چار طاق درت و تہمین تہمین تا کہ از نہ رواق در گرد و فراز نہ گنگہ کہ پائے خیمت تو
 خبر کہ ترنہ بال آسمان نیر و بدست در ز انعام شاہ یک بغلست و کہ دقت عجلہ ز گیران جسم کہ و بہر و
 بہر کہ مہر کا وزین فرو شکست و بہر کہ شیر سپر و بہر کہ شکوہ کہ مرا و را و بہر کہ باطن زمین و چہار

بادشاہت بہ یک قوم سید و چہن نگا اور عناکہ باغ جنت را بد قفا خریست کہ برگ گئے از و بچروند چنان ضعیف
 شد از بچوئے کہ باد خفت بدو چو برگ گل بخت خرمن ہش ببر و اگر عطاش وہم ضرب ششی نزد بدو برگ ہاش کفر
 کس بیک جوئے خرد و امیر آخر سلطان قوی کرم لگے بد کہ تا بچشم عنایت بروست ادگر بدو یہ قطعہ بھی بحر وزن
 صدرین ہوا **المخاضات** نقل ہندی خیر عجلہ شتافتن سکون جیم بہ ضرورت شعر ضرب ای نوعی المعنی ای نیکانہ
 دو جہان کے پایہ تیرے دو واڑہ کے پار طاق کا قریب ہو کہ علوشان مین نہ رواق نلک سے لکھی اسے ایسا عالی
 رتبہ تو ہرے اور تیری حشمت کے کنگرے کنگرے پہر سوا سے کہو تر نہ بال آسمان کے نہ اوڑھ سکے اب جواب نہا کہ ہو
 کہ بدر کو بادشاہ نے ایک خیر الخاتم مین دیا ہو کہ وقت تیز روی کے حضرت سلیمان کے گھوڑے سے بھی جو تو دہوا ہی
 اتنی سبقت لپیٹے گیران بکان تازی وہ گھوڑا جو ایک شخص کے واسطے مخصوص ہوا در خواہر کہ ہوا سوا سے حضرت
 سلیمان کے اور کس کا گھوڑا نہی معمول ہو کہ گھوڑا خیر وغیرہ لگے ٹاپ سے زمین کو ریدتے ہیں وہ خیر ایسا زبردست
 ہو کہ اگر زمین کو ریدے تو ہرے پشت کا وزمین کی توڑ دے اور اگر آواز کرے تو زہرہ شیر سحر کا بچاڑ دے ہر چند
 کہ شیر سے گھوڑا لگے ہا خیر بہت ڈرتا ہو جسمات مین تو کوہ شکوہ ہو اور بساط زمین پر حال اسکا یہ کہ چار ماہ کی فست
 ایک قدم کے حوالہ کرتا ہو کہ تو ہی طر کرنے چار ماہ وہی چار نعل بشکل ہلال بخشی نے سپرد کے مضین لکھا ہو یا مال
 ساز و ایسا خوبصورت نگا و رہو کہ باغ جنت سے اگر وہ ایک برگ گل چرے تو جنت نہایت ہی فخر و ناز کرے
 بسا ایسا بے دانہ رہنے سے ضعیف ہو گیا کہ ملکی سے ہوا اٹھا کر برگ گل کی طرح خرمن ماہ تک اسکو لیجائے
 اب جگو کچھ عین نہیں آتا اگر کسیکو دیدہ و نو کسی قسم کا کچھ احسان نہیں کس سے مثال دون کہ اتنا سا احسان ہوگا
 کوئی چیز ایسی نہیں معلوم ہوتی اور اگر بچوں کو کوئی ایک جو کو مول نہیں لیگا لا بد تو امیر آخر سلطانی ہوا بچے
 کرم سے کہدے کہ چشم عنایت اسکی صورت حال پر ڈالے رہے اور رحم کرے

قطعہ دیگر

قولہ مقصود کاغذ و حجرہ والو ان نگا خشت کا شانہا کے کسر لکھا کہ بر فراشتن بد گہا سے ولفرب دور ختائن
 اپنا رنج و درباغ و بوستان نہ سر لطف کا خشت بد از ہر آنست تا بمراد دل اندر و بد یک لحظہ دوستی بتوان
 باز و خشت بد و در نہ چکو و مرم عاقل بنا کند بد ہرگز عارفی کہ باید گنداشتین بد یہ قطعہ بحر مضارع مین ہوا کہ ابن

اے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان یا فاعلن الالغائات کا مخمل ایران صحن نگاشتیں منقش کرنا المعنی
لیتے کاخ و جہرہ اور ایوان کا منقش کرنا اور کاشانی بلند سر فلک بنانا اچھے اچھے گل و لعل اور درخت آباد
باغ و بہستان میں بڑے لطیف کے ساتھ ہونا اس سے مقصود یہی تو ہے کہ لحظہ بھر بہ مراد دل دوستی ان سے کر لین
اور اگر یہ ایک لحظہ کی دوستی انکو مقصود نہیں ہے تو بھلا عاقل بھی کہیں ایسا کرتے ہیں کہ عمارت چھوڑ جانے کے
واسطے بنائیں یہ عاقلوں کا کام نہیں ہے

قوله خداوند امر اور علم منقول ہو زبان و دیدہ و دل گشت گویا ہو سو معقول نیزم و سترس هست ہو اگر چہ سترس
چون پور سینا ہو تر اگر مال بسیارست باشد ہو رضینا قسمۃ الجبارینا ہو یہ اشعار ہرچ مین ہین انکان اسکے
مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین اللغات منقول علم تفسیر حدیث معقول صرف نحو منطق ریاضی وغیرہ
پور سپر سینا نام پربو علی حکیم المعنی خداوند اطراف و بادشاہ کے ہو کہ او صاحب مجکو علم منقول تو ایسا ہو
جس سے میری زبان و دیدہ اور دل سب گویا ہین اور معقول مین بھی دسترس ہو اگر چہ پور سینا فیض علی
بن سینا کے مثل نہیں کہ اسی معقول کی بدولت چندے مرحد ہو گیا تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہو اسکا جسم ہو
یہ دولت تو میرے پاس ہو تیرے پاس اگر بہت سال ہو تو ہو مین اسپر راضی ہوں جو میرے حصہ مین خدا تعالیٰ کے

دیکر فرد

کرم بباغ سخا رستہ بود کرم بخور و بد بگوش ہر کہ بگفتم کرم بگفت کرم بد یہ شعر بھی بحر محبت میں ہو مفاعلن
فملائن مفاعلن فملائن یا فملائن اللغات کرم فمقحنتین معروف و نیز بمعنی گر ہستم کرم بالکسر ہندی کیڑا بمعنی کرم
جہان سے نامید ہر کسید وقت میں باغ سخا سے جماعتا سو کیڑے نے اُسکی جڑ کھالی اب کیسکے سب اپنے نام کرم کا لیتا ہوں
تو کھتا ہوں کرم یعنی ہرا ہوں مجھے منت پونچھ میں نے نہیں سنا جواب ہی کیا ہوں ۔

دیگر نظم

طال شدی الی محبتکم + ایہا الغائبون عن نظری + روز و شب مونس خیال شماست + فابسلو ان غیر الکلم خبر
 البعنی بترجاہو + ایہر شوق میرا تمھاری محبت میں ای وہ لوگ جو میری نظر سے غائب ہو دو ذرات تمھارا

خیال میرا نہیں رہا میں اس اپنے خیال ہی سے میری خبر لے چکا

خاتمہ الشرح از جانب معزاللہ خان کمترین شاکر و شایخ ذلیشان نور الدین قمریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعی تشریح کہ زبانت چھٹش قاصر ہریدگی تن از و خدا ظاہر ہر وجودت الفاظ معانی نازلان در الفاظ بانہ از معانی ناظر
 سبحان اللہ یہ وہ شرح ہے جس سے شاعرین پر بات ہے بیچ تو یہ ہے کہ شایخ کی اعجاز و کلمات ہر متن ماتن کی متانت
 عبارت اور علو معنی کے فوائد جو مدت سے مردہ درگور تھے آج اس شرح کی بدولت انکو وہ حیات حاصل ہوئی
 جو حضرت خضر کو آب حیات سے ناظرین شائقین اس شاہد لاثانی معانی کے حسن و جمال و قریب پر اگر شاعر
 دل و جان سے شمار و قربان ہوں تو سزاوار و شایان ہے کیونکہ آب و تاب جو اہر حسن و خوبی کی بخوبی اسکی ہر
 عبارت و آئینہ رخسار سادہ الفاظ سے صاف آشکار و نمایان ہے مثنوی شاعر نے قصیدے جب سے لکھے
 محتاج اسی شرح کے وہ بس تھے کہ معنی لکھے معجزہ دکھایا کہ زہدین کیا ہو بند و ریاہ رستہ نہان نظر سے
 چلے کہ روشن ہوے اونپر مثل دن کے کہ انصاف سے دیکھیں دین و دعاتین بد شاعر کلم کی لین بلا تیر
 معنی کو کیا ہو صاف زندہ کیونکہ نہ کون میں رشک عیسیٰ کہ ایسا نہوا نہوا گا کہ اور وہی
 الفاظ کے کھلنے معانی کے معنی کو ملی عجب روانی ہو کیونکہ فروغ ہر دن شایخ تو قمرین بد راتن
 روک اپنا قلم بیان ہو اعلیٰ کہ کر بند دہن کہ تو ہی ادلی بد قوت
 نمکتہ سنجی نکات مشککہ سب ہو گئے حل ہر بلا کی ہر طہرین روانی کہ خرد سے مین نے سال ختم پوچھا کہ کہا
 نے مثل شرح بد رچاچی پوچس ازین یہ کہتے کہ خود شہ جین خرمن افادت و افاضت جناب مولانا
 محمد عبد المجید خان صاحب شایخ ابن السارحین اعنی امجدان معزاللہ خان ولد عبد الرحمن خان
 مغفور الرحمن حافظ آبادی رحمت و مغفرت خداوند جہان آفرین سخن سنجان معنی فہم اور معنی سنجان سخن
 فہم کی خدمت میں تیس برس رہا ہے کہ استاد موصوف الصفات نے آغاز اس شرح کا سال ۱۳۰۰ ہجری میں کیا تھا
 اسوقت سے اب تک ہر غایت و مناسبت سال آغاز تصنیف باسم محبوب و مرغوب مونسوم کیا ہے مگر افسوس
 کہ خاتمہ نظر اعلیٰ اور شرف مشرف و مختتم نہونے پایا تھا کہ جناب مخدوم مرحوم عازم ملک بقا ہو کر نیک نامی و دنیا

و مغفرت آخرت کا گوشہ نیکی اور یہ آئینہ کتابین کہ فی الحقیقت نمونہ ہشت بہشت ہیں اس دارنا پائیدار میں
 ہر کوئی تھمے دے گئے یعنی قصاید نعتیہ ہدیہ مجید یہ ترجمہ تھمے اثنا عشریہ شرح شبستان نکات شرح سکتہ درنامہ
 شرح گل کشتی شرح فتویٰ مولانا سے روم شرح قصاید عرفی شرح قصاید بدر چاچ۔ اللہ تعالیٰ مصنف موصوف
 کو داخل علیین کر کے اپنے جمال باکمال سے بہرہ مند و شاد کام اور آنکے کلام مجر نظام مطبوع خاص و عام
 خصوصاً شرح ہذا کو مقبول کا فائدہ نام نہائے قطعہ آئی یہ محبوب و مرغوب ہووے جگہ آنکھ میں دل میں دین
 خاص و عام ہر طفیل محمد علیہ الصلوٰۃ و طفیل صحابہ علیہم السلام آمین

تاریخ وفات شایخ

مقامی مرتے قدر دان و مطاع جہان ہر سد ہارے جو دنیا سے سوے جہان ہر دو شنبہ کا دن اولین
 پاس تا بد جو یہ حادثہ سخت ہمیر پڑا ہستی اول جادی کی تاریخ سلخ ہر ہوی زندگی ہمیر جسر و تلخ ہر ہوے
 تیرہ صدی جب تیرہ سال ہر گیا سوے گردون وہ مہر کمال ہر ہو کیا سال رحلت کی فکر و تلاش ہر جگر
 چاک ہوا و دل پالاش ہر یہ کہتا ہر خود خاتمہ سینہ چاک ہر رقم کر ہوے داخل خلد پاک ہر تنہوی پارتی غم کا تیر سینے
 بتو میرا انکا ساتھ ہر سر پہ امیرے جنکا ساتھ ہر عمر انبی بھی پونجی حد پر ہو ہر فکر عقبی کی ہو تو بہتر ہو ہر
 عقوبت ہو جائیں سارے جرم و گناہ ہر ار
 ہر عزت اللہ ہر یا خدا ہو دعامری مقبول ہر طفیل رسول و آل رسول ہر انکیز

خاتمة الطبع از نب کار پر دازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدر گاہ اپزد متعال کہ ان ایام برکت الص
 کار نامہ بنگر جسکا حرف جرن رکوش جام جم و آئینہ اکندر
 ہر دافع معضلات رافع مشکلات موسوم بہ شرح قصائد بدر چاچ
 عبد المجید خان صاحب مرحوم ساکن پٹی بھیت نہایت اہتمام و حسن انتظام سے مطبع نامی روشنی نوکشور واقع کھنڈوین جالی پٹی
 جناب مولیٰ القاب نقشبندی پراگ نرائن صاحب دامت اقبالہ مالک مطبع موصوف بہاؤ نمبر سر ایہ مطابین ماہ جادی الاخری
 ۱۲۸۵ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ ہوئی حق تعالیٰ مقبول خلافت فرماست

دیوان حضرت - خواجہ معین الدین جشتی -
 دیوان حضرت غوث الاعظم -
 رباعیات عمر خیام - از استاد عمر خیام -
 دیوان مخفی - ایرانی رشتی استاد سخن -
 دیوان غنی - نازک خیال ملا طاهر کشمیری -
 دیوان قاسم مختص به دیوانہ استاد معروف -
 دیوان نایب صر علی - سرہندی مشہور آقان -
 دیوان کشفی - از مولانا سلامت اللہ -
 دیوان ہلالی - از مشاہیر ایران -
 دیوان خواجہ قطب الدین - بختیار کاکی -
 دیوان خیال بخجروی - از سیتل سنگہ بخجو -
 دیوان صہبائی - از امام بخش دہلوی معروف -
 دیوان مخزن التوحید - از اسکے کنھیالال -
 دیوان نویدی - مشہور عام -
 دیوان رسوا - کلام ملا احمد حسن رسوا -
 دیوان واقف - از نور الدین لاہوری -
 دیوان امیر - کلام سید امیر الدین -
 قصائد عرفی - محشی -
 شرح قصائد عرفی - از ملا قطب الدین فارغ -
 قصائد بدیع چاچ - محشی مع فرہنگ اصطلاحات -
 شرح قصائد بدیع چاچ - مسنی بکاشفت الاسرار -

از مولانا غیاث الدین -
 قصائد جدیدہ نظام - از آداب مردان علی خان
 رعنا مرحوم -
 ساقی نامہ ظہوری - محشی از ملا نور الدین ظہوری -
 قرآن السعدین - مشہور تصنیف امیر خسرو دہلوی -
 سرور العباد - شرح قصیدہ بابت سعاد - از مولوی
 عبدالحافظ محمد زید رامپوری -

قصص نظم و رسی وغیرہ

شتوی خسرو گل - مسی بہ خسرو نامہ - از شیخ
 فرید الدین عطار
 شتوی مخزن الاسرار - از خواجہ نظامی -
 ظہور الاسرار - شرح مخزن الاسرار از ملا ظہور الحسن
 شتوی لیلی مجنون - از خواجہ نظامی -
 شتوی خسرو شیرین - از خواجہ نظامی -
 شتوی ہفت پیکر - از خواجہ نظامی -
 سکندر نامہ بری محشی کلان جلی قلم مع فرہنگ
 از خواجہ نظامی -
 سکندر نامہ بری - خفی قلم محشی -
 شرح سکندر نامہ بری - از علمائے کلکتہ معروف
 پنجاب الشروح -
 شرح سکندر نامہ بری - معروف بشیخ گوی راجہ پنجاب

شرح سنگد رنانه برقی - از تفسیر الدین شاه -
 شرح سنگد رنانه برقی - از مولانا غیاث الدین -
 سنگد رنانه بحر - از خواجہ نظامی -
 شغوی یوسف زلیخا - از ملا عبد الرحمن جامی
 جلی قلم محشی -

شرح زینبائے جامی - از مولوی محمد شاد
 تحفة الاحرار جامی - محشی -

بحر الاحرار جامی - محشی -

شغوی یوسف زلیخا سے فروسی - استاد مولانا

شغوی لیلی مجنون - از امیر خسرو -

شغوی ہشت بہشت - از ملا خسرو -

شغوی لیلی مجنون اتقی -

شغوی شیرین خسرو آصفی - از نواب

احمد جاہ -

شغوی تحفة العراقین - از فضل الشعرا

خاتانی -

شغوی نادر فیضی -

شغوی عینیت - از ملا محمد اکرم ملانی -

شغوی شتر غم - از ملا محمد مقیم -

شغوی لالی - مشہور نازک خیالی -

شغوی چشمہ طہران - مشہور مولوی ابوالحسن

صاحب فرید آبادی
 شغوی میر عبد الجلیل - بلگرامی جہانگیر القدر
 نامی قابل -

شغوی نالہ منظور - از میر منظور احمد دہلوی ملکہ -

شغوی شکرستان خیالی - مع خوان نصرت

از ملا دوتی -

شغوی زاد المسافرین - از ملا حسین ذاعظہ -

ترجیح صید - خود رفتہ از منشی بہارنی لال -

فسانہ دامن و عذرا - از شہر سے قدیم صرہی -

قصص نثر درسی و غیرہ

عیار دانش - از شیخ ابوالفضل - وزیر اکبر بادشاہ

شبستان عشرت - معروف بہ عجیب الغرض از

منشی نجمت سنگھ -

النوار سہیلی - از ملا حسین ذاعظہ -

مفرح القلوب - یعنی گیدڑ نامہ از مفتی تاج الدین

نگار دانش - شخص النوار سہیلی مولفہ بخشی ذیل کشور

صاحب سی آئی - ای مرحوم -

بہار دانش - علی قلم محشی مورسی - بیونہ سابی

ستورات مین -

حدائق العشاق - از ملا رضی -